۷۸۶

# گوہرِ شہوار

ترجمۂ

# مخزن اسرار

تالیفِ لطیف


جناب محمد یوسف خان صاحب سلیم شادانی بی۔اے

پنشنر پروفیسر فورمین کرسچین کالج لاہور



بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

ڈسٹری پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام لالہ لبھارام پروپرائٹر چھپا

# فرخندہ نعمتے ست بدوختن انتساب

زہے خوش بختی کہ میری اس ناچیز ادبی کاوش کو باہمہ بے مائگی سرمایہ دارِ فضل وکمال۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع و اصول محقق مدقق۔ علامۂ زماں۔ فاضلِ جلیل۔ عالمِ نبیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے پروفیسر فورمین کرسچین کالج لاہور کے نامِ نامی سے منسوب ہونے کا فخر حاصل ہے جن کی ذاتِ والا صفات ہر قسم کی تقریباتِ تعارف سے مستغنی اور بواسطۂ انتساب اس کتاب کو منصۂ شہود پر لانیکے لئے دست آویزِ شگرف ہے +

منت پذیر سلیم شادانی

# فہرست مضامین

*

هوالجلیل

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**بحر** ۔ سریع مسدس مطوی مکشوف یا موقوف ۔ **وزن** ۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن یا ۔ فاعلات ۔

ہست کلید الخ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خزانہ کلیم لے دروازہ کی کنجی ہے ۔ گنج حکیم سے مراد سورہ فاتحہ ہے ۔ جیسا کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا الفاتحہ کنز من کنوز العرش یعنی سورہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ۔ چونکہ فاتحہ کے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے ۔ اس لئے اسے سورہ فاتحہ کی کلید قرار دیا ہے ۔ فاتحہ فکرت الخ آغاز فکر اور سخن خاتمہ کلام کا نام ہے اسی پر ختم کر ۔ پیش وجود الخ (آئندگان سے مراد تمام مخلوقات اور پائندگان سے زمین و آسمان ۔ عرش ۔ کرسی ۔ لوح ۔ قلم اور ارواح ہیں کہ ان کے لئے باقی وجودات کی نسبت زیادہ بقا ہے) وہ تمام موجودات کے وجود سے پہلے ہے اور عرش و کرسی وغیرہ تمام سے زیادہ باقی رہنے والا ہے ۔ سابقہ سالار الخ سابقہ سالار مقدمۃ الجیش ۔ مرسلہ = ہار ۔ مرسلہ پیوند ۔ آراستہ کرنے والا ۔ مراد خالق اور قلم سے مراد لوح و قلم ۔ جہاں قدیم کا پیشرو اور قلم کے گلے کا آراستہ کرنے والا ۔ پردہ کشائی الخ پردگی ۔ پردہ نشین ، پردہ شناسان کار ۔ عرفا ۔ پردہ کشا = پردہ چھوڑنے یا کھول دینے والا مراد خالق ۔ وہ پردہ دار آسمان کے پردہ کا چھوڑنے والا ہے ۔ یعنی خالق فلک اور عرفا کا معشوق ہے ۔ مبدع ہر چشمہ الخ مبدع ۔ بغیر آلہ اور مادہ کے پیدا کرنے والا ۔ مخترع بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ۔ (ترجمہ) ہر چشمہ سخاوت کا

کا خالق اور ہر موجود کا موجد ہے۔ لعل طراز الخ لعل طراز۔ جواہرات اور موتیوں سے آراستہ کرنے والا۔ کمر آفتاب میں اضافت بیانی ہے۔ جس سے مراد خود آفتاب ہے۔ حلہ گر۔ لباس فاخرہ پہنانے والا۔ حلی بند زیور سے مزین کرنے والا۔ آفتاب کو لعل پیدا کرنے کی استعداد بخشنے والا۔ زمین کو پھولوں اور نباتات کا لباس پہنانے والا۔ اور پانی کو موتیوں سے آراستہ کرنے والا وہی ہے۔ پرورش آموز الخ درون پروراں۔ اہل معرفت۔ اہل معرفت کو تربیت باطن سکھانے والا۔ اور روزی خواروں کے لئے دن نکالنے والا وہی ہے۔ اوّل و آخر الخ۔ ذات اور صفات میں اوّل و آخر وہی ہے۔ اور موجودات کا پیدا اور نیست کرنے والا بھی وہی ہے۔ اوّل اول الخ اس کا اوّل ہونا ایسا اوّل ہونا ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں۔ اور اسکا آخر ہونا ایسا آخر ہونا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ مہرہ کش مہرہ کش موتیوں کی لڑی میں پرونے والا۔ عقل کے یکتا دھاگے کو موتیوں کی لڑی بنانے والا کرنے والا ہے اور عقل کی چشم بینا کی روشنی ہے۔ داغ نہ الخ ناصیہ داران پاک سے مراد فرشتے جو ہر دم عبادت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں۔ داغ نہ سے مراد مخصوص کنندہ یعنی فرشتوں کو اپنی عبادت کیلئے مخصوص کرنے والا۔ ملائک کی پیشانی پر نشان سجدہ ثبت کرنیوالا اور زمین کے تخت نشینوں (یعنی انسانوں) کا تاج دینے والا (مراد سرفراز کرنے والا) ہے بیت خام کن پختہ تدبیر ہا را الخ (ترجمہ) پختہ تدبیروں کا خام کرنے والا۔ اور گناہوں کا عذر قبول کرنے والا ہے۔ حضرت علی علیہ السّلام کا قول ہے عرفت ربی بفسخ العزائم یعنی میں نے خدا کو ارادوں کے فسخ ہونے سے ہی پہچانا ہے۔ **قطعہ**۔ با جبروتش کہ الخ اس کی بزرگی کے مقابلہ میں کہ دونوں جہان بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ہماری ابتدا اور انتہا ایک دم کے برابر ہے۔ بود و نبود الخ (ترجمہ) خدائے تعالیٰ موجود اور یہ جو کچھ بلند و پست ہیں نہ تھے۔ وہ رہیگا اور یہ تمام جو موجود ہیں نہ ہونگے۔ نسخہ

غوغائی الخ۔ شحنہ۔ کوتوال۔ پاسبان۔ تدبیر شناسندگان، عرفا۔ یعنی (یعنی خدا کی ذات سے ڈرنے والوں کی فریاد کا پاسبان اور عرفا کی تدبیر کا سرچشمہ ہے۔ **قطعہ** پرورش آموختگان الخ گزارش الخ پرورش آموختگان ازل، اہل دانش۔ ازل کے پرورش آموختگان نے اس بات کی مشکل کو حل نہیں کیا کہ ازل سے اس کا علم کیا دریا ہے اور ابد تک اس کا ملک کیسا (وسیع) جنگل ہے۔ یعنی اس کے علم کے ازلی اور اسکی حکومت کے ابدی ہونے کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ کن مکن ہر چہ الخ۔ کن امر۔ مکن نہی۔ مراد حکومت۔ ہر وہ چیز جس میں زندگی ہے اُس کی حکومت اللہ کی حکمرانی کے سامنے غلامی ہے۔ روضۂ ترکیب الخ روضۂ ترکیب جسم۔ حور روح۔ تیرے وجود کے باغ کے لئے حور اسی کی جانب سے ہے اور تیری چشم بینا کے لئے نور اسی کی طرف سے ہے۔ منت اور الخ کمر کوہ۔ زمین۔ کلاہ زمین۔ آسمان۔ زمین و آسمان کے ذمہ اُس کے احسان کی ہزاروں ثنائیں واجب ہیں۔ **قطعہ**۔ تا کرمش الخ تتق۔ پردہ۔ خار اور گل نے اور شکر لازم و ملزوم ہیں (ترجمہ) جبتک اس کا کرم نور کے پردہ میں تھا اُس وقت تک کانٹا پھول سے اور گنا شکر سے دور تھا۔ جبکہ اُس کی بخشش سے اُس کا کرم آمادہ ہوا تو ہستی کی قید عدم سے چھوٹ گئی یعنی اُس کے ظہور کرم سے پہلے موجودات عالم وجود میں نہ آئی تھیں۔ **قطعہ**۔ در ہوس الخ دو سہ ویرانہ دہ سے مراد دنیا کار گرہ۔ بر گرہ بودن۔ کام اُلجھا ہوا اور مشکل ہونا۔ دانہ کردن۔ پراگندہ کرنا۔ گہر عقد آفتاب۔ جعد۔ زلف۔ شانہ کردن۔ آراستہ کرنا۔ اگر د عادم شانہ کرد ظاہر کیا (ترجمہ) ان دو تین ویرانہ گاؤں کی پیدا کرنے کی خواہش میں آسمان کا کام پیچیدہ تھا۔ کیونکہ حکما کا خیال ہے کہ گردش افلاک ہی سے موجودات عالم کا ظہور ہوا ہے۔ یعنی آسمان دنیا کی خلقت کے لئے ہی گردش کر رہا تھا۔ چنانچہ جبتک یہ وہم سوز گرہ نہ کھلی اُسوقت تک رات کی زلف دن کے ہاتھ سے مامون نہ ہوئی یعنی جبتک یہ دنیا پیدا نہ ہوئی اُسوقت

تک دن رات میں تمیز نہ ہو سکی (ترجمہ) جب آسمان نے لڑی کے موتیوں کو بکھیر دیا۔ تو رات کی زلف کو عدم کی گرد سے صاف کر دیا۔ زیں دو سہ الخ۔ چنبر۔ دائرہ۔ دو سہ چنبر چند حلقے مراد چند افلاک۔ ترجمہ۔ ان چند حلقوں سے جو آسمان پر پیدا کیے کرۂ زمین پر سات قدم لگا دیئے یعنی سات زمینیں پیدا کر دیں۔ کرد قبا جبہ الخ قبا کردن۔ چاک کرنا۔ دو کلاہ دار سفید و سیاہ سے مراد روز و شب بلحاظ مہر و ماہ۔ ترجمہ۔ ان دو سپید و سیاہ کلاہ داروں سے آفتاب اور ماہتاب کو ظاہر کیا۔ بیت زہرہ الخ زہرہ۔ پتہ میغ۔ بادل۔ ترجمہ دریا کے دل سے بادل کو برسایا۔ اور سبزے کے کنارے چشمۂ خضر پیدا کیا۔ آفتاب کی حرارت سے پانی جذب ہو کر بخارات بنتے ہیں اور وہی بخارات بادل بنکر برستے ہیں چشمۂ خضر سے مراد عام چشمہ ہائے آب۔ جام سحر در الخ جام سحر آفتاب گل سنبر نگ سے مراد زمین تیرہ یا سیاہی شب اور سنگ سے مراد جواہر جرعہ سے مراد شعاع ہے۔ ترجمہ آفتاب کو سیہ رنگ زمین میں ڈال دیا اور اسکا ایک گھونٹ پتھر کے منہ میں ٹپکایا یعنی آفتاب کی تاثیر کو زمین میں ڈالا تو نباتات پیدا ہوئی اور اس کا ایک گھونٹ پتھروں میں ڈالا تو وہاں لعل و جواہر پیدا ہونے لگے۔ بیت ز آتش و آبے الخ پیہ دُر اور گردہ یاقوت میں اضافت بیانی ہے۔ جس سے مراد خود دُر اور یاقوت ہے۔ پیہ بر بنائے سفیدی اور گردہ بر بنائے سُرخی مذکور ہوا ہے۔ ترجمہ اس آگ اور پانی سے جو باہم مل گئے موتی اور یاقوت بن گئے۔ یعنی آفتاب کی گرمی اور روشنی نے پانی میں موتی اور پہاڑوں میں یاقوت پیدا کر دیئے۔ خون دل خاک الخ خون دل خاک۔ بخارات زمین۔ بحران۔ مرض اور صحت کی جنگ۔ مراد غلبہ جگرگوں سرخ رنگ۔ ترجمہ بخارات زمین کو ہوا کے غلبے سے سرخ رنگ لعل کے جگر میں رکھدیا۔ یعنی زمین کے بخارات سے لعل میں سُرخی و حمرت پیدا کی۔ باغ سخا را لخ سخاوت کے باغ کو آسمان کی طرح تازہ کیا اظہار سخن کو

فرشتوں کی سی شہرت والا بنا دیا۔ **بیت** نخل زباں را الخ نخل زبان کو ثمر شیریں (یعنی فصاحت) بخشا اور سخن کے موتی کو کان کی سیپی عنایت کی یعنی زبان میں شیریں کلامی رکھی اور کلام سننے کیلئے کان بنا دیئے۔ پردہ نشین الخ کسوت۔ لباس۔ ترجمہ سر میں نیند کو پردہ نشین کر دیا اور پانی کے وجود کو زندگی کا لباس پہنا دیا یعنی پانی کو ہر چیز کی زندگی کا باعث ٹھہرایا "وجعلنا من الماء کل شیئ حی"۔ زلف زمین الخ زلف زمین رات عصا۔ نافرمانی۔ ترجمہ جہان کے پہلو میں زلف زمین (تاریکی شب) ڈال دی اور نافرمانی کا تل آدم علیہ السلام کے چہرے پر لگا دیا "وعصیٰ آدم ربہ فغوے" لوح زراز الخ حیف۔ گرد و غبار۔ ترجمہ سونے چاندی کو ذلت کی صورت سے صاف کر دیا اور پھول کے گرد و غبار کو ابر بہاری سے دھو ڈالا زنگ ہوا را الخ۔ ہوا۔ خلا۔ جو۔ ترجمہ خلا کی تاریکی کو ستاروں سے دور کر دیا۔ اور باد صبا کی جان پھولوں کے سپرد کر دی یعنی ستارے فضائے سما کی تاریکی کو دور کرتے ہیں اور باد صبا پھولوں کی شگفتگی کا سبب ہے۔ خون جہاں الخ نبض نہفتگاہ جہاں = جہندہ۔ جگر گل = جسم انسان - ترجمہ دوڑنیوالے خون کو مٹی کے جگر میں رکھ دیا۔ اور عقل کی نبض دل کی نبض گاہ میں رکھدی۔ **بیت** بہ غمخوارگی الخ خنیاگر رقاصی۔ ترجمہ ہنسی کو ہونٹوں کی غمخواری کے لئے مقرر کر دیا۔ اور زہرہ کو رات کی رقاصی کے لئے معین کیا یعنی ہنسی کو لبوں سے متعلق کیا اور رات کی آراستگی کیلئے زہرہ کو نکالا۔ نافہ شب الخ نخب۔ آدھی رات۔ مشک فروش۔ خوشبو پھیلانے والا امراد انوار خداوندی کا مظہر۔ ترجمہ آدھی رات کا وقت اُس کی خوشبو کا پھیلانے والا ہے اور ہلال اُس کے غلاموں میں سے ہے۔ پای سخن را الخ سراپردہ۔ آستانہ۔ ترجمہ سخن (جو بڑا دراز دست ہے) کے پاؤں کا سر اُسکے سراپردے کے پتھر نے توڑ ڈالا یعنی سخن باوجود اسقدر دراز دستی کے اُس کی کنہ تک نہ پہنچ سکا۔ وہم تہی پائی بسی الخ پارہ نوشتن۔ ننگے پاؤں۔ قاعدہ ہے کہ انسان

ننگے پاؤں زیادہ دوڑتا ہے۔ **ترجمہ** وہم نے ننگے پاؤں ہو کر بہت سا راستہ طے کیا لیکن اُس کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس ہوا۔ **یعنی** وہم بھی اس کی حقیقت تک نہ پہنچ سکا۔ راہ بسی رفت الخ ضمیر۔ بجبید۔ **ترجمہ** وہ (وہم) بہت سا راستہ چلا مگر اس کا بھید نہ پایا اور آنکھوں نے بہت ڈھونڈا۔ مگر اُس کا مثل نہ پایا۔ عقل ورآمد الخ ادب کردن۔ سزا دینا۔ **ترجمہ** عقل آئی (اور اُس نے کہا) کہ میں نے اسے پالیا چونکہ یہ خلاف ادب تھا۔ اس لئے میں نے اسے سرزنش کی۔ **بیت** سدرہ نشیناں الخ۔ سدرہ نشین سے مراد فرشتے۔ **ترجمہ** سدرہ نشین فرشتے اسکی طرف اڑے اور حاملانِ عرش فرشتوں نے بھی یہی دروازہ کھٹکھٹایا۔ گر سر چرخ الخ **ترجمہ** آسمان کا سر بھی اسی کے شوق سے پُر ہے اور زمین کا دل بھی اسی کے ذوق سے لبریز ہے۔ **یعنی** زمین و آسمان تمام اسی کی جستجو اور دریافت میں سرگرداں ہیں۔ دل کہ بجاں الخ **ترجمہ** دل جو روح کو پاکی سے منسوب کرتا ہے۔ اس کے دروازے پر خاکساری کا اظہار کرتا ہے۔ رُستۂ خاک الخ۔ رُستۂ خاک۔ گل و نباتات دانہ۔ شے حقیر۔ **ترجمہ** نباتات اُس فیاض مطلق کے آستانہ پر بمنزلہ ایک دانہ کے ہے اور باغِ ارم اس کے باغ قدرت کے پھول کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ **بیت** خاک نظامی کہ الخ۔ مزرعہ۔ کھیتی۔ **ترجمہ** نظامی کا وجود جو اسی کی مدد سے موجود ہے اسکی توحید کے دانے کی کھیتی ہے **یعنی** نظامی کے وجود میں توحید کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ❖

# مناجات اوّل بدرگاہ باری تعالیٰ وتقدس در قہر وسیاست

ای ہمہ ہستی الخ خاکِ ضعیف۔ انسان۔ ترجمہ اے وہ ذات کہ تمام ہستی تجھی سے پیدا ہوئی ہے اور خاکِ ضعیف نے تجھی سے طاقت حاصل کی ہے۔ بیت زیرِ نشیں الخ ترجمہ تمام کائنات تیرے جھنڈے کے سایہ میں پناہ گزین ہے۔ ہم اسیطرح تجھ سے قائم ہیں جس طرح تو اپنی ذات کے ساتھ۔ بیت ہستی تو الخ ترجمہ تیری ذات کے لئے کوئی صورت اور تعلق نہیں تو کسی کے اور کوئی تیرے مانند نہیں۔ یعنی تیری ذاتِ واجب صورت اور تعلق سے جو ممکنات کا خاصہ ہے منزہ ہے۔ بیت آنچہ تغیر الخ۔ ترجمہ جو شے انقلاب پذیر نہیں ہوتی وہ تو ہی ہے اور جسے موت نہ آئی نہ آئیگی وہ تو ہی ہے۔ بیت ما ہمہ فانی الخ۔ ترجمہ ہم سب فانی ہیں اور بقا فقط تیرے ہی لئے ہے۔ بزرگی اور برتری کا ملک تیرے ہی لئے ہے۔ بیت جز تو فلک الخ۔ ترجمہ تیرے سوا آسمان کو چوگان کا سا خم کس نے دیا و رجسم کی دیگ کو نمکِ جان کس نے دیا۔ یعنی جسم میں جان کس نے ڈالی۔ بیت چوں قدمت الخ۔ ابلق۔ سیاہ و سفید رنگ گھوڑا اور بلحاظ دن رات کے زمانے کو بھی ابلق اور ابلقِ ایام کہتے ہیں۔ قدم۔ بالکسر قدیم ہونا۔ ترجمہ جب تیری ازلیت ابلق ایام کو للکارے تو تیرے سوائے کون انا الحق کہہ سکتا ہے۔ بیت۔ رفتی اگر الخ۔ آرام تسکین ترجمہ اگر تیری طرف سے تسکین نہ ہوتی تو تیرے نام کی کشش سے عشق کی طاقت زائل ہو جاتی۔ بیت تا کرمت الخ ترجمہ جب سے تیرے کرم نے جہان کا راستہ اختیار کیا زمین کی پیٹھ نے (موجودات کا) بھاری بوجھ اُٹھالیا۔ بیت گر نہ ز پشت الخ ترجمہ اگر تیرے صلب کرم سے پیدا نہ ہوئی ہوتی تو زمین کی ناف اُس کے شکم میں نہ ٹھہرتی یعنی موجودات کا بوجھ نہ اُٹھا سکتی۔ بیت نام تو الخ ترجمہ تیرا نام جانوں کی

انگوٹھی پر نگینہ کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اور تیری بزرگ ذات نگینے سے پاک ہے۔ **بیت** نام تو الخ **ترجمہ** تیرا نام گوشۂ دل پر تحریر ہے اور تیرا حکم نون والقلم یعنی تقدیروں کی تحریرات کا فرمان دینے والا ہے۔ **بیت** ذات ترا ہست الخ تیری ذات کو بقائے دوام حاصل ہے اور تیری مہربانی ہر اچھے بُرے کو روزی دینے والی ہے۔ **بیت** خاک بفرمان الخ نبہ خضرا۔ آسمان۔ **ترجمہ** زمین تیرے ہی حکم سے ساکن ہے۔ اور آسمان کو تو نے ہی بغیر ستونوں کے بنایا ہے۔ **بیت** عقد پرستش الخ پرستش کی لڑی تجھی سے منظم ہے۔ تیرے سوا دوسرے کی پرستش حرام ہے۔ **بیت** ہر کہ نہ گویا الخ۔ جو تیرے ذکر سے گویا نہیں وہ خاموش ہی بہتر ہے۔ **بیت**۔ ساقیٔ شب الخ دست کش۔ سائل۔ مست خوش۔ پُرکیف نشہ میں۔ **ترجمہ**۔ رات کا ساقی (یعنی خود رات) تیرے جام کا سائل ہے اور مرغ سحر تیرے ہی نام سے مست ہے۔

**بیت** پردہ بر انداز الخ **ترجمہ** پردے کو اُٹھا دے اور تنہا باہر آ جا۔ اگر وہ پردہ خود میں ہی ہوں تو اُسے بھی لپیٹ دے۔ **یعنی** ظہور فرما اور اگر میری ذات اس اظہار کی مانع ہے تو مجھے بھی مٹا دے۔ **بیت** عجز فلک را الخ **ترجمہ** آسمان کا عجز آسمان پر ظاہر کر دے اور جہان کی لڑی کو کھول ڈال یعنی آسمان کو جتلا دے کہ تو عاجز ہے اور اُسے نابود کر دے اور جہان کے انتظام کی لڑی کو بھی درہم برہم کر دے **بیت** نسخ کن الخ **ترجمہ** زمانہ کی ان علامات (یعنی شب و روز) کو منسوخ کر دے۔ اور ان اجرام سماوی کی صورتوں کو مسخ کر دے **یعنی** دن اور رات سیاروں اور ستاروں کو مٹا دے۔ **بیت** حرف زباں الخ کلام زبان کو قلم کے حوالے کر دے اور زمین کا قرض عدم کو واپس دیدے۔ ظاہر ہے کہ کلام ظہور موجودات سے پہلے قلم تقدیر کے قبضے میں تھا۔ جب انسان وجود میں آیا تو اس کی زبان کے حوالہ ہوا۔ مدعا یہ کہ کلام زبان کو اس سے لیکر پھر قلم کے حوالے کر دے اور وہ موجودات کا قرض جو زمین نے

عدم سے لیا تھا پھر عدم کو لوٹا دے یعنی تمام کائنات کو فنا کر دے۔ **بیت** ظلمتیاں
را الخ ظلمتیاں سے مراد انسان۔ کیونکہ سیاہ مٹی سے وجود میں آیا۔ بُنہ۔ سامان
جوہریان۔ ارواح۔ عرض۔ اعراض تسعہ۔ **ترجمہ** انسانوں کے سامانوں کو بے نور
کر دے یعنی انہیں فنا کر دے۔ اور ارواح کو اعراض سے جُدا کر دے۔ **بیت**
کرسئی شش الخ کرسئی شش گوشہ۔ دنیا بلحاظ جہات ستہ۔ منبر نہ پایہ۔ نو آسمان
جس میں عرش و کرسی بھی شامل ہیں۔ **ترجمہ** دنیا کو برباد اور آسمانوں کو تہ و بالا کر دے
**بیت** حقۂ مہ الخ۔ حقہ۔ ڈبیہ۔ حقہ ماہ۔ خود ماہ۔ گل این مہرہ۔ زمین۔ سنگ زحل
خود زحل۔ نحوست کی وجہ سے سنگ کہا گیا ہے۔ قدح زہرہ۔ خود زہرہ۔ کیونکہ زہرہ
عیش و عشرت سے منسوب کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو قدح کہا۔ **ترجمہ** چاند
کو زمین پر دے مار اور زحل کو زہرہ سے ٹکرا دے یعنی نظام کائنات کو درہم برہم کر دے
**بیت** دانہ کن الخ دانہ کردن۔ پراگندہ کرنا۔ عقد شب افروز۔ پرویں۔ ثریا۔ مرغ شب و روز
میں اضافت بیانی ہے یعنی خود شب و روز۔ **ترجمہ** اس شب افروز لڑی کو پراگندہ
کر دے اور دن رات کے پرندے کے پَر توڑ ڈال یعنی ثریا کے ستاروں کو
غیر منتظم اور دن رات کو نیست و نابود کر دے۔ **بیت** از زمی این الخ پشتہ گل۔ پہاڑ
**ترجمہ**۔ زمین سے ان مٹی کے ٹیلوں کو تراش ڈال اور کہہ دے کہ آسمان کا ایک
اینٹ کا قالب معدوم ہو جائے یعنی پہاڑوں اور آسمانوں کو فنا کر دے۔ **بیت**
گرد شب از الخ گرد شب۔ تاریکئ شب۔ جبہہ۔ پیشانی۔ **ترجمہ** آسمان کی پیشانی سے
رات کی تاریکی کو دور کر دے اور کہہ دے کہ سبع سیارہ کی پیشانی سرنگوں رہے۔ **بیت**
تا کے ازیں الخ راہ نو سے مراد خواب و خور اور تعلقات جسمانی کی غفلت ہے۔ راہ قدیم۔
اس میں تنزہ اور تقدس کی طرف اشارہ ہے جو روحانی تجرد کی حالت میں تھا۔ **ترجمہ**
زمانے کا یہ نیا راستہ کب تک رہیگا۔ اس قدیمی راستے کے پردے کو ظاہر کر دے

یعنی ان تعلقات جسمانی کو مٹا کر پھر وہی روحانی تجرد عنایت فرما۔ بیت طرح در انداز الخ طرح در انداختن۔ بنیادیں اکھیڑ دینا۔ ترجمہ۔ اس آسمان کی بنیاد اکھاڑ دے اسکی گردن کو حرکت و سکون سے نکال ڈال یعنی آسمان کو بھی زیر و زبر کردے۔ بیت آب بریز الخ آب بر آتش ریختن۔ آگ بجھانا۔ ترجمہ ظلم کی آگ کو ٹھنڈا کردے۔ اور کرۂ ہوائی کو کرۂ خاکی کے نیچے دبا دے۔ کرۂ باد کرۂ خاک سے اوپر ہے۔ مراد یہ ہوئی کہ کرۂ خاک اور کرۂ باد کو تہس نہس کردے۔ بیت دفتر افلاک الخ۔ افلاک شناس نجومی۔ ترجمہ نجومیوں کے دفتر کو جلا ڈال۔ اور آفتاب پرستوں کی آنکھیں سی دے یعنی ستاروں کو بے نور کرکے نجومیوں کے دفتروں کو باطل کردے۔ علیٰ ہذا مصرعہ دوم۔ بیت صفر کن ایں برج زجرم ہلال الخ۔ صفر کردن۔ خالی کرنا۔ ایں برج۔ برج فلک۔ پردہ۔ فلک۔ مشتے خیال۔ اشکال فلکی۔ ترجمہ اس برج کو ہلال کے وجود سے اور اس پردہ کو چند خیالی شکلوں سے خالی کردے یعنی چاند اور اشکال فلکی یا ستاروں کو معدوم کردے۔ بیت تا بتو اقرار الخ ترجمہ تاکہ تیری خدائی کا اقرار کریں اور اپنے معدوم ہونے پر گواہی دیں بیت گرچہ کنی قہر الخ اگرچہ تو ہم میں سے اکثر پر قہر کرے۔ لیکن ہم میں سے کسی کو شکایت کی مجال نہیں ہو سکتی۔ بیت بے بدل است الخ۔ دیت۔ خونبہا۔ ترجمہ۔ جس شخص کو تو اپنے سے متعلق کرلے وہ بے مثل ہے اور جس شخص کا تو خون بہائے اس کا کوئی خوں بہا نہیں ہے۔ بیت روشنیٔ عقل الخ ترجمہ۔ تو نے جان کو عقل کی روشنی عطا فرمائی ہے اور دل کی لذت زبان کو بخشی ہے یعنی دل کا مذاق اور کیفیت زبان کے حوالے کی اور ظاہر ہے جس کیفیت سے دل لبریز ہوتا ہے وہی زبان سے تراوش کرتی ہے۔ بیت منزل شب را الخ۔ ترجمہ رات کی منزل کو تو ہی دراز کردیتا ہے اور چھپے ہوئے دن کو تو ہی واپس لے آتا ہے۔ رات کی درازی سے شب معراج

کی درازی مراد ہے اور چھپے ہوئے دن کے واپس آنے قصہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ وقت عصر نبیؐ پر وحی نازل ہونے لگی اور جب وحی نازل ہوتی تھی تو نبی علیہ السلام بیہوش ہو جاتے تھے۔ حالت بیہوشی میں نبیؐ کا سر علیؓ نے اپنے زانو پہ رکھ لیا۔ نبیؐ اتنی دیر بیہوش رہے کہ وقت عصر جاتا رہا۔ جب ہوش میں آئے تو علیؓ سے دریافت کیا کہ تم نے نماز عصر پڑھ لی؟ علیؓ نے جواب دیا نہیں۔ میں آپ کا سر زانو پہ لئے تھا اور یہ بھی عبادت تھی۔ نبیؐ نے دعا کی تو آفتاب بعد غروب پھر اتنا پلٹ آیا کہ وقت نماز عصر ہو گیا اور علیؓ نے نماز عصر ادا کی گو اعجاز نبیؐ تھا مگر علیؓ کے واسطے یہ اعجاز دکھایا گیا اس لئے بادنیٰ ملابست اس معجزہ کی نسبت علی کی طرف کرتے ہیں ۱۲۔ **بیت** چرخ روشن الخ **ترجمہ**۔ آسمان نے حرکت اور قطب ستاروں نے سکون تجھی سے پایا اور وجود کے باغ نے زندگی کا پانی تجھی سے حاصل کیا۔ **بیت** غمزۂ نسریں الخ **ترجمہ** نسریں کی شگفتگی باد صبا سے نہیں ہے۔ بلکہ تیری مہربانی کا اثر اس کے لئے سرمۂ چشم بن گیا ہے۔ **بیت** غنچہ کمر بستہ الخ کمر بستہ۔ مستعد۔ آمادہ۔ **ترجمہ** کلی مستعد ہو کر کہہ رہی ہے کہ ہم غلام ہیں۔ اور پھول ہمہ تن جان بن کر کہہ رہا ہے کہ ہم تیری ہی بدولت زندہ ہیں۔ **بیت** بندہ نظامی الخ **ترجمہ** بندہ نظامی جو تجھے ایک کہنے والا ہے (یعنی تیری توحید کا قائل ہے) دونوں جہان میں تیرے کوچے کی خاک ہے۔ **بیت** خاطرش از الخ اس کا دل اپنی معرفت سے آباد کر دے اور اسکی گردن کو غم کی قید سے چھڑا دے ؛



# مناجات دوم در بخشائش حضرت باری عزاسمہٗ

ای ازازل الخ ازل۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔ ابد جس کی انتہا نہ ہو۔ ترجمہ اے وہ ذات جو ازل سے تھی اور ہم نہ تھے اور اے وہ ذات جو ابد تک زندہ رہیگی اور ہم فنا ہوجائیں گے۔ **بیت** دور جنیبت الخ جنیبت۔ کوتل گھوڑا۔ جنیبت کش۔ سائیس چاکر۔ ترجمہ۔ زمانہ تیرا مطیع فرمان ہے اور ساتوں آسمان تیرے زین پوش کے اُٹھانے والے (یعنی غلام) ہیں۔ **بیت** حلقہ زن الخ کنڈی کھٹکھٹانے والا۔ مراد طالب و سائل خانہ فروش۔ تارک خانماں۔ ترجمہ ہم تیرے ہی دروازے کے سائل اور تیرے ہی لئے گھربار چھوڑ دینے والے ہیں۔ تیرے دروازے کی طرح ہم تیرے حلقہ بگوش ہیں۔ **یعنی** جس طرح دروازہ حلقہ بگوش ہے اسیطرح ہم تیرے غلام ہیں۔ **بیت** بے طمیم الخ ترجمہ۔ ہم ایک معین و مددگار سے بے طمع ہیں اور تیرے سوا کوئی مہربانی کرنے والا نہیں رکھتے۔ **بیت** از پی تست الخ ہمارا یہ تمام خوف و رجا تجھی سے ہے۔ اے کریم تو ہی مہربانی اور بخشش کر۔ **بیت** چارۂ ماساز الخ رد آوردن۔ متوجہ ہونا۔ ترجمہ ہماری چارہ گری کر کہ ہم بے مددگار ہیں اگر تو ہمیں (اپنے در سے) نکال دیگا تو پھر ہم کس کی طرف ہوں گے۔ **بیت** داغ تو داریم الخ ترجمہ ہم تیرا ہی داغ رکھتے ہیں۔ اور داغ کئے ہوئے کتے کو بادشاہ شکار میں قبول کر لیا کرتے ہیں **بیت** ہم تو پذیری الخ ترجمہ تو ہی قبول فرما کہ ہم تیرے ہی باغ کی طوقدار قمری اور تیرے ہی داغدار کتے ہیں۔ طوق علامت غلامی ہے۔ **بیت** ایں چہ زباں الخ اس شعر میں صنعت رجوع ہے یعنی یہ کہ ہم نے اپنے کو تیری طوقدار قمری اور داغدار کتا بتایا ہے تو یہ بھی اپنے مرتبے اور طاقت سے زیادہ ہے۔ ترجمہ یہ کیا گفتگو اور سخن رانی ہے۔ کہاں اور ہم کہاں سب پشیمانی ہے۔ **بیت** دل زکجا الخ ترجمہ دل کہاں اور یہ حوصلہ و طاقت

کہاں میں کون اور خدائے عزوجل کی تعظیم کہاں۔ **بیت** حال بچہ دل الخ دل۔طاقت
ترجمہ جان کس حوصلے سے سمندر میں چلی اور دل نے کس گستاخی سے اس چشمہ سے
پانی پیا۔جو کچھ میں نے کہا یہ جان ودل کے ظرف وحوصلے سے بڑھ کر تھا۔ **بیت**
در صفت گنگ الخ ترجمہ ہم تیری تعریف میں گونگے ہوکر عاجز رہ گئے ہیں اور ہم نے
من عرف اللہ کلّ لسانہ (جس نے اللہ کو پہچان لیا اُس کی زبان گنگ ہوگئی) پڑھ
لیا ہے۔ **بیت** چوں تجلیم الخ ترجمہ چونکہ ہم اپنی ناقص گفتگو سے شرمندہ ہیں الٰہی
توہی اپنے کرم سے ہم پر بخشش فرما۔ **بیت** پیش تو گر الخ ترجمہ ای خدا اگر ہم تیرے
حضور میں بے سروسامان ہوکر آئے ہیں تو تیری امید ہی کی بنا پر آئے ہیں۔
**بیت** یار شوای الخ ترجمہ اے غم کھانے والوں کے غمخوار ہمارا یاور بن اور اے
عاجزوں کے چارہ ساز ہماری چارہ سازی کر۔ **بیت** قافلہ شد الخ قافلہ چلا گیا تو ہماری
پسماندگی کو دیکھ۔اے مولا ہماری بیکسی کو دیکھ۔ **بیت** بر کہ پناہیم الخ ہم کس کی طرف
پناہ لیں کہ بے نظیر توہی ہے اور ہم کس کے پاس بھاگ کر جائیں کہ توہی مددگار ہے
**بیت** جز در تو قبلہ الخ تیرے دروازے کے سوا ہم (اپنی حاجتوں کا) اور کوئی قبلہ
نہیں بنائیں گے۔ اگر تو مہربانی نہیں کریگا تو پھر اور کون کریگا۔ **بیت** دست چنیں
پیش الخ ترجمہ (دعا کیلئے) ہاتھوں کو اس طرح کون بڑھاتا ہے جیسا کہ ہم اور اس سے
بڑھ کر عاجزی اور زاری کون کرتا ہے جیسی کہ ہم کرتے ہیں **بیت** درگذر از جرم الخ ہماری
گناہوں کو بخشدے کہ ہم خواستگار ہیں اور ہماری چارہ سازی کر کہ ہم پناہ کے جویا ہیں۔
**بیت**۔اے شرف نام الخ ترجمہ اے وہ ذات کہ نظامی کے نام کو تیری ہی بدولت
شرف حاصل ہے اور تیری غلامی ہی اس کے لئے سرداری ہے۔ **بیت** نزل تحیت الخ
نزل۔تحفہ۔تحیت۔درود۔ ترجمہ درود شریف کا تحفہ اس کی زبان پر جاری فرما اور اپنی
معرفت اس کی جان تک پہنچا ۱۲۔

# در حجت نبوت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تختۂ اول الخ۔ تختۂ اول مراد لوح محفوظ۔ محجوبہ۔ دروازے کی بینی۔ ترجمہ جب لوح محفوظ نے الف کو اپنے اوپر لکھا تو وہ الف محجوبہ کی طرح احمد کے دروازے پر بیٹھ گیا کہتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ نے قلم کو لکھنے کا حکم دیا تو خوف اور دہشت سے قلم کو پسینہ آگیا اور اس کا ایک قطرہ لوح پر ٹپک پڑا جو الف کی صورت میں پھیل گیا وہی الف تعظیم کے لئے احمد کے نام کے شروع میں اسیطرح بیٹھ گیا جیسے کہ دروازے کی بینی ہوتی ہے۔ بیت حلقۂ حارا الخ۔ ترجمہ۔ ح کے حلقہ کو جب الف نے سلطنت بخشدی تو دال کا طوق اور میم کی بیٹی عنایت کی یعنی الف نے حا کو ایک سلطنت بخشدی تو اس کی بادشاہت کے ثبوت کے لئے) دال کا طوق (جو لفظ احمد میں دائرہ کی طرح لکھا جاتا ہے) اور میم (جو حلقہ دار ہے اس) کی بیٹی دے دی۔ بیت۔ لاجرم او الخ لفظ او کا مرجع احمد ہے۔ ترجمہ اسی واسطے نام احمد نے اس میم اور دال سے سلطنت کا دائرہ اور کمال کا فرمان پالیا۔ دائرہ دولت سے حکومت دو جہانی اور خط کمال سے کمال انسانی مراد ہے۔ بیت بود دریں قطعہ بند دو شعر الخ گنبد فیروزہ خشت۔ آسمان۔ اس فیروزے کی اینٹ والے گنبد میں بہشت کے باغ کا ایک تازہ ترنج تھا۔ درخت ترنج کا قاعدہ ہے کہ پہلے اس میں پھل آتا ہے۔ پھر بہار آتی ہے۔ یعنی سب سے پہلے ترنج میں پھل آتا ہے۔ مولانا نظامی نے ان اشعار میں رسول کریم صلعم کو اول ما خلق اللہ نوری اور خاتم النبیین کا مصداق قرار دیتے ہوئے باغ بہشت کا ایک تازہ ترنج قرار دیا ہے کہ آپ بلحاظ نور کے سب سے پہلے اور نبی ہونے کی حیثیت سے سب سے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ گویا آپ کا نور جن سے موجودات کا ظہور ہوا پھل تھا اور آپکی نبوت بہار تھی۔ بیت کنت نبیاً الخ کنت نبیاً جو

اپنا علم آگے لے گئی۔ اُس نے نبوت کا خاتمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ رسول کریم صلعم کی ایک حدیث ہے کنت نبیا آدم بین الماء والطین میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر تیار کیا جا رہا تھا۔ بیت مہ کہ نگیں الخ۔ زبرجد۔ آسمانی ترجمہ چاند جو آسمانی نگین دان بنا ہوا ہے در اصل محمد صلعم کی مہر نبوت اسکی انگوٹھی ہے۔ یعنی چاند کو آپ ہی کے نام کی برکت سے نور حاصل ہے۔ بیت گوش جہاں الخ ترجمہ جہان کے کان محمدؐ کی میم کے غلام ہیں۔ بلکہ دونوں جہان آپکے تسلیم کرنے کے لئے خم ہیں۔ بیت خواہی مساح الخ مساح۔ بہت سیاحت کرنے والے۔ آنت انیت۔ کلمۂ تحسین یعنی۔ زہی۔ واہ۔ واہ۔ ترجمہ۔ وہ بہت سیر کرنے والے آقا (بلحاظ سیاحت معراج) اور مسیحؑ آپ کے غلام ہیں کیا عجیب خوش خبری دینے والے (مومنین کو) اور خوشخبری یافتہ تھے یعنی آپ کا نام بشیر اور مبشر بفتح شین ہے۔ بیت اُمی و گویا الخ آپ اُمی تھے لیکن فصیح زبان کے ساتھ آدم علیہ السلام مسیحؑ کے متعلق گویا تھے یعنی باوجود اُمی ہونے کے آدم علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام جو آپ سے سینکڑوں اور ہزاروں برس پہلے ہو گذرے ہیں کے حالات کو نہایت فصاحت سے بیان فرماتے ہیں۔ الف آدمؑ اور میم مسیحؑ سے مراد خود آدمؑ و مسیحؑ۔ بیت چوں الف اوالخ ترجمہ آپ عہد اور وفا میں الف کی طرح سیدھے اور راست ہیں۔ اور آپ (بلحاظ نور کے) تمام انبیا سے اوّل اور (بلحاظ ظہور کے) آخر ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ لفظ انبیا میں اوّل و آخر دونوں جگہ الف ہے۔ بیت نقطۂ روشن تر الخ پرکار بفتح دائرہ کھینچنے کا آلہ اور بضم اوّل محکم۔ ترجمہ آپ کن کی پرکار کے روشن مرکز ہیں اور سخن کے کامل تر نکتہ ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کے کُن کہنے سے جتنی موجودات ظہور میں آئی سب میں سے آپ روشن ترین اور کامل ترین ہیں۔ بیت کبر جہاں الخ اگرچہ آپ نے دنیا دی بزرگی کو اپنے سر میں جگہ نہیں دی لیکن جہان کے لئے

جہان سے سربلندی کا اظہار نہیں کیا یعنی باوجود حکومت دوجہانی کے تکبر نہیں کیا
بیت ازسخن او الخ۔ ادب۔ فصاحت۔ بلاغت۔ ترجمہ۔ ادب آپ کے سخن کا ایک
آوازہ ہے اور آسمان آپ کی پیٹی کا ایک اندازہ ہے۔ بیت عصمتیان در الخ عصمت
اپنے آپ کو صغیرہ وکبیرہ گناہ سے محفوظ رکھنا عصمتیان۔ فرشتے۔ پردگی۔ پردہ دار پردہ نشین
ترجمہ۔ فرشتے آپ کی چار دیواری میں پردہ نشین تھے۔ خود پاکدامنی نے آپ ہی
سے پرورشں پائی ہے۔ بیت تربتش از الخ۔ جنایت گناہ۔ جنایت فشاں۔ گناہ
دورکرنے والا۔ جنابت۔ ناپاکی۔ ترجمہ آپ کا مرقد مبارک آنکھوں سے گناہوں کو
دورکرنے والا ہے۔ اور آپ کی ہجرت مکہ معظمہ سے نجاست کفروشرک کے دور کرنیکا
باعث ہوئی۔ بیت خاموشئ او الخ ترجمہ آپ کی خاموشی بھی دل کو روشن کرنیوالا
سخن ہے اور آپ کی دوستی عیبوں کو جلادینے والا ہنر ہے۔ بیت فتنہ فروگشتن الخ
ترجمہ آپ کی وجہ سے کفروفسق کے فتنوں کا فرو ہوجانا لابدی ہے اور آپ ہی پر فریفتہ
ہونا دل پسند بات ہے۔ بیت برہمہ سرخیل الخ ترجمہ آپ سب کے سردار اور
نیکیوں کے افسر تھے۔ آپ گرانمایہ قطب (باعتبار حلم ووقار) اور سبک سیر (باعتبار سیر
معراج شریف) تھے۔ بیت چشمۂ خورشید الخ ترجمہ آفتاب کا چشمہ جو اپنے
نور کیلئے آپ کا محتاج ہے آپ کی شب معراج کا نیم ہلال ہے یعنی شب معراج
کے مقابلہ میں آفتاب نہایت کم نور تھا۔ بیت داد فراخی الخ نعل زدن۔ سواری
کے لئے تیار کرنا۔ خنگ۔ شب آہنگ۔ رات کو سفر کرنے والا گھوڑا مراد براق۔ مدت
قلیل معراج۔ ترجمہ تنگ وقت کو فراخی دیدی۔ اور شب آہنگ گھوڑے کو مہیائے
سواری کیا۔ بیت وزپئی باز الخ۔ پائے بست۔ منتظر۔ ترجمہ اور آپ کے واپس
آنے کے انتظار میں صبح کے فرشتے دن رات کے سیاہ وسفید گھوڑے کو تھامے
ہوئے تھے۔ یعنی آپ معراج شریف کیلئے تشریف لے گئے تو فرشتے آپ کی

واپسی کے انتظار میں رات کو تھامے رہے کہ صبح نہ ہو۔ بیت چوں تنگ ابلق الخ
ترجمہ جب زمانے کی دوڑ انتہا تک پہنچی تو غاشیہ برداری کی خدمت نظامی
کو ملی۔ یعنی آنحضرتؐ کے بعد زمانہ گذرتا گیا۔ یہانتک کہ رسولؐ کریم کی شریعت کی
پیروی نظامی کو نصیب ہوئی۔ غاشیہ۔ زین پوش۔

## در صفت معراج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیم شباں کاں (قطعہ بند دو شعر)۔ ملک نیمروز۔ آفتاب نصف النہار مراد
نبی صلعم مشعل گیتی فروز سے مراد آپ کا وجود مبارک۔ عماری۔ ہودج مشعلہ داری
مشعلچی گری۔ ترجمہ آدھی رات کے وقت جب اس بادشاہ نیمروز (رسول کریم)
نے جہان کو روشن کرنے والی مشعل (وجود مبارک) کو روانہ کیا تو آسمان نے اپنی آنکھوں
سے آپ کا ہودج بنایا یعنی آنکھوں میں جگہ دی اور زہرہ اور چاند نے آپ کی
مشعلچی گری کی خدمت انجام دی۔ بیت کرد رہا در الخ۔ ہفت خط۔ ہفت اقلیم
چار حد۔ عالم عنصریات ششش جہات۔ جہات ستہ۔ شمال۔ جنوب۔ مشرق
مغرب۔ تحت۔ فوق۔ مراد عالم۔ ترجمہ آپ نے دنیا کی چار دیواری ہی ہفت
اقلیم۔ عالم عنصریات اور جہات ستہ چھوڑ دیا۔ بیت روز شدہ الخ۔ ترجمہ دن
آپ کی آمد کی بنا پر رخصت طلب ہوا کیونکہ اس کا نور آنحضرت کے نور کے مقابلہ
میں کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ اور رات آپکی آمد کی وجہ سے وجد کرنے لگی۔ بیت
دیدۂ اغیار الخ ترجمہ۔ جبکہ آپ نہایت تیزی سے نیند سے بیدار ہوئے تو اغیار
(یعنی نامحرمان اسرار) گہری نیند میں غافل ہو گئے یعنی جب آپ معراج کو تشریف
لے جا رہے تھے۔ تو تمام دنیا کے لوگوں پر جو نامحرم راز ہیں خواب غفلت طاری
ہو چکی تھی۔ بیت۔ با قفس قالب الخ مرغ دل۔ مراد نفس ناطقہ۔ ترجمہ اس

.غمکار گاہ ( دنیا ) قفس وجود کے ساتھ آپ کا مرغ دل ( نفس ناطقہ ) آرامگاہ ( عالم بالا ) میں گیا یعنی مع جسم تشریف لے گئے۔ **بیت** پردہ برانداختہ الخ پردہ برانداختن پردہ اُٹھا دینا۔ خرقہ در انداختن۔ خرق والتیام قبول کیا۔ **ترجمہ** فرشتے پردہ اُٹھا کر ظاہر ہوئے اور آسمان نے خرق والتیام قبول کیا۔ **بیت** مرغ اکیش الخ سبک تر لطیف تر۔ قلب۔ روح۔ **ترجمہ** آپ کا نفس ناطقہ آپ کے قفس وجود کو لے گیا اور آپ کا جسم روح سے بھی زیادہ لطیف ہو گیا۔ **بیت** گام بگام الخ **ترجمہ** اگرچہ آپ قدم بقدم حرکت کر رہے تھے لیکن ہر میل آپ کو تعظیم واحترام کے ساتھ دوسرے میل تک لیجاتا تھا۔ **بیت** چوں دو جہاں الخ **ترجمہ** چونکہ دونوں جہان آپ کے منتظر تھے۔ اس لئے سجدۂ تعظیم میں سر جھکائے ہوئے تھے۔ **بیت** پالیش ازاں پایہ الخ **ترجمہ**۔ آپ کے قدم مبارک اس منزل میں کہ جس کی طرف آپ متوجہ تھے۔ ایک منزل نہیں بلکہ سینکڑوں منزلیں سامنے رکھتے تھے۔ **بیت** رخش بلند اختر الخ۔ **ترجمہ** آپ نے اپنا بلند اقبال گھوڑا ڈال دیا۔ اور اپنے زین پوش کو موجودات کے کاندھے پر باندھ دیا۔ **بیت** ناف زمین کان الخ۔ زمین ناف۔ مکہ معظمہ **ترجمہ** مکہ معظمہ کان تھا۔ اور آپ اس کے گوہر آسمان اس موتی کو اپنے سر کے تاج کے لئے لے گیا۔ **بیت** گوہر شب الخ **ترجمہ** گوہر شب چراغ کو اس تاریک رات میں گاؤ فلک ( برج ثور ) گاؤ زمین سے لے گئی۔ **بیت** اوستدہ الخ پیشکش۔ تحفہ ہدیہ۔ **ترجمہ**۔ آپ نے اس سفر کا تحفہ سرطان سے تاج اور جوزا سے پیٹی لے لی مطلب یہ ہے کہ آپ نے سرطان اور جوزا دونوں کی سیر کی۔ **بیت** خوشہ کزو الخ سنبل تر۔ زلفیں نبی صلعم۔ **ترجمہ** وہ خوشہ جو آپ نے اپنی بٹی ہوئی زلفوں سے بنایا اس نے برج سنبلہ کو برج اسد پر گرا دیا۔ برج سنبلہ کو خوشہ بھی کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب آپ برج سنبلہ میں پہنچے تو وہ آپ کی زلفوں سے رشک

کھاکر برج اسد پر گر پڑا۔ **بیت** تا شب اوراالخ ستارہ زہرہ کو شب سنج اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ شام سے صبح تک آسمان پر نمایاں رہتا ہے۔ **ترجمہ** رات کا اندازہ لگانے والی زہرہ ترازو (میزان) ہاتھ میں لئے ہوئے تھی تاکہ معلوم کرے کہ آپ کی شب معراج کا وزن (مرتبہ) کتنا ہے۔ **بیت**۔ ریختہ نوش الخ سیسنبر ایک قسم کی گھاس ہے جو بچھو کے زہر کا تریاق ہے۔ عقرب نیلوفری سے مراد برج عقرب ہے۔ اور اسے منحوس سمجھا جاتا ہے۔ **ترجمہ** آپنے اپنے سیسنبر جیسی خاصیت والے سانس سے اس منحوس برج عقرب کی دم (نیش کیونکہ عقرب کا نیش دم میں ہوتا ہے) پر نوشدارو گرادیا۔ **لیعنی** آپ نے برج عقرب کی نحوست کو دور فرمادیا **بیت** چوں زکماں تیر الخ کمان سے مراد ابروئے مبارک آنحضرت۔ تیر شکر زخم وہ تیر جس کا زخم شکر کی طرح بامزہ اور گوارا ہو اور تیر سے مراد نگاہ آنحضرت۔ بز غالہ۔ بکری کا بچہ۔ برج جدی۔ **ترجمہ**۔ جب آپ نے اپنی کمان ابرو سے زخم گوارا لگانے والا تیر پھینکا تو آسمان کے دسترخوان کے بزغالہ کا پتہ زائل ہوگیا۔ **لیعنی** جب آپ نے برج جدی کی طرف نگاہ کی تو اُس کی نحوست دور کردی۔ پتہ چونکہ گوشت کی بدمزگی کا باعث ہوتا ہے اس لئے اس کو دور کردینے سے مراد نحوست کا دور کرنا ہے۔ **بیت**۔ یوسف دلوی الخ **ترجمہ** آپ آفتاب کی طرح برج دلو سے یوسف اور پانی کے ڈول کی طرح برج حوت سے یونس بن گئے۔ برج دلو آفتاب کے عروج کا مقام ہے اور یوسف علیہ السّلام ڈول ہی کے ذریعے کنوئیں سے نکلے تھے یعنی آپ برج دلو میں تشریف لے گئے۔ اور یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں قید رہنا مشہور عام ہے۔ **بیت** تا بہ حمل تخت الخ۔ برج حمل۔ آفتاب کا بیت الشرف ہے اور یہی زمانہ فصل بہار ہے۔ **ترجمہ** آپ نے ثریا کا تخت برج حمل میں لگایا اور پھولوں کا لشکر صحرا میں خیمہ زن ہوا۔ **لیعنی** جب آپ برج حمل میں تشریف

نلے گئے تو گویا آفتاب تھا۔ جو برج حمل میں آگیا اور دنیا میں بہار آگئی۔ **بیت** از گل آں الخ
باغ رفیع بہشت یا عالم ملکوت۔ ربیع۔ فصل بہار۔ رُبع زمین۔ رُبع مسکوں یعنی تمام
آباد زمین۔ روضہ۔ قطعۂ باغ۔ **ترجمہ** اس باغ رفیع کے چمن کے پھول (رسول صلعم)
کی وجہ سے ربع مسکوں نے موسم بہار حاصل کیا تھا۔ **بیت** شب شدہ الخ ترجمہ
رات (نورانیت کیوجہ سے) دن بن گئی واہ کیسا دن تھا۔ اور پھول (قوت نمو سے)
سرو بن گیا سبحان اللہ کیسی عجیب بہار تھی۔ **بیت** زاں گل الخ ترجمہ اس
پھول اور اس سرو سے جو اس باغ میں تھے۔ آپ کی نرگس چشم مازاغ کا سرمہ
رکھتی تھی گل سے رخسار آنحضرتؐ سرو سے قد اور نرگس سے چشم مبارک مراد
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مازاغ البصر وماطغیٰ یعنی خدا تعالیٰ کے سوا آپ کو اور کسی
طرف میلان نہ تھا۔ **بیت** عشر ادب الخ عشر۔ خراج۔ ترجمہ ساتوں آسمانوں سے
آپ نے خراج ادب طلب کیا۔ اور انبیاء سے اپنی تشریف آوری کا عذر طلب کیا۔
یعنی انبیاء نے آپ کی قدم رنجگی کا عذر کیا۔ **بیت** ستر کواکب الخ ستر۔ پردہ ترجمہ
آپ کے قدم مبارک ستاروں کا پردہ پھاڑ رہے تھے۔ اور فرشتوں کے گروہ
آپ کا جھنڈا اٹھا کر چل رہے تھے۔ **بیت** نافِ شب الخ نافِ شب۔ نیم شب
مشک لب۔ لب پُر کا خط۔ ترجمہ۔ نصف رات کا وقت آپ کے لبوں کے خط
کی خوشبو سے پُر تھا۔ اور آپ کے گھوڑے کے سم نے چاند کا نعل گرادیا تھا۔
یعنی آپ کے گھوڑے کی تیز رفتاری نے چاند کو اس سریع السیری کے باوجود
مات کردیا تھا۔ **بیت** در شب تاریک الخ باآں اتفاق سے مراد رسول کریم صلعم کی سواری
کی برکت ہے۔ ترجمہ اس سبب سے تاریک رات میں براق کے پاؤں کی رفتار
بجلی کی طرح تھی۔ **بیت** کبک وش الخ کبک وش بلحاظ خوشخرامی۔ باز کبوتر نما یعنی
براق بلند پروازی میں باز کی طرح اور لطافت و پاکیزگی میں کبوتر کی مانند دکھائی

دیتا تھا۔ فاختہ رو۔ تیزروی کے لحاظ سے۔ فرّ ہمائی سے مراد رسول کریمؐ کی ذات کا دبدبہ شوکت ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تمام خوبیاں براق میں جمع ہوگئیں۔ بیت صدرۂ سدرہ الخ۔ صدرہ۔ واسکٹ۔ ترجمہ سدرۃ المنتہٰی کی واسکٹ آپ کا پیرہن بنی ہوئی تھی اور عرش نے آپ کے دامن سے گریبان بنایا تھا یعنی رسول کریم صلعم سدرہ سے بھی اوپر تشریف لے گئے یہانتک کہ آپ کا دامن عرش پر گھسٹ رہا تھا۔ بیت چوں گل از یں الخ پایہ فیروزہ فرش۔ آسمان۔ ساق عرش عرش کی پنڈلی۔ مراد عرش الٰہی۔ ترجمہ۔ آسمان کی سیڑھی سے پھول کی طرح آپ دست بدست عرش الٰہی تک پہنچ گئے۔ بیت ہمسفرانش الخ۔ سپر انداختند۔ عاجز ہونا۔ ہمسفر وہ فرشتے جو معراج کی رات آپ کے ہمراہ تھے۔ خصوصاً جبرئیلؑ۔ ترجمہ آپ کے ہمسفر عاجز رہ گئے اپنے بازوؤں کو توڑ ڈالا اور پر ڈال دیئے۔ یعنی اپنی حد معینہ پر ٹھہر گئے آگے نہ جاسکے۔ بیت پردہ نشینان الخ ترجمہ وہ فرشتے جو آپ کے ہمراہ تھے۔ اُنھوں نے آپ کے ہودج کو اکیلا چھوڑ دیا۔ بیت رفت بداں الخ ترجمہ۔ آپ اُس راستے سے تشریف لے گئے جہاں آپ کا کوئی ہمراہی نہ تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے ایک قدم کو دوسرے قدم کی خبر نہ تھی۔ بیت ہر کہ جز او الخ ترجمہ۔ آپ کے سوائے جو کوئی بھی تھا وہ اس راز کے دروازے پر ہی رہ گیا۔ آپ بھی خودی کی آمیزش سے پاک ہوگئے۔ یعنی خود آپ بھی بیخود ہوگئے۔ بیت بر سر ہستی الخ۔ موجودات کے سر پر آپ کے قدم مبارک کا تاج تھا۔ اور عرش بھی اس نعمت کا محتاج تھا۔ بیت چوں بہ ہمہ الخ ہمہ حرف سے مراد موجودات۔ قلم درکشید۔ رد کر دیا۔ ترجمہ۔ جب آپ نے تمام مخلوقات پر قلم رد پھیر دیا تو عرش کے استر سے جھنڈا بلند کیا۔ یعنی تمام موجودات کو چھوڑ کر آپ عرش معلی پر تشریف فرما ہوئے۔ بیت تا تن ہستی (دو شعر قطعہ بند) مُبَہ۔ بنیاد۔ سامان۔ ترجمہ جبتک

جسم ہستی جان کی نفس شماری کرتا رہا۔ اس وقت تک تمام جانوں کے سردار رسول اکرم صلعم اجسم سمیت راستہ طے کرتے رہے۔ جب عرش کا سامان ختم ہوگیا۔ تو دل وجان کا کام دل وجان کے سپرد ہوا۔ یعنی حد کائنات تک آپ جسم سمیت تشریف لے جاتے رہے۔ لیکن جب ورائے عرش پہنچے تو دل و جان کا مقصود حاصل ہوا۔ بیت دل بگہر خانہ الخ۔ دل سے مراد روح ہے۔ ترجمہ روح اپنے اصلی گھر خانے کی طرف چلی اور رو دیکھ دیکھا کہ خیال بھی اُس کو نہ پا سکا۔ بیت دیدہ کہ نور ازلی الخ ترجمہ جو آنکھ نور ازلی کی خواہاں ہو اُس کا سر دوسرے خیالات کی طرف نہیں جھکتا۔ یعنی وہ اور طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بیت راہ قدم الخ پیش قدم درگرفت طے کرنا شروع کیا۔ ترجمہ آپ نے قدم کا راستہ طے کرنا شروع کیا اور درمیان سے مخلوقیت کا پردہ اُٹھا دیا۔ بیت کرد چورہ الخ ترجمہ جب انتہا سے زیادہ راستہ طے کر چکے تو طبیعت کے گریبان سے سر باہر نکال لیا یعنی جب آپ لامکان میں پہنچے تو مقتضیات بشری سے مبرا ہو گئے۔ بیت ہمتش ازا الخ ترجمہ آپ کی ہمت نہایت ہی روشن دلی کے باعث لامکان کی منزل میں پہنچ گئی۔ بیت غیرت ازاں الخ۔ میانش گرفت حائل شد۔ عنان گرفتن۔ آگے بڑھنے سے مانع ہونا۔ ترجمہ۔ عظمت وجلال الٰہی حائل ہوا اور حیرت عبودیت نے آپ کو اس گوشہ سے روک لیا۔ بیت رفت دلی الخ ترجمہ آپ تشریف لے گئے۔ لیکن اجانے کیلئے پاؤں کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ آپ نے جستجو کی لیکن جگہ کی قدر نہ تھی۔ بیت چوں سخن از خود الخ ترجمہ آپ سخن کی طرح خودی سے پورے طور پر نکل آئے۔ حتیٰ کہ آپ کے سخن نے قبولیت اور سلامتی پائی۔ بیت پردہ برانداخته الخ پردہ برانداختن۔ پردہ اُٹھا دینا۔ ترجمہ۔ وصال کے ہاتھ نے خدائے تعالیٰ کی سراپردہ عظمت وجلالت کی تعظیم کے دروازے سے پردہ اُٹھا دیا۔ بیت۔ پائے شد آمد الخ

ترجمہ آمدورفت کے پاؤں عاجز رہ گئے اور جان تجلیات الٰہی کے نظارے میں مصروف ہوئی۔ بیت آئت نوری الخ ترجمہ نور کا وہ نشان جولازوال تھا آپ نے ایسی آنکھ سے دیکھا جس کا آپ کو گمان بھی نہ تھا۔ بیت مطلق ازانجا الخ ترجمہ آپ نے خدا کو دیکھا (کیونکہ خدا دیکھنے کے سزاوار ہے) مگر بے قید دیکھا کیونکہ پسندیدہ ہے۔ بیت دیدنش ازالخ ترجمہ نبیؐ کا اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا چھپانا نہیں چاہئے کیونکہ جو شخص دیکھنے کا قائل نہ ہوا وہ اندھا ہے۔ بیت دیدن معبود الخ ترجمہ چونکہ خدا کا دیدار پسندیدہ ہے۔ میں ہزار بار کہتا ہوں کہ وہ دیدنی ہے۔ بیت دیدن آں الخ ترجمہ اس پردہ کا دیکھنا کسی جگہ کے ساتھ مقید نہ تھا اور اس راستے کا چلنا کسی وقت کا پابند نہ تھا۔ یعنی وہاں مکان و زمان کو دخل نہ تھا۔ بیت دیدن او الخ خدا کا دیدار بغیر عرض و جوہر کے ماوراء ہے کیونکہ وہ عرض و جوہر سے بہت پرے ہے۔ یعنی عرض و جوہر سے منزہ ہے۔ بیت ہر کہ دراں الخ نظر گاہ۔ دیکھنے کا مقام۔ ترجمہ جس شخص نے بھی اس پردہ میں دیکھنے کا مقام پایا اس نے خدا کو مقید بہ جہات نہ سمجھنے کی وجہ سے راستہ پایا۔ بیت کفر بود الخ ترجمہ اس کے صفات کی نفی نہ کر کیونکہ یہ کفر ہے اور اس کو پابند جہات نہ سمجھ کیونکہ یہ جہالت ہے۔ بیت ہست و لیکن الخ ترجمہ وہ موجود ہے لیکن کسی جگہ پر مقید نہیں اور جو کوئی ایسا نہ ہو تو وہ خدا نہیں ہے۔ بیت دید محمدؐ نہ الخ ترجمہ محمدؐ نے خدا کو دیکھا لیکن کسی اور آنکھ سے نہیں بلکہ انہیں سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیت خورد شرابی الخ شراب سے مراد وہ اسرار ہیں جو شب معراج میں آنحضرتؐ کے دل پر وارد ہوئے۔ ترجمہ یہ جو شراب اللہ تعالیٰ نے تیار کی وہ آپ نے پی اور اس کا ایک گھونٹ ہمارے دلوں میں ٹپکا دیا یعنی ان اسرار میں سے قدرے قلیل حصہ ہم امتیوں کو بھی مل گیا۔ بیت لطف ازل الخ ترجمہ خدائے تعالیٰ کا لطف

ہمیشہ آپ کا ہم نشین ہے۔ اللہ کی رحمت ناز بردار اور آپ نازنین ہیں۔ **بیت** لب
بشکر الخ **ترجمہ** لب مبارک کو تبسم سے آراستہ کیا اور اپنی اُمت کیلئے دعا کی۔
**بیت** ہمتش از الخ **ترجمہ** آپ کی ہمت خزینۂ معرفت سے مالا مال ہوگئی اور آپ کے
سارے مقاصد پورے ہوگئے **بیت** پشت قوی الخ **ترجمہ** آپ اس بارگاہ ایزدی
سے قوی پشت ہو کر (مدد پاکر) اس کارخانے یعنی (دنیا) کی طرف متوجہ ہوئے **بیت**
زاں سفر الخ **ترجمہ** اس عشق کے سفر سے آپ ناز کرتے ہوئے واپس آئے۔ ایک
لمحہ میں تشریف لے گئے اور پلٹ آئے **بیت** اے سخنت الخ۔ سخن سے مراد نعت
ہے۔ **ترجمہ** اے (محمد صلعم) آپ کی نعت ہماری زبانوں کی مُہر ہے اور آپ کی
خوشبو (محبت) ہماری جانوں کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ **بیت** دور سخا الخ
**ترجمہ** اپنی سخاوت کے دور کو انتہا تک پہنچایئے اور خاتمہ کلام نظامی تک پہنچایئے۔
یعنی میرے سخن کو وہ خوبی عطا فرمایئے کہ مجھ پر سخن کا خاتمہ ہو۔

# نعت اوّل در حِلم نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام

ششۂ نہ (قطعہ بند) شمسہ کلس مراد زینت۔ بالفتح انگشتری مراد زینت۔ ختم بمعنی
خاتم مراد ختم کرنے والا۔ نہ مسند نو آسمان۔ فتراک۔ شکاربند۔ **ترجمہ** سات سیاروں
والے نو آسمانوں کی زینت خاتم الانبیا اور پیغمبروں کی آرائش (یعنی) احمد مرسل
کہ عقل آپ کے روبرو بمنزلہ خاک (بیقدر) ہے اور دونوں جہان آپ کے فتراک
میں بندھے ہوئے ہیں۔ **بیت** تازہ ترین الخ صحرائی ناز۔ مراد از عالم لاہوت۔
دریائے راز سے مراد کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق (میں ایک مخفی
خزانہ تھا میں نے خود کو پہچنوانا چاہا۔ پس میں نے مخلوقات کو پیدا کیا) **ترجمہ** آپ
صحرائے ناز کے تازہ ترین سنبل اور دریائے راز کے مخصوص ترین موتی ہیں یعنی

ذات وصفات الٰہی کا بہترین مظہر ہیں۔ **بیت** سنبل او الخ۔ سنبلہ ایک برج ہے۔ گوہر سے مراد دندان مبارک۔ **ترجمہ** آپ کی زلف دن کو روشن کرنے والی سنبلہ ہے اور آپ کے دندان مبارک آفتاب کو زینت بخشنے والے ہیں۔ روز کنایہ ہے چہرۂ انور سے۔ **بیت** خندہ خوش الخ۔ شکر مراد لب مبارک۔ گوہر دندان مبارک خندہ خوش زدن۔ کھلکھلا کر ہنسنا۔ **ترجمہ** آپ کے لب مبارک اس لئے کبھی کھلکھلا کر نہیں ہنسے کہ ہیں آپ کے دندان مبارک موتیوں کو بے آب نہ کردیں۔ **بیت** چوں گہر او الخ۔ **ترجمہ** جب آپ کی ذات گرامی نے پتھر کے دل نہیں توڑا یعنی خندۂ خوش سے موتیوں کو بے آب نہیں کیا تو پتھر نے آپ کے دندان مبارک کو کیوں شہید کیا۔ جنگ احد میں رسول کریم صلعم کا ایک دانت شہید ہوگیا تھا اُس کی طرف اشارہ ہے۔ **بیت**۔ آرمی از آنجا (قطعہ بند) دُر سے مراد دنداں اور لعل سے لب مبارک۔ **ترجمہ**۔ ہاں وہ پتھر چونکہ سنگدل تھا اور سودا کی خشکی جوش پر تھی تو وہ پتھر کس طرح معجون مفرح کی طرف مائل ہوتا جس سے اُس کی خشکی سودا دور ہوتی اگر وہ موتی کو توڑنے اور لعل کو گھسنے والا نہ بنتا۔ **بیت** کرد جدا (قطعہ بند) دُرج ڈبا مراد دہن مبارک۔ رہگزر۔ گوہر۔ دانتوں کی قطار۔ **ترجمہ** دشمن کے پتھر نے آپکے دانتوں کی لڑی میں سے ایک دانت الگ کردیا (تو یوں کہنا چاہئیے) کہ تنگ ڈبے سے موتی نکل آیا اور پتھر سے موتی کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یعنی چونکہ وہ دانت پتھر کے صدمے سے الگ ہوا تھا اس لئے کہتے ہیں کہ پتھر سے موتی کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اور ظاہر ہے کہ پتھروں سے موتی نکلا کرتے ہیں۔ **بیت** سیم دیت (قطعہ بند) دیت خونبہا۔ سیم۔ مراد دندان شکستہ۔ **ترجمہ** شاید پتھر کے لئے سیم (آپ کے دندان مبارک) دیت تھی کہ وہ پتھر آیا اور اس دہن تنگ کو زخمی کردیا۔ حالانکہ ہر وہ موتی جو ذات سنگ سے پیدا ہوتا ہے آپ کے لبوں کے

مقابلہ میں از قسم دندان بہا ہے۔ **بیت** گوہر سنگی الخ۔ **ترجمہ** پتھر سے نکلا ہوا موتی جسکی کان زمین ہے آپ کے گوہر دنداں کی دیت کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی تمام دنیا کے موتی (جیسا کہ پہلے شعر میں کہہ آئے ہیں) آپ کے دندانِ مبارک کی دیت نہیں ہو سکتے

**بیت** فتح بدنداں الخ۔ جاں کناں۔ بفتح کاف بمعنی کوشش کناں۔ دنداں کناں بضم کاف بمعنی عاجزی کرتے ہوئے۔ از بن دنداں۔ برغبت تمام۔ **ترجمہ**۔ فتح آپ کے دانت کی دیت میں کوشش کرتی ہوئی آگئی اور برغبت تمام عاجزی کرتی تھی یعنی اس کے بعد کی تمام فتوحات جو آپ کو حاصل ہوئیں وہ گویا آپ کے دندانِ مبارک کی دیت تھیں۔ **بیت** چوں دہن الخ **ترجمہ** آپ نے اپنے دہن مبارک کو پتھر کے صدمہ کی وجہ سے خون سے دھویا تو بخشش کا نام اپنے آپ پر درست کر لیا۔ یعنی باوجود اسقدر تکلیف پہنچنے کے آپ نے بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا تو یہ

اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون (خداوندا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ لوگ لاعلم ہیں)

**بیت** از بن دنداں الخ کم گرفتن۔ ترک کر دینا۔ فراموش کر دینا۔ حقیر و ناچیز سمجھنا۔ **ترجمہ**۔ برغبت دانت کو ترک کر دیا اور اسے (فتوحات کے) شکرانے کے طور پر دیدیا اور اس (شکست دنداں) کو حقیر سمجھا۔ **بیت** زار زوئے داشتہ الخ۔ دندان از چیزے گذاشتن۔ ترک کر دینا۔ چیزے بدنداں داشتن۔ کنایہ حرص کرنا۔ **ترجمہ**۔ آپ کے دل میں جو آرزو تھی آپ نے اُسے ترک کر دیا کیونکہ دوجہان میں سے آپ کو کسی چیز کی حرص نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے عتبہ بن ابی وقاص کے متعلق جسکے پتھر سے آپ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا نذر مانی تھی کہ حصول فتح پر اُسے قتل کیا جائیگا۔ لیکن فتح کے بعد آپ نے اُسے معاف فرما دیا۔ **بیت** در صف نادرد (قطعہ بند)

**ترجمہ**۔ آپ کے لشکروں کے میدان جنگ کی صف میں آپ کا ہاتھ عَلَم تھا اور آپکی زبان خنجر۔ آپکے خنجر (یعنی زبان) نے دانت کو نثار کر دیا کیونکہ دندانہ دار خنجر اچھا

نہیں ہوتا۔ بیت ایں ہمہ گر الخ (اگر دشمن) آپ کے یہ تمام سلوک آپ کی بخششوں سمیت دیکھ لیں تو (دشمنی کے) کانٹے الگ پھینک دیں۔ اور (آپ کی محبت کے) پھولوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ بیت باغ بہ از گل الخ گل سے مراد آنحضرت صلعم کے اوصاف اور باغ سے مراد آپ کی ذات بابرکات اور خار سے مراد کفار اور منافقین کی ایذادہی۔ مہرہ سے مراد زہر۔ مہرہ یعنی تریاق۔ دم بالفتح زہر۔ ترجمہ۔ باغ پھولوں سے بھرا پڑا ہے یہ کانٹوں کا ذکر کیا۔ اور ڈور اُمہروں سے پُر ہے سانپ کے زہر کا تذکرہ کیوں۔ بیت بادم بلبل الخ دم بمعنی آواز و نوا۔ طرف گرفتن۔ گوشہ گیری۔ ترجمہ نوائے بلبل کے ہوتے ہوئے باغ کا تماشہ اختیار کر اور مور کی دُم کے مقابلہ میں کوے کو حقیر خیال کر۔ یعنی آنحضرت کے محامد بیان اور دشمنوں کے ذکر سے درگذر۔ بیت طبع نظامی کہ الخ ترجمہ نظامی کی طبیعت جو ایک تازہ پھول کی طرح ہے۔ آپ کے پھول پر ایک خوشنوا بلبل ہے۔ یعنی نظامی آپ کا مدح گو ہے۔

# نعت دوم در تازہ داشتن شریعت در جمہور طوائف

اے تن تو الخ۔ ترجمہ اے وہ کہ آپ کا جسم مبارک روح سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور آپکی روح روحی فداک کی پرورش یافتہ ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کی روح پاک وہ پاکیزگی رکھتی ہے کہ تمام صحابہ اور مومنین و ملائک آپ کے حق میں روحی فداک یا رسول اللہ (اے رسول اللہ میری جان آپ پر قربان) کہتے ہیں۔ بیت نقطہ گہ الخ۔ نقطہ گاہ۔ مقام نکتہ۔ خامہ بُر۔ بُرندہ خامہ۔ ترجمہ۔ آپ رحمت کے قلم کے نقطہ گاہ اور رحمت کے نقطے کے قلم کو قطع کرنے والے ہیں۔ یعنی آپ منزل رحمت اور ماضی رحمت ہیں۔ بیت راہِ روانِ الخ۔ یادگیان۔ گمراہان۔ ترجمہ۔ عرب کے

راہروُں کے لئے آپ ہی ماہِ ہدایت ہیں۔ اور عجم کے گم کردہ راہوں کے لئے آپ ہی بادشاہ ہیں۔ **بیت** رہ بتو یا بند الخ۔ ترجمہ۔ لوگ آپ ہی کی بدولت راہِ ہدایت پاتے ہیں حالانکہ آپ (بظاہر) رہنمائی نہیں کر رہے ہیں (کیونکہ وفات پا چکے ہیں۔) اور حالانکہ آپ گاؤں (یعنی دنیا) میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہی ہیں جو گاؤں کے سردار ہیں۔ **بیت** چوں تو کریماں الخ۔ رستی۔ نان۔ تنہا۔ جمع تن۔ مراد لوگ دوسرا تنہا بمعنی معروف یعنی اکیلا۔ ترجمہ آپ جیسے کریم جو تماشائے حقیقت کرانے والے ہیں۔ وہ کئی آدمیوں کا کھانا تنہا نہیں کھاتے۔ **بیت** از سرآں الخ۔ زلّہ۔ پس خوردہ۔ ترجمہ۔ جس دسترخوان پر آپ نے تر و تازہ خرما تناول فرمائے اس سے ہمارے لئے کیا پس خوردہ لائے ہیں۔ **بیت** لب بکشا الخ شکر خوزند۔ مراد فیض حاصل کریں۔ آب دہن بمراد فصاحت۔ ترجمہ لبوں کو کھولئے تاکہ تمام لوگ ان سے شیرینی حاصل کریں اور آپ کی فصاحت سے تازہ خرما کھائیں۔ یعنی آپ گفتگو کریں تاکہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ **بیت** اے شب گیسوئے الخ سودا مراد عشق۔ ترجمہ اے وہ کہ آپ کے گیسوؤں کی رات (سیاہی) گویا نجات کا دن ہے اور آپ کے عشق کے آگ گویا آبحیات ہے۔ **بیت** عقل شدہ الخ ترجمہ۔ عقل آپ کے چہرے پر فریفتہ ہو گئی ہے۔ اور آپ کے گیسوئے مبارک عشاق کے (جکڑنے کے لئے زنجیر ہیں۔ **بیت** چرخ زطوق الخ ترجمہ آسمان آپ کی پیٹی کے حلقے کا ایک غلام ہے۔ اور صبح آپ کے خورشید جیسے چہرۂ انور کا ایک خندہ ہے یعنی آسمان جیسے مرتبے والے لاکھوں آپ کے غلام ہیں اور صبح کی درخشانی آپ کے چہرۂ مبارک کی نورانیت سے زیادہ نہیں۔ **بیت** عالم تر الخ تر دامن۔ گنہگار۔ خشک دامنی۔ پاکیزگی۔ ناف زمیں۔ مکہ معظمہ۔ نافہ مشک۔ حجر اسود۔ بلحاظ سیاہی۔ ترجمہ گنہگار جہان نے پاکیزگی آپ سے ہی حاصل کی ہے۔ اور

کعبہ نے حجر اسود آپ ہی کی بدولت پایا ہے۔ **بیت** از اثر خاک الخ۔ آں قوم سے مراد صحابہ کرام۔ **ترجمہ**۔ اے مشکیں غبار والے آپ کے وجود کے اثر سے (یعنی آپکے فیضان تربیت سے) صحابۂ کبار کا وجود بھی مشکبار ہو گیا **یعنی** وہ بھی دوسروں کو مستفید کرنے کے لائق ہو گئے۔ **بیت** ناک توانز الخ۔ بادسلیماں۔ تخت سلیمان کیونکہ ان کا تخت ہوا پر اُڑا کرتا تھا۔ **ترجمہ**۔ آپ کی خاک آستاں سلیمان سے بہتر ہے۔ آپ کے روضۂ مبارک کے متعلق میں کیا کہوں کہ وہ روضۂ رضواں (یعنی بہشت سے بھی بڑھ کر ہے۔ **بیت** کعبہ کہ سجادہ الخ۔ سجادہ بمعنی جائے نماز۔ کعبے کو سجادہ اس لئے کہا ہے کہ رسول کریم صلعم چالیس سال تک کعبہ میں مشغول عبادت رہے۔ تکبیر سے مراد نماز۔ جلاب۔ گلاب اور شہد کا مرکب۔ **ترجمہ** کعبہ جو آپ کی تکبیر کا مصلیٰ ہے وہ آپ کے چہرہ و لب مبارک کے شربت کا پیاسا ہے یعنی آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ **بیت** تاج تو و تخت الخ **ترجمہ** جہان آپ کے لئے تاج و تخت دونوں چیزیں مہیا رکھتا ہے یعنی تخت تو زمین ہے اور آسمان آپ کا تاج ہے۔ **بیت** سایہ نداری الخ مشہور ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ **ترجمہ**۔ آپ سایہ نہیں رکھتے کیونکہ آپ نور بزرگ ہیں۔ بلکہ آپ خود اللہ تعالیٰ کے نور کا سایہ ہیں۔ **بیت** چار علم الخ چار علم سے مراد چار تکبیر میں تیز خلفائے اربعہ اور پنج نوبت۔ نماز پنجگانہ **ترجمہ** چار تکبیریں آپ کی مسلمانی کے ارکان ہیں اور پانچ وقت کی نماز آپ کی بادشاہی کا نقارہ ہے۔ **بیت** خاک ذلیلاں الخ **ترجمہ**۔ ذلیل لوگوں کا وجود آپ کی بدولت گلشن فیض بن گیا ہے اور عزت والوں کی آنکھیں آپ کی بدولت روشن ہو گئی ہیں۔ **بیت** تا ؤ ہمت (قطعہ بند) دامن کشاں رفتن۔ ناز سے چلنا۔ **ترجمہ**۔ جب سے آپ کے قدم مبارک نے تاریک رات (یعنی شب معراج) میں آسمان پر خرام ناز کیا ہے۔ اُس وقت سے اُس

(آسمان) کا دامن آپ کی بدولت زر و جواہر سے پُر ہو گیا ہے اور اس کا پیراہن زر سودہ سے بھر گیا ہے۔ **بیت** در صدف صبح (قطعہ بند) ترجمہ صبح کی سیپی میں باد صبا آپ کی خوشبو کا غالیہ صفائی کے ہاتھوں سے تیار کرتی ہے۔ چنانچہ جہاں کہیں صبا پہنچی وہاں عنبر کے لشکر نے جھنڈے گاڑ دیئے یعنی اس مقام کو معطر کر دیا۔ **بیت** بوی کز آں عنبر لرزاں دہی الخ عنبر لرزاں۔ گیسوئے مبارک۔ ترجمہ جو خوشبو کہ آپ اپنے ان دو گیسوؤں سے دیں اگر آپ دونوں جہان کے عوض میں بھی دیدیں تو سستی ہے۔ **بیت** سدرہ ز آرائش الخ زہ جھالر۔ ترجمہ سدرۃ المنتہیٰ آپ کے مسند کی آرائش کے لئے بمنزلہ جھالر کے ہے اور عرش آپکے محل میں کرسی رکھنے والا (یعنی چاکر) ہے۔ **بیت** روز رخ تو الخ صبح تاب صبح کا روشن کرنے والا۔ آفتاب بمعنی چمک۔ ترجمہ جب آپ کا روز رخ صبح کو روشن کرتا ہے تو اس روشنی میں آفتاب ایک ذرے کی مانند ہوتا ہے۔ **بیت** گر نہ ز صبح الخ آئینہ۔ آفتاب۔ مراد ذات نبی۔ ترجمہ اگر آفتاب صبح میں سے نکل نہیں آیا (یعنی اگر آپ کا ظہور دنیا میں نہیں ہے) تو آپ کے نور ہدایت کے آثار زمین پر کیوں موجود ہیں۔ **بیت** اے دو جہاں الخ۔ ترجمہ اے دو جہان آپ زمین کے نیچے کیوں ہیں۔ آپ خزانہ تو نہیں ہیں پھر خاک نشیں کیوں ہیں۔ **بیت** تا تو بخاک الخ ترجمہ اے پاک خزانے جب سے آپ مدفون ہوئے ہیں اسی وقت سے خزانہ کو زمین میں دفن کرنے کی رسم پڑ گئی ہے۔ **بیت** گنج ترا فقر الخ ترجمہ آپ کے خزانۂ معرفت کے لئے آپ کا ویرانہ فقر ہی کافی اور آپ کی شمع کے لئے آپ کا سایہ ہی کافی پروانہ ہے۔ پہلے شعر میں کہتا ہے کہ آپ خزانہ نہیں ہیں یعنی دنیا کے زر و مال کی طرح نہیں ہیں جسے زمین محافظت کے لئے دفن کر دیتے ہیں۔ دوسرے شعر میں کہتا ہے۔ اے گنج پاک! اور اس خزانے سے علم و شریعت اور رحمت کا خزانہ مراد ہے۔ شمع سے کنایہ آپ کا وجود مبارک ہے۔

آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا اس کو اس طرح بیان کیا ہے
کہ سایہ ایک پروانہ تھا جو آپ کے شمع رخ پر قربان ہو گیا۔ بیت چرخ مقوس الخ
مقوس خمیدہ۔ ترجمہ خمیدہ آسمان آپ کے راستے کا نشانہ ہے الغنی پامال کردہ ہے
اور برج دلو کا حلقہ آپ کے چاہ کا رسن ہے یعنی آپ کے مراتب بلند میں سے
پست ترین مرتبہ یہ ہے۔ دلوش میں ضمیر شین کا مرجع چرخ ہے۔ بیت ایں
دو طرفدار الخ۔ دو طرفدار مراد مہر و ماہ۔ پیک۔ قاصد طرفدار۔ حاکم۔ ترجمہ یہ دونوں
سفید و سیاہ حاکم آپ کے قاصدانِ راہ میں سے (دو) قاصد ہیں۔ بیت عقل
شفا جوئے الخ۔ غریب بمعنی نادر مراد محبوب۔ ماہ کو سفر ساز اس لئے کہا کہ ہمیشہ
سیر میں ہے یا اہل سفر کے لئے بہت کچھ اطمینان اور تسکین کا باعث ہوتا ہے
ترجمہ عقل جویائے شفا ہے اور اس کے طبیب آپ ہی ہیں۔ اور چاند سفر کر رہا
ہے اور اس کے محبوب آپ ہی ہیں۔ بیت خیز و شب الخ ترجمہ اٹھئے اور
منتظر لوگوں کی رات کو دن کر دیجئے اور نظامی کی طبیعت کو طرب سے بھر دیجئے۔

# نعت سوم در استدعاء جمال نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

ای مدنی برقع الخ برقع بمعنی معروف یعنی وہ کپڑا جو سر سے پاؤں تک ساری
جسم کو چھپا لیتا ہے برخلاف نقاب کہ وہ صرف چہرہ پوش ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت
صلعم کا جسم مطہر سرزمین مدینہ میں مدفون ہے اس لئے مدنی برقع کہا اور مکی
نقاب اس لئے کہ اکثر اہل عرب ڈھاٹا باندھے رہتے ہیں خصوصاً زمانہ جنگ میں
تاکہ دشمن پہچان نہ سکے۔ ترجمہ اے مدنی برقعے والے اور مکی نقاب والے آپ
تو آفتاب ہیں پھر) آفتاب کب تک سایہ نشیں رہیگا یعنی آفتاب نورانی ہوتا ہے
اور سایہ ظلمانی میں قرار نہیں ٹھہر سکتا۔ دنیا تاریک ہے۔ جلد ظہور فرمائیے اور اسکو

روشن کیجئے۔ بیت گری ازالخ ترجمہ اگر آپ ماہ ہیں تو اپنی تھوڑی سی محبت
ہمارے اندر عمل میں لائیے۔ اور اگر آپ پھول ہیں تو اپنے دماغ کی تھوڑی سی
خوشبو ہمیں بھی پہنچائیے۔ یعنی اپنے فیوض و برکات کا پرتو ہم پر بھی ڈالئے
بیت منتظراں رالخ ترجمہ منتظروں کا دم لبوں پر آگیا ہے۔ اے وہ کہ ہماری فریاد
آپ ہی سے ہے۔ ہماری فریاد کو پہنچئے۔ سوئے عجم الخ۔ زردہ۔ اسپ زرد رنگ
اور زردہ روز سے مراد دن۔ شبدیز۔ اسپ سیاہ رنگ۔ شبدیز شب سے مراد
رات۔ ترجمہ (اپنی سواری) عجم کی طرف رواں کیجئے اور عرب میں نہ ٹھہریئے
یہ شب و روز کے سیاہ اور زرد گھوڑے حاضر ہیں یعنی اپنے جمال جہاں آرا کا پرتو
عجم میں ڈالئے۔ بیت۔ ملک بیارائے الخ ترجمہ ملک کو آراستہ کیجئے
اور جہان کو تازگی بخشئے۔ اور دونوں جہان (اپنے نام سے) پر آوازہ کر دیجئے۔
بیت۔ سکہ توزن الخ کم فارسی میں نفی کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ دم زدن
یعنی خاموش ہو جانا۔ ترجمہ آپ اپنے نام کا سکہ جاری کیجئے تاکہ دیگر امراء
نہ جاری کریں۔ آپ بادشاہی کیجئے تاکہ شاہانِ دنیا حقیر ہو جائیں اور آپ خطبہ
پڑھیں تاکہ دوسرے خطیب خاموش ہو جائیں۔ بیت۔ خاک تو بوئی الخ۔ ترجمہ
آپ کے وجود مبارک (یا وطن) نے جہان میں ایک خوشبو پھیلائی لیکن نفاق کی
آندھی آئی اور اس خوشبو کو اڑا لے گئی۔ بیت بازکش ایں الخ ترجمہ مسند
خلافت کو ان آرام طلب سلاطین سے چھین لیجئے اور ان نجس خطیبوں سے منبر کو پاک
کر دیجئے۔ بیت شانہ غولان الخ ترجمہ ان شیاطین کے گھر میں جہان کو ان سے
خالی کر دیجئے۔ اور انہیں عدم کے غار میں ڈال دیجئے۔ بیت کم نکن الخ ترجمہ
روزینہ نہ دیجئے کیونکہ یہ بہت کھانے والے ہیں اور جاگیریں اور دل کو دیجئے کیونکہ
یہ فقیر سے ہیں۔ بیت ما ہمہ جسیم الخ ترجمہ ہم سراپا جسم (بے روح) ہیں۔ آپ

جان بن جائیے۔ اور ہم تمام شیطان (گمراہ) ہیں آپ سلیمان (رہبر) بن جائیے۔
**بیت** شحنہ توئی الخ **ترجمہ** محافظ تو آپ ہیں پھر قافلہ اُمت تنہا کیوں ہے
قلب لشکر تو آپ ہیں جھنڈا یہاں کیوں ہے۔ قاعدہ ہے کہ جھنڈا ہمیشہ قلب
فوج میں رہا کرتا ہے۔ یہاں مولانا نے ریاکار مولویوں کی قلعی کھولی ہے چنانچہ
اس شعر میں فرماتے ہیں کہ جب اسلامی لشکر کا قلب آپ ہیں تو پھر یہ اسلامی
نشانات ان واعظان بے عمل کے قبضے میں کیوں ہیں۔ چنانچہ اگلے شعر میں ان کی
حالت کا بیان ہے **بیت** از طرفی الخ **ترجمہ** ایک طرف سے تو یہ (مولوی)
دین میں رخنہ کرتے ہیں اور دوسری طرف سے (دوسرا ظن) گھات میں لگے ہوئے
ہیں۔ **بیت** یا علیؓ در الخ **ترجمہ** یا کسی علیؓ کو میدان کی صف میں بھیجئے یا کسی
عمرؓ کو شیطانوں کے سر پر بھیجئے یعنی ایک طرف سے تو علماء دین کی جڑیں
اکھاڑ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف سے سلاطین۔ پس یا تو حضرت علیؓ کو جن کی
شان میں (لافتیٰ الا علی) ہے ان کی سرکوبی کے لئے بھیجیں یا حضرت عمرؓ کو
جن کے بارے میں (الشیطان یفر من ظل العمر) شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا
ہے۔ وارد ہوا ہے مسلط فرما دیجئے تاکہ وہ ان شیطانوں کو تباہ و برباد کر دیں۔
**بیت** شب بسر ماہ الخ۔ ماہ یمانی۔ ماہ کامل کو کہتے ہیں کیونکہ چودھویں کا چاند
سمت الراس سے مائل بہ یمین ہوتا ہے۔ اور ماہ آپ کے رخسار و پیشانی مبارک
سے استعارہ ہے۔ اور شب سے مراد آپکی زلفیں ہیں۔ برد یمانی یعنی چادر مبارک
آنحضرت کا کفن کیونکہ آپ کو برد یمانی ہی کا کفن دیا گیا تھا۔ **ترجمہ** زلفوں کو رخ
انور پر بکھیر لیجئے اور چاند جیسے سر کو برد یمانی سے نکال لیجئے۔ **بیت** باد و سہ
دربند الخ۔ دربند۔ دربستہ یعنی گوشہ نشین عزلت۔ **ترجمہ** چند گوشہ نشینان
عزلت کے ساتھ متحد جلوہ گری ہوجئے اور ان چند مجنوں کو نقصان پہنچائیے

بیت پانصد و ہفتاد الخ۔ ترجمہ۔ پانسو ستّر سال نیند کے لئے کافی ہیں۔ دن چڑھ آیا ہے جلد مجلس میں تشریف لائیے۔ پانسو ستّر سال کنایہ ہے سنہ ہجری سے جو اس کتاب کی تصنیف کا زمانہ ہے۔ بیت خیز و بغرما الخ۔ دو سہ قندیل مراد آفتاب و ماہتاب وغیرہ۔ ترجمہ اُٹھئے اور اسرافیل کو حکم دیجئے کہ ان چند قندیلوں کو بجھا دیں یعنی صور پھونکیں تا کہ قیامت برپا ہو جائے۔ بیت خلوتی پردۂ الخ ترجمہ پردۂ اسرار الٰہی کے محرم بن جائیے۔ ہم سب غافل ہو گئے ہیں۔ آپ بیدار ہو جئے۔ بیت ز آفت ایں الخ۔ ترجمہ۔ اس فنا پذیر گھر (دنیا) کی آفتوں سے (بچانے کے لئے) بڑھیئے اور تمام لوگوں کی دستگیری کیجئے۔ بیت ہر چہ رضائی الخ دا خواست۔ باز پُرس۔ ترجمہ۔ جو کچھ آپ کی رضا ہے وہ سوائے راستی اور سچائی کے نہیں۔ اور کسی شخص کو آپ سے باز پُرس کرنے کی مجال نہیں۔ بیت گر نظر الخ۔ ترجمہ اگر آپ عنایت کی نظر فرمائیں تو ساری مہمات کو پورا کر دیں۔ بیت دائرہ بنا ی الخ ترجمہ آپ نے ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے (تمام عالم کے گرد) ایک دائرہ کھینچئے کہ یہ میری امّت ہے تا کہ آپ کی شفاعت سے تمام موجودات کی بخشش ہو جائے۔ بیت با تو تصرف الخ۔ وقت کار سے مراد وقت حساب۔ مشتی غبار سے مراد انسان ترجمہ۔ آپ کے ہوتے ہوئے مواخذۂ گناہ کے وقت ان چند انسانوں کی بخشش کے لئے آپ کے کام میں کون دخل دے سکتا ہے یعنی آپ کے سوا اور کون شفاعت کی جرأت کر سکتا ہے۔ بیت از تو یکی الخ ترجمہ آپ کا ایک جلوہ دکھانا اور دونوں عالم کا بیخود ہو جانا یعنی آپکے جمالِ جہاں آرا ایک جلوے سے جن و بشر محوِ حیرت رہ جائیں گے۔ بیت مغز نظامی الخ۔ ترجمہ نظامی کا مغز جو آپ کی خبر کا جویا ہے۔ آپ کے بالوں کی خوشبو سے زندہ دل ہے۔ بیت از نفسی بوی الخ ترجمہ ایک پھونک سے اسے وفا کی خوشبو عطا کیجئے۔ ایک فقیر کو ملک فریدوں بخش دیجئے۔

# نعت چہارم در علو مرتبت نبوت محمد بر پیغمبران علیہم السلام

ای گہر تاج الخ۔ آزادگان۔ مراد سالکین۔ گوہر۔ ذات۔ زینت۔ ترجمہ اے پیغمبروں کے تاج کے موتی یعنی آرائش اور سالکین کی ذات کو تاج بزرگی دینے والے
بیت ہر چہ زبیگانہ الخ۔ بیگانہ وخیل۔ اپنے پرائے۔ مراد جملہ کافر و مومن یا آپ کے اپنے اُمتی۔ اور دوسرے تمام پیغمبروں کی اُمتیں۔ ترجمہ سب کے سب جتنے بھی اپنے پرائے ہیں اس دنیا میں آپ کے طفیلی ہیں۔ بمصداق (لولاک لما خلقت الافلاک)
بیت اول بیت الخ۔ اول بیت۔ پہلا گھر یا گھر کی بنیاد۔ اور بیت شعر کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس شعر میں صنعت ایہام پیدا ہوگئی ہے۔ ترجمہ اگرچہ دنیا آپ ہی کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ لیکن آپ کا نام قافیے کی طرح آخر میں آیا ہے آنحضرتؐ کی ذات کی اولیت بمصداق (اول ما خلق اللہ نوری) اور قافیہ ہونا جس سے کنایہ ہے آخر میں ہونا بلحاظ ظہور۔ بیت ایں دہ ویراں الخ دہ ویران۔ دنیا۔ اشارت۔ حکم۔ ترجمہ جب اس ویران گاؤں کی طرف (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) اشارہ ہوا تو آدمؑ اور آپ کی بدولت آباد ہوا۔ یعنی جب مشیت ایزدی میں دنیا کو پیدا کرنا منظور ہوا تو جسم کی حیثیت سے آدمؑ اور نور کی حیثیت سے پیغمبر علیہ السلام کو پیدا کر کے اس کی بنیاد ڈالی۔ بیت آنچہ بدو الخ۔ ترجمہ جس چیز سے گھر آراستہ ہو سکتا ہے وہ پہلے پانی اور اس کے بعد اینٹ ہے یعنی جس طرح بغیر پانی کے اینٹ تیار اور گھر بن نہیں سکتا اسیطرح آنحضرت صلعم بمنزلہ پانی کے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام بمنزلہ اینٹ کے کیونکہ ان کا وجود بھی رسول کریم صلعم کی بدولت ظاہر ہوا۔ بیت آدم ونوح نہ الخ ترجمہ آپ آدمؑ اور نوحؑ ہیں۔ نہیں بلکہ دونوں سے بہتر ہیں۔ اور دونوں کا ایک گرہ والا ہار ہیں۔ یعنی دونوں کے فضائل وکمالات

آپ کی ذات میں جمع ہیں۔ بیت آدم ازاں الخ ترجمہ۔ جب آدم علیہ السلام اس دانہ (کے کھانے) کی وجہ سے جو کہ ممتلی ہوا یعنی آدم گنہگار ہو گئے۔ تو اُن کے لئے توبہ خوشگوار گلقند بن گئی۔ بیت نوبۂ دل الخ۔ چمن سے مراد آدمؑ کا وجود اور شین کا مرجع خود آدمؑ ہیں۔ ترجمہ آدمؑ کی دلی توبہ (کی قبولیت کا باعث) اُن کے وجود میں آپ کی محبت کی خوشبو کا ہونا ہے۔ اور آپ کے کوچے کی مٹی اُن کے لئے گلقند ہے۔ بیت ۱۔ دل ز تو الخ ترجمہ جب آدم علیہ السلام کے دل نے آپ سے توبہ کی گلقند کھائی تو گلقند نے گلقند ہونے سے توبہ کرلی۔ کیونکہ وہ معفیہ کے لئے تو نافع ہو سکتی ہے۔ لیکن لغزش اور گناہ کے لئے کچھ مفید نہیں۔ بیت گوئی قبولی (قطعہ بند سترہ شعر) ترجمہ ازل میں "قبولیت" کو ایک گیند بنایا اور دلوں کے میدان کی وسعت میں ڈال دیا یعنی خدائے تعالیٰ کے ہاں "قبولیت" کا حاصل کرنا بمنزلہ ایک گیند کے تھا جسے قضا و قدر نے بنایا اور تمام انبیا کے سامنے پھینک دیا کہ ہر ایک بازی لے جانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اشعار آئندہ میں یکے بعد دیگرے بڑے بڑے جلیل القدر انبیا کی درماندگی کے اظہار کے بعد بتلایا ہے کہ تمام ان ہی لغزشوں کی وجہ سے "گوئی قبولیت" کو حاصل نہ کر سکے۔ ایک حضرت محمد صلعم ہی تھے جو اس کو لے جا سکے (۲) نوزخمہ۔ نو آموز۔ بمصداق (علّم آدم الاسما) ترجمہ۔ نو آموز آدمؑ بڑھے تاکہ اس گیند کو اپنی چوگان سے لیجائیں (۳) بارگی۔ سواری۔ مراد نفس امّارہ۔ ترجمہ لیکن جونہی آپ کا نفس امّارہ خوشۂ گندم (ممنوعہ) کے پیچھے گیا۔ گیند تو وہیں رہ گئی اور آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ (۴) لب تشنہ مشتاق الخ ترجمہ نوحؑ نہایت مشتاق ہو کر اس دسترخوان کی طرف بڑھے لیکن بیٹے کی راہ بھول گئے اور طوفان میں پہنچ گئے۔ یعنی آدمؑ کے بعد نوحؑ اس گوئی قبولیت کے حصول کے لئے بڑھے۔ لیکن اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے کافر بیٹے کے حق میں سفارش کی

جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا۔ کہ (انہ لیس من اہلک) وہ
تیرے اہل سے نہیں۔ اس سبب سے نوحؑ بھی گوئی قبولیت کو نہ لے جا سکے۔
(۵) تہد گہوارہ مراد وجود۔ ترجمہ جب ابراہیمؑ کی اس گیند کو لے جانے کی رائے
ہوئی۔ ابھی انہوں نے آدھا ہی راستہ طے کیا تھا کہ وہ تین جگہ پھسل گئے۔
یعنی ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھکر ہر ایک کو معبود سمجھا (۶) زیر۔ مدعم
مراد گوئے قبولیت۔ ترجمہ چونکہ داؤد علیہ السلام کا دل تنگ نفس تھا۔ اس لئے
وہ اس زیر کے لایق قصد ہی نہیں رکھتے تھے۔ یعنی داؤد علیہ السلام سے بھی لغزش
ہوگئی کیونکہ انہوں نے ایک شخص کی بیوی کو ہتھیانا چاہا تھا۔ وہ بھی اس گوئی قبولیت
کو نہ لیجا سکے۔ (۷) غیاب۔ کنوئیں کی تھاہ۔ ترجمہ یوسف علیہ السلام نے اس
کنوئیں کی تھاہ نہ دیکھی اور بھولے سے رسّی ڈول رسّی کے اور کوئی سرمایہ نہ پایا یعنی
حضرت یوسفؑ بھی اس گوئی قبولیت کو نہ لیجا سکے۔ کیونکہ ان سے (ولقد ہمت
بہ وھم بہا۔ الآیہ) کے مطابق لغزش سرزد ہوگئی (۸) کلاہ۔ سے مراد گوئی قبولیت
ترجمہ۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام اپنے مرتبہ کا لحاظ کرتے تھے۔ اس لئے کلاہ کو
مملکت آلودہ نہیں کیا یعنی سلیمان علیہ السلام نے دعا کی (رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد
من بعدی) خدایا مجھے ایسا ملک بخش جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ چونکہ اسمیں
جاہ طلبی اور ایک گونہ بخل کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ جو کہ انبیا کی شان کے شایاں نہیں۔
(۹) سفر خشک۔ سفر غیر نافع۔ ترجمہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس غیر نافع سفر سے
عنان پھیر لی اور اپنے دامن کو آب حیات کے چشمے سے ملوث پایا یعنی خضر علیہ السلام
بھی طول زندگی کی ہوس میں اس گوئی قبولیت کو چھوڑ کر آب حیات کے پیچھے پڑ گئے
(۱۰) ترجمہ۔ موسےؑ نے اس جام سے ہاتھ کو خالی دیکھا۔ اور شیشۂ صبر کو ارنی کے
پہاڑ کے پائے پر توڑ دیا یعنی موسیٰؑ بھی اس گوئی قبولیت کے لیجانے سے قاصر رہے

کیونکہ آپ نے (رب ارنی انظر الیک) اے خدا مجھے اپنا دیدار دکھا) کہہ دیا۔ جس کے
کے جواب میں اُنہیں (لن ترانی) تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ سُننا پڑا (۱۱) ترجمہ
مسیح علیہ السّلام نے اس دانہ کی طرف قصد ہی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے ہی گھر سے
تہمت زدہ تھے! این دانہ سے مراد ہی "گوئی قبولیت" یعنی مسیحؑ کو چونکہ نصاریٰ
ابن اللہ کہتے تھے اس لئے اسی شرم کے باعث وہ بھی گوئے قبولیت نہ لیجا سکے۔
(۱۲) ترجمہ۔ اے بادشاہ (دوجہاں) آپ نے بھی قصد کیا اور اس کام پر سایہ ڈالا
یعنی آپ سے کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ ہی گوئی قبولیت کو لیجا سکے
(۱۳) اس شعر میں ردیف بجائے رسے پر کے تو چاہیئے۔ ترجمہ اس نامہ پر
آپ کے عنوان کی مُہر ہوئی اور یہ خطبہ آپ کے عہد میں ختم ہوا یعنی جب آپ کی
ذات مبارک اس گوئی قبولیت کو لے گئی تو قبولیت کا شرف نامہ آپ کے نامِ نامی
کے ساتھ مختوم ہو گیا۔ بیت خیز و بریں الخ۔ ترجمہ اُٹھئے اور اس آسمان پر
دورہ کیجئے۔ کیونکہ وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ آپ ہی کچھ کیجئے۔ یعنی آسمان سے تو کچھ بن
نہیں آتی آپ اُٹھئے اور اُمت کی مشکلات کو حل کیجئے۔ بیت خط فلک الخ خطہ فلک
حدود ذلک۔ ترجمہ آسمان کی حدود آپ کے میدان کا ایک خطہ ہے اور گوئی زمین
آپ کے چوگان کے خم میں ہے۔ بیت تا نہ عدم الخ۔ می تگ و می تاز۔ یعنی جو
کچھ آپ چاہیں کریں۔ ترجمہ جبتک عدم سے فنا کی گرد نہ اُٹھے۔ اُسوقت تک
آپ تگ و تاز کیجئے کہ تمام میدان آپ ہی کے لئے ہے۔ یعنی قیامت تک
آپ حکم فرماتے رہیں کہ آپ کی شریعت اُس وقت تک باقی رہنے والی ہے۔
بیت کیست فنا الخ۔ ترجمہ فنا کیا بلا ہے جو آپ کے جام سے پانی پی سکے
یا عدم سفلہ کیا حقیقت رکھتا ہے جو آپ کا نام لے۔ یعنی آپ کی شریعت پر عدم و
فنا کا بھی کوئی زور نہیں چل سکتا۔ بیت پائی عدم الخ ترجمہ عدم کے پاؤں کو عدم

ہی میں آوارہ کیجئے۔ اور فنا کے ہاتھ کو فنا کا کنگن پہنا دیجئے۔ یعنی عدم کو معدوم اور فنا کو فنا کر دیجئے۔ **بیت** اے نفست الخ۔ نفست۔ یعنی آپ کی گفتار۔ زبان بستگاں سے مراد حیوانات و جمادات۔ چنانچہ اونٹ اور پرندے آپ کیساتھ گفتگو کرتے۔ اور حیوانات و سنگریزے تسبیح کہتے۔ درخت سلام اور رسالت کا اعتراف کرتے تھے۔ **ترجمہ** اے کہ آپ کا کلام گنگ زبانوں کی گویائی کا باعث ہے اور جگر خستہ لوگوں کے سودا کا مرہم ہے۔ **بیت** عقل بشرع الخ **ترجمہ** عقل آپ کی شریعت کی بدولت دریائے مصیبت سے اپنی جان کی کشتی کو ساحل تک سلامت لے گئی۔ یعنی آپ کی شریعت کی برکت سے اپنی کشتی کو ورطۂ حیرانی جہل سے باہر لے جاسکی۔ **بیت** قبلۂ نہ چرخ الخ عبرہ۔ خراج یا محصول۔ اور شش روزہ سے مراد جہان ہے۔ **ترجمہ**۔ نو آسمان کا قبلہ آپ کے کوچے میں ہے۔ اور تمام جہان کا خراج آپ کے ایک بال میں۔ یعنی فرشتوں کا قبلۂ مقصود آپ کا کوچہ ہے۔ اور آپ کے ایک موئے مبارک کی قیمت تمام جہان کے محصول و خراج سے بڑھ کر ہے۔ **بیت** ملک چو موئیت الخ۔ **ترجمہ** اگر آپ کے سر سے ایک بال بھی کم ہو جائے تو تمام ملک دنیا آپ کے بالوں کی طرح درہم برہم ہو جائے۔ **بیت** با قلم از الخ بروں خواں۔ ظاہر داں۔ دروں داں۔ باطن داں قلم سے مراد تحریر۔ **ترجمہ** آپ تحریر سے زیادہ ظاہر داں اور سخن سے زیادہ باطن داں ہیں۔ **بیت** زاں نزد الخ۔ **ترجمہ** آپ کی انگلیوں نے اس لئے حروف پر پاؤں نہیں مارا یعنی تحریر نہیں کی تاکہ آپ کے حروف پر اعتراض نہ کیا جاسکے۔ یعنی عیب جیں کو انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے۔ **بیت** حرف ہمہ خلق الخ **ترجمہ** تمام مخلوقات کے الفاظ انگشت رسیدہ (قابل اعتراض) بن گئے۔ فقط آپ ہی کے الفاظ اس انگشت نمائی سے محفوظ ہیں۔ **بیت** پست وشکر الخ پست۔ بالکسر

ستو۔ **ترجمہ**۔ آپ کے دروازے کا غبار بمنزلہ ستو اور شکر کے ہے اور آپ
کے زبان و دنداں بمنزلہ پستہ و خرما کے ہیں **بیت** یک کف پست الخ **ترجمہ**
آپ کے ستوؤں کی ایک مٹھی صحرائے عشق میں عشق کے تماشائی کیلئے چالیس
دن کا سامان ہے **یعنی** آپ کے زر دولت کی ایک مٹھی خاک ریاضت کیشوں کے
چلے بھر کے لئے انہیں غذا سے مستغنی کر دینے کو کافی ہے۔ **بیت** تازہ تریں الخ
**ترجمہ** آپ میرے لئے تازہ ترین نجات کی صبح ہیں۔ میں آپ کی خاک ہوں
کہ آپ میرے لئے آب حیات ہیں۔ **بیت**۔ خاک تو خود الخ **ترجمہ** آپ کی
خاک تو میری جان کے لئے بمنزلہ باغ کے ہے۔ اور آپکا روضۂ مبارک میرے
لئے جانِ جہاں (معشوق) ہے۔ **بیت**۔ خاک تو در الخ **ترجمہ** آپ کی خاک آستاں
یا خاک پاک میں (سرمے کے طور پر) نظامی کی آنکھ میں لگاؤں۔ اور آپکا زین پوش
نظامی کے کاندھوں پر اٹھاؤں۔ **بیت** بر سر آں الخ **ترجمہ** میں اُس روح پاک
جیسے روضے پر ہوا کی طرح سے اُٹھوں اور خاک کی طرح سے بیٹھوں یعنی دیوانہ وار
آپ کے روضۂ مبارک کا طواف کروں۔ **بیت** تاچو سراں۔ سراں۔ مومناں و
زائراں۔ **ترجمہ** تاکہ جب بزرگ لوگ غالیہ تیار کریں۔ میری مٹی کو اپنے سر کا
غالیہ بنائیں **یعنی** میں آپ کے روضۂ مبارک پر نثار ہو جاؤں کہ اس کے زائر
جب سر دھونے کے لئے غالیہ تیار کریں تو میری مٹی کو احترام کے طور پر
بجائے غالیہ استعمال کریں۔



# در باز نسبت کتاب و ثنائی ملک فخرالدین بہرام شاہ

منکہ دریں (قطعہ بند) دائرہ دہر بند۔ آسمان۔ شہر بند۔ مقید۔ ترجمہ میں جو
اس محیط عالم دائرہ میں نقطہ مرکز کی طرح مقید ہوگیا ہوں۔ مجھے چلنے کی طاقت نہیں۔
سایہ تو ہے لیکن ہُماں کا سا دبدبہ نہیں ہے۔ **بیت** پائی فرورفتہ الخ فرورفتن۔ گرجانا
**ترجمہ** میرے پاؤں اگرچہ اس سرزمین (گنجہ) میں گڑ گئے ہیں۔ لیکن میرے ہاتھ
آسمان کے شکار بند میں ہیں۔ **یعنی** باوجودیکہ میں کسی معذوری سے ایک جگہ جا
بیٹھا ہوں۔ لیکن علم و فضل میں میرا مرتبہ آسمان سے کہیں بلند ہے۔ **بیت** فرق بزیر الخ
اس شعر میں مولانا اپنے مراقبے کا حال بیان فرماتے ہیں۔ **ترجمہ** اپنے سر کو پاؤں
کے نیچے ڈالدیا اور گھٹنے کو قدم بنایا یعنی سر بزانو ہوکر مراقبے میں بیٹھا۔ **بیت** گشتہ
زبس الخ **ترجمہ**۔ میرے چہرے کے نور کی زیادتی سے میرا سر زانو آئینۂ دل بنگیا۔
**بیت** منکہ بایں الخ **ترجمہ** میں نے جو کہ اس آئینہ کو دیکھنے میں مشغول تھا آنکھوں
کے آئینے کو پھینک دیا۔ **یعنی** ان ظاہر بیں آنکھوں کو بند کر لیا اور دل کی آنکھوں سے
دیکھنے لگا۔ **بیت** تا ز کدام الخ **ترجمہ** تاکہ دیکھوں کہ کون سے آئینے سے مجھے روشنی
حاصل ہوتی ہے۔ یا کونسی آگ سے مجھے گرمی و رونق نصیب ہوتی ہے **یعنی** کونسا
شخص اس قابل ہے کہ میں اپنی اس کتاب کو اُس کے نام پر معنون کروں۔ اور اُس کی
وجہ سے مجھے عزت و گرم بازاری نصیب ہو۔ **بیت** چوں نظر عقل الخ **ترجمہ** (اسی
حالت فکر میں) جب عقل کی نظر نے درست رائے کے ساتھ تمام جہان کے گرد
نہایت چستی و چالاکی سے ہاتھ پاؤں مارے۔ یعنی تلاش و جستجو کی۔ **بیت** دیدم
از آں الخ **ترجمہ** تو میں نے اُس بلند رتبے سے جو میری ہمت میں تھا۔ ایک ولی نعمت
مرتبہ بخشنے والے کو دیکھا۔ یعنی مراقبے کی حالت میں عقل نے غور و خوض کے بعد مجھے

ایک ایسے شخص تک پہنچا دیا جو اس قابل تھا کہ یہ کتاب اُس کے نام سے منسوب ہو اور مراد اُس شخص سے بادشاہ ہے جس کی مدح آئندہ اشعار میں کی گئی ہے۔ **بیت**
شاہ قوی طالع الخ۔ گلبن۔ درخت گل۔ روضۂ فیروزہ رنگ سے مراد آسمان ہے۔
**ترجمہ**۔ وہ بادشاہ جو صاحب بخت بلند اور کامیاب جنگ کرنے والا ہے۔ اور اس فیروزہ رنگ باغ (آسمان) کا درختِ گل (باعثِ زینت) ہے۔ **بیت** خضر سکندر الخ
ممدوح کو فیض رسانی اور رعیت پروری کی وجہ سے خضر اور سکندر سے تشبیہ دی ہے مجسطی علم ریاضی میں بطلیموس کی ایک کتاب ہے۔ رصد بند۔ اُس مقام کو کہتے ہیں جو حکما آثار سماوی اور ستاروں وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے بناتے ہیں۔
قلب رسد بند سا امید گاہ اور مجسطی کشا سے مراد حلال مشکلات ہے۔ **بیت** آنکہ ز مقصود الخ
**ترجمہ** وہ بادشاہ کہ مقصود موجودات میں سے پہلا مقصد وہی ہے۔ اور مقصود کی آیت اُسی پر نازل کی گئی ہے۔ یعنی تخلیق کائنات کے بہت سے مقاصد ہیں۔ لیکن سب سے اہم واقدم مقصد بادشاہ کا پیدا کرنا ہے اور آیۂ مقصود الخ یعنی اِنّی اَلاٰمر منکم
اُسی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ **بیت** شاہ فلک تاج الخ **ترجمہ** وہ آسمان کے تاج اور سلیمان کے سے نگینے والا (از روئے بلند مرتبگی) یعنی تمام جہان کے لئے فخر و مباہات ملک فخر الدین ہے۔ **بیت** نسبت داؤدی خود کردہ چست الخ۔ داؤدی۔ داؤدؑ سے منسوب ہونا۔ کیونکہ ممدوح بنی اسرائیلی ہے۔ **ترجمہ** اس نے اپنے داؤد ہونے کی نسبت درست کر لی ہے۔ اور اب اُس کے شرف و بزرگی پر سلیمان کا نام صاد آتا ہے۔ یعنی جس طرح داؤدؑ آہن کو موم کر دیتے تھے۔ ممدوح نے بھی دشمنوں کے آہنِ دل کو موم کر دیا ہے۔ اور جیسے سلیمانؑ کے ہر چیز مطیع تھی ویسے ہی تمام دنیا ممدوح کے زیر نگین ہے۔ **بیت** رایت اسحٰقؑ۔ **ترجمہ**۔ اسحٰقؑ کا جھنڈا اُسی کی بدولت بلند ہے۔ اوّل تو اس کا مخالف کوئی ہے ہی نہیں لیکن اگر ہے بھی

تو وہ فرقۂ اسماعیلیہ ہے۔ **بیت** یکدلۂ شش جہت الخ۔ یکدلہ۔ شجاع۔ شش جہت
جہات ستہ مراد جہان۔ ہفتگاہ سے مراد ہفت اقلیم یا ہفت زمین۔ نہ دائرہ۔ نو
آسمان و عرش و کرسی ہمیت انقطہ مرکز۔ امر مسلم ہے کہ جبتک مرکز کا وجود متحقق نہ ہو
دائرہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ **ترجمہ** تمام جہان میں شجاعت میں یکتا اور نو آسمانوں کے
دائرہ کا مرکز بہرام شاہ ہے۔ **بیت** آنکہ زبہرامی الخ۔ قوت و شجاعت بہرام گور۔ بہرام
ایک بہت بڑا لولا ور اور باشوکت و عظمت بادشاہ گذرا ہے۔ گور۔ قبر۔ بہرہ۔ حصہ۔ **ترجمہ**
وہ ذات کہ اظہار طاقت کے وقت اُس کی قوت و شجاعت سے بہرام گور کا حصہ قبر ہو
**بیت** اے سرور شاہاں الخ۔ نامزد۔ مشہور۔ **ترجمہ** قوت و توانائی میں تمام سلاطین زمانہ
سے توانا تر اور عقلمندی و دانائی میں تمام جہان میں مشہور ہے۔ **بیت** خاص کن الخ
**ترجمہ** علی العموم ملک جہاں کو اپنے لئے خاص کرنے والا آرمینیہ اور روم دونوں کا
بادشاہ ہے۔ **بیت** سلطنت اورنگ الخ **ترجمہ** [illegible] اورنگ یعنی غلبہ و قوت
اور مسند خلافت اُس کا تخت ہے۔ وہ روم اور انجاز پر قبضہ کرنے والا ہے **بیت**
عالم و عادل ترا الخ۔ **ترجمہ** تمام مخلوقات میں عالم اور عادل [illegible] تمام ارباب
جود و سخا سے کہیں زیادہ احسان و کرم کرنے والا ہے۔ **بیت** دین فلک الخ
**ترجمہ** دین بمنزلۂ آسمان اور اُس کی سلطنت بمنزلہ ستارہ ہے۔ ملک ایک
سیپی ہے۔ اور ممدوح کے دروازہ کی خاک بمنزلہ موتی کے ہے یعنی جس طرح
آسمان کے لئے ستارے اور سیپی کے لئے موتی باعث زیب و زینت ہوتے
ہیں اسیطرح ممدوح کی سلطنت اور اُس کی خاک آستاں دین اور ملک کے لئے
باعث رونق و آبادی ہے۔ **بیت** چشمہ و دریاست الخ۔ مچھلی اور موتی کے لئے
وہ علی الترتیب چشمہ اور دریا ہے (یعنی سرمایۂ آرام و راحت ہے) اور وہ ایسا چشمہ ہے
جو خوشحال ہے اور ایسا دریا ہے جو لبریز رہتا ہے یعنی مخلوق خدا کو اُسکی ذات سے

بے شمار منافع پہنچتے ہیں۔ بیت باکفش ایں الخ چشمہ سیماب ریز۔ آفتاب کو باعتبار افاضتِ نور کے کہتے ہیں۔ ترجمہ آفتاب ممدوح کی کفِ دست کے مقابلہ میں پارہ کی طرح بھاگا بھاگ چلا جاتا ہے۔ یعنی ممدوح کی سخاوت آفتاب سے بڑھ کر ہے۔ باوجودیکہ آفتاب کا فیضان تمام عالم کو پہنچتا ہے۔ بیت خندہ زناں الخ آفتاب کی لعل کش کمر سے مراد وہ لعل جو حرارت آفتاب سے پیدا ہوتے ہیں ممدوح کی پیٹی کے خالص لعل آفتاب کے لعل سے مرصع پیٹی پر ہنستے ہیں یعنی ممدوح کی پیٹی کے لعل زیادہ خالص اور درخشاں ہیں۔ بیت آفت ایں الخ پنجرۂ لاجورد سے مراد آسمان۔ ترجمہ اس نیلگوں پنجرے (آسمان) کی ہر آفت اُسی شخص پر جھپٹتی ہے جو ممدوح سے پنجہ (مقابلہ) کرے یعنی اُس سے مقابلہ کرنیوالا کبھی آسمانی مصائب ونوائب سے محفوظ نہیں رہ سکتا یا یہ کہ ممدوح آسمان کے لئے آفت ہے کیونکہ آسمان ظالم ہے اور ممدوح ظالموں کا سرکوب جس کسی نے ممدوح سے فیض پایا وہ طاقت میں آسمان کے مقابل ہوگیا۔ بیت گوشِ فلک الخ ترجمہ اُس کے جرس کی آواز آسمان کے کان (کے پردے) پھاڑ دیتی ہے اور اُس کی روشن نفسی شیشہ ماہ کو توڑ ڈالتی ہے۔ بیت خوب سر الخ ترجمہ یعنی ہرچند کہ سبزی آغاز وابتدا میں خوب ہوتی ہے۔ لیکن ممدوح اُس سے بھی زیادہ خوب آغاز ہے۔ اور ہرچند کہ مردمی یعنی شجاعت وسخاوت کا انجام نہایت نیک ہے۔ لیکن ممدوح اس سے بھی زیادہ نیک انجام ہے۔ بیت جام سخا را الخ ممدوح آسمان کی طرح سخاوت کے جام کا ساقی ہے۔ خدا کرے کہ وہ زندہ وسلامت رہے۔ کیونکہ اربابِ سخا میں سے یہی ایک باقی رہ گیا ہے۔

---

# اندر خطاب زمیں بوس شاہ فرماید

اے شرف گوہر الخ۔ ترجمہ۔ اے وہ کہ اولادِ آدم کو تجھی سے شرف اور جہان
کی آنکھ کو تیری بدولت روشنی حاصل ہے۔ یعنی انسان محض اس لئے اشرف المخلوقات
ہے کہ تو بھی اُن میں شامل ہے۔ بیت چرخ کماں الخ۔ تنہ شکم سے مراد تو آسمان
ہیں۔ آبستن۔ حاملہ۔ ترجمہ۔ یہ خمیدہ آسمان تیری ہی فتح کی تیاریاں کرنیوالا
اور اس کے یہ نو بیٹ تیرے ایک راز کے حامل ہیں۔ بیت گوش دو ماہی الخ
دو ماہی۔ سمک و سماک۔ صدفِ گوہر۔ ظاہر ہے کہ گوہر صدف ہی سے نکلتا ہے۔
نیز یہ کہ اگر دو کان نیچے اوپر اُلٹ کر رکھ دیئے جائیں تو صدف کی شکل بن جائے گی۔
ترجمہ تیرے اوپر اور نیچے کی دو مچھلیوں کے کان تیری تلوار کے گوہر کے لئے بمنزلہ
صدف کے ہیں۔ بیت مہ کہ بشب الخ۔ چاند جو رات کے وقت (دفع تاریکی کے
لئے اپنی روشنی کی) تلوار بلند کرتا ہے۔ تیری تلوار کے دھار کے مقابلہ میں سپر ڈالدیتا
ہے۔ یعنی تیری تلوار کی ڈھال چاند سے بھی زیادہ چمکتی ہے۔ سپر انداختن۔ عاجز آجانا
بیت چشمۂ تیغ الخ تیری آب فرات جیسی (صاف اور چمکتی ہوئی) تلوار نے تیرے
دشمنوں کے وجود سے آب زندگی گرادیا یعنی دشمنوں کا قلع قمع کردیا ہے۔ بیت
ہر کہ بطوفان الخ ترجمہ۔ جو شخص تیرے طوفان (غضب) سے (غافل ہوکر)
سوگیا۔ بالفرض اگر وہ نوح بھی ہوا تو اُسے بھی تیرے غضب کا) پانی بہالے گیا بیت
جام تو کیخسرو الخ۔ ترجمہ تیرا جام کیخسرو اور جمشید کے سے عقل و ہوش پیدا کرنے
والا اور تیرا چراغ آفتاب کے پردہ اُٹھانے کو مار ڈالنے والا ہے۔ یعنی تیری شمع کے
روبرو آفتاب کا چراغ گل ہوجاتا ہے۔ بیت شیر دلی کن الخ پیل افگن۔ ہاتھی
کو گرادینے والا۔ مراد بڑا بہادر۔ ترجمہ۔ آسمان ایسے بیابان (دنیا) کے بہادر جوانمرد

لوگوں کے خوف سے گذر کر سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتا ہے اس شعر میں دونوں مصرعوں میں ردیف ہ ہر است نہیں چاہئے۔ بیت آں دل الخ۔ ترجمہ میدان جنگ میں کس کا یہ دل گردہ ہے کہ تیرے مقابلہ میں قوت وشجاعت کا لاف مار سکے۔ بیت ہرچہ بزیر الخ۔ ازرق۔ نیلگوں۔ ترجمہ جو کچھ بھی اس نیلگوں آسمان کے نیچے موجود ہے اس پر تیرے تصرف کا ہاتھ آزاد ہے۔ یعنی جس طرح چاہے تو ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ بیت دست نشاں الخ۔ دست بمسند۔ دست نشاں۔ اسم مفعول ترکیبی۔ یعنی مسند پر بٹھایا ہوا۔ چند بمعنی بعض۔ لیکن یہاں کثرت کے لئے ہے۔ ترجمہ تو نے بہت سے لوگوں کو مسند بزرگی پر بٹھلا دیا ہے لیکن تیری مسند پر بیٹھنے والا (مثل وزیر وامیر) صرف فرشتہ ہی ہو سکتا ہے۔ یا یہ کہ تجھ سے افضل اور صدر نشین کرام کاتبین ہیں۔ بیت دور بتو حاتم الخ۔ ترجمہ۔ زمانہ نے تجھے اپنے وقت کا حاتم کہا اور ہوا تیرے در کی خاک کو بمنزلہ سلیمان سمجھتی ہے۔ بیت ایزد کو الخ۔ ترجمہ خدائے برتر جس نے تجھے جوانی اور ملک بخشا۔ ملک تیرے حوالہ کرنے کے بعد کہدیا کہ تو جان اور ملک۔ یعنی تجھے مختار مطلق بنادیا۔ بیت خاک باقبال الخ۔ ترجمہ مٹی تیرے اقبال سے سونا اور زہر تیری یاد میں شکر بن جاتا ہے۔ بیت۔ می کہ فریدوں الخ۔ رشتۂ ضحاک۔ مار ضحاک۔ ضحاک ایک ظالم بادشاہ تھا جس کے کاندھوں پر دو سانپ تھے۔ جن کی غذا انسان کا بھیجا تھی۔ ضحاک نے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ ہر روز رعایا میں سے دو آدمیوں کے مغز ان کی بھینٹ چڑھاتا تھا۔ فریدوں نے اسے شکست دیکر مخلوق خدا کو اس کے ظلموں سے نجات دلوائی۔ ترجمہ فریدوں بھی تیرے ساتھ بیٹھکر شراب نہ پئے (یعنی تیری صحبت میں سرمست وسرشار نہ ہو یا اپنے آپ کو تجھ سے سر بلند خیال کرے) تو اس کے کاندھوں پر ماران ضحاک پیدا ہو جائیں۔ بیت می خور می الخ۔ ترجمہ تو شراب پیئے جا کیونکہ تجھے مطرب وساقی دونوں میسر ہیں۔ تو غم کیوں کھاتا ہے

تجھے تو غیر فانی حکومت حاصل ہے۔ **بیت** ملک حفاظی الخ۔ **ترجمہ** تو ملک کی حفاظت کرنے والا اور بادشاہوں کی جائے پناہ ہے۔ تو صاحب تیغ بھی ہے اور صاحب تاج بھی یعنی شجاع بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ **بیت** گرچہ بشمشیر الخ۔ صلابت۔ رعب و دبدبہ۔ **ترجمہ** اگرچہ اپنی پُر ہیبت تلوار کی مدد سے تو نے تاج و تخت حاصل کیا ہے۔ تخت گیر ہوا ہے (ہم تو مغرور نہیں بلکہ) **بیت** چوں خلفا کنی الخ۔ خلفا جمع خلف بفتحتین۔ لائق بیٹا۔ مراد یا خلفائے راشدین یا ممدوح کے آباؤ اجداد جو بادشاہ تھے۔ **ترجمہ** تو تو خلفا کی طرح خزانے نچھاور کرتا ہے۔ تاج بخشتا ہے اور تخت لے لیتا ہے یعنی کوئی ملک فتح کر کے پھر اسی بادشاہ کو واپس دیدیتا ہے یہ تو تاج بخشی ہوئی اور چونکہ اب یہ مفتوح بادشاہ تیرے حلقہ بگوش اطاعت ہو گئے خود مختار اور مطلق العنان رہے اس طرح ان کا نصیب گویا تو نے چھین لیا۔ **بیت** ہست سر تیغ الخ **ترجمہ** تیری تلوار کا مرتبہ تاج سے بڑھ کر ہے۔ پھر تو بادشاہوں سے خراج کیوں نہ لے۔ **بیت** دولت آں الخ۔ **ترجمہ** یہ اُس سر کی خوش نصیبی ہے جس پر تیرا پاؤں ہو۔ اور وہ دل صاحب نصیب ہے جس میں تیری جگہ ہو۔ **بیت** سر کہ رسد الخ۔ پائی کند۔ پاؤں کا کام کرتا ہے۔ ہمائی کند۔ یعنی ہما کا کام کرتا ہے۔ **ترجمہ**۔ جو سر تیرے سامنے آتا ہے پاؤں کا کام کرنے لگتا ہے اور اُلّو (جسے منحوس سمجھا جاتا ہے) تیرے عہد میں ہما کے سے کام کرنے لگتا ہے یعنی بڑے سے بڑے مغرور النسان کا سر بھی تیرے سامنے جھک جاتا ہے اور وہ سر کے بل تیرے پاس آتا ہے۔ اور تیرا عہد ایسا بابرکت ہے کہ اس نے اُلّو جیسے منحوس جانور کی نہ صرف نحوست ہی کو دور کر دیا بلکہ اسکو ہما جیسا باسعادت بنا دیا۔ **بیت** عدل تو مصروف الخ۔ **ترجمہ** تیرا انصاف مہربانی کرنے میں مصروف ہے اور خود شکایت کو تجھ سے شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ تیرے انصاف کی وجہ سے

شکایت کی نوبت ہی نہیں پہنچتی۔ گویا اب شکایت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ **بیت**
درسم رخت الخ **ترجمہ** تیرے گھوڑے کے سم میں جو زین کے لئے بمنزلہ جڑ کے ہے
(یعنی زین کے لئے باعث استواری ہے) تیرا دشمن نعل کی طرح جو میخا ہو گیا ہے
گھوڑے کے نعل میں چار میخیں لگائی جاتی ہیں اور چار میخ اگلے زمانہ میں ایک قسم
کی تعذیب تھی کہ مجرم کے دونوں ہاتھ اور پاؤں میں دیوار کے ساتھ میخوں سے
جڑ دیتے تھے۔ یہاں چار میخ سے دشمنوں کی پامالی مراد ہے۔ **بیت** ہفت فلک الخ
حقہ۔ ڈبیہ جس میں جواہر رکھتے ہیں۔ فنقہ۔ جھنڈے کا پھریرا۔ **ترجمہ** ساتوں آسمان
تیری ذات کے مقابلہ میں ڈبیا ہیں اور آٹھوں بہشت تیرے (سلطانی) جھنڈے
کے مقابلے میں ایک پھریرا ہیں یعنی کچھ حیثیت و وقعت نہیں رکھتے۔ **بیت**
ہر کہ نہ در الخ۔ افسار۔ باگ ڈور۔ **ترجمہ** ہر وہ شخص جس کا سر تیرا مطیع نہ ہوا سکے
سر پر اُس کا تاج ہی اُس کے لئے دمچی بن جاتا ہے۔ یعنی جو شخص تیرے حکم
کی تعمیل نہیں کرتا اُس کے لئے خود اُس کا تاجِ سر ہی پھانسی کا پھندا یا
اطاعت گذاری کے لئے باگ ڈور بن جاتا ہے۔ **بیت** در ہمہ فن الخ صاحب
یکفن۔ کامل الفن **ترجمہ** تمام فنون میں تو کامل ہے۔ اور ایک ہی جسم میں تو
دونوں جہان کی جان ہے۔ **بیت** گوش فلک را الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے
کان کو ادب سیکھنے والا بنا دے اور شمع سخن کو روشن کر دے۔ **بیت** خلعت گردوں الخ
خلعت گردوں۔ آسمان کی طرح بلند مرتبت خلعت۔ **ترجمہ** فلک مرتبت خلعت
اپنے ایک غلام (نظامی) کو بھیج دے۔ اور قبولیت کی گیند، نظامی کو بھیج دے
یعنی قبولیت کا مرتبہ عنایت فرما۔ **بیت** گرچہ سخن فربہ الخ۔ سخن کی فربہی یہی ہے
کہ اس میں تمام محاسن لفظی و معنوی موجود ہوں۔ لاغر سے مراد حقیر۔ **ترجمہ** اگرچہ میرا
سخن نہایت بلند پایہ اور روح پرور ہے۔ لیکن جب تیرے دستر خوان پر پہنچتا ہے

تو نہایت ناچیز (ثابت) ہوتا ہے۔ یعنی میرا سخن باوجود بلند پایگی ممدوح کی والامرتبگی کے آگے ازبس حقیر ہے۔ **بیت** بے گہر و لعل الخ۔ بحر و کان سے خود اپنی طبع مراد ہے۔ لعل از دہاں۔ تحسین از لب۔ **ترجمہ** یہ دریا اور یہ کان لعل و گوہر سے خالی ہو گئے ہیں۔ ہاتھ سے۔ جواہرات اور منہ سے لعل اس کو بخش دے۔ **بیت** وانکہ حسود الخ۔ **ترجمہ** اور جو شخص کہ حاسد ہے اُسے بید دھڑک تیر کے پیکان سے لعل۔ اور تلوار سے۔ جواہرات بخش۔ یعنی حاسد کو تیر و تلوار سے ہلاک کر دے **بیت** چوں فلکت الخ۔ **ترجمہ** خدا کرے کہ تیرا نصیب آسمان کی طرح مبارک اور تیرے کام کا انجام پسندیدہ ہے۔ **بیت** ساختہ و سوختہ الخ۔ ساختہ۔ اسم مفعول بنایا ہوا۔ یعنی با سر و سامان۔ **ترجمہ** تیری راہ میں (ایک تو) با سامان رہے اور (ایک) جلا بھنا۔ با سامان تو میں رہوں اور سوختہ تیرا دشمن۔ **بیت** فتح تو سر الخ۔ **ترجمہ** تیری فتح جھنڈے کی طرح سر بلند اور تیرا دشمن قلم کی طرح سرنگوں رہے ۱۲

## گفتار در مرتبۂ نظم ایں کتاب مستطاب

من کہ سراینده الخ۔ نو گل سے مراد مخزن اسرار۔ **ترجمہ** میں جو اس نئے پھول پر چہچہانے والا ہوں۔ دراصل تیری مدح کے باغ کی ایک خوشنوا بلبل ہوں۔ **بیت** در رہ عشقت الخ۔ **ترجمہ** میں تیرے عشق کے کوچے میں آواز لگا رہا ہوں اور تیری گلی کے سرے پر گھنٹا بجا رہا ہوں یعنی تیرے عدل و انصاف کی منادی کر رہا ہوں۔ **بیت** عاریت کس الخ۔ **ترجمہ** میں نے کسی سے کوئی مضمون یا شعر مستعار نہیں لیا۔ بلکہ جو کچھ میرے دل نے کہا کہ کہدے میں نے وہی کہا ہے یعنی میرے تمام مضامین طبعزاد ہیں۔ **بیت** شعبدۂ تازہ الخ۔ **ترجمہ** میں نے ایک نیا شعبدہ تیار کیا ہے اور ایک نئے سلیقے سے ایک وجود ڈھالا ہے۔

**بیت** صبحدمی چند الخ۔ **ترجمہ** کئی صبحوں کو میں ادب سیکھتا رہا ہوں اور صبح کے پردہ جادو کو سیتا رہا ہوں۔ یعنی جادو کی طرح پُر تاثیر کلام لکھا ہے۔ **بیت** پایۂ درویشی الخ **ترجمہ** اس میں درویشی اور بادشاہی دونوں کے مراتب کا ذکر ہے اور نور خداوندی کے بھی اس میں موجود ہیں۔ **بیت** بر شکر او الخ شکر سے مراد سخن۔ مگس۔ مصرع اوّل میں دنی الطبع بدطینت شاعروں اور دوسرے مصرع میں خود مولانا کے سخن کے لذت یافتگان سے۔ **ترجمہ** اس کی شکر پر کوئی مکھی نہیں بیٹھی ہے اور نہ اس کی مکھی کسی کی شکر سے آلودہ ہوئی ہے۔ یعنی میرے مضامین بالکل اچھوتے ہیں۔ اور میرے سخن سے لذت یافتہ لوگ پھر کسی دوسرے کے کلام کو پسند نہیں کرتے۔ **بیت** نوحؑ دریں الخ بحر سے مراد یہ کتاب ہے۔ **ترجمہ** نوحؑ بھی اس دریا میں عاجز ہو جائیں۔ اور خضرؑ اس چشمہ میں سبو کو توڑ دیں۔ یعنی اس کتاب کے مضامین کی روانی اور خیالات کی بلندی اگر نوحؑ بھی دیکھ لیں تو غرق حیرت ہو کر رہ جائیں۔ اور اگر خضرؑ دیکھ لیں تو آبحیات کو اس کے مقابلہ میں ہیچ اور بیکار سمجھیں۔ **بیت** برہمہ شاہاں الخ۔ **ترجمہ** میں نے اس زیب و زینت کے لئے تمام بادشاہوں کے نام پر قرعہ ڈالا۔ مگر فال میں تیرا ہی نام نکلا۔ **بیت** نامہ دو آمد الخ۔ ناموس گاہ طبع۔ **ترجمہ** دو طبیعتوں سے دو کتابیں تیار ہوئیں اور دونوں دو بہرام شاہوں کے نام پر لکھی گئی ہیں۔ یعنی اس سے پہلے زلالی غزنوی نے ایک مثنوی بہرام شاہ کے نام پر لکھی اور اب میں یہ مثنوی تیرے نام پر لکھتا ہوں **بیت**۔ آں زرے الخ۔ **ترجمہ** اس نے (زلالی نے) پرانی کان کے سکے ڈھالے ہیں۔ لیکن یہ موتی نئے دریا سے پیدا ہوئے ہیں۔ **بیت** آں بدر آوردہ الخ اس نے (زلالی کی مثنوی نے) غزنی سے جھنڈا بلند کیا۔ اور اس نے (میری مثنوی نے) رومی سکے پر نقش لگا دیا۔ **بیت** گرچہ دراں الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ اس

سکّے میں بھی سخن زر کی طرح (خالص) ہے لیکن میرا زر اور سکّہ اس سے بہتر ہے یعنی ہر چند کہ زلالی کی مثنوی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ لیکن مخزن اسرار کا پایہ اس سے بھی بلند تر ہے۔ **بیت** گر کم از ان الخ۔ بنہ و بار، ساز و سامان۔ **ترجمہ** اور اگر میرا ساز و سامان اس سے گھٹیا ہے (تب بھی کوئی مضایقہ نہیں) کیونکہ میرا خریدار اس کے خریدار سے بہتر ہے۔ **بیت** شیوہ غریب الخ۔ **ترجمہ**۔ اس (مثنوی) کا طریقہ نادر ہے۔ تو نہ قبول کرنے والا نہ بن یعنی اس کو قبول کر لے۔ اگر تو اس کا مرتبہ بڑھائیگا تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ **بیت** این سخن آراستہ تر الخ۔ **ترجمہ**۔ یہ کلام باغ کے بیل بوٹوں یعنی سبزہ و گل سے زیادہ آراستہ ہے[۴] اور چراغ کی طرح کسی عاریتی واسطہ سے روشن نہیں ہوا۔ یعنی جس طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے میرا کلام کسی دوسرے کا مرہون منت نہیں۔ **بیت** خوان ترا الخ۔ دو نوالہ سخن۔ کلام مختصر۔ **ترجمہ** میں نے تیرے دسترخوان پر یہ مختصر سا کلام چن دیا ہے کسی نے اس پر ہاتھ نہیں بڑھایا ہے۔ تو اس پر قبضہ کر لے۔ **بیت** گر نمکش ہست الخ **ترجمہ** اگر اس میں کوئی لذت ہے تو تو نمکدان ہو جیو ورنہ خدا کرے کہ وہ تیری یاد سے محو ہو جائے۔ **بیت** با فلک آں الخ۔ **ترجمہ** جس رات آسمان (یا آسمان جیسے عالی مرتبت لوگوں) کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تو تھوڑی سی ہڈیاں میرے آگے بھی ڈال دے۔ یعنی مجھ پر بھی کرم فرما۔ **بیت** گا آخر لاف الخ۔ **ترجمہ** کہ آخر میں تیرا کتا ہونے کی شیخی مارتا ہوں۔ اور تیری بندگی کی منادی کر رہا ہوں۔ **بیت** از ملکانے الخ۔ **ترجمہ** ان تمام بادشاہوں میں سے جن میں میں نے وفا دیکھی۔ میں نے خود کو تیرے ساتھ وابستہ کر لینے کو پسند کیا ہے۔ **بیت** خدمتم آخر الخ **ترجمہ** (مجھے یقین ہے کہ) میری یہ خدمت گذاری آخر مرتبۂ وفا حاصل کر کے رہے گی۔ اور اس رشتے کا سرا (اسی خدمتگذاری کا) کسی نہ کسی مرتبے تک پہنچکر رہے گا۔

(یعنی مرتبۂ قبولیت پر پہنچے گا) بیت گرچہ بدیں (قطعہ بند) ترجمہ۔ اگرچہ اس درگاہ کی طرف آنے والوں یعنی شاعروں نے مدح و تعریف کرتے ہوئے توجہ کی ہے یعنی نئے نئے شاعر تیری مدح کے وسیلے سے دربار میں پہنچ رہے ہیں۔ بیت راہ روانی الخ۔ ترجمہ (لیکن) اس راستے کے چلنے والے (شاعر) اگر بات کو حقیقت کی راہ سے سنیں تو۔ بیت پیش نظامی الخ۔ ترجمہ نظامی کے سامنے مؤدب استادہ ہو جائیں کہ وہ کچھ اور ہی ہے یعنی کہیں بلند پایہ ہے۔ دوسرے کیا ہیں یعنی کہیں پست مرتبہ ہیں۔ بیت منکہ دریں الخ۔ ترجمہ میں جو کہ انہیں کی منزل میں ہوں یعنی منزل شاعری کو طے کر رہا ہوں۔ اُن سے کئی مقام آگے نکل آیا ہوں۔ بیت تیغ ز الماس الخ۔ ترجمہ میں نے الماس زبان کی تلوار بنائی ہے جو کوئی میرے پیچھے آیا میں نے اُس کا سر اڑا دیا۔ یعنی جس شخص نے میرا تتبع کرنا چاہا میں نے اپنی زبان آوری اور زورِ سخن سے اُسے سرنگوں کر دیا۔ بیت گرچہ خود ایں الخ۔ ترجمہ اگرچہ خود یہ مرتبہ بھی بے ہمسری کا ہے۔ لیکن میرے پاؤں ہنوز مزید ترقی کی فکر میں ہیں۔ بیت اوج بلند الخ۔ ترجمہ (تیری مدح کی) بلندی بہت اونچی ہے۔ اور میں اس پر پرواز کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ اپنی اس ہمت کا ثمرہ حاصل کر لوں۔ بیت تا مگر از الخ۔ ترجمہ۔ شاید تیری روشن رائے کی مدد سے میں اُس جگہ سر رکھ سکوں جہاں تیرا پاؤں ہے۔ بیت گردِ تو گردم الخ۔ ترجمہ میں تجھ پر نثار ہوتا ہوں تاکہ آسمان کے مرتبے تک پہنچ جاؤں۔ جبتک تو ہی مجھے (اس مرتبے تک) نہ پہنچائے میں کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔ بیت بود بسیچم الخ۔ ترجمہ میرا ارادہ تھا کہ ان ہی دو ایک مہینوں میں بادشاہ کی زمین بوسی کے عہد کو تازہ کروں (یعنی حاضر ہو کر آستاں بوس ہوں) بیت گرچہ دریں حلقہ الخ (قطعہ بند) ترجمہ۔ اگرچہ اس حلقہ میں جسے قضا و قدر نے باہم متصل بنا دیا ہے۔ میرے باہر نکلنے کا راستہ

بند کردیا ہی بیت پیش تو از الخ۔ ترجمہ لیکن تیرے پاس ترقی درجات حاصل کرنے کیلئے میں پوست سے باہر ہوا جاتا تھا یعنی شوق پابوسی اور ترقی مرتبہ کی خواہش سے میں آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ کیونکہ قضا و قدر نے بادشاہ تک میرے پہنچنے کے تمام وسائل اور ذرائع مسدود کر دیئے تھے۔ بیت باز چو دیدم الخ ترجمہ پھر جو میں نے غور سے دیکھا تو تمام راستہ موذیوں سے پر تھا اور میرے آگے پیچھے خنجر اور تلواریں تھیں۔ بیت لیک دریں الخ ترجمہ لیکن میں اس شمشیر بند (مسلح) آسمان کے خطے میں باواز بلند تیرے ہی نام کا خطبہ پڑھتا ہوں۔ بیت آب سخن الخ۔ ترجمہ۔ میں نے آب سخن تیرے دروازے پر چھڑک دیا ہے کیونکہ میں ایک پہاڑ ہوں جو اپنی جگہ پر جما ہوا ہوں۔ یعنی جس طرح پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا۔ اور اس کے چشموں سے دور دراز کی زمینیں سیراب ہوتی ہیں۔ اسیطرح میں خود چونکہ حاضر نہیں ہو سکا اس لئے اپنا کلام بھیج رہا ہوں۔ بیت ذرہ صفت الخ ترجمہ اے آفتاب میری دعائے صبحگاہی تیری درگاہ میں ذرے کی (دعا کی) طرح مقبول ہو۔ یعنی جس طرح ذرے کو آفتاب کی درگاہ سے قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اسیطرح مجھے تیری درگاہ سے حاصل ہو کہ میں ذرہ اور تو آفتاب ہے۔ بیت کشتہ دلم الخ۔ ترجمہ میرا دل تیرے (یعنی تیری مدح کے) موتی بکھیرنے والا دریا بنا ہوا ہے۔ اور میری جان کا موتی (خود جان) تیری پیٹی کو آراستہ کرنے والا ہے۔ یعنی تجھ سے متعلق ہو۔ بیت تا شب و روز الخ۔ ترجمہ جبتک دن اور رات کا وجود ہے (خدا کرے) تیری رات دن (جیسی روشن) بنی رہے اور تیری حکومت کا موتی (یعنی حکومت) گوہر شبچراغ بنا رہے۔ بیت ایں سریت ہست بہ نیک اختری الخ ترجمہ تیری یہ سرداری دنیوی تو بابخت و اقبال ہے (خدا کرے کہ) تیری سرداری اخروی سرداری دنیوی سے بھی بہتر ہو

# در فضیلت سخن و سخنور گوید

جنبش اوّل الخ۔ ترجمہ پہلی جنبش جو قلم تقدیر کو ہوئی تو اُس نے پہلا حرف (کلمہ کن) کلام ہی کا ادا کیا۔ یعنی سخن کا وہ مرتبہ ہے کہ قلم کی سب سے پہلی جنبش میں اسی کا ذکر تھا۔ بیت پردۂ اوّل الخ۔ ترجمہ (قضا و قدر نے) جب پہلا پردہ (چہرہ اسرار الٰہی) کے نور کے پردے سے اُٹھایا تو پہلا جلوہ سخن ہی سے تیار ہوا۔ پردۂ اوّل سے مراد کُنتُ کنزاً مخفیاً اور جلوۂ اوّل سے مراد اَلستُ بربکم ہے بیت تا سخن آوازہ الخ۔ ترجمہ جبتک دل نے سخن کی آواز نہ دی۔ اس وقت تک روح مجرد خود کو حوالۂ جسم کرنے پر رضامند نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السّلام کا قالب تیار ہوچکا اور روح کو جسم میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔ تو وہ بوجہ عدم مجانست جسم میں داخل نہ ہوتی تھی۔ فرشتوں نے باہماے خداوندی نہایت خوش الحانی سے ذکر باری تعالٰی شروع کیا۔ روح سخن سے وجد میں آکر جسم میں داخل ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ وہ ذکر بھی سخن ہی تھا۔ بیت چوں قلم آمد الخ۔ ترجمہ جب قلم نے حرکت کرنا شروع کی تو جہان (اہل جہان) کی آنکھ کو سخن پر کھول دیا۔ بیت خط ہر اندیشہ الخ۔ ترجمہ ہر فکر اور خیال جو باندھا گیا۔ اس کی تحریر طائران سخن ہی کے پروں سے باندھی گئی۔ ظاہر ہے کہ ہر فکر اور خیال سخن ہی کے واسطہ سے ظہور میں آتا ہے۔ نیز کہ مرغ مضامین قفس دل سے سخن ہی کے پروں سے اُڑتا ہے۔ بیت نیست دریں الخ۔ ترجمہ اس تازہ تر پرانی دنیا میں سخن سے بڑھ کر کوئی دقیقہ رس نہیں ہے۔ دنیا کو تو خیر محض اس کی زیب و زینت اور جاذب دل ہونے کی وجہ سے کہا ہے۔ اور کہنہ تو ہے ہی۔ بیت بے سخن آوازہ۔ ترجمہ سخن کے بغیر جہان کو شہرت حاصل نہ ہوئی۔ یہ تمام باتیں (جو کہی جا چکی ہیں) لوگوں نے کہیں پھر بھی سخن کم نہ ہوا۔ بیت در لغت عشق الخ۔

ترجمہ محاورۂ عشق میں سخن ہماری جان ہے ہم تو ویرانے کھنڈر ہیں اور یہ سخن ہمارا ایوان ہے یعنی اگر سخن نہ ہو تو ہم ایک ویرانے کھنڈر کی طرح ہیں۔ دوسرا مصرع اس طرح چاہئیے "ما طلیلیم ایں سخن ایواں ماست" طلل۔ کھنڈر۔ **بیت** ۔ اول اندیشہ الخ۔ ترجمہ فکر کی ابتدا اور تعداد و شمار کی انتہا سخن ہی ہے۔ ایں سخن اینجا بدار۔ اس بات کو اسی طرح مان لے۔ **بیت** تاجوران تاجورش الخ۔ ترجمہ سلاطین تو اسے (سخن کو) بادشاہ کہتے ہیں اور دیگر داناؤں نے اسے دادگر کہا ہے۔ دوسرے مصرع میں آں دگرش کے بجائے دادگرش چاہئے۔ **بیت** گر بنو آئین (قطعہ بند) ترجمہ۔ کبھی تو نئے طریقوں سے اس کے جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ اور کبھی اسے نگاریں قلم سے لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جھنڈے کے پھریرں پر آیات اشعار اور مشہور مقولے طرح طرح سے آراستہ کرکے اور کبھی نہایت نفیس نفیس قلموں سے لکھتے ہیں۔ **بیت** اوز علم الخ۔ ترجمہ وہ (سخن) جھنڈی سے زیادہ فتح دکھلانے والا اور قلم سے زیادہ کشورکشا ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑے بڑے سلاطین کے جھنڈے اور بڑے بڑے بلند پایہ لوگوں کی تحریریں وہ نتائج پیدا کرنے سے رہ جاتی ہیں جو بعض اوقات کسی شخص کے منہ سے ایک لفظ نکلنے پر مترتب ہو جاتے ہیں۔ **بیت** گرچہ سخن خود الخ (یہ شعر آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ۔ اگرچہ سخن چند خیال پرست لوگوں کے سامنے اپنا جلوہ نہیں دکھاتا۔ لیکن ہم جو سخن ہی پر نظر لگائے بیٹھے ہیں۔ سخن ہی پہ مرتے ہیں اور سخن ہی سے جیتے ہیں۔ **بیت** سردماں الخ۔ سرد دم۔ افسردہ طبیعت۔ ترجمہ افسردہ طبیعتوں نے گرمی اسی سے حاصل کی۔ اور (راہ طلب کے) تیز رفتار لوگوں نے پانی اسی سے پایا یعنی سخن ہی سے ان کی تشنگی دور ہوئی۔ غرض شعرا اور فقرا دونوں لذت سخن سے متلذذ ہیں۔ **بیت** اوست دریں الخ۔ ایں دہ سے مراد دنیا

ترجمہ۔ اس (دنیا کے) گاؤں میں گاؤں سے زیادہ آباد سخن ہی ہے تروتازہ ہی
اور آسمان سے بھی زیادہ طویل العمر ہے۔ **بیت** رنگ ندارد الخ۔ نشان سے مراد
مدح۔ ترجمہ وہ تمام تعریفیں جو اس (سخن) کی (شان میں) کی جائیں ان میں سے
کوئی بھی اس کے رنگ کی نہیں۔ اور جیسا کہ وہ ہے کسی کی زبان سے ٹھیک
طور پر بیان نہیں ہو سکتا یعنی سخن کی خواہ کسی رنگ میں تعریف کی جائے۔ وہ
ہر طرح کی توصیف کے دائرے سے باہر ہے۔ **بیت** تا سخن آنجا الخ۔ ترجمہ
دیکھو سخن (کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ) جہاں (وہ) اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔ وہاں کچھ بولنا
اور کہنا (سخن کی تعریف اور توصیف میں) محض لغو ہوتا ہے۔ **بیت** گرنہ سخن الخ
ترجمہ اگر سخن رشتۂ جاں کو نہ ٹٹتا تو جان اس سر رشتہ کو کہاں پا سکتی یعنی اگر
سخن (لفظ کن) سے جان پیدا نہ ہوتی تو عالم جان وجود میں نہ آتا اور لذت سخن سے
محروم رہ جاتا۔ **بیت** ملک طبیعت الخ۔ ترجمہ (شعرا نے) ملک طبیعت پر سخن
ہی کے ذریعے سے قبضہ جمایا ہے اور شریعت پر بھی سخن ہی کی مہر لگائی ہے۔ یعنی
ملک طبیعت پر انسان کی حکومت سخن ہی کے ذریعے سے ہے۔ اور شریعت مطہرہ
کا خاتمہ بھی سخن پر ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ۔ **بیت** کان سخن الخ
(آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ کان نے اپنا راز اور ہمارا سخن دونوں چیزیں
صراف عقل کے سامنے پیش کیں کہ اس تازہ سخن اور پرانے زر سے کون چیز بہتر
ہے۔ صراف عقل نے فیصلہ دیا کہ سخن ہی بہتر ہے۔ **بیت** پیک سخن رہ الخ
ترجمہ۔ قاصد سخن (خود سخن) نے اپنے راز یا اپنے سر کو (جو سینہ ہے) معلوم کرنا چاہا
تو جس تہ کو وہ پہنچا اُسے اور کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا یعنی خود سخن نے جب اپنی
حقیقت پر غور کیا تو اپنے کو دنیا میں سب سے بلند مرتبہ پایا۔ **بیت** سیم سخن زن الخ
ترجمہ سخن کی چاندی پر سکہ لگا کہ درم و دینار اس کے مقابلہ میں مٹی ہے۔ زر کیا بلاہے

اس کے شکاربند میں بندھا ہوا ایک ہرن ہے۔ یعنی دینار و درم کے پیچھے نہ پڑ کہ وہ سخن کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ سخن میں بلند مرتبہ حاصل کر۔ زر خود بخود تیرے پیچھے چلا آئیگا جس طرح شکار بند سے شکار۔ **بیت**۔ صدر نشیں تر الخ ترجمہ سخن سے بڑھکر اس دنیا میں اور کوئی مسند نشین نہیں۔ اس ملک کی حکومت فقط اسی کے لئے ہے۔ **بیت** ہرچہ نہ دل الخ جو سراپا دل نہیں بن گیا وہ سخن (کی حقیقت) سے بے خبر ہے۔ دراصل سخن کی شرح بیان سے باہر ہے یعنی سخن کی لذت کا لطف اہل دل ہی اُٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لذت الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی۔ **بیت** تا سخن است الخ۔ ترجمہ جبتک سخن موجود ہے (اور یہ ہمیشہ رہیگا) اُس وقت تک (خدا کرے) کہ سخن ہی کا دور دورہ رہے اور نظامی کا نام بھی سخن کی بدولت تازہ رہے +

## اندر مرتبۂ نظم گوید

**بیت**۔ چونکہ نسنجیدہ الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ جبکہ ناسنجیدہ اور بغیر فکر و تامل کے کہا ہوا سخن (یعنی کلام نثر) نیک طینت اور پاک سرشت لوگوں کے نزدیک موتی کا سا مرتبہ رکھتا ہے۔ تو پھر اس نکتہ کو نگاہ رکھ اور دیکھ کہ فکر و تامل سے کہا ہوا نکتہ (یعنی کلام نظم) جو ساتھ ہی موزوں بھی ہو۔ کیا کچھ ہوگا۔ **بیت**۔ قافیہ سنجاں الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند ہے) ترجمہ وہ شعرا جو سخن کہتے ہیں (موزوں کرتے ہیں) درحقیقت دونوں جہان کے خزانے سخن میں بھر دیتے ہیں خصوصاً وہ کنجی جو خزانۂ الٰہی کو کھول سکتی ہے وہ سخن موزوں کرنے والے کی زبان کے نیچے موجود ہے۔ ایک حدیث ہے ان اللہ کنوزاً تحت العرش مفاتیحہا السنۃ الشعراء والفصحا یعنی عرش کے نیچے خداوند تعالیٰ کے کئی خزانے ہیں جن کی کنجیاں شعرا اور فصحا کی زبانیں

ہیں۔ بیت آنکہ ترازوئے الخ۔ جس شخص نے ترازوئے سخن کو سیدھا اور راست کر لیا۔ اس نے خوش نصیبوں کو اپنے سخن کے ذریعے سے مشہور جہاں بنا دیا۔ ظاہر ہے کہ عالی مرتبہ شعرا جن لوگوں کی شان میں کچھ کہہ جاتے ہیں یا مدحیہ اشعار لکھ جاتے ہیں وہ اس ناپائدار دنیا میں بہت زمانہ تک یادگار رہتے ہیں۔ بیت بلبل عرشند الخ سخن پرور شعرا عرش کی بلبلیں ہیں (یعنی اسرار الٰہی کے نغمہ سرا ہیں) پھر وہ ان دوسرے (غیر شاعر) لوگوں سے کس طرح مشابہ ہو سکتے ہیں۔ بیت ز آتش فکرت الخ۔ ترجمہ جب آتش فکر سے پگھل جاتے ہیں تو پھر فرشتوں کے یگانے بن جاتے ہیں۔ (یعنی فرشتوں کے ہمسر ہو جاتے ہیں) بیت پردۂ رازے الخ۔ ترجمہ۔ وہ پردۂ راز جسے سخن پروری کہتے ہیں۔ وہ پیغمبری کے پردہ کا پرتو ہے یعنی شاعری بھی دراصل نبوت کی ایک شاخ ہے۔ بیت پیش و پس الخ۔ قلب۔ وسط لشکر اور یہ بادشاہ یا سر لشکر کے ٹھہرنے کا مقام ہوتا ہے۔ صف کبریا سے مراد ذاتِ باری یا فرشتے۔ پیش سے مراد مقدمۂ لشکر اور پس سے ساقۂ لشکر ہے۔ ترجمہ صفِ کبریا کے قلبِ لشکر کا مقدمہ (اگلا حصہ) اور ساقہ (پچھلا حصہ) (یہی دو گروہ ہیں) ساقہ تو شعرا ہیں اور مقدمہ انبیا۔ یعنی یہی دو گروہ ہیں جو حقیقتاً مقرب بارگاہِ ایزدی ہو سکتے ہیں۔ اوّل مرتبے پر انبیا ہیں اور دوسرے درجے پر شعرا۔ بیت ایں دو نظر محرم الخ ترجمہ فقط یہی دو نظریں (انبیا اور شعرا کی) ایک دوست (خدا تعالیٰ) کی محرم راز ہیں بس انہیں کو اصل اور مغز سمجھ لے۔ باقی چھلکا اور فرع ہیں۔ یعنی موجودات کا بہترین عنصر یہی ہیں۔ باقی پھوک۔ بیت ہر رطبی کز الخ۔ رطب۔ تازہ کھجور۔ مراد سخن۔ ترجمہ ہر وہ تازہ کھجور اس دسترخوان (شاعری) کی ہر تازہ کھجور (یعنی سخن) تازہ کھجور نہیں بلکہ جان کا ایک ٹکڑا ہے۔ یعنی وہ اس قابل ہے کہ اسے جان کی طرح عزیز رکھا جائے بیت جان تراشیدہ الخ۔ ترجمہ (سخن) وہ ہے کہ جان نے اسے پھول کی طرح

(زبان) سے تراشا ہے اور فکر و غور نے اُسے دل کے دانتوں سے چبایا ہے۔ (سخن خائیدہ۔ موثر اور عمدہ کلام کو اور اس کے برعکس بیہودہ اور ناسنجیدہ کو ناخائیدہ کہتے ہیں) یہ شعر پہلے شعر سے قطعہ بند ہے۔ ترجمہ وہ سخن جان کا ایک ٹکڑا ہے کیسی جان؟ جو زبان کی نوک سے تراشی گئی ہے اور غور و فکر نے اُسے موزوں کیا ہو۔ بیت چشمۂ حکمت الخ۔ ترجمہ حکمت کا سرچشمہ جس سے مراد سخندانی ہے ان چند حریص مدح گو شاعروں کی وجہ سے جو اپنی مدح کو ایک روٹی کے عوض بیچ ڈالتے ہیں بیقدر ہو گیا ہے۔ بیت آنکہ دریں پردہ الخ۔ ایں پردہ۔ سخن نوا۔ ساز و سامان۔ ایں حجرہ۔ دنیا سرائے۔ عالم بالا جس کے مقابلہ میں دنیا ایک حجرہ سے زیادہ نہیں۔ ترجمہ ہر وہ شخص جسے اس پردہ (سخن) میں ساز و سامان حاصل ہے۔ اُس کے لئے اس حجرہ (دنیا) سے بڑھکر بھی ایک مکان ہے یعنی سخنور عالم بالا کی تجلیات اور مضامین عالی سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ بیت با سر زانوئے الخ (اگلے شعر سے قطعہ بند) ترجمہ (وہ شاعر جس کا ذکر اوپر کے شعر میں ہو چکا) ولایت (مملکت سخن) حاصل کرنے والے سر زانو کے ہوتے ہوئے ہر (کس و ناکس) کے آستانہ پر سر نہیں رکھدیتا۔ بلکہ جب وہ اپنے سر زانو کو دل کا پاؤں بنالیتا ہے۔ تو دونوں جہان (کی دولت کی گلے) میں باہنیں ڈال لیتا ہے۔ یعنی شعرائے عالی مقام اگر کسی جگہ سر رکھتے ہیں۔ تو وہ اُن کا سر زانو ہوتا ہے کہ فکر شعر میں اکثر گھٹنے پر سر رکھے سوچتے رہتے ہیں۔ بیت آید فرقش الخ ترجمہ اور اس حالت فکر و تامل میں شاعر کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اُس کا سر قدموں کے سلام کو جھک جاتا ہے اور دائرے کی طرح سر اور پاؤں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یعنی شدت فکر کے باعث سر جھک کر قدموں پر آرہتا ہے اور دونوں ملکر دائرے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ بیت در خم ایں الخ ترجمہ۔ یہ حلقہ یا دائرہ جس کو خوب چست کر کے تیار کرتا ہے۔ جب اسے توڑتا ہے

تو پھر اسے (سخن کو) درست کرتا ہے یعنی جسقدر وہ اپنے خمیدہ قد کو جسے وہ حالت فکر میں دائرہ صفت بنا چکا ہے توڑتا ہے اُسیقدر اُسے لطیف مضامین کے حصول سے درست وراست بناتا ہے۔ بیت گاہے ازیں الخ۔ حلقہ زانو قرار سے مراد خمیدہ قد۔ جو سر اور زانو کے ملنے سے دائرہ بن چکا ہے۔ حلقہ بگوش کسے دادن و انداختن۔ غلام بنا لینا۔ ترجمہ۔ کبھی اس زانو پر ٹھہرنے والے حلقے سے آسمان کے کان میں ہزاروں حلقے (غلامی کے) ڈال دیتا ہے یعنی اسی حالت میں کبھی ایسے ایسے مضامین باندھتا ہے کہ آسمان ہزار جان سے حلقہ بگوش (غلام) بن جاتا ہے۔ بیت گاہ ازیں حقہ الخ۔ حقۂ فیروزہ رنگ۔ فیروزی رنگ کا ڈبہ مراد آسمان۔ ترجمہ۔ اور کبھی اس فیروزی رنگ آسمان سے جس پر ایک ہی مہرہ (آفتاب) ہے (آفتاب جیسے) دس مضامین روشن نکال لاتا ہے۔ بیت چوں بسخن الخ۔ ترجمہ جب اُس کا مرکب فکر سخن کے میدان میں گرم رفتار ہوتا ہے۔ تو جان لبوں پر آجاتی ہے تاکہ اس (شاعر) کے ہونٹ چوم لے۔ یعنی ایسا دلفریب کلام کہتا ہے کہ اُس کے ہونٹ چومنے کیلئے جان لبوں پر آجاتی ہے۔ اس میں اُس محنت و کاوش کی طرف بھی اشارہ ہے جو تصنیف کلام میں شاعر کو اُٹھانا پڑتی ہے بیت ازپے لعلے الخ لعلے میں یائے تعظیم ہے۔ ترجمہ ایک گرانمایہ موتی (سخن گرانقدر) کے لئے جسے وہ کان (طبیعت) سے نکالتا ہے۔ ساتوں آسمان کے انڈے میں سوراخ کر دیتا ہے۔ یعنی شاعر ایسا بلند مرتبہ سخن کہتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کو سوراخ کر کے عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ بیت نسبت فرزندی الخ۔ جست جاصل مصدر ہے ابنائے جست۔ تلاش و جستجو کے بیٹے۔ یعنی وہ شعراء جن کے کلام میں آورد ہوتی ہے آمد نہیں ہوتی۔ بد طبع۔ غطری شاعر۔ دوسرے مصرع میں نژاد کی جگہ نیاید چاہئے اور جس طرح چاہے سخن کو موزوں کرسکے۔ نسبت فرزندی۔ شاگردی یا دامادی یا فرزندی

ترجمہ صاحبان تلاش وجویائی کی نسبت فرزندی۔ پدر طبع شاعر پر درست نہیں آتی یعنی فطری شاعر پر ایک متشاعر کی نسبت فرزندی درست نہیں ہوتی۔ بیت۔ خدمتش آرد الخ۔ ترجمہ یہ مدور آسمان اُس (فطری شاعر) کی خدمت کرتا ہے۔ اور پھر (دوسری مخلوقات کی) خدمتگذاری کی آفت سے مخلصی پالیتا ہے۔ یعنی آسمان ایسے شاعر کی خدمتگذاری کے بعد کسی اور کی خدمتگذاری کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ بیت ہم نفسش الخ نفس سے مراد سخن ہے۔ ترجمہ اُس کا نفس جمالوں کے لئے مرہم اور اُس کا سخن زبانوں کے لیئے مُہر ہے۔ یعنی معترضوں کی زبانِ اعتراض بند ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اُس کے کلام پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ بیت ہر کہ نگارندۂ الخ۔ ایں پیکر سے مراد ہے اُس قسم کا شعر جس کا ذکر اوپر کے اشعار میں ہوا۔ ترجمہ جو شخص اس قسم کی تصویر کا آراستہ کرنے اور لکھنے والا ہے اُس کے سخن سے چمٹ جا کیونکہ وہ سخن پرور ہے۔ بیت مشتریٔ سحر الخ مشتری ایک ستارہ کا نام جسے قاضیٔ فلک بھی کہتے ہیں۔ ترجمہ میں اُسے جادو سخن قاضی فلک کہونگا۔ زُہرہ۔ ایک ستارہ ہے نیز ایک عورت کا نام جس پہ بابل کے دو فرشتہ سیرت انسان ہاروت و ماروت فریفتہ ہو گئے۔ بیت ایں ہُنہ کا ہنگ الخ ترجمہ یہ سامان (سامان سخن جو کہ شہسوران سخن کا ارادہ رکھتا ہے یعنی اکابران سخن تک پہنچنا چاہتا ہے) اس نے نعمت خوارانِ سخن کے دسترخوان کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ بیت رائے مرا کیں الخ کسے از جا بردن۔ بیخود کر دینا اور بیقدر بنا دینا۔ ترجمہ اس بات نے میری رائے کو کچھ بیخود بنا دیا۔ کہ سخن کی آبرو سخن آرا (یعنی طبع کے لئے سخن کو آراستہ کرنے والا) شاعر لے جاتا ہے۔ بیت میوہ دل الخ۔ میوۂ دل۔ کلام بفحوائے الکلام ثمرۃ الفواد۔ ترجمہ وہ میوۂ دل جو جان کے عوض دیتے ہیں۔ اُس کی آبرو کہاں رہ سکتی ہے۔ جبکہ یہ طامع شعرا اسے ایک

روٹی کے بدلے دے ڈالنے پر آمادہ ہوں۔ **بیت** اے فلک از دستِ الخ ترجمہ
اے آسمان یہ چند لوگ جو آمادۂ سخن گوئی ہیں تیرے ہاتھ سے کس طرح بچے ہوئے ہیں
یعنی یہ بوالہوس شاعر ہلاک کیوں نہیں ہو جاتے۔ **بیت** کار رشد از دست۔ ترجمہ
کار سخن ہاتھ سے نکل کر پاؤں پر آرہا یعنی بلند مرتبگی سے پستی کی طرف مائل ہو گیا۔ کار
سخن سے اس گرہ (پستی) کو طول دے۔ یعنی یہ طماع شاعر سخن کے لئے داغ
بدنمائی ہیں۔ ان کو ہلاک کر دے۔ **بیت** سیم کشانی الخ سیم کش۔ طمعکار۔ زر مردہ
ہیچکارہ۔ سکہ خوبی۔ ترجمہ طمع کاروں نے جو ہیچکارہ ہیں اس کام (شاعری) کا سکہ
زر کے عوض میں کھو دیا ہے۔ **بیت** ہر کہ بزر نکتہ الخ۔ ترجمہ جس نے دن جیسا روشن
ایک نکتہ سونے کے عوض میں دیدیا۔ اُس نے پتھر لے لیا۔ لعل شب چراغ دے دیا۔
**بیت** لاجرم ایں الخ۔ ترجمہ۔ اسی واسطے یہ جماعت (شعرائے طمعکار) جو (اپنے
زعم باطل میں) بلند مرتبہ اور دانا ترہے۔ ہر چند کہ وہ بظاہر بلند مرتبہ ہو۔ درحقیقت
پست ترین مخلوقات ہے۔ **بیت** آنکہ سرش الخ زرکش۔ دستار زرتار۔ ترجمہ
وہ شخص جس کا سر زرتار پگڑی پہنتا ہے۔ آخر کار وہ آہنی خنجر کا لقمہ چکھتا ہے۔ یعنی
اُس کا انجام ہلاکت ہے۔ **بیت** وانکہ الخ۔ ترجمہ وہ شخص جس نے پارے کی
طرح (بیقرارانہ و حریصانہ) (یا یہ کہ اسے سونے کا عاشق کہتے ہیں) زر کا غم کھایا وہ
چاندی بن گیا۔ اور (ٹکسال میں) سنجر کے ہتھوڑے نہ کھائے۔ **بیت**۔ چوں
سخنت الخ۔ مگستاں۔ مکھیوں کا مقام۔ ترجمہ اگر تیرا سخن شہد کی طرح شیریں
ہو چکا ہے۔ تو اسے ارزاں نہ کر اور شہد سخن کو مگستاں نہ بنا۔ **بیت** تا ندہندت الخ
ترجمہ جبتک خود تجھے نہ دیں خواہ دوا جیسی مفید چیز ہی کیوں نہ ہو ہرگز نہ لے۔
اور جبتک تجھ سے دریافت نہ کریں (یعنی خواہش نہ کریں) خواہ دعا ہی کیوں نہ ہو
ہرگز نہ کہہ۔ یعنی بغیر خواہش کے دعا بھی کسی کے لئے نہ کر کہ مبادا وہ اس سے

یہ سمجھے کہ اس سے تو کچھ لینا چاہتا ہے۔ **بیت** تا نکند شرع الخ۔ ترجمہ جب تک شریعت تجھے مشہور نہ کردے (یعنی تکمیل شریعت کے بغیر) اسوقت تک تو شعر کی طرف ہرگز منسوب نہ ہو۔ **بیت** شعر ترا صدر الخ۔ ترجمہ شعر ہی تجھے صدر نشینی دلائیگا۔ اور ملک معانی کی سلطنت تیرے حوالے کردیگا۔ **بیت** شعر تو از الخ۔ ترجمہ تکمیل شریعت کی بدولت تیرا شعر اس مرتبے پر پہنچ جائے گا کہ تیری بیٹی کا پرتو (نور) برج جوزا تک پہنچیگا۔ **بیت** شعر برآرد الخ ترجمہ شعر تجھے امارت وسرداری میں مشہور کردیگا۔ کیونکہ شعرا کلام کے سردار اور امیر ہوتے ہیں۔ **بیت** چونکہ فلک از الخ۔ از پائی نشستن۔ جدوجہد سے باز رہنا۔ چوں فلک۔ یعنی جس طرح آسمان آرام نہیں کرتا بلکہ ہروقت گردش میں لگا رہتا ہے۔ ترجمہ۔ آسمان کی طرح تمہیں بھی جدوجہد کرنا چاہیئے تاکہ آسمان جیسا (بلند مرتبہ) سخن حاصل کرسکو۔ **بیت** بر صفت شمع الخ۔ ترجمہ شمع کی طرح سرنگوں رہ۔ دن کے وقت مردہ اور رات کو زندہ۔ یعنی شمع کی طرح دن کو خاموش اور رات کو فکر سخن میں شب زندہ دار بن جا۔ **بیت** چوں تگ اندیشہ الخ ترجمہ جب فکر کی دوڑ تیز ہو جاتی ہے تو آسمان کی تندروش نرم پڑ جاتی ہے۔ یعنی گرمیٔ فکر آسمان کی تندروی کو بھی مائل بہ نرمی کردیتی ہے۔ **بیت** ہرچہ ازاں الخ ترجمہ۔ سخن کی بدولت جو کچھ بھی عزت وشہرت ہو اگر تو اسے قبول نہ کرے تو (قضا وقدر) اس سے بہتر (مضامین) تجھے دینگے۔ **بیت**۔ سینہ مکن الخ۔ ترجمہ اگر موتی جیسا قیمتی سخن بھی حاصل کرلے تو بھی اکڑ کر نہ چل۔ بلکہ جو (سخن یا مضمون) تیرے سینے میں موجود ہے اس سے زیادہ بہتر کی تلاش وجستجو کر۔ **بیت** بہ کہ سخن دیر الخ۔ دیر پسند وہ سخن جو کچھ غور وفکر کے بعد پسند آئے۔ ترجمہ۔ بہتر یہ ہے کہ تو ایسا سخن کہے جسے فکر نے دیر میں اور سوچ بچار

بچار کے بعد پسند کیا ہو تاکہ (اس طرح) تو آسمان سے بھی بلند مرتبہ سخن موزوں کر سکے
**بیت** ہر کہ علم بر سر الخ۔ تگ بردن۔ مرادف گوئے بردن یعنی بازی لے جانا
ترجمہ ہر جو شخص اس راہ پر اپنا جھنڈا لے گیا۔ وہ سورج اور چاند دونوں سے سبقت
لے گیا۔ یعنی جو شخص حقیقی معنوں میں سر منزل سخن پہنچ گیا۔ وہ روشنی میں آفتاب سے
اور تیزئی رفتار میں ماہتاب سے بازی لے گیا۔ **بیت** گر نفسش الخ ترجمہ
(مرتبۂ سخنوری پر پہنچنے کے بعد) اگر اس کے نفس نے گرم روی (فکر عمیق) نہ بھی کی۔ تو
بھی ایک گھڑی کے لئے اس کو گرم روی سے باز نہ رکھا۔ کیونکہ اس کی طبیعت
میں مشق و مزاولت سخن کی وجہ سے ایسا ملکہ پیدا ہو چکا ہے کہ مضامین عالی بکثرت
اور بے کوشش بلیغ مل جاتے ہیں۔ **بیت** گر تگ فکرت الخ۔ ترجمہ اگرچہ فکر کی
دوڑ نہایت تیز تھی (بلندی میں) آسمان پر بھی سبقت لے گئی مگر وہ پھر بھی شرمندہ
تھی اور یہ انتہائے بلند مرتبگی کی دلیل ہے۔ **بیت** بارگی از شہپر الخ۔ ترجمہ
اس نے جبرئیل کے شہپر کی سواری بنائی اور اسرافیل کے بازو کا پنکھا بنایا۔
یعنی وہ بلند پرواز شاعر جبرئیل کے پروں سے اڑتا ہے اور اسرافیل کے پر اسکے
لئے بمنزلہ بادزن کے ہوتے ہیں۔ **بیت** پے سپر کس الخ۔ رشتہ۔ کاتا ہوا مراد
کلام۔ ترجمہ اس کھیت کو کسی کے پاؤں تلے پامال نہ کر اور اس رشتہ کو ہاتھ سے نہ
چھوڑ بلکہ کھینچے رکھ۔ یعنی سر رشتۂ سخن کو قابو میں رکھ کہ ہر کس و ناکس کے نزدیک
پامال نہ ہوتا پھرے۔ **بیت** سفرہ ز انجیر الخ۔ انجیر مراد کلام۔ ترجمہ۔ اگر تمام پرندے
انجیر خوار ہی ہوتے تو دسترخوان انجیروں سے صفر کی طرح خالی رہ جاتا۔ شعر ماسبق کی
تائید میں ہے۔ **بیت** منکہ دریں الخ۔ مصیب۔ ٹھیک نشانہ پر تیر مارنے والا۔
میں جو اس شیوۂ سخن میں درست انداز ہوں۔ میں قابل دید ہوں۔ کیونکہ میں عجائبات
زمانہ میں سے ہوں۔ **بیت** شعر بمن صومعہ الخ صومعہ عبادت خانہ۔ صومعہ بنیاد۔ زاہد

مضطبہ۔ شرابخانہ۔ ترجمہ شعر میری بدولت زاہدانہ ہوگیا۔ اور شاعری نے شرابخانہ سے نجات پائی۔ یعنی میرا کلام دیگر شعرا کی طرح رندانہ نہیں بلکہ زہد و عبادت کا مرقع ہے۔ (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) بیت زاہد و راہب الخ ترجمہ زاہد اور راہب سب میری طرف دوڑ آئے اور گدڑی اور جنیئو کو اتار پھینکا۔ بیت سرخ گل و غنچہ الخ ترجمہ ہر چند کہ میں سرخ اور شگفتہ پھول ہوں (یعنی ہر چند کہ مرتبۂ کمال پر پہنچ چکا ہوں۔ لیکن پھر بھی غنچہ کی طرح ہوں (یعنی ترقی کی قابلیت رکھتا ہوں) اور ابھی تک بادِ شمالی (فیض ربانی) کا منتظر۔ بیت گر بنمایم الخ۔ ترجمہ اگر میں اپنا تازہ کلام دکھلاؤں تو اس کی شہرت کو صور قیامت بنادوں یعنی جس طرح صور قیامت کی آواز ہر جگہ پہنچ جائیگی۔ اسیطرح میرا شہرہ بھی دور دور ہو جائیگا۔ بیت ہر کہ وجود الخ ترجمہ ہر موجود خواہ وہ نیا ہو یا پرانا (جوان ہو یا بوڑھا) مجھ جادو سخن پر فریفتہ ہو جائے۔ بیت صنعت من الخ۔ ترجمہ میری صنعت (شعر گوئی) نے خود جادو کو بے صبر و بیقرار کردیا ہے اور میرا جادو (شعر) ایسا افسوں ہے جو فرشتوں کو بھی فریب دے سکتا ہے یعنی میرا سخن سحر و افسوں سے بھی بڑھکر موثر ہے۔
بیت بابل من الخ۔ چونکہ مولانا اپنے سخن کو جادو کہہ چکے ہیں اس لئے اب اس کے مناسبات بیان کرتے ہیں۔ ترجمہ میرا بابل (بابل جادو کے لئے مشہور رہا ہی ہاروت کو (رشک سے) جلا ڈالنے والا گنجہ ہے (مولانا نظامی کا وطن گنجہ ہے) اور میری زہرہ (یعنی فکر) ستاروں کا دل روشن کرنے والی ہے۔ بیت زہرہ این منطقہ الخ۔ منطقہ۔ وہ دائرہ فرضی جس پر آسمان کے بارہ برج واقع ہیں۔ زہرہ کے لئے برج میزان خانۂ عروج ہے۔ منطق۔ گفتگو۔ اس شعر میں منطقہ سے مخزن اسرار اور زہرہ سے اس مثنوی کے مضامین مراد ہیں۔ ترجمہ۔ اس منطقہ کی زہرہ میزانی (خانۂ عروج میں) ہے اسی لئے اس کی گفتگو روحانی ہے۔ بیت سحر حلالم الخ

سحر حلال۔ موثر کلام کو کہتے ہیں۔ کہ وہ جادو کی طرح حرام تو نہیں لیکن تاثیر میں جادو سے کسی طرح کم نہیں۔ سحری قوت۔ قوت سحری یعنی صبح کی غذا۔ مراد صبح کے وقت کا کہا ہوا کلام۔ ترجمہ میرا صبح کا کہا ہوا کلام سحر حلال بن گیا۔ اور نسخہ ہاروت (افسوں و جادو) کو محو و منسوخ کر دینے والا ہو گیا۔ **بیت** شکل نظامی کہ الخ۔ جانور۔ جاندار۔ مراد زندہ۔ شکل سے مراد جسم۔ خیال۔ سخن۔ ترجمہ نظامی کا جو وجود در اصل میرا خیال ہے وہ میرے سحر حلال ہی سے زندہ ہے

# گفتار در بازجستن دل

چوں سپر الخ۔ آب۔ آسمان۔ سپر۔ زمین۔ ترجمہ جب آفتاب کے غروب ہونے نے زمین سے کہا کہ اپنے سایہ کو آسمان پر پھیلا دے (بفحوائے اللیل ظل الارض) تو **بیت** گشت جہاں الخ۔ معصفری۔ سرخ و زرد۔ سپر۔ جرم آفتاب۔ **ترجمہ** جہاں اس (آفتاب) کے سانس سے بھی (کہ اس کے غروب کی حالت گویا نزع کا عالم تھا) تنگ تر ہو رہا تھا اور جرم آفتاب سے زیادہ سرخ و زرد ہو گیا تھا۔ یعنی دنیا پر اندھیرا چھانے کو تھا۔ ظاہر ہے کہ غروب کے وقت آفتاب اور دھوپ سرخ و زرد ہو جاتی ہے۔ **بیت** با سپر افگندن الخ۔ ترجمہ اس کے سپر ڈالتے ہی اسی کے لشکر (ستاروں) نے اس کا سر اتارنے کے ارادے سے تلواریں کھینچ لیں۔ یعنی آفتاب کے غروب ہوتے ہی ستارے نمودار ہو گئے۔ **بیت** گاؤ کہ خرمہرہ الخ خرمہرہ۔ گھونگا۔ کوڑی۔ ترجمہ وہ نادیہ بیل یا گائے جس کے گلے میں (زیب و زینت کیلئے) لوگ پہلے کوڑیوں وغیرہ کے ہار ڈالتے ہیں۔ جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہے تو سب اس کے ذبح کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یعنی ستاروں کا جو خود آفتاب کے لشکری تھے اپنے سردار کے قتل پر آمادہ ہو جانا بالکل ایسا

ہی ہے جیساکہ نادیہ بیل کہ اوّل تو ہم اُس کو کوڑیوں اور گھونگوں وغیرہ سے آراستہ
رکھتے ہیں مگر جب وہ بالکل از کار رفتہ اور بوڑھا ہو جائے تو خود ہم جو اس کے مالک ہیں
اس کے ذبح پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ **بیت** طفل شب آمیخت الخ۔ زنگلۂ روز۔
سے مراد آفتاب۔ دایہ سے کنایہ ہے آسمان۔ چونکہ آغاز شب ہے۔ اس لئے
اُسے طفل سے استعارہ کیا ہے۔ **ترجمہ** طفل شب نے جب (لاڈ میں آکر)
دایۂ فلک پر ہاتھ بڑھایا تو اس (فلک) نے آفتاب کا گھنگھرو اُس کے پاؤں
میں باندھ دیا۔ ظاہر ہے کہ آفتاب وقتِ غروب اسیطرح معلوم ہوتا ہے
جیسے کسی کے پاؤں میں گھنگھرو۔ **بیت** از پئ سودا الخ۔ **ترجمہ** اندیشناک رات
نے اپنے سودا کے علاج کے لئے زمین سے معجون مفرح تیار کی۔ قاعدہ ہے کہ
سودائی کو مفرحِ زعفرانی دیا کرتے ہیں تاکہ جوشش سودا کم ہو جائے۔ رات کی
تاریکی اس کے سودا کی علامت تھی۔ اس لئے اس نے پہلے ہی سے زمین سے
جو شفق کی وجہ سے زرد رنگ ہو رہی تھی معجون زعفرانی تیار کر لی اور جب شفق بھی
غروب ہو گئی تو یوں کہنا چاہیئے کہ رات نے اس زعفرانی معجون کو نگل لیا۔ **بیت**
خاک شد الخ۔ **ترجمہ** زمین اُس کے لئے مسیحادم یعنی زندگی بخش اور اسکی
آتش سودا بجھ گئی۔ **بیت** شربت و رنجور الخ۔ **ترجمہ** دوا اور بیمار نے باہم موافقت کی اور یہ رات کا گھر سودا
کی تاریکی سے خالی ہو گیا۔ **بیت** ریختہ رنجور الخ۔ **ترجمہ** بیمار نے بھر اطشت خون ڈالا اور سرتاپا سیاہ رنگ ہو گیا۔ **بیت**
زنگ گوفی الخ۔ **ترجمہ** اس کا اندرونی (یعنی سیاہ) رنگ ظاہر ہو گیا اور قضا نے کہہ دیا کہ وہ منجملہ کفار تھی۔ **بیت** ہر نفسی الخ
**ترجمہ**۔ ہر گھڑی رات کا بازیگر ایک نہ ایک شعبدہ یا تماشہ دکھلاتا رہا (ظہور و غروب
ستارگان سے مراد ہے) **بیت** گہ قصبِ ماہ الخ۔ **ترجمہ** کبھی (اس بازیگر شب نے)
ماہ (آسمان) کو پھولوں (ستاروں) سے آراستہ کیا۔ اور کبھی زہرہ کی دف کو
(ستاروں) سے درم بکھیرنے والا (رونق) بنا دیا۔ **بیت** من بجنیں شب الخ۔ **ترجمہ** میں

ایسی رات میں جس میں کوئی چراغ روشن نہ تھا (یعنی بالکل تاریک تھی) چمن کی بلبل بنا ہوا تھا جس میں کوئی کوا نہ تھا۔ یعنی بیگانے کا دخل نہ تھا۔ **بیت** خونِ جگر الخ۔ ترجمہ میں نے جگر کا خون سخن کے ساتھ ملا دیا۔ اور آبِ جگر سے آگ بھڑکا دی یعنی خونِ جگر پی پی کر نہایت محنت اور کاوش سے شعر کہے اور اپنے جگر میں گرمی ذکر سے ایک آگ لگا دی۔ **بیت** با سخنم چوں الخ۔ ترجمہ جب سخن کے ساتھ میری چند باتیں ہوئیں تو ناگہاں اپنے فکر کی بیکسی کا خیال دامنگیر ہوا۔ یعنی ان کیفیاتِ واردہ کو جب میں نے معرضِ تحریر میں لانا چاہا تو اندیشے کی بے کسی مانع ہوئی اور وہ کیفیتیں بیان میں نہ آسکیں۔ **بیت** ہاتفِ خلوت الخ ترجمہ ہاتفِ غیب نے مجھے آواز دی کہ ایسا قرض لے جسے ادا بھی کر سکے یعنی ایسی فکر کر جسے بیان بھی کر سکے۔ **بیت** آب دریں الخ۔ آب۔ سستی۔ آتش۔ تیزی فکر و طبیعت۔ باد۔ ہوا و ہوس۔ خاک۔ وجود جسم۔ **ترجمہ** تیری اس گرمئ فکر میں افسردگی کیوں ہے اور ہوا و ہوس تیرے وجود کو کیوں کھینچے لئے جا رہی ہے۔ یعنی تو خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے کیوں کھنچا چلا جا رہا ہے۔ **بیت** خاک تب آزندہ الخ۔ **ترجمہ** اس کاہلی پیدا کرنے والے وجود کو حوالۂ تابوت کر دے (فنا کر دے) اور اپنے یاقوت جیسے دل کو چمکتی ہوئی آگ بخش۔ **بیت** تیر میفگن الخ۔ ترجمہ تیر نہ مار کہ تیری ہی رائے نشانہ بنیگی۔ اور کوڑے نہ لگا کہ تیرا ہی پاؤں گھوڑا ہے۔ یعنی بے غور و تامل جو منہ میں آئے بے اندازہ تیر کی طرح پھینکتا نہ چلا جا۔ کہ غیر موزوں اور ناہموار ہونیکی صورت میں تیرا ہی کلام طعنہ زنی کا مورد ہوگا۔ **بیت** غافل ازیں بیش الخ۔ ترجمہ اب اس سے زیادہ غافل ہو کر نہ بیٹھنا چاہیئے بلکہ اگر تجھے کچھ بھی آب حاصل ہے تو اُسے دروازۂ دل پر گرا دے (دل سے تضرع و زاری کر) **بیت** درخم ایں خم الخ۔ ترجمہ۔ اس مٹکے کے خم (آسمان) میں جو نیلگوں ہے۔ قصۂ دل بیان کر کہ وہی

عمدہ سرود ہے۔ بیت دور شو از الخ۔ ترجمہ اور ان لٹیرے حواسوں سے دوری
اختیار کرلے۔ کیونکہ تیری منزل مقصود سے دل ہی واقف ہے۔ اس سلئے اسی سے
آشنائی کرلے۔ بیت عرش پرانے الخ۔ دوسرے مصرعہ میں مرجع دل ہے
ترجمہ وہ عرش پرواز لوگ جو جسم کی قید سے آزاد ہو چکے ہیں۔ انہوں نے
اس (دل) پر شہپر جبرئیل باندھ لیا ہے۔ یعنی ریاضت نفس کی وجہ سے
ان میں وہ قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ فرشتوں کے پروں سے اڑتے ہیں
بیت وانکہ عناں الخ ترجمہ اور جن لوگوں نے اپنی باگ دونوں جہان سے
موڑلی ہے۔ انہوں نے دل کی گدائی (صفائی) سے غذا حاصل کی ہے۔ بیت
دیدۂ وگوش الخ۔ ترجمہ (یہ ظاہری) آنکھ اور کان دونو مدعا سے زیادہ ہیں - اور
صرف باہر کے پردوں کے لئے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ بیت۔ پنبہ در آگندۂ الخ
ترجمہ تیرے کان پھول کی طرح روئی سے اٹے ہوئے ہیں۔ اور تیری نرگس
جیسی آنکھ تیری عقل کا آبلہ ہے۔ یعنی یہ ظاہری آنکھ اور کان رموز و اسرار حقیقی کے
معلوم کرنے میں ممدو معاون تو کجا مانع ہیں۔ بیت نرگس وگل را الخ۔ ترجمہ
اے وہ کہ نرگس اور گل بھی تیری وجہ سے داغ (رشک میں گرفتار ہیں)۔ تو اپنے
اس باغ وجود میں نرگس اور گل (آنکھ اور کان) کی پرستش کر رہا ہے۔ بیت
دیدہ کہ آئینہ الخ۔ آنکھ جو ہر نا اہل کا آئینہ ہے۔ اس کی رونق صرف آب جوانی
تک ہے۔ یعنی آنکھ کا حسن صرف عہد جوانی تک ہے۔ بیت طبع کہ با عقل الخ
(اگلے شعر سے قطعہ بند) ترجمہ طبیعت یا مزاج جو عقل کی رہنما ہے وہ چالیس
سال کے گذرنے کی منتظر ہے۔ جونہیں کہ یہ چالیس تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کا
سفر خرچ (قوت دل) بڑھ جاتا ہے۔ یعنی حقیقی بلوغت چالیس سال کے بعد ہی
ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت کو بھی چالیس سال کی عمر کے بعد ہی مرتبہ نبوت عطا ہوا۔

**بیت** یار کنوں بایدت الخ ترجمہ اب تجھے ایک رفیق (دل) چاہیئے (اسے تلافی کر) اور بیہودہ گوئی نہ کر۔ اور اب تو چالیس سال والا سبق پڑھ۔ یعنی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جانا چاہیئے کہ بڑھاپے میں یہی درس موزوں و مناسب ہے۔ **بیت** دست برآور الخ۔ ترجمہ ہاتھ بڑھا (یعنی آمادۂ کار ہو جا) اپنے وجود ہی میں اس کا علاج تلاش کر۔ اور دل کے اس غم کے لئے غمخوار دل کی جستجو کر۔ دردمند دل پیدا کر۔ **بیت** غم مخور البتہ چو الخ ترجمہ لیکن جب تجھے یہ غمخوار (دل) نصیب ہے تو پھر غم نہ کھا۔ اور اگر تجھے یہ یار میسر ہے تو پھر غم کی گردن کو توڑ ڈال یعنی غم کو فراموش کر دے۔ **بیت** ہر نفسے را الخ۔ ترجمہ ہر اُس شخص کے لئے جو مغلوب غم ہو چکا ہے اُس کے لئے دوستوں کی دوستی ہی زبردست امداد و اعانت ہو سکتی ہے۔ **بیت** چوں نفسے الخ۔ ترجمہ جب دو شخصوں (دوستوں) کا ایک دوسرے سے ملکر دم تازہ ہو جاتا ہے تو اُس ایک گھڑی کی راحت سے سیکڑوں غم مٹجاتے ہیں۔ ترجمہ صبح نخستیں چو الخ۔ ترجمہ جب صبح کاذب ظاہر ہوتی ہے تو (صبح صادق) ستاروں کو بھگا دیتی ہے۔ **بیت** پیشتریں صبح الخ ترجمہ اگر پچھلی صبح پہلی صبح کی مدد کو نہ پہنچے تو پہلی صبح ذلیل و رسوا ہو جائے۔ **بیت** از تو نیاید الخ پہلے مصرع میں بتو بر کی جگہ بنوا اور دوسرے مصرع میں کار کی جگہ یار پڑھیے۔ ترجمہ۔ تجھ سے کوئی کام بھی سرانجام نہ ہو سکیگا۔ کسی رفیق کی تلاش کر کہ اس یار سے وہ کام ہو سکیگا۔ **بیت** گرچہ ہمہ الخ ترجمہ۔ ہر چند کہ تمام دنیا کی حکومت بھی کچھ خوار و ذلیل چیز نہیں ہے۔ لیکن جب غور سے دیکھتا ہوں تو یار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ **بیت**۔ ہست زیاری الخ۔ ترجمہ۔ سب کے لئے کسی نہ کسی دوست کا ہونا لابدی ہے۔ اور پھر خصوصاً ایسا دوست جو (مصائب میں) معین ہو سکے۔

**بیت** ایں دوسہ یارے الخ۔ خشک سے مراد مروت سے عاری۔ حلقہ در۔ دروازے کی کنڈی۔ اسے شعرائے عجم نامحرم سے استعارہ کیا کرتے ہیں۔ تر۔ آلودہ بغرض برزر دروازہ کے باہر یعنی نامحرم ہیں۔ **ترجمہ** یہ چند ایک دوست جو تو رکھتا ہے خود غرض ہیں۔ اور دروازہ کی کنڈی سے بھی زیادہ ناآشنائے دوستی اور بے مروت ہیں (چند دوستوں سے مراد حواس خمسہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اسرار حقیقی تک نہیں پہنچ سکتے) **بیت** دست در آویز الخ۔ **ترجمہ** دل کے فتکار بند میں چنگل مار۔ اگر تو دل کی راہ میں خاک ہو جائیگا تو یہی تیرے لئے عزت ہے۔ **بیت** چوں ملک العرش (آئندہ شعر داد بہ ترتیب الخ اور زیں دو ہم آغوش الخ سے قطعہ بند) **ترجمہ**۔ جب بادشاہ عرش (خداوند کریم) نے جہان کو پیدا کیا اور جسم و روح کی مملکت خلق فرمائی تو اپنے کرم کی ترکیب سے اسی کرم کی ریزش سے جسم و جان کو باہم آمیزش دیدی (اپنی بخشش سے جسم و جان میں تعلق پیدا کر دیا) ان دو ہم آغوشوں سے دل کا ظہور ہوا یعنی وہ فرزند خلف جو خلافت کے مرتبے پر پہنچ گیا۔ **بیت** دل کہ بد و الخ اکرش۔ وہ شخص جس کی ماں اور باپ دو مختلف قوموں سے ہوں۔ **ترجمہ**۔ دل جسکے نام پر بادشاہی کا خطبہ (پڑھا جاتا) ہے وہ روح اور جسم کی اولاد ہے (کہ انہیں کے ملنے سے پیدا ہوا ہے) **بیت** لورا دیمت الخ۔ ادیم۔ کچا چمڑا۔ ادھوڑی۔ یہاں جسم مراد ہے سہیل۔ ایک چھوٹا ستارہ جو یمن میں طلوع ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے طلوع ہونے پر کچے چمڑے اور کھالیں باہر لٹکا دیتے ہیں۔ ان میں سہیل کی تاثیر سے خود بخود رنگ اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ **ترجمہ** تیرے جسم کا نور اور رونق اُسی کے سہیل (یعنی خود اسی) سے ہے۔ بلکہ جسم و جان دونوں اُسی کے طفیل ہیں۔ اگرچہ دل جسم و جان کی آمیزش کے بعد وجود میں آیا۔ لیکن اب جسم اور روح دونوں کی بقا دل کی صلاح و بقا پر منحصر ہے۔ **بیت**۔ چوں سخن دل۔ **ترجمہ** جب دل (کی تعریف)

کا ذکر میرے دماغ تک پہنچا۔ تو میرے مغز کا روغن چراغ (چراغ عقل) تک پہنچ گیا
یعنی جب میں نے دل کی تعریف کی باتیں کہیں اور سُنیں۔ تو میری عقل روشن ہو گئی۔
**بیت** گوشش دراں الخ۔ اُس مجلس میں میں نے زبان کو کان بنا دیا یعنی
خاموش ہو گیا اور دل کو ہاتفِ جان کا نشانہ بنا دیا۔ **بیت** چرب زباں الخ۔ چرب
زباں۔ تیز زبان۔ فربہی۔ سرمایۂ نصیحت۔ **ترجمہ** اس سرمایۂ پند و نصیحت کی
وجہ سے میں نہایت تیز زبان ہو گیا۔ اور میری طبیعت غم سے خالی اور خوشی سے
پُر ہو گئی۔ **بیت** ریختم از چشمۂ الخ۔ چشمۂ گرم سے مراد جگر اور آبِ سرد سے آنسو
**ترجمہ** میں نے جگر کے گرم چشمے سے سرد آنسو بہائے۔ کیونکہ آتشِ دل نے
میرے وجود کو گرم کر دیا تھا۔ **بیت** دست بر آوردم الخ۔ دست بند۔ قید۔ بیکاری
**ترجمہ**۔ میں نے خود کو اُس قید سے چھڑا لیا۔ اس حال میں کہ راہزن (سستی)
عاجز تھے اور میں زبردست۔ **بیت** یک تگ ازاں الخ۔ دو منزل سے مراد دماغ
و فکر۔ **ترجمہ** ایک ہی قدم میں اُس راہ کی دو منزلیں طے کر گیا۔ یہاں تک کہ پھر
ایک ہی دوڑ میں دل کے دروازے تک پہنچ گیا۔ تگ پہلے مصرع میں بمعنی
قدم اور دوسرے میں بمعنی دوڑ۔ **بیت** من سوئے دل الخ **ترجمہ** میں دل کی
طرف چلا اور جان لبوں کی طرف۔ گویا آدھی رات میں میری آدھی عمر گذر گئی یعنی
حصولِ دل کے لئے جو مراقبہ و ریاضت میں آدھی گذری۔ اس میں اسقدر محنت و
مشقت برداشت کرنا پڑی کہ گویا آدھی عمر گذر گئی ہو (کہ محنت و غم کا وقت نہایت
طویل معلوم ہوتا ہے۔ **بیت** بر درِ مقصورہ الخ۔ مقصورہ۔ چھوٹا سا محل۔ حجرہ۔
مقصورہ روحانی۔ عالمِ روح۔ **ترجمہ** (دل) کے روحانی حجرے کے دروازے
پر میرا خمیدہ قد گیند بنا ہوا تھا۔ یعنی عالمِ مراقبہ میں میرا قد جھک کر گیند کی طرح ہو گیا **بیت**
گوشئے پرست آمدہ الخ **ترجمہ** میرا چوگان (قامتِ خمیدہ) گیند پرست بن گیا۔

(یعنی میرا قد مراقبے کی حالت میں خمیدہ رہنے کو پسند کرنے لگا) اور دل کا دامن میرا گریبان بن گیا یعنی حالت مراقبہ میں سر جھک کر پہلوئے دل میں آرہتا ہے۔ تو گویا دل کا دامن سر کے لئے بمنزلہ گریبان کے ہوگیا۔ **بیت** پائے ز سر ساختہ الخ۔ ترجمہ میں نے سر کو پاؤں اور پاؤں کو سر بنالیا اور گیند اور چوگان کی طرح (یعنی گول مول) بن گیا۔ **بیت**۔ کارمن از دست الخ۔ ترجمہ میرا کام ہاتھ سے نکل گیا اور میں بیخود ہوگیا۔ میں نے ایک (دل) سے سیکڑوں کیفیتیں دیکھیں۔ اور پھر ان میں سے ہر ایک سو (کیفیتوں کے برابر بن گئی **بیت** ہمسفران جاہل الخ ترجمہ میرے رفیق سفر (راہ سے) ناواقف اور میں ناتجربہ کار مسافر (کیونکہ اس سے پہلے یہ سفر کبھی درپیش نہ ہوا تھا) اس لئے میری مسافرت میری بیکسی کی وجہ سے اور بھی تلخ ہوگئی تھی۔ رفیق سفر سے مراد حواسِ خمسہ یعنی حواس اس راہ حقیقت سے ناآشنائے محض تھے اور وہ یہاں بالکل بیکار ثابت ہوئے۔ **بیت** روزنہ کزاں الخ۔ نہ تو مجھ میں اتنی طاقت تھی کہ اس دروازہ سے گذر جاؤں نہ یہ مجال کہ اندر داخل ہو جاؤں یا پلٹ ہی آؤں۔ **بیت** چونکہ دراں الخ۔ نقب سے مراد وہ فکر جو گنجینۂ اسرارِ الٰہی کی سرمایہ دار ہو۔ ترجمہ جب اُن اسرار الٰہی کے فکر میں میری زبان بند ہوگئی۔ تو عشق (طلب صادق) نے نقیبانہ آکر میری باگ تھام لی۔ **بیت**۔ بردر آ الخ۔ ترجمہ (اور کہا) دروازہ پر حاضر ہو جا کہ اس دروازہ کے اسرار کا میں ہی محرم ہوں اور تیرے لئے میں اپنا سرتن سے جدا کردونگا۔ **بیت** حلقہ زدم الخ۔ ترجمہ میں نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ کہا اس وقت کون ہے؟ میں نے کہا ایک آدمی ہے بشرطیکہ آپ اجازت دیں۔ **بیت** پیش رواں پردہ الخ۔ پردہ برانداختند۔ یعنی مقتضیات بشری کا پردہ اٹھا دیا (بشریت سے منزہ کردیا) اور جسم کے پردہ کو چھوڑ دیا (جسمیت کو الگ کردیا۔ **بیت** از حرمِ خاصہ۔ اُس مکان کی خاص ترین چار دیواری سے آواز آئی کہ اے نظامی آجا۔

بیت خاص تریں محرم الخ۔ ترجمہ میں اُس دروازے (اسرار باطنی) کا خاص الخاص محرم بن گیا۔ دل نے کہا کہ اندر آجا۔ چنانچہ میں اور اندر چلا گیا۔ بیت بارگہی یافتم الخ۔ ترجمہ۔ میں نے ایک روشن بارگاہ دیکھی۔ کہ نظرِ بد اُس کے دیکھنے سے سلی ہوئی تھی (یعنی اس بارگاہ پر نظر بد کوئی اثر نہ ڈال سکتی تھی) بیت ہفت خلیفہ الخ۔ ہفت خلیفہ (۱) دل (۲) پھیپھڑا (۳) جگر (۴) پتہ (۵) معدہ (۶) تلی (۷) گردہ۔ اشعار آئندہ میں ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہوگا۔ ہفت حکایت۔ لطائف سبعہ۔ صوفیا کے سات مدارج کہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ مرتبہ ہے۔ در یک افسانہ یعنی دل کے ایک بیان میں حاصل ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ لطائف سبعہ کے انکشاف کے بعد کل کا نچوڑ ایک ہی ہوتا ہے۔ ترجمہ (میں نے اُس بارگاہِ باطن میں دیکھا کہ) سات خلیفے ایک ہی مکان میں بیٹھے تھے۔ اور سات حکایتیں ایک ہی افسانے میں بیان کر دی گئی تھیں (اس طرح کہ ایک دوسری سے مربوط تھیں۔ اور ان سب کا مآل ایک ہی تھا) بیت ملکی ازاں بیش الخ۔ ترجمہ (وہ بارگاہ جو میں نے دیکھی وہ) ایک ملک تھا۔ ملک آسمان سے زیادہ وسیع۔ زہے نصیب اُس جسم کے جو اُس کی خاک ہو۔ بیت در نفس آباد الخ۔ نفس آباد۔ مراد سینہ۔ نیم سوز۔ نیم گرم۔ ترجمہ نیمگرم سانس کے نفس آباد (سینہ) میں بادشاہِ نیمروز مسند نشین ہو گیا۔ شہ نیمروز سے مراد دل۔ یعنی دل کو مسند نشیں دیکھا۔ بیت سرخ سواری الخ۔ ترجمہ ایک سُرخ سوار (جگر) مؤدب اس کے سامنے کھڑا تھا اور ایک سرخ قبا (پھیپھڑا) اُس کا خیر اندیش تھا۔ بیت۔ تلخ جوانے الخ۔ یزکی میں یائے نسبتی ہے۔ یزک محافظ دستہ مقدمۃ الجیش۔ ترجمہ ایک تند خو جوان (پتا) شکار میں سب سے آگے تھا اور اُس سے ذرا پیچھے ایک کالا ٹھمٹ پہنے والا (تلی) تھا۔ بیت قصد کمیں کردہ الخ ترجمہ ایک کمند افگن (معدہ) گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک روئیں تن (کانسی

کے جسم والا یعنی گردہ) چاندی (چربی) کی زرہ پہنے تھا۔ بیت ایں ہمہ پروانہ الخ ترجمہ
یہ تمام (یعنی جگر۔ پھیپھڑا۔ پتہ۔ تلی۔ معدہ۔ گردہ) پروانہ بنے ہوئے تھے اور دل بمنزلہ
شمع کے تھا۔ یہ سب کے سب پریشان حال تھے اور دل مطمئن۔ بیت من بقناعت
ترجمہ میں صبر و سکون کے ساتھ دل کا مہمان بنا اور تحفہ کے طور پر جان بادشاہ دل کے
نذر کردی۔ بیت چوں علم لشکر الخ ترجمہ جب میں نے دل کے لشکر کا جھنڈا پالیا (یعنی دل
کے لشکر کے پاس پہنچ گیا) تو پھر جہان والوں کی طرف سے میں نے اپنا منہ موڑ لیا (تمام
خیالات دنیوی سے یکسو ہوگیا) بیت دل بزباں الخ۔ ترجمہ دل نے زبان سے
کہا کہ اے بے زبان (اے خاموش) مرغ (معانی) کی تلاش کر اور آشیانہ (الفاظ)
کو چھوڑ دے یعنی طلب معانی کر الفاظ کی ٹیپ ٹاپ سے درگزر۔ کہ معنی ہی اصل مقصود
ہیں۔ الفاظ تو آشیانے کی طرح خس و خاشاک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔
بیت آتش من الخ۔ ترجمہ (دل نے کہا) میری آگ اس دھوئیں (الفاظ و عبارات)
کی محرم نہیں اور یہ تازہ جگر (خون جگر پی پی کر کہا ہوا سخن) رکھا ہوا نہیں۔ نمک سود
وہ گوشت جسے نمک لگا کر خشک کرتے اور محفوظ رکھتے ہیں۔ بیت بے نمکاں را الخ
ترجمہ بد مذاقوں کو تو جگر دیتا ہے یعنی اُن کے لئے جگر کاوی کرتا ہے اور زر اور موتیوں کا
خزانہ دیتا ہے۔ بیت سایہ ام الخ۔ ترجمہ (دل نے کہا) میرا سایہ سرو (کے سایہ)
سے بھی زیادہ پابرجا ہے۔ اور میرا مرتبہ اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ہے۔ بیت
گنجم و در الخ۔ ترجمہ میں خزانہ ہوں۔ لیکن قارون کی جیب میں نہیں ہوں (کہ میرا فیض
دوسروں تک نہ پہنچے) اگرچہ (بظاہر) میں تیرے ساتھ نہیں ہوں۔ لیکن (حقیقت میں)
تجھ سے جدا بھی نہیں ہوں۔ بیت مرغ لبم الخ۔ ترجمہ۔ اُس کی (دل کی) اس
گرماگرم گفتگو سے میرے مرغ لب نے شرم کے مارے اپنی زبان کے پر جھاڑ دیئے
(یعنی لب ساکت ہوگئے) بیت ساختم از شرم الخ۔ ترجمہ میں نے شرم کے

مارے سر جھکالیا۔ اور ادب کے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا دیا۔ **بیت** چونکہ ندیدم الخ
**ترجمہ** جب میں نے ریاضت کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس آقائے دل سے
میں نے ریاضت سیکھ لی۔ **بیت** خواجۂ دل الخ **ترجمہ** اس آقائے دل نے میری
عہد الست کو پھر تازہ کر دیا اور نظامی کے نام کو آسمان کی طرح مشہور کر دیا *

# خلوتِ اوّل در پروردنِ دل و صفت آں باز گوید

**بیت** رائض من چوں الخ۔ رائض معنی چابک سوار یہاں مراد دل۔ کُرہ۔ بچۂ اسپ
**ترجمہ** میرے چابک سوار (دل) نے جب مجھے ادب سکھانا شروع کیا تو مجھے
ان نو آسمانوں کے کُرہ سے آزاد کر دیا۔ یعنی جب دل میرا ادب آموز بنا تو اس نے میرے
نفس امارہ کی کجی کو اس طرح دور کر دیا کہ میں ان نو آسمانوں کی غلامی سے رہا ہو گیا۔
**بیت** گرچہ گرہ در الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ اُس (دل) کا کام گرہ در گرہ (سخت مشکلات
میں اُلجھا ہوا تھا لیکن پھر بھی اُس نے (استقلال اور پامردی کی وجہ سے) اس
سررشتۂ (تعلیم) سے قدم نہ اُٹھایا (ہر چند نفس امارہ کی اصلاح کا کام طرح طرح کی مشکلات
سے پُر تھا۔ لیکن دل نے ان مشکلات کی وجہ سے تعلیم سے جی نہ چرایا) **بیت** تا سر
ایں الخ **ترجمہ** یہانتک کہ اس رشتہ کا سرا اُس حد تک پہنچ گیا۔ کہ وہ گرہ اس سے
ناپید ہو گئی۔ یعنی دل نے اس عقدہ کو ریاضت سے حل کر لیا۔ اور نفس امارہ کی اصلاح
ہو گئی۔ **بیت** خواجہ مع القصہ الخ۔ **ترجمہ** غرضکہ وہ خواجہ (دل) جو ہماری قید میں ہے
ہر چند کہ وہ خدا نہیں۔ لیکن ہمارا آقا ضرور ہے۔ **بیت** شحنۂ راہ الخ۔ **ترجمہ** وہ دونوں
جہان میں میرا پاسبان ہے ورنہ اُسے میری جان کی پرواکیوں ہے؟۔ **بیت**
گرچہ بے ساز الخ **ترجمہ** اگرچہ وہ مجھ سے بہت زیادہ موافقت نہیں رکھتا لیکن پھر بھی
اپنی شفقت مجھ سے دریغ نہیں رکھتا۔ **بیت** گشت چو من الخ **ترجمہ** جب وہ مجھ

جیسے بے ادب کا غلام (خدمتِ اُستادی بجالانے والا) بن گیا۔ تو اُس ادب سکھلانے والے نے مجھے اپنا مطیع کرلیا۔ **بیت** کز چو منے الخ۔ سر بہزیمت نبرد۔ نفرت نہ کی **ترجمہ** کیونکہ اُس نے مجھ جیسے (آلودۂ گناہ) سے نفرت نہ کی اور مجھ خاکی یا میرے خاکی وجود کی ہم نشینی کو غنیمت سمجھا۔ **بیت** روزے ازیں الخ۔ ازیں مصر۔ زلیخا پناہ سے مراد سینہ۔ **ترجمہ** ایک روز دل سینہ سے اس طرح نکل آیا جس طرح یوسف کنوئیں سے **بیت** چشم شب الخ۔ **ترجمہ** جب (قضا و قدر نے) رات کی آنکھ کو نیند (کے غلبہ کی وجہ سے) سی دیا یعنی رات ہوگئی اور صبح کی آنکھ اور چراغ (آفتاب) کو روشن کردیا یعنی گویا رات تھکی ماندی تھی۔ کہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے سوگئی۔ اور آفتاب بیدار ہوگیا نکل آیا۔ **بیت** خواجہ گریباں الخ۔ خواجہ سے مراد خواجۂ دل۔ چراغ۔ عقل۔ **ترجمہ** خواجۂ دل نے عقل کا دامن تھام لیا اور میرا ہاتھ پکڑکر ایک باغ (باغ معرفت) کے گوشہ میں لے چلا۔ **بیت** دامنم از خار الخ۔ **ترجمہ** میرا دامن غم کے کانٹوں سے چھوٹ گیا اور گریبان تک (خوشی کے) پھولوں سے بھر گیا۔ **بیت** من چو لبِ لالہ الخ۔ **ترجمہ**۔ میں گل لالہ کی پنکھڑیوں کی طرح شگفتہ ہوگیا۔ اور (مستی مسرت کے باعث) پھول کی طرح اپنے کپڑوں کو سینکڑوں جگہ سے پھاڑ ڈالا۔ **بیت** لالہ دلِ خویش الخ **ترجمہ** لالہ نے اپنا دل (سیاہی جو سوختگی کی علامت ہے۔ اور گلِ لالہ کے بیچ وسط میں جسے اُس کا دل کہنا چاہیئے) میری جان کے حوالے کردیا۔ اور پھول نے اپنی پیٹی (جو مستعدی کی علامت ہے) میری کمر کو دیدی۔ یعنی لالہ کی سی سوختگی عشق اور پھول کی سی مستعدی کہ وہ ہر وقت کمر بستہ ہے مجھ میں پیدا ہوگئی۔ **بیت** گہ چو مے آلودہ الخ۔ **ترجمہ** کبھی تو میں شراب کی طرح سے خون آلودہ ہوگیا۔ اور کبھی پھول کی طرح پوست سے باہر نکل آیا۔ یعنی بیخود ہوگیا۔ اس سے مراقبے کی کیفیت کا تلون بیان کرنا مقصود ہے۔ **بیت** گل بگل و شاخ الخ۔ **ترجمہ** (اُس باغ میں) اب میں

ایک پھول سے دوسرے پھول تک اور ایک شاخ سے دوسری شاخ تک پہنچ رہا تھا تاکہ آب (آب حیات یعنی جلوہ گاہ محبوب حقیقی) تک پہنچ جاؤں۔ بیت تا علم عشق الخ۔ ترجمہ یہانتک کہ عشق کا جھنڈا ایسے مقام تک پہنچ گیا کہ ایک جانب سے وفا کی خوشبو آنے لگی۔ بوئے وفا سے مراد قرب یار۔ بیت نکتہ نوازنے الخ ترجمہ (وہ بوئے وفا کیا تھی) فصیح زبان سے ایک نکتہ نواز نے دم عیسیٰ کی طرح مجھے زندہ کر دیا۔ یعنی معشوق حقیقی کی طرف سے عالم مراقبہ میں میرے کان میں ایک آواز آئی جس سے میرے دل میں حقیقی زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ بیت زد بزمیں تخت الخ۔ عماری۔ ہودج۔ زد کا فاعل خواجہ ہے جو اشعار ماسبق میں مذکور ہے۔ ترجمہ (خواجہ دل نے) میری سواری کے تخت کو زمین پر ٹھہرا دیا اور میری سواری کی تیز سرعت رفتار کو صبا کے حوالے کر دیا۔ یعنی میری رفتار جو بغایت تیز تھی مجھ سے چھین کر صبا کے حوالے کر دی۔ بیت گشت فرود آمے الخ۔ ترجمہ اُس آب (زندگی بخش) پر کشتی کی طرح بن گیا (ہمہ تن شیوۂ تسلیم اختیار کر لیا) اُس باغ بہشتی کا ساکن بن گیا۔ بیت آب رواں الخ۔ ترجمہ پانی بہہ رہا تھا۔ میں اُتر آیا اور پیاسا اُس چشمہ (معرفت) کے کنارے پہنچا۔ بیت چشمۂ افروختہ تر الخ خضر اسبزہ۔ ترجمہ وہ چشمہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھا اور خضر نے اُس جیسا چشمہ خواب میں بھی نہ دیکھا ہو۔ بیت خواب گہے بود الخ ترجمہ اُس کا سمن زار خوابگاہ بنا ہوا تھا۔ اور اُس کی نرگس بیمار (مستی کی وجہ سے) سوئی ہوئی تھی بیت دائرہ خط الخ۔ ترجمہ وہ ایسا دائرہ تھا کہ خط آسمان (خود آسمان) اُس کا مقام تھا (یعنی آسمان سے بھی بلند مرتبہ تھا) اور وہ ایسی خوشبو تھی کہ خوشبوئے بہشت بھی اُس کی غلام تھی۔ بیت گل بگریباں الخ ترجمہ گھاس کے گریبان میں پھول لگے ہوئے تھے۔ اور کانٹا بھی دامن گل کو پاؤں کے نیچے کھینچ رہا تھا۔

**بیت** آہو ورو باہ الخ۔ **ترجمہ** (یوں کہنا چاہئے کہ) اُس سبزہ زار میں پھول کو ہرن نے اپنا نافہ اور کانٹے کو لومڑی نے اپنی پوستین نرم دے رکھی تھی۔ یعنی پھول نافہ کی طرح خوشبودار اور کانٹے لومڑی کی پوستین کی مثل نرم بے آزار تھے۔ **بیت** طوطی ازاں الخ۔ **ترجمہ** طوطی اُس پھول کی وجہ سے جو شگفتہ ہو رہا تھا۔ اُس کی سبزی پر پریشان (فریفتہ اور قربان) ہو رہی تھی۔ یعنی وجد کر رہی تھی۔ **بیت** تازہ گیاہ الخ۔ **ترجمہ** تازہ گھاس شکر جیسا دودھ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی (ایسا کہ) ہرنوں نے اُس کی شیرینی کی وجہ سے کلیلیں کر رہے تھے۔ یعنی گھاس پر نہایت لطیف دودھ جیسی سفید شبنم کے قطرے پڑے تھے۔ اور اس سے مسرور ہو کر ہرنوں کے بچے اِدھر اُدھر کلیلیں کرتے پھرتے تھے۔ **بیت** جلوہ گر از الخ۔ شمال۔ بالفتح۔ باد شمال بکسر شین۔ حجلہ۔ دلہن کا خلوتخانہ۔ حجلۂ گل سے مراد ٹہنی۔ **ترجمہ** باد شمال پھولوں کی شاخوں سے نمودار تھی اور ہرن گھاس کی ٹہنیوں سے پھول توڑ رہے (یعنی ہوا کی سے ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے) **بیت** خیری و سوریش الخ۔ خیری۔ گلخیرو۔ سوری۔ سرخ رنگ کا ایک پھول۔ اشہب۔ ہر سیاہ رنگ کی چیز جس میں سفیدی نمایاں ہو۔ یہ لفظ عنبر کے رنگ کی تعریف میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ اور عنبر اشہب عنبر کی ایک قسم ہے۔ **ترجمہ** گلخیرو۔ گل سوری باہم مِل جُل گئے تھے اور عنبر اشہب کا پنکھا بنے ہوئے تھے یعنی دونوں ملکر عنبر اشہب کی سی خوشبو دے رہے تھے **بیت** سرمۂ بینندہ الخ۔ نمائش۔ یعنی اُس باغ کی نشوونما نرگس کی طرح دیکھنے والوں کے لئے سرمہ (موجب زیادتی بینائی) تھی۔ اور اُس کی گھاس زمرد کی طرح افعی (غم) کے لئے سوزن تھی (کہ غم کی آنکھیں اس سے سل جاتی تھیں اور وہ اندھا ہو جاتا تھا۔ **بیت**۔ قافلہ زن الخ۔ قافلہ زن۔ قافلہ کو لوٹنے والے۔ چنبلی اور گلاب ملکر قافلۂ (عقل و ہوش) کو لوٹ رہے تھے۔ اور قمری اور بلبل باہم قافیہ سنجی کر رہی تھیں۔

(نغمہ سرائی میں مشغول تھیں) **بیت** سوسن یکروزہ الخ۔ **ترجمہ**۔ عیسیٰؑ کی زبان (کے اثر) والی (زندگی بخش) ایک دن کی سوسن نے صبح کے وقت موسیٰؑ کے ہاتھ (ید بیضا) کا پتہ دے رہی تھی۔ یعنی سوسن جیسے کھلے ہوئے ابھی ایک دن ہوا تھا صبح کے وقت ید بیضا کی طرح چمک رہی تھی۔ **بیت** فاختہ فریاد کناں الخ۔ فاختہ گون نیلگوں۔ **ترجمہ** فاختہ نے صبح کے وقت فریاد کرتے کرتے آسمان کو اپنی آہوں (کے دھوئیں) سے نیلگوں کر دیا تھا (فاختہ کو سرو کا عاشق باندھتے ہیں) **بیت** باد نویسندۂ الخ **ترجمہ** ہوا پھول کی سرگذشت بید مشک کی پتیوں پر امید کے ہاتھ سے لکھ رہی تھی۔ **بیت** گہ بسلام سمن الخ۔ بہار۔ عموماً ہر پھول اور خصوصاً گل نارنج۔ **ترجمہ** کبھی تو گل بہار سمن کو سلام کرنے آتا تھا۔ اور کبھی گلہائے گلاب شکر گذاری کے لئے کانٹے کے پاس آتے تھے۔ یعنی ہوا کے جھونکوں سے گل بہار گل سمن پر اور پھول کانٹوں پر جھک جھک جاتے تھے۔ گویا گل سمن گل بہار کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ گل بہار اور بہار میں جو پھولوں کی شگفتگی کا باعث ہوتی ہے۔ مناسبت ہے۔ اور پھول کانٹوں کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ گویا اُن ہی کے ناخنوں کی گرہ کشائی سے یہ کھل سکے ہیں۔ **بیت** ترک سمن الخ **ترجمہ** ترک سمن (خود سمن) صحرا میں خیمہ لگائے تھا (گویا) چاند برج ثریا (حمل یا ثور) سے طلوع ہوا تھا **بیت** لالہ بآتش الخ **ترجمہ** راز کے آتشکدے پر آیا ہوا لالہ ہندو مغ کی طرح نماز میں جھکا ہوا تھا۔ یعنی سرخ لالہ جسے اُس کی سرخی کی وجہ سے آتشکدۂ عشق کا راز دار قرار دیا ہے۔ وہ بھی ہوا کی وجہ سے جھک جھک کر اظہار نیاز کر رہا تھا۔ **بیت** ہندوک لالہ الخ۔ ہندوک میں کاف تصغیر ہے۔ لالہ کو ہندو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ باطن میں سیاہی رکھتا ہے سہل عرب۔ سہلؓ ابن سعد صحابی رسول اللہ جو نہایت عابد تھے۔ سہیل ایک ستارہ ہے۔ اسے یمانی اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے یمن میں طلوع ہوتا ہے۔ لالہ کو اس کی خمیدگی

کی وجہ سے سہیل چمن سے تشبیہ دی ہے۔ ترجمہ (گویا) ہندوئے لالہ (یعنی خود لالہ) سہل عرب تھا اور ترکِ سمن (خود سمن) سہیلِ یمن۔ بیت آب زمزمی الخ۔ قاقم ایک جانور جس کی کھال غایت درجہ سفید اور ملائم ہوتی ہے۔ سنجاب۔ ایک خاکستری رنگ کا جانور جس کی کھال سے پوستین بناتے ہیں۔ اور اُس کی کھال کو بھی سنجاب کہتے ہیں۔ یہاں پانی کو نرمی و لطافت کی وجہ سے قاقم اور سبزۂ زیر آب کو سنجاب سے تشبیہ دی ہے۔ ترجمہ پانی کو گرمی کی وجہ سے قاقم کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ سنجاب (سبزہ زیر آب) کو گھسنے والا (اُس کی بالائی سطح سے چھو کر چلنے والا) قاقم کیسا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ بیت روزن باغ الخ۔ ترجمہ باغ کے روزنوں نے سرخ اور زرد نقوش (گلہائے زنگارِ رنگ) سے نیلم پنجرے بنائے تھے یعنی شاخوں اور پھولوں کے درمیان چھن چھن کر جو روشنی زمین پر پڑ رہی تھی وہ لاجورد کے پنجرے معلوم ہوتے تھے۔ بیت شاخ ز نور الخ۔ ترجمہ شاخیں آسمان کے نور سے ملکِ اپنے سائے کے قدموں پر درم بکھیر رہی تھیں یعنی آسمان کا نور شاخوں پر پڑ رہا تھا۔ اور شاخوں کا سایہ زمین پر۔ لیکن اُس سائے میں نور کی وجہ سے چھن چھن کر درم کی طرح گول گول نشانات زمین پر پڑ رہے تھے۔ بیت سایہ سخن الخ۔ ترجمہ سایہ آفتاب کے لبوں سے باتیں کر رہا تھا۔ اور ریت کے ذرات پانی کی تسبیح (پانی کے چلنے کا شور۔ یا خود اُس کی روانی) سے زندہ ہو رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ درختوں کے سائے اور آفتاب کی روشنی میں کسقدر قرب واتصال ہوتا ہے کہ گویا سایہ لبِ آفتاب سے باتیں کرتا ہو۔ بیت نسترن از بوسۂ الخ۔ نسترن نرم ہوتی ہے اور اُس کے مقابلہ میں سنبل سخت و درشت چونکہ ہوا کی وجہ سے نسترن سنبل پر اور سنبل نسترن پر گر رہی تھی اس لئے کہتے ہیں کہ۔ ترجمہ نسترن سنبل کے بوسوں سے سنبل اور غنچہ کی پلک (وہ نوک جو غنچے میں

کانٹے کی طرح اُبھری ہوتی ہے) سے پھول کے لب زخمی ہو رہے تھے۔ بیت
ترکش خیری الخ۔ ترجمہ گلغنچہ کا ترکش کانٹوں کے تیروں سے خالی تھا۔ اسلئے
کبھی تو (کھل کر) وہ ڈھال (کی شکل اختیار کر) لیتا۔ اور کبھی پناہ مانگنے لگتا (کبھی
پنکھڑیاں گر جانے کی وجہ سے ایک ریشہ باقی رہ جاتا۔ ہندوستان میں قاعدہ
تھا کہ پناہ لینے والا شخص منہ میں تنکا لیکر حاضر ہوتا تھا جو عجز کی علامت سمجھی جاتی تھی)
بیت سحرزدہ بید الخ۔ سحرزدہ۔ وہ شخص جس پر جادو کیا گیا ہو۔ ترجمہ سحرزدہ بید کا
جسم کانپ رہا تھا۔ اور لالہ کی انگیٹھی اُس کو دھونی دے رہی تھی (بید ہوا سے
اسیطرح لہرا رہا تھا جس طرح کوئی مسحور اور سرخ رنگ لالہ جس کی شکل انگیٹھی جیسی اور
جس کی سرخی آگ سے مشابہت رکھتی ہے۔ گویا اُس پر سے سحر کا اثر زائل کرنے
کیلئے بخور دے رہا تھا) بیت۔ خواست پریدن الخ۔ ترجمہ غایت چستی وچالاکی
کی وجہ سے باغ اُڑا ہی چاہتا تھا۔ اور سمن نزاکت کی وجہ سے ٹپکا ہی چاہتی تھی۔
بیت نے بشکر خندہ الخ۔ ترجمہ نے شکر خندہ کے لئے اپنے سے باہر ہو رہی تھی
اور پھول کا زیرہ خون آلودہ لعل کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ بیت آں گل خودرائے الخ۔
گل خودرائے۔ گل نافرمان۔ خودرَو۔ بغیر بوسے اُگنے والا۔ ترجمہ ایک وہ گل
نافرمان تھا۔ جو خود بخود اُگ آیا تھا اور ہوا اُس کے سانس (خوشبو) سے سخنگو تھی
یعنی ہوا گل نافرمان کی خوشبو ہر جگہ پہنچا رہی تھی۔ بیت سبز تراز الخ۔ ترجمہ
ترنج کے پتوں سے بھی زیادہ سبز آسمان اس وقت نارنج پرست بن رہا تھا۔ یعنی
اُس باغ کے نارنج طراوت و تازگی اور سبزی میں آسمان سے بڑھ چڑھ کر تھے کہ آسمان
بھی ان کی پرستش کر رہا تھا۔ بیت چوں فلک الخ۔ ترجمہ وہ جگہ (باغ) آسمان کی
طرح نقش سے آراستہ تھی اور سبزے نے تمام جنگل کو سجا رکھا تھا۔ بیت ہرگرہ
اندر بستہ الخ گرہ سے مراد پھول۔ سبزخواں سے مراد وہی باغ۔ ترجمہ اُس سبز

دسترخوان کی ہر ایک گرہ زمین کی جان اور آسمان کا دل تھی یعنی زمین اور آسمان
دونوں کی نظروں میں قابل محبت تھی کیونکہ زمین سو لو آسمان کی گردش سو اسکا ظہور ہوا تھا۔ گویا آسمان اسکا باپ
اور زمین اسکی ماں تھی بیت اختر سر سبز الخ۔ ترجمہ (آسمان کے) سرسبزی دیکھنے والے ستارے
نے صبح کیوقت زمین سے کہا کہ (خدا کرے) تیرا سر (سطح) سبز ہے (یعنی تو
سرسبز رہے۔ بیت یا ملک آنجا الخ۔ ترجمہ یا فرشتہ (جبریلؑ) وہاں سے
گذرا تھا۔ اور اپنے سجادہ کے ذریعے سو وہاں سبزہ گرو رکھہ دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب جبریلؑ
فرعون کی غرقابی کے وقت آئے۔ تو سامری نے اُن کے گھوڑے کے پاؤں تلے
کی زمین کو سبز ہوتے دیکھا۔ اور وہاں سے مٹی اُٹھا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کیا۔ کہ سونے
کا بچھڑا بنا کر اُس مٹی کو اُس کے حلق میں اُتار دیا۔ جس سے وہ بولنے لگا۔ اور بنی
اسرائیل اُس کی پرستش کرنے لگے۔ غرض معلوم ہوا کہ جبریلؑ کے پاؤں کی برکت
سے زمین سبز ہو جاتی ہے۔ مولانا نے اُس باغ کی سبزی کی وجہ یہ قرار دی
کہ شاید وہاں جبریلؑ نے اپنا مصلے بچھا دیا تھا۔ اور باغ کی سبزی اُس کی برکت کی
وجہ سے تھی۔ بیت چشمہ درخشندہ الخ۔ ترجمہ (باغ) کا چشمہ حور کی آنکھ سے بھی
زیادہ چمکتا ہوا تھا۔ یہانتک کہ اُس (چشمہ) نے آفتاب کے چشمے سے بھی نور لے لیا
تھا۔ یعنی اُس کی روشنی آفتاب کو بھی ماند کر رہی تھی۔ بیت سبزہ بداں چشمہ الخ ترجمہ
سبزہ نے اُس چشمہ پر وضو کیا (پھر) وضو کا شکرانہ ادا کیا اور فارغ ہو گیا۔ یعنی
چشمے پر بھی سبزہ اُگ رہا تھا۔ اُس کا پانی سے تر بتر ہونا گویا وضو کرنا اور پانی کی رَو میں
اُس کا جھک جھک جانا گویا نماز تحیۃ الوضو (وضو کا شکرانہ) ادا کرنا تھا۔ بیت
مرغ زگل الخ۔ مرغ سے مراد بلبل۔ اور گل کو سلیمانؑ سے اس حیثیت سے تشبیہ
دی ہے کہ تختۂ گل اُسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح تخت سلیمانؑ ہوا پر۔ سلیمانؑ سے
مراد معشوق حقیقی یا شاہد مقصود۔ ترجمہ بلبل نے پھول سے سلیمان کی خوشبو سونگھی۔

اسی واسطے اُس نے نالہ داد دی (دردناک آواز) نکالنا شروع کر دیا۔ بیت چنگل دُرّاج الخ
دُرّاج۔تیتر۔تدرو۔ چکور جو سرو کا عاشق ہے۔ ترجمہ درّاج کے چنگل نے تدرو کے
خون کے لئے سرو کے پاؤں کے گرد زنجیر پہنا دی تھی یعنی درّاج جو سرو کے گرد نمناک
زمین پر پھرتا تھا۔ اُس کے پاؤں کے نشانات زمین پر سرو کے گرد اگرد ایسے معلوم
ہوتے تھے۔ جیسے زنجیر۔ اور اُس زنجیر ڈالنے کی وجہ یہ کہ وہ تدرو کا خون کیا چاہتا تھا
یا یہ کہ سرو سے تدرو کے خون کا بدلہ لیا چاہتا تھا۔ بیت محضر منشور الخ۔ منشور نویسان باغ۔
طائران چمن۔ خون۔ قتل۔ ترجمہ باغ کے فرمان نویسوں کا محضر کوّے کے قتل کے لئے
بُلبل کا فتویٰ بن گیا۔ یعنی باغ میں بُلبل تو موجود تھی۔ لیکن کوّے منحوس کا نام و نشان
تک نہ تھا۔ گویا وہ طائرانِ چمن کی درخواست پر بلبل کے فتوے سے قتل کر دیا گیا
تھا۔ بیت بوم کزاں بوم الخ۔ پہلے بوم کے معنی اُلّو اور دوسرے کے زمین۔ ترجمہ
اُلّو کہ اس سرزمین سے اُس کا وجود منحوس نکل چکا تھا (نکال دیا گیا تھا) اُس کے باطن
کا بھید۔ (اس کی نحوست و شومی) اُس کے سر کے لئے قضا بن گئی۔ یعنی اُلّو بھی
وہاں موجود نہ تھا۔ اور اُس کی عدم موجودگی کی وجہ محض اُس کی نحوست و یرانی تھی۔ کہ ایسی
باسعادت جگہ میں اُس شوم کا کیا کام۔ غرضکہ وہاں نحوست کا نام و نشان تک نہ تھا۔
بیت بادیمانی الخ۔ نسیم کو سہیل اور زمین کو کیمخت یعنی کچا چمڑا قرار دیا ہے۔ جس طرح
سہیل کے طلوع سے کچے چمڑے میں رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور خوشبو آ جاتی ہے۔
اسیطرح نسیم اور بادِ یمانی نے ملکِ زمین کو رنگ دیدیا تھا۔ یعنی سرسبز و شاداب کر دیا تھا
بیت لالہ بہ تعجیل الخ۔ ترجمہ چونکہ لالہ نہایت تیزی سے دوڑا تھا اس لئے دل کی
گرمی کی وجہ سے اُسے خفقان ہو گیا۔ لالہ تمام پھولوں سے پہلے کھلتا ہے چنانچہ اسے
مقدمۂ بہار بھی کہتے ہیں۔ تو گویا لالہ بھاگم بھاگ آیا تھا کہ باغ میں تمام پھولوں سے
پہلے پہنچ جائے لیکن گرمیٔ دل کی وجہ سے خفقانی ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ خفقانی کا رنگ

سُرخ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور یہی رنگ لالے کا ہے۔ سارا پھول سُرخ اور درمیان میں سے سیاہ۔ بیت سایہ شمشاد الخ۔ شمائل پرست۔ صورت پرست۔ ترجمہ (اپنی) صورت کی پرستش کرنے والے شمشاد کے سایہ نے لالہ کے دل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یعنی شمشاد کا سایہ بہت ہی گھنا تھا لیکن وہ اور سیاہی کے حصول کے لئے لالہ کے دل (اُس زردہ سیاہ یا اُس کے درمیانی سیاہ حصّے) کی طرف ہاتھ بڑھادیا بیت ناخن سیمیں الخ ناخن۔ پتیاں۔ ترجمہ صبح جیسی سفید رنگ سمن کی چاندی جیسی شفّاف پتّیوں نے رات کے ناخنۂ گل کو بالکل دور کردیا تھا۔ یعنی ستارے گویا رات کی آنکھ میں ناخونہ تھے جنھیں سمن کی سفید پتیوں نے چھیل ڈالا۔ یا ستارے شرم کے مارے غائب ہوگئے۔ ناخونہ آنکھ کی ایک بیماری کا نام ہے۔ بیت صبح کہ شُد الخ۔ ترجمہ صبح جو (آفتاب کی شعاعوں کی وجہ سے) زرّیں رسن یوسف بن رہی تھی۔ وہ یاسمن کے زنخداں میں کنواں بنا رہی تھی (یعنی شعائیں یاسمن کے پھول کی گہرائی میں پڑ رہی تھیں) بیت زرد قصب الخ۔ ترجمہ زمین یہودیوں کی طرح دھانی لباس پہنے تھی۔ کیونکہ پانی نے موسیٰؑ کی طرح (معجزہ) ید بیضا دکھلادیا تھا۔ یہودیوں کا امتیازی لباس زرد یا دھانی ہے۔ گویا صاف و شفّاف پانی ید بیضا تھا۔ اسی وجہ سے زمین سبز و زرد بن گئی تھی۔ گویا معجزۂ ید بیضا دیکھکر ملّت موسوی (سبز پوشی) اختیار کرچکی تھی۔ بیت خاک بآں آب الخ۔ ترجمہ زمین نے اُس پانی سے اپنا علاج کیا یعنی جو کچھ نگل گئی تھی اُسے اُگل دیا۔ بیت نور سحر یافتہ الخ۔ ترجمہ نور سحر نے ایک فراخ میدان پایا تھا اور شاخ نے سایہ روی (سایہ میں چلنا) صبا کے سپرد کردی تھی یعنی صبا شاخوں کے نیچے لٹک رہی تھی۔ بیت ابر گزیدہ الخ۔ ترجمہ بادل نے سورج کے ہونٹ میں کاٹ لیا تھا اور ہوا نے بید کے سر میں کنگھی کردی تھی یعنی آفتاب کے ایک کنارے کے آگے ابر چھایا ہوا تھا اور ہوا بید کی پتیوں میں سے اس طرح گذرتی

گویا اس کی زلفوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ بیت سایۂ ونور الخ۔ ترجمہ روشنی اور سایہ (دونوں) شاخوں کی حرکت سے چشمہ کے کنارے ناچ رہے تھے۔ بیت عود شد الخ ترجمہ جو کانٹا بھی اس باغ میں موجود تھا وہ عود (کی طرح خوشبودار) تھا۔۔۔۔اور پھول کی آگ (سرخی) اُس عود (خار) کے لئے انگیٹھی تھی۔ بیت گردن گل الخ۔ ترجمہ پھول کی گردن بلبل کا منبر اور بنفشہ کی زلف پھول کی پیٹی بنی ہوئی تھی۔ یعنی بلبل پھول پر بیٹھی نغمہ سرائی کر رہی تھی۔ گویا ایک خطیب جو منبر پر بیٹھا وعظ کہہ رہا ہو۔ بیت مرغ ز داؤد الخ۔ ترجمہ (اُس باغ کے) طائر داؤدؑ سے بھی زیادہ خوش آواز۔ اور (وہاں کے) پھول نظامی (کی شیریں سخنی) سے بھی زیادہ شیریں انداز تھے۔

# ثمرہ خلوت اوّل

بیت باد نقاب الخ۔ ترجمہ ہوا (تائید ربّانی) نے معشوق کے چہرے کے) ایک طرف سے نقاب اُٹھا دیا اور خواجہ (دل) نے نہایت جلدی سے عاشقی اختیار کرلی یعنی شاہدِ حقیقی کا جلوہ نظر آیا۔ اور دل اُس کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا۔ بیت گل نفسے دید الخ۔ گل نفس۔ پھول کی طرح خوشبودار سانس والا۔ مراد معشوق حقیقی۔ شکر خندہ۔ پیاری ہنسی ہنسنے والا یا در شکر خندہ یعنی شکر خند کی حالت میں۔ نفس افگندہ۔ شرمندہ کردیا۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ صاف و شفاف چیز پھونک سے مکدر ہو جایا کرتی ہے۔ ترجمہ (دل نے) ایک شکر خندہ کرنے والے گل نفس کو دیکھا (وہ ایسا حسین تھا) کہ گل و شکر کو بھی شرمندہ کر رہا تھا۔ بیت فتنۂ از ماہ الخ قصب مصرعۂ اوّل میں ریشم کی ایک قسم۔ اور مصرعۂ دوم میں بمعنی کتاں۔ خرمن مہ۔ ہالہ۔ ترجمہ وہ معشوق ایک فتنہ تھا جو چاند جیسا منوّر لباس زیب تن کئے ہوئے تھا (گویا چاند ہی کو لباس بنا لیا تھا۔ اور (اس نے) ہالے کو (اُسی طرح) جلا دیا تھا جس طرح چاند کتاں کو (جلا دیتا ہے) مشہور ہے کہ

چاندنی میں کتاں تار تار ہو کر بکھر جاتا ہے۔ **بیت** تا کمر از زلف الخ۔ **ترجمہ** اُس کی زلفیں کمر تک بل کھائے ہوئے تھیں۔ اور (وہ) سر سے پاؤں تک (ہمہ تن) ملاحت ہی ملاحت تھا۔ **بیت** دیدن او چوں الخ۔ **ترجمہ** چونکہ اُس کا دیدار لذت بخش تھا۔ جس نے بھی اُسے دیکھا۔ آنسو بہائے یعنی جس نے اُسے دیکھا عاشق ہو گیا اور بیتاب ہو کر آنسو بہانے لگا۔ **بیت** طوطی باغ الخ۔ طوقدار غبغبہ دار۔ **ترجمہ** باغ کی طوطی (باوجودیکہ بڑی شیریں گفتار ہوتی ہے) اُس کی شیریں کلامی سے شرمسار تھی۔ اور جس طرح طوطی کے گلے میں کنٹھا ہوتا ہے۔ اسی طرح اُس کی زنخداں (ٹھوڑی) کے گرد غبغب تھا۔ **بیت** زاں زنخ الخ کش۔ پہلو۔ **ترجمہ**۔ وہ گول ٹھوڑی جو خوشنما نارنج کی مانند تھی۔ اُس کے ترنج جیسے گول اور سیمیں چاہِ غبغب کو پہلو میں لئے ہوئے تھی یعنی ٹھوڑی کے ساتھ گول اور چاندی کی طرح چمکتا ہوا چاہِ غبغب بھی موجود تھا۔ **بیت** مست نوازے الخ۔ مست نواز۔ عاشق نواز۔ **ترجمہ** باغ کے پھول کی طرح وہ عاشق نواز اور دوستوں کی شراب کی طرح توبہ شکن تھا ؎ بد بلا ہیں یہ حریفانِ قدیم۔ بے پلائے ہوئے کب مانتے ہیں۔ **بیت** لب طبری وار الخ۔ طبری ایک پہلوان کا نام۔ طبرخوں۔ تبر۔ طبرزد۔ کوزہ مصری **ترجمہ** اُس کے لبوں نے جو طبری پہلوان کی طرح تبر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اُس تبر سے کوزہ مصری کے مغز کو توڑ دیا تھا۔ یعنی وہ لب شیریں گفتاری اور رعنائی میں کوزہ قند پر فوقیت رکھتے تھے۔ **بیت** سرخ گلی الخ۔ **ترجمہ** وہ معشوق (رنگت کی سرخی اور نزاکت کی وجہ سے) سرخ پھول تھا (سبزہ کے لحاظ سے) گنّے سے زیادہ تر و تازہ و شاداب (شیرینیِ گفتار کے لحاظ سے) خالص اور خشک قند (آبداری اور لطافت کی حیثیت سے) تر جُلاب تھا (جُلاب۔ شہد اور گلاب کا مرکب) **بیت** خال چو عود الخ **ترجمہ** اس کا عود جیسا (سیاہ) خال جو (عاشقوں کے) جگر کو جلانے والا تھا۔ وہ دن (رخسارِ تاباں) کی سیپی میں غالیہ ملس رہا تھا۔ **بیت** در غم آں الخ۔ غم عشق۔ **ترجمہ**

اُس خال سیاہ کے عشق میں چاند کا تمام چہرہ سیاہ ہو رہا تھا۔ یعنی وہ سیاہ سے داغ جو چاند میں نظر آتے ہیں وہ اسی خال کے عشق میں پیدا ہو گئے ہیں۔ بیت زاں بُنہ دل الخ۔ بُنہ۔ سامان و اسباب۔ بُنہ دل سے مراد خود وہ دل ہیں جو اُس کے در پر پڑے ہوئے تھے۔ ترجمہ اُن دلوں کے ہجوم کی وجہ سے جو میلوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ راستہ اُسکے دہن کے میدان کی طرح تنگ ہو رہا تھا۔ یعنی عشاق کے دلونکا اسقدر انبوہ تھا کہ وہ میلوں تک پھیلے ہوئے تھے اور اُن کی وجہ سے اُس تک پہنچنے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ راستہ کی تنگی کو دہن سے تشبیہ دیکر دہن کی تنگی کا اظہار کیا ہے۔ بیت جزع زخورشید الخ۔ جزع۔ مُہرہ سلیمانی جو سفید و سیاہ ہوتا ہے یہاں مراد آنکھ۔ ترجمہ (اُس معشوق کی) آنکھ سورج سے زیادہ جگر سوز تھی اور ہونٹ چاند سے زیادہ شب افروز۔ بیت زاں دل سختش الخ۔ ترجمہ اُس کے سخت (بیرحم) دل کے باعث جو جگر خوار اور حوصلہ فرسا تھا۔ میرے حوصلے پر میرا دل ٹکڑے ہو رہا تھا بیت لب بہ سخن الخ۔ ترجمہ (اُس کے) لب سخن میں خندہ شکر خوری میں (پیاری ہنسی میں) چہرہ دعا میں غمزہ جادوگری میں مصروف تھا۔ بیت بستہ چو حقہ الخ۔ حقہ۔ ڈبہ مہرہ دار منہ کو باعتبار دانتوں کے مہرہ دار کہا ہے۔ ترجمہ اُس کا مہروں والا منہ ڈبیے کی طرح بند تھا (اور) ایک مُہرہ کے بقدر راستہ رہ گیا تھا (اُس کی تنگی دہن کا یہ عالم تھا۔ کہ اُس کی فراخی ایک مہرۂ دنداں سے زیادہ نہ تھی) بیت عشق چو آں مہرہ دید الخ۔ ترجمہ عشق نے جب اُس ڈبیے (دہن) اور اُس مُہرہ (دنداں) کو دیکھا تو ہوش جاتے رہے اور چادر سمیٹ لی۔ بیت کیسہ صورت الخ۔ ترجمہ میری کمر سے صورت کے کیسے (صورت پرستی) کو کھولدیا اور جسم کا طوق میری جان کے گلے سے اُتار لیا۔ یعنی عشق کی حالت یہانتک پہنچی کہ اسباب ظاہری کا خیال چھوڑ کر میں قید وجود سے بھی آزاد ہو گیا۔ یعنی مجھ پر کیفیت بیخودی طاری ہو گئی۔ بیت کار من از الخ۔ ترجمہ

اب میرا کام (دیدار کا) میری طاقت سے باہر ہو گیا (یعنی تاب دیدار نہ رہی) اور آبجیات (ذوق لذت کی کیفیت) میری ٹھوری سے بھی گذر گیا (لذت دیدار میں بالکل غرق ہو گیا) **بیت** عقل عزیمت گر ما الخ دیو دیدہ اور پری دیدہ شخص یعنی جس پر دیو یا پری کا سایہ ہو جائے دیوانہ ہو جایا کرتا ہے۔ دیو دید یعنی دیوانی ہو گئی۔ عزیمت گر۔ افسوں خواں۔ نقرہ۔ چاندی۔ مراد نرمی کیونکہ چاندی بہ نسبت لوہے کے نرم ہوتی ہے۔ **ترجمہ** ہماری افسوں خواں عقل بھی دیوانی ہو گئی اور اس کام کی نرمی و آسانی سخت مشکل ہو گئی یعنی عقل بھی وہاں کام نہ دے سکی۔ **بیت** جاں کہ بشادی الخ۔ **ترجمہ** جان جو نہایت خوشی سے دل کے غموں کی متحمل ہوا کرتی تھی۔ اب وہ چشمۂ خورشید (دل) کو کیچڑ میں پھنسا رہی تھی (جان بھی اس آڑے وقت میں دل کا غم برداشت کرنے کے ناقابل تھی) **بیت** مونس و غمخوار الخ۔ **ترجمہ** غمزدہ شخص کا غمخوار خود اُس کا غم ہی ہو سکتا ہے (جس طرح شراب سے بیہوش ہو جانے والا شخص کا علاج شراب ہی ہوا کرتی ہے۔ **بیت** اے تپش ناصیت الخ۔ **ترجمہ**۔ اے وہ (اس کتاب کے پڑھنے والے) کہ میرے داغ غمخواری کے لئے تیری پیشانی میں تڑپ ہے تو میرے سبزے اور باغ (کی حقیقت) سے (جس کا اشعار ما سبق میں ذکر ہو چکا ہے) بے خبر ہے۔ **بیت** سبزہ فلک بود الخ۔ **ترجمہ** سبزہ (سے میری مراد) آسمان تھا۔ اور اس کی رونق نظر تھی۔ باغ سے مراد صبح کا وقت تھا۔ اور آنسو اُس باغ کی نہر تھے **بیت** وانکہ رُخش الخ۔ **ترجمہ** وہ ذات جس کا چہرہ وہاں پردہ نشین خاص تھا سورۂ اخلاص جس میں توحید باری کا ذکر ہے۔ کا آئینہ تھا۔ **بیت** بسکہ سرم الخ **ترجمہ** میرا سر (حالت مراقبہ میں) دیر تک زانو پر پڑا رہا۔ تب جا کر کہیں یہ سررشتہ ہاتھ آیا۔ **بیت** ایں سفر الخ۔ **ترجمہ**۔ میں نے یہ سفر از روئے یقین طے کیا ہے۔ (یعنی بے شائبۂ شک و ریب) تو بھی اس طرح چل جس طرح میں چلا ہوں۔ **بیت** محرم

ایں پردہ الخ۔ ترجمہ تو ہرگز اس راز کا محرم نہیں ہے۔ نظامی کا کام نظامی ہی کے سپرد کر دے۔ یعنی محرمِ راز ہونا صرف نظامی ہی کا کام ہے لہذا یہ کام اُسی کے حوالہ کر دے۔

# خلوت دوم

**بیت** خواجہ یکے الخ۔ ترجمہ خواجہ (دل) ایک مرتبہ کسی ہمجنس کی آرزو میں نکلا اور چند ہمجنسوں سے ہمکلام ہوا۔ **بیت** یافت شبے الخ۔ ترجمہ اُس نے صبح جیسی آراستہ ایک رات پائی اور آرزوؤں کو دعا سے طلب کیا۔ **بیت**۔ مجلسے افروختہ الخ۔ ترجمہ نوبہار کی طرح وہ ایک پُر رونق محفل تھی۔ اور زمانہ سے زیادہ آسودہ حال عشرت تھی۔ **بیت** بوئے بخور الخ۔ ترجمہ اُس کے روشن سانس کی دھونی کی خوشبو یوسف اور اُس کے کُرتے کی شرح بیان کر رہی تھی۔ یعنی جس طرح حضرت یوسفؑ کے پیرہن میں خوشبو تھی کہ مصر سے کنعان بھیجا گیا اور وہاں حضرت یعقوبؑ نے اس میں یوسفؑ کی خوشبو سونگھ لی۔ اسی طرح اس محفل کے بخور کی خوشبو دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

**بیت** شحنۂ شب الخ۔ شحنۂ شب۔ یعنی خود عسس شحنہ و عسس ہر دو یعنی کوتوال۔ ترجمہ رات کے محافظ نے کوتوال کا خون کر دیا تھا۔ یعنی ایسی امن و امان کی رات تھی کہ کوتوال کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔ اور اُس کی (شب کی) شیرینی (فیض) پر مکھیوں (طالبانِ فیض) کے پَر جھڑ گئے تھے۔ یعنی اُس مجلس سے فیضیاب ہونے کے لئے طالبانِ فیض ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ **بیت** پردہ شناسان الخ۔ پردہ شناس اہلِ عرفان۔ یہاں راگ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پردہ نشین۔ پردۂ غیب کے پوشیدہ اسرار۔ ترجمہ اہلِ عرفان عجیب عجیب راگ الاپ رہے تھے۔ اور پردہ نشین عجیب عجیب دعاؤں (کے اظہار) میں مصروف تھے۔ **بیت** پائے سہیل از الخ۔

سہیل۔ ستارۂ سہیل۔ پائے سہیل۔ شعاع سہیل۔ نطع ادیم۔ ادھوڑی یا چمڑے کا فرش۔ یہاں مراد زمین۔ دُرِ یتیم۔ قطرات شبنم۔ ترجمہ (۱) سہیل کی شعاعیں اپنی پرتوافشانی سے شبنم کے قطروں کو لعل کی سی سرخی بخش رہی تھیں۔ بیت شمع جگر چوں الخ۔ شمع جگر۔ یعنی خود جگر۔ جگر شمع سے مراد آتش دل۔ یعنی دل۔ دلِ آتش آگ کا وسط۔ فروخت۔ افروخت۔ ترجمہ جگر بتی کی طرح جل رہا تھا اور دل آگ کے وسط کی طرح (کہ وہاں آگ کا سب سے زیادہ زور ہوتا ہے) بھڑک رہا تھا۔ بیت درطبق مجمر الخ۔ ترجمہ مجلس کو روشن کرنے والی انگیٹھی کی تھالی میں عود توشکر سے موافقت کر رہا تھا (شکر کی سی مرغوبیت کا سامان رکھتا تھا) اور شکر عود کو جلا رہی تھی۔ یعنی عود رشک کے مارے جل رہا تھا۔ بیت شیشہ زگل آب الخ۔ دستار چہ شمع۔ شعلۂ شمع۔ زر۔ وہ چنگاریاں جو شمع کا گل جھاڑتے وقت گرتی تھیں یا اُسکی روشنی جو پھیل رہی تھی وہ گویا زر تھا۔ گل آب۔ اضافتِ مقلوب۔ یعنی آب گل عرقِ گل۔ جسے گلاب کہتے ہیں۔ ترجمہ شیشہ گلاب سے موتی بکھیر رہا تھا۔ اور شمع اپنے شعلہ سے زرافشانی کر رہی تھی۔ بیت از پئے نُقل الخ۔ نُقل۔ وہ چیز جو شراب کے بعد کھاتے ہیں۔ ترجمہ نقل کے لئے اُس بوسہ خیز (جسے دیکھکر خود بخود بوسہ کی خواہش پیدا ہو) معشوق کی آنکھ اور مُنہ شکر اور بادام بکھیر رہے تھے یعنی اُسکی آنکھیں بادام کی طرح اور اُس کے ہونٹ شکر جیسے تھے۔ بیت شکر و بادام الخ ترجمہ اُسکے ہونٹ اور آنکھیں ایک دوسرے سے نکتے بیان کر رہے تھے (گویا) زہرہ اور مرّیخ باہم عشقبازی کر رہے تھے۔ زہرہ سے کنایہ لب۔ اور مرّیخ سے مراد ہیں آنکھیں بیت وعدہ بدروازۂ الخ۔ ترجمہ (وصل کا) وعدہ کانوں کے دروازے تک آ رہا تھا۔ اور ہنسی آبِ حیات کی گدائی کے لئے آ رہی تھی۔ یعنی لب مصروف خندہ تھے۔ بیت نیفۂ روباہ الخ۔ نیفۂ روباہ۔ لومڑی کی وہ کھال جو اس مجلس میں فرش کے طور پہ بچھی ہوئی تھی۔

پلنگ ۔شیر۔ یعنی اُس مجلس میں ہر چیز مستی خیز اور مستی زا تھی ۔ یہانتک کہ لومڑی جو انتہا درجہ کی بُزدل مشہور ہے ۔ اُس کی کھال بھی مستی کی وجہ سے شیر کو زیر کر رہی تھی ۔ نافۂ آہو معشوق کی زلفیں ۔شیر ۔عاشق ۔ ترجمہ ۔ روباہ کی پوستین (جو اُس مجلس میں بچھی تھی اُس نے شیر کو بھی مات کر دیا تھا ۔ اور معشوق کی زلفیں (بڑے بڑے قوی دل) عشاق کے لئے زنجیر بنی ہوئی تھی ۔ **بیت** یار گریباں کش الخ ترجمہ عشاق کے گریبان کھینچنے والا اور پھر بھی اپنا بچانے والا محبوب دامن رقص میں اپنی آستین سے موتی بکھیر رہا تھا یعنی وہ رقص کر رہا تھا ۔ اور اس حالت میں اُس کے ساعد سیمیں اپنی چمک دمک سے گوہر افشانی کر رہے تھے اور اگر یار بغیر اضافت کے ہو ۔ تو ترجمہ یوں ہوگا ۔ کہ معشوق عشاق کے گریبان کھینچ رہا تھا (یا گریبان کھینچنے کا سبب بن رہا تھا ۔ کہ عشاق اُسے دیکھکر گریبان چاک کر رہے تھے) اور خود دامن بچائے ہوئے تھا ۔ **بیت** شمع چو ساقی الخ ترجمہ شمع ساقی کی طرح شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی (شمع کی روشنی بھی شراب کی طرح مستی آفریں تھی) شمع کا لگن شراب (نور شمع) سے پُر تھا اور پرانے مدہوش (مرے) پڑے تھے ۔ **بیت** خواب چو پروانہ الخ ۔ ترجمہ نیند بھی پروانے کی طرح پر ڈال چکی تھی ۔ اور شمع شکرانے کے لئے (کہ اُسے محفل میں یار ملا) سرنگوں تھی (یا سر کو فدا کر دیا تھا ۔ کہ جل رہی تھی) **بیت** پردگی زہرہ الخ ۔ ترجمہ پردہ نشیں زہرا نے (جسے رقاصۂ فلک کہتے ہیں) اُس بزم خوب میں نہایت سرعت سے اپنے مضراب کو ایک عجیب انداز سے توڑ ڈالا یعنی اُس مجلس کی مستی سے زہرہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہی ۔ **بیت** خوب ربا یندہ الخ ۔ ترجمہ نیند نے دماغ سے داغ (بے خوابی) دور کر دیا تھا ۔ اور ایک چراغ (دل) دوسرے چراغ (دل) سے روشنی حاصل کر رہا تھا ۔ تمام

دل ایک دوسرے سے کسبِ ضیا کر رہے تھے۔ **بیت** نُزل فرستندہ الخ۔ نزل۔ ہدیہ تحفہ۔ کھانا جو مہمان کے لئے بھیجتے ہیں۔ ترجمہ ہر گھڑی ایک دل دوسرے دل کو۔ ایک جسم دوسرے جسم کو اور ایک جان دوسری جان کو تحفہ (نورِ معرفت) پہنچا رہی تھی۔ **بیت** گفتی ازاں الخ۔ ترجمہ وہ حجرہ (بزم) جو آراستہ کیا ہوا تھا۔ گویا وہاں سے عدم کے سامان کو عدم ہی میں ڈالدیا گیا تھا (یعنی فنا کو وہاں دخل نہ تھا) **بیت** مرغ طرب نامہ الخ۔ ترجمہ خوشی کے طائر (خود خوشی) نے اپنے پروں پر نامۂ طرب باندھ لیا اور اسقدر اُڑنے لگا کہ ثریا کے مرغ کے ساتوں پروں کو توڑ ڈالا از میں سے لیکر آسمان تک خوشی ہی خوشی تھی۔ ہفت پر سے مراد ثریا کے سات ستارے) **بیت** آتشِ مرغ سحر الخ۔ باب زن۔ وہ سیخ جس پر کباب بھونتے ہیں۔ آب زن تسکین دینے والا۔ مرغ سحر۔ خود سحر۔ آتش بمعنی شوق۔ ترجمہ صبح کے پرندے کا شوق سیخ پر سے خوش نمک لوگوں کے جگر کے لئے تسکین کا سامان کر رہا تھا۔ یعنی جس طرح مُرغ کے بھُننے کی بُو سے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اوسیطرح مقربانِ درگاہِ الٰہی کو صبح کے وقت فیض کے نزول سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ **بیت** مرغ گرانخواب الخ۔ ترجمہ مرغِ صبح کے وقت سے زیادہ گرانخواب تھا۔ اور آسمان کے پاؤں چاند کے ہاتھ سے بھی زیادہ بندھے ہوئے تھے (صبح کا وقت خواب آور ہے اور مرغ صبح کے وقت بولتا ہے۔ لیکن اُس رات وہ بھی اُس شب کی کیفیتوں کیوجہ سے گراں خواب تھا اور بولا نہیں) **بیت** حلقۂ در پردہ الخ۔ ترجمہ اُس دروازے کی کنڈی بیگانوں (ناواقفانِ اسرارِ الٰہی) کے لئے پردہ تھی (اور اُسی حلقۂ در کو میں زلفِ پری کہتا ہوں) وہ زلف عشاق کے لئے بمنزلہ زنجیر کے تھی۔ **بیت**۔ در خمِ آں حلقہ الخ۔ ترجمہ اُس حلقۂ زنجیر (زلف) میں مشتری کا دل انگشتری کے حلقے سے بھی تنگ تر تھا۔ **بیت** تاختن آورد الخ۔ اُفتادگان سے مراد گرفتارانِ محبت۔ ترجمہ

عشاق کے دلوں پر پریزادوں (کیفیاتِ وارداتِ غیبی) نے پریوں کی طرح چھاپا مارا تھا
**بیت** بر درِ دل الخ۔ یمن سے مراد تجلیات غیب۔ ترجمہ دل کے دروازے پر
تجلیاتِ غیبی کا پرتو پڑ رہا تھا۔ اور کانٹوں (مانع تجلیات) کو پلکوں سے اُٹھا دیا
گیا تھا۔ یعنی انوار الٰہی اور تجلیات معشوق حقیقی کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔
**بیت** میوۂ دل نیشکر الخ۔ ترجمہ اُن کے رُخسار کا نیشکر دل کے لئے میوہ اور اُن کا
ناروں جیسا قد جان کے لئے درختِ گل تھا (کیونکہ جان کو اُسی سے خوشبو حاصل
ہوتی تھی) **بیت** فندقہ از شکر الخ۔ فندق۔ بیر کے برابر سرخ رنگ کا ایک میوہ۔ پستہ
مراد دہن۔ عناب رنگ۔ سرخ لب بلحاظ لب۔ ترجمہ (معشوق کے) شکر (لب)
اور بادام (آنکھوں) سے فندقہ بھی تنگ آیا تھا۔ یعنی معشوق کے لب و چشم فندقہ سے
زیادہ سرخ اور خوبصورت تھے۔ اور خط عناب کے رنگ والے پستہ (دہن) سے بھی
زیادہ سبز تھا۔ یا یہ کہ اُس کا سبزۂ خط عناب رنگ پستہ دہن سے تنگ آیا تھا کہ دہن
زیادہ خوبصورت تھا خط سے اور خط زیادہ خوبصورت تھا دہن سے۔ کسی کو کسی پر تفوق
نہیں دیا جا سکتا۔ **بیت** در شبِ خط الخ۔ خط سے خط کی سیاہی مراد ہے۔ بابلی میں
یائے نسبت ہے۔ یعنی بابل سے نسبت رکھنے والی مراد زہرہ۔ بابلی غمزہ سے مراد
غمزہ۔ ہندوئے خال۔ چونکہ خال سیاہ ہوتا ہے اس لئے اُسے ہندو کہتے ہیں۔
ترجمہ اُس کے غمزہ کی زہرہ (غمزہ) اور سیاہ خال نے خط کی سیاہی میں سحر حلال
تیار کر دیا تھا اُس کے غمزہ اور خال نے عشاق کو خط کی سیاہی کے ذریعے سے
مسحور کر دیا تھا۔ **بیت** ہر نفس از غمزۂ الخ۔ ترجمہ ہر لحظہ ایسے غمزے اور خال کی وجہ سے
سارا عالم بابل اور ہندوستان بن رہا تھا۔ ہندوستان میں لفظ کی رعایت ہے۔ **بیت**
چوں نظرے چند الخ۔ ترجمہ جب چند پسندیدہ نظریں ہو چکیں۔ تو دل بھی آنکھوں
کی زیارت کے لئے آیا (کیونکہ وہ دیدارِ محبوب سے مشرف ہو چکی تھیں) **بیت** غمزہ

زبان تیرالخ۔ ترجمہ غمزہ سانپ کے نیش سے بھی زیادہ تیز زبان تھا۔ اور زلفیں سانپ کے حلقے سے بھی زیادہ گرہگیر تھیں۔ بیت شست کرشمہ الخ۔ کرشمہ۔ چشم وابرو کے اشارہ کو کہتے ہیں۔ ترجمہ۔ کرشمہ کا چلّہ جب کمان پر چڑھا (کمانِ ابرو پر) تو ابھی اُس نے تیر پھینکا بھی نہ تھا۔ کہ وہ کارگر ہو گیا (اس سے پہلے کہ معشوق کی نگاہ پوری طرح سے عشاق پر پڑتی۔ وہ اپنا کام کر گئی۔ بیت بادِ مسیح از نفس الخ۔ بادِ مسیح۔ کلام جاں بخش۔ نفس سے مراد خوشبو۔ گل سے مراد۔ لبِ معشوق۔ ترجمہ وہ جاں بخش کلام جو معشوق کے پھول جیسے نازک لبوں سے نکلا۔ وہ گویا آبِ حیات تھا۔ جو پھول کے منہ سے ٹپک پڑا۔ بیت گل چو سمن غالیہ الخ۔ ترجمہ پھول (رخسار) سمن کی طرح شانوں پر غالیہ (زلفیں) لئے ہوئے تھا۔ اور چاند بھی آسمان کی طرح غاشیہ بردوش (غلام) تھا (رخسار پر زلفیں لٹک رہی تھیں۔ چاند بھی اُس کا حلقہ بگوش تھا اور آسمان بھی) بیت چوں رُخ ولب الخ ترجمہ۔ جب اُس کے لب ورخ نے شکر وبادام بکھیرے۔ تو پھول حمایت (حاصل کرنے) کے لئے شکر کے پاس دوڑ گیا (یعنی جب اُس محبوب کے شکر جیسے رخسار اور بادام جیسے لبوں کو پھول نے دیکھا۔ تو اپنے کو بے آبرو اور ذلیل پایا اور پناہ لینے کو شکر کے پاس بھاگ گیا) بیت ہر نظرے جانِ الخ۔ تخالہ۔ چھالا۔ ترجمہ اُس کی ہر نظر ایک جہان کی جان تھی۔ اور اُس کی پلکوں کا ہر خار جان کے لئے باعثِ آزار تھا (گویا وہ تیر نشتر تھے) بیت زلفِ سیہ برالخ۔ سیم سفید سے مراد رخسار۔ ترجمہ سیاہ زلفیں سفید چہرے پر ایسی معلوم دیتی تھیں جیسی بید مشک کے پتّوں پر مشک چھڑکا ہوا ہو۔ بیت غبغب سیمیں الخ۔ ترجمہ اُس کا چاندی کا سا غبغب جو پانی کی پیٹی باندھے ہوئے تھا (موجِ آب کی طرح چمکدار اور شفاف تھی) وہ آفتاب کی گرمی سے دھنک کی کیفیت دکھلا رہا تھا۔ بیت زلفِ براہیم الخ۔

آیندہ شعر سے قطعہ بند - ترجمہ اُس کی زُلفیں ابراہیمؑ تھیں اور چہرہ آگ جلانے والا (بلحاظ سُرخی) اُس کی آنکھیں اسمٰعیلؑ تھیں اور پلکیں خنجر - اُس دستۂ نازبو (زلفوں) سے آگ بن رہی تھی - اور اس ہنستی ہوئی نرگس سے خنجر بن رہا تھا - پہلے شعر میں زلفونکو ابراہیمؑ سے تشبیہ دی ہے کہ وہ آگ میں ڈالے گئے تھے - اور زلفیں سرخ آگ جیسے چہرہ پر پراگندہ ہو رہی ہیں - گویا اُس آگ میں جل رہی ہیں - آنکھوں کو اسمٰعیل سے تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ اُنہیں ذبح کرنے کو لیگئے تھے - اور اُنھوں نے اُن کے حلق پر چھری رکھدی تھی - گویا آنکھیں اسمٰعیلؑ تھے جو پلکوں کے خنجر کے نیچے پڑے ہوئے تھے - دوسرے شعر میں چہرے پر بکھری ہوئی زلفوں کو خوشبو کی حیثیت سے دستۂ نازبو قرار دیکر آگ جلانے کا ایندھن ٹھیرایا ہے - گویا چہرے کی سُرخی جسے آگ کہا تھا - اُنہیں کی وجہ سے جل رہی تھی اور اُس کی ہنستی ہوئی آنکھیں اور پلکیں خنجر بنی ہوئی تھیں - **بیت** - بوسہ چومے الخ - ترجمہ - بوسہ شراب کی طرح افگندگی (مستی یا تواضع) کا سرمایہ تھا - اور لب مسیحا کی طرح زندگی کا سبب تھے - یعنی زندگی بخش تھے **بیت** خوے برُخش الخ - ترجمہ پسینہ (کے قطرات) اُسکے چہرے پر نسرین کے پھول معلوم ہوتے تھے - گویا چاند کا (چہرہ) عقد ثریا (بلحاظ قطرات عرق) بنا ہوا تھا - **بیت** بازشدہ گوئے الخ - گوئے گریبان - تکمۂ گریبان - ترجمہ (گویا وہ پسینہ کے قطرے) گریبان حور کے تکمے تھے - جو کھل گئے ہوں (یا یوں کہنا چاہیئے - کہ) خطِ سحر (صبح جیسے روشن چہرہ) نے نور کی تحریر یا دستخط حاصل کئے تھے - یعنی اُس کا رخسارہ سفیدۂ سحر کی طرح روشن اور پسینہ کے قطرے نور کے دستخط تھے - **بیت** ہمت خاصان الخ - ترجمہ خاص لوگوں کی ہمت اور عام لوگوں کا دل اُس نور پر سرسام کے مریضوں کی طرح فریفتہ تھا **بیت** غمزہ منادی الخ - منادی - ندا کرنے والا - ترجمہ چونکہ منہ بند تھا اس لئے غمزہ پکار رہا تھا - اور چونکہ زبان بند تھی - اس لئے آنکھ باتیں کر رہی تھی یعنی زبان و دہن سے

تو وہ چُپ تھا۔ لیکن اُس کا غمزہ اور آنکھیں مصروف کار تھے۔ **بیت** مئے چو گل آر آتش الخ اقلیم سے مراد وہی بزم ہے۔ **ترجمہ** شراب پھول کی طرح یا پھول جیسی شراب زینتِ محفل تھی اور جامِ نرگس کی طرح (کہ وہ سفید و زرد ہوتی ہے) یا نرگس جیسا جام چاندی اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ **بیت** عقل دراں دائرہ الخ۔ **ترجمہ** اُس دائرۂ مجلس میں عقل بھی بیخود ہو کر رہ گئی اور آخر کار صبر **بیت** در دہن از خندہ الخ

**ترجمہ** (وہاں خوشی کی اتنی کثرت تھی کہ عشاق کے) دہن میں ہنسی کی وجہ سے (سانس لینے کا) راستہ ہی نہ تھا۔ اس لئے خود طاقت کو بھی آہ کرنے کی طاقت نہ تھی۔

**بیت** صبر بسے زیر الخ۔ آہنگ پہلے مصرعہ میں بمعنی قصد و ارادہ اور دوسرے میں اونچا سُر۔ زیر۔ نیچا سُر۔ **ترجمہ** صبر بہت سے نئے نیچے سُروں کا قصد رکھتا تھا۔ اور فتنہ دو بلند راگ الاپنے کے خیال میں تھا یعنی صبر مغلوب ہوتا چلا جاتا تھا۔ اور فتنۂ عشق غالب۔ **بیت** یافتہ در نغمۂ الخ۔ **ترجمہ** ساز نغمۂ داؤدی میں (داؤد جیسے لحن میں) محمود کا قصہ ایاز کے کانوں تک پہنچا رہا تھا۔ یعنی عشاق کے دلوں کی تڑپ اور بیقراری اور ان کی کیفیت معشوق کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ **بیت** شعر نظامی الخ **ترجمہ** نظامی کے اشعار شکر افشانی کر رہے تھے۔ اور غزلخواں غزالوں (معشوقوں) کا وردِ زبان رہے تھے۔ یعنی محبوبانِ خوش آواز نظامی کے اشعار گا رہے تھے۔

## ثمرہ خلوت دوم

**بیت** عمر براں الخ۔ **ترجمہ** اُس ازل کے بُنے ہوئے فرش پر عمر کا جو کچھ کھویا گیا تھا۔ عمر نے اُس کا بدل پا لیا تھا۔ یعنی اُس مجلس کی برکت اور خوشی سے گویا گذشتہ عمر پھر واپس آگئی۔ **بیت** تنگ دل از خندہ الخ۔ **ترجمہ** شکر ترکوں (معشوقوں) کے خندہ کی وجہ سے تنگ ہو رہی تھی (خندہ شکر سے زیادہ شیریں تھا)

اور نظر آہوؤں کی آنکھ کا سرمہ چھینے لیتی تھی۔ **بیت** دیدہ دراں الخ۔ سجدہ۔ مشاہدہ
**ترجمہ** آنکھیں اُس سجدہ میں درود پڑھ رہی تھیں۔ اور کان اُس نامہ میں سلام پہنچا
رہے تھے۔ **بیت** ترک قصب پوش الخ۔ **ترجمہ** میرے کتاں پوش معشوق
نے اُس مجلس میں چاند کی مانند میرے دل کو کتاں کی طرح پارہ پارہ کردیا تھا
**بیت** مہ کہ بشب دشت الخ۔ دست افشاندن۔ رقص کرنا۔ **ترجمہ** چاند جسنے
رات بھر دست افشانی کی تھی (رات بھر چمکتا رہا تھا) شام سے لیکر صبح تک
اُس مجلس میں موجود رہا تھا۔ **بیت** ناوک غمزہ الخ۔ **ترجمہ** اگر غمزۂ تیر ذرا اور چست
ہوجاتا تو جان زمین بوسی کے برابر ہوجاتی یعنی اگر وہ تیر غمزہ کو کمان ابرو پر چڑھاتا تو
جان اُس کی پیشوائی کے لئے زمین کے برابر ہوجاتی۔ یعنی عشاق کو نشانہ بناکر زمین پر
گرادیتا۔ **بیت** شمع زنورش الخ۔ **ترجمہ** اُس کے نور کی وجہ سے شمع کی پلکیں بھی
آنسوؤں سے پُر تھیں اور چراغ کی آنکھ میں بھی رشک کی وجہ چھالے پڑگئے تھے
**بیت**۔ ہر ستمے کو الخ۔ **ترجمہ** ہر ستم جو اُس نے ازراہ جفا شروع کیا۔ دل نے تبرک
کے طور پر اُسے وفا کے عوض میں لے لیا۔ **بیت** آں مہ نو الخ۔ **ترجمہ** وہ ماہ نو
(نوخیز معشوق) جو نور کی پیٹی باندھے ہوئے تھا۔ وہ اپنے ماہ نو (چہرہ) کو عشاق سے
دور رکھتا تھا۔ کسی کی طرف نظر اُٹھاکر نہ دیکھتا تھا۔ **بیت** شیفتۂ شیفتۂ الخ۔ **ترجمہ**
وہ اپنے عاشق کا عاشق تھا کہ اگر میری طرف سے ایک رغبت ہوتی تھی۔ تو اُس کی
طرف سے دس رغبتوں سے زیادہ ہوتی تھیں۔ **بیت** گہ شدے اوسبزہ الخ۔ **ترجمہ**
کبھی وہ سبزہ ہوتا تھا اور میں پانی کی نہر۔ اور کبھی وہ گازر (دھوبی) ہوتا تھا اور میں آفتاب
ظاہر ہے کہ جس طرح پانی سبزہ کی شادابی اور آفتاب گازر کے کام یعنی دھلے ہوئے
کپڑوں کی خوشنمائی کا باعث ہے۔ اسی طرح عاشق معشوق کی شہرت حسن و جمال
کا باعث ہوتا ہے[۴]۔ **بیت** دل بہ تمنا الخ۔ **ترجمہ** دل اس تمنا میں تھا۔ کہ اگر دن ہماری

۴ **بیت** زاں آں الخ۔ **ترجمہ** ان تازہ خوشیوں سے جن سے اس رات میں برخوردار ہوا تھا ان سے اسوقت اگر میں کسیقدر واقف بھی تھا تو اب ناواقف ہوں یعنی جو لذت مجھے اس رات نصیب ہوئی میں اس سے آشنا نہ تھا اور نہ اسے بیان ہی کر سکتا ہوں۔

شب کا پردہ سوز نہ ہوتا تو بھلا دن کا ہرج ہی کیا تھا یعنی ہمیشہ رات ہی رہتی اور دن نہ چڑھتا۔ **بیت** امشب اگر جفت الخ۔ ترجمہ آج کی رات کو اگر سلامتی حاصل ہو جاتی تو گویا وہ قیامت کی صبح کے ہمنفس ہوتی۔ **بیت** روشنی آں شب الخ ترجمہ اُس آفتاب جیسی (روشن بلحاظ تجلیات و انوار غیبی) رات کو روشنی کو میں بہت ڈھونڈتا ہوں۔ مگر خواب میں بھی نہیں دیکھتا۔ **بیت** جز بچناں شب الخ۔ شب خوش کردن۔ رات کو سونے کے لئے رخصت طلب کرنا۔ ترجمہ ایسی رات کے سوا مجھے کوئی زیادہ اچھی خوشی نہیں ہو سکتی جب سے اُس رات نے مجھے الوداع کہا ہے۔ میری کوئی رات بھی تو خوشی سے نہیں گذری۔ **بیت** زاں ہمہ شب الخ۔ ترجمہ اسی وجہ سے میں رات بھر آہ و نالہ کرتا ہوں۔ شاید کسی رات میں اُس رات کا کوئی تدارک کر سکوں۔ **بیت** روز سفید آں الخ۔ ترجمہ وہ روز روشن تھا سیاہ رات نہ تھی۔ وہ رات تو تھی لیکن شب معراج کی سی رات تھی۔ **بیت** ہر چہ بصد عمر الخ۔ ترجمہ جو کچھ کسی کے سیکڑوں عمروں (کی کوشش) کے بعد پایا ہو۔ وہ اُس رات ایک ہم نفس (دل) نے ایک لمحہ میں حاصل کر لیا تھا۔ **بیت** ماہ کہ بر لعل الخ۔ ترجمہ چاند جو (ہمیشہ) آسمان کے لعل (آفتاب) کے لئے کان کنی کرتا ہے (دراصل) رات بھر اُسی رات کے غم میں جان کنی کرتا ہے۔ یعنی چاند بھی اُسی شب کی تلاش میں ہمیشہ سرگردان ہے۔ **بیت** روز کہ شب الخ۔ ترجمہ دن جس کا مذہب ہی رات سے دشمنی کرنا ہے۔ وہ بھی ویسی ہی ایک رات کی تلاش میں ہے۔ **بیت** من شدہ فارغ الخ۔ ترجمہ میں لذت مراقبۂ شب سے) فارغ ہو گیا۔ کیونکہ سحر کے راستے سے صبح تلوار مارتی ہوئی آ گئی یعنی دن نکل آیا۔ **بیت** آتش خورشید الخ ترجمہ آفتاب کی حرارت نے میری پلکوں سے میرے محل میں پانی (کی ندیاں) بہا دیں۔ آب سے مراد آنسو اور ایوان سے مراد جسم یا آنکھیں۔ یعنی آفتاب کے نکلتے ہی اُس شب کی حسرت میں میری آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے۔ **بیت** ابر باغ آمدہ الخ۔ **ترجمہ** ابر کھیلتا ہوا باغ میں آگیا۔ اور آفتاب جیسے (گناہ کے داغ سے پاک) کپڑوں کو دھویا۔ یعنی میری آنکھوں سے آنسو اُمڈ اُمڈ کر تمام کپڑوں کو تر بتر کر رہے تھے۔ باغ سے مراد باغ وجود ہے۔ **بیت** حوضہ کہ آں الخ **ترجمہ** وہ حوض جو اُس چشمۂ خورشید نے تیار کیا۔ اُس نے مجھ اور تجھ جیسے کتنے ہی لوگوں کے سبو توڑ ڈالے یعنی ظہور آفتاب نے ہماری اُمیدوں کو توڑ دیا۔ حوضہ سے مراد رخسار محبوب۔ **بیت** جرم ستارہ زدہ الخ۔ جرم ستارہ سے مراد قطرات عرق یعنی پسینہ کی بوندیں۔ سیم ناب۔ خالص چاندی مراد رخسار محبوب۔ زرد طلا۔ کنایہ ہے افشاں سے اور آفتاب۔ چہرہ۔ **ترجمہ** رخسار محبوب پر پسینہ کے قطرے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے چاندی پر ستارے ٹانک دئے ہوں۔ اور پیشانی پر افشاں ایسی معلوم ہوتی تھی جس طرح آفتاب پر طلاکاری کی ہوئی ہو۔ **بیت** صبح گراں خواب الخ **ترجمہ** گراں خواب صبح نہایت تیزی سے بیدار ہو گئی اور خونریزی (عشاق) کیلئے خنجر ہاتھ میں لے لیا۔ **بیت** من ز مصافش الخ۔ **ترجمہ** میں اُس کے مقابلہ سے عاجز آگیا۔ اور اُس کے خنجر (شعاع صبح) کے آگے اپنی جان کو ڈھال بنا دیا۔ **بیت** از پئے جانم الخ۔ **ترجمہ** (یوں کہنا چاہئے کہ) میری جان لینے کے قصد سے صبح نہر (تاریکی) سے نکل آئی۔ اور اُس نے ایک پیاسے مشتاق (انوار غیبی) کو مار کر پل اُس کے لئے توڑ ڈالا (یعنی دریائے حیرت میں ڈبو دیا) **بیت** بانگ بر آمد الخ۔ مکافات عوض۔ بدلہ۔ **ترجمہ** میرے ویران دل سے آواز نکلی کہ اے صبح میرا (میری وفاداری کا) یہی بدلہ ہے۔ **بیت** بیشتر ک زیں الخ **ترجمہ** اس سے ذرا پہلے جو میں کوئی (غمخوار) رکھتا تھا۔ وہ بہت سی شب افروز شمعیں تھیں (یعنی ہمصحبتان باطن) **بیت** آں شب و آں الخ۔ **ترجمہ**۔ اب جبکہ میرے لئے وہ شب اور وہ شمع نہ رہی۔ تو پھر کیا فائدہ۔ اور وہ اس طرح نیست ہو گئے۔ کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ **بیت** نیش دراں نزل الخ۔

ترجمہ (اے سحر) نیش تو اُس شخص کے مارجس نے تجھ سے فائدہ اُٹھایا ہو پنبہ کشیدن پریشان کردن - پنبہ کردن پریشان کرنا - اور اُس شخص کو پریشان کر جس نے تجھے پریشان کیا ہو - **بیت** خام کشی کن الخ - ترجمہ (اگر تجھے مارنا ہی ہے تو) کسی خام کو مار اس کا مارنا مناسب بھی ہے ورنہ جلے ہوئے کو جلانا تو کوئی بات ہی نہیں - **بیت** صبح چو در گریہ الخ - ترجمہ جب صبح نے میری آہ وزاری کو دیکھا - تو میری محبت اور ہمدردی میں شفق کی طرح خون روئی - **بیت** سوختہ شد خرمن الخ - ترجمہ میرے غم سے دن کا خرمن جل گیا اور آفتاب کا چشمہ میرے آنسوؤں سے ٹھٹھر گیا **بیت** باہمہ زہر ہم الخ - ترجمہ باوجود ہمہ تن زہر ہونے کے آسمان نے مجھے اُمید دلائی اور مار شب نے مجھے خورشید کا مُہرہ دیا یعنی باوجودیکہ آسمان کی گردش سے وہ رات جاتی رہی تھی - پھر بھی مجھے اُس کے میسّر ہونے کی تسلّی تھی - اور زہر فراق کے لئے جو مجھے اُس کی وجہ سے لاحق ہو رہا تھا - مجھے آفتاب کا مہرہ بخشا کیونکہ سانپ کے ڈسے ہوئے کے لئے مہرہ مفید ہوتا ہے (گویا آفتاب بھی ایک قسم کی تسلّی کا باعث تھا) **بیت** چوں اثر از الخ - ترجمہ جب میں نے نورِ سحر کا نشان پالیا تو پھر جہان والوں سے مُنہ پھیر لیا (یعنی اُس کی خوشی میں ایک عالم سے بے نیاز ہو گیا - **بیت** ہرکہ دریں الخ - مہد - گہوارہ - مہد رواں سے مراد آسمان - ترجمہ جس کسی نے بھی اس چلنے والے جھولے میں راستہ پایا (یعنی جو کوئی فلک پرواز ہوا) اکثر صبح کے نور سے ہی پایا (یعنی جس کسی نے بھی کوئی مرتبہ روحانی حاصل کیا - وہ سحر خیزی ہی کی بدولت حاصل ہوا) **بیت** اے زخجالت الخ - ترجمہ اے (مخاطب) وہ شخص کہ تیری تمام راتیں شرمندگی کی وجہ سے تیرے خوشی کے دنوں کی بدولت روسیاہ ہیں (یعنی تو نے عمر کے دن خوش عیشی میں گذار دیئے - اس لئے اب تیری راتیں بے نور ہیں) **بیت** منکہ از اں شب الخ - ترجمہ میں نے جو اُس رات

کی تعریف کی ہے۔ وہ تعریف از روئے معرفت کی ہے۔ **بیت** شب صفت پردہ الخ ترجمہ رات تنہائی کے پردہ کی تعریف ہے (یعنی شب سے میری مراد تنہائی اور خلوت کا حاصل ہوتا ہی) اور اس رات کی شمع بصیرت کا موتی ہو (تنہائی ہو اور پھر بصیرت حاصل ہو) **بیت** عود و گلابے الخ ترجمہ وہ عود اور گلاب جس سے وہاں آراستہ کیا گیا تھا وہ چند خستہ دلوں کے آنسو اور آہیں تھیں (عود سے مراد آہیں اور گلاب سے مراد آنسو) **بیت** واں ہمہ خوبی الخ۔ ترجمہ اور وہ تمام خوبی جو اُس مسند پر موجود تھی۔ وہ شب قدر جیسی مبارک خیالات کا نور تھا (اُس مجلس میں جو خوبصورتی کے لوازم بیان کئے گئے تھے اُن سے پاکیزہ خیالات مراد تھے) **بیت** محرم آں پردہ الخ۔ پردۂ زنگار خوردہ۔ زنگ کھایا ہوا۔ پردہ یعنی آسمان بلحاظ سبزی و کہنگی۔ ترجمہ اس آسمان کے نیچے اُس زنگ کو دور کردینے والے پردہ (خلوت نشینی) سے کون واقف ہے۔ **بیت** صبح کہ پروانگی الخ۔ ترجمہ صبح جس نے پروانہ بننا سیکھا ہے۔ وہ بھی اُس شمع سے زیادہ خوبی کے ساتھ نہیں جلی (صبح کو آفتاب کا پروانہ قرار دیا ہے اور پھر بلحاظ روشنی اور سفیدی کے اُسے شمع سے بھی نسبت دی ہے۔ لیکن اُس صبح جیسی کوئی صبح روشن نہیں ہوئی۔ کہ اس میں تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا) **بیت** گوش کزاں الخ۔ ترجمہ کوشش کرتا کہ تجھے اُس شمع کا داغ نصیب ہو جائے (ویسی ہی صبح تجھے بھی حاصل ہو جائے) تاکہ تو بھی نظامی کی طرح چراغ معرفت تک پہنچ جائے

## مقالۂ اوّل در خلقتِ آدمؑ و اوصافِ آنحضرت صلعم

**بیت** اوّل کیں عشق (قطعہ بند) الخ۔ ترجمہ (انسان سے) پہلے جبکہ یہ عشق پرستی نہ تھی اور عالم عدم میں ہستی کا ذکر نہ تھا۔ **بیت** مُقبلے از کتم الخ۔ ترجمہ عدم کے پردے سے ایک اقبالمند (آدم) وجود میں آیا۔ وہ عالم وجود کی طرف آیا اور دروازہ وجود کھول دیا یعنی آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور پھر مخلوقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ **بیت**

بازپسیں طفل الخ پہلے مصرعہ کی نثر یوں ہوگی طفل بازپسیں پریزادگاں ۔ ترجمہ بنی جان کے بعد کالڑکا اور آدم زادوں میں سب سے پہلا کہتے ہیں کہ انسان سے پہلے دنیا میں جن و پری تھے اور اُن کے بعد انسان پیدا ہوا ۔ بیت آں بخلافت الخ ۔ ترجمہ اُنھوں نے اپنے جھنڈے کو خلافت سے آراستہ کیا ۔ اور جھنڈے کی طرح گرے اور پھر اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ خلافت سے جھنڈے کو آراستہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُنھیں خلافتِ خداوندی عطا ہوئی ۔ جھنڈے کی طرح گرنے سے مراد اُن کی لغزش یعنی گیہوں کا دانہ کھالینا اور بہشت سے نکالا جانا ہے ۔ اور پھر اُٹھنا یعنی توبہ کا قبول ہونا ۔ بیت علّم آدم صفت الخ ۔ ترجمہ "علّم آدم" اُن کی پاک صفت ہے ۔ اور "خمر طینت" اُن کے وجود کا شرف ہے ۔ علّم آدم الاسماء کلھا ۔ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے اور خمرت طینت آدم بیدی اربعین صباحاً (میں نے آدم علیہ السلام کی مٹی کو اپنے ہاتھوں سے چالیس دن تک خمیر کیا) بیت آں بگہر ہم الخ ۔ ترجمہ وہ اپنی ذات میں صاحبِ کدورت بھی تھے اور صاحب صفا بھی (چنانچہ صفی اللہ ان کا لقب ہے) وہ کسوٹی بھی تھے ۔ سونا بھی تھے ۔ اور صرّاف بھی ۔ کدر باعتبار جسمانیت صفے باعتبار روحانیت ۔ کسوٹی اس لحاظ سے کہ فرشتوں کو اُن کے ذریعے سے پرکھا گیا ۔ زر اخلاق کی پاکیزگی کے لحاظ سے اور صرّاف اس اعتبار سے کہ وہ نیک و بد ۔ کھرے کھوٹے میں عقل سلیم کے ذریعہ تمیز کرسکتے ہیں ۔ بیت شاہد فتنۂ افلاکیاں الخ ۔ فتینہ آزمایش میں ڈالنے والا ۔ نوخط ۔ زیبا ۔ ترجمہ وہ آسمان والوں (فرشتوں) کو آزمائش میں ڈالنے والا معشوق تھا ۔ اور زمین والوں کا آئینہ اور یگانہ محبوب تھا ۔ آئینہ خاکیاں ۔ باعتبار ظہورِ انابت و خشیت الٰہی ۔ کہ انسان کا جمال عجز و انکسار ہی میں ہے ۔ بیت یارہ او ساعدے الخ ترجمہ اُن کا کنگن (معرفت و حکمت) جان کے لئے زینت ہے ۔ اور اُنکی کلائی

ساتوں آسمانوں کا کنگن پہنے تھی یعنی ساتوں آسمان بھی اُن کی خدمت و آسائش کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ **بیت** آں زدو الخ۔ **ترجمہ** وہ دو گہواروں (جسم و روح) سے تیار ہوئے۔ اور دو گوہروں (وہی خاک اور روح مراد ہے) کے مغز کو باہم ملا دیا۔ یا دو گوہروں کا مغز ملا ہوا تھا۔ **بیت** پیشکش خلقت الخ۔ زندانیاں سے مراد دیگر انسان مقید عادم ہونے کے۔ پیشکش۔ اول و تحفہ۔ **ترجمہ** محبوسان عدم کا تحفہ اور روحانیوں (فرشتوں) کے ساقی اور محتسب۔ ساقی بلحاظ فیض رسانی اسمار آموزی اور محتسب بمعنی مواخذہ کرنے والا کیونکہ ابلیس کی سزا کا باعث ہوئے۔ دوسرے مصرع میں محتسب و ساقی پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔ **بیت** سرحد خدمت الخ۔ بازار سے مراد ذات۔ بکری۔ اچھوتی۔ یہاں رحمت کو اس لئے باکرہ قرار دیا ہے کہ وہ پہلے پہل آدم علیہ السّلام پر ہی نازل ہوئی۔ **ترجمہ** اُن کی ذات بندگی کی سرحد تھی (یعنی اُنھوں نے عبادت کو انتہا تک پہنچا دیا تھا کہ اُس سے بڑھکر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے) باکرہ رحمت اُن کے کام (نکاح) میں آگئی۔ رحمت کا اُن پر نزول ہوا۔ **بیت** طفلِ چہل روزہ الخ۔ آدم علیہ السّلام کو طفل چہل روزہ اس آیۃ خمرت طینت آدم بیدی اربعین صباحا کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ **ترجمہ** وہ توتلی زبان والا چالیس دن کا بچہ (ایسا تھا کہ) چالیس سالہ بوڑھا شیطان بھی اُس سے درس لے۔ **بیت** خوب خط عشق الخ۔ خوب خط۔ خوشنویس۔ نبشت خط۔ **ترجمہ** وہ خط عشق کا خوشنویس تھا اور گویا وہ درخت گلاب تھا جو بہشت سے آیا تھا۔ **بیت** نورے ازاں دیدہ الخ۔ **ترجمہ** وہ اُس آنکھ کا نور تھے جو سب سے زیادہ بینا ہے۔ اور اُس شاخ (لامکان) کے پرند تھے جو سب سے زیادہ بلند ہے۔ **بیت** زوشدہ مرغان الخ۔ **ترجمہ** طائرانِ فلک بھی اُس سے دانہ چیں تھے (فرشتے بھی اُن سے فیض حاصل کرتے تھے) اسی وجہ سے تمام سربسجود ہوگئے۔ **بیت** واں بیلکے دانہ الخ۔ **ترجمہ** اور اُنھوں (آدم)

نے ازراہ بخشش ایک دانہ کے عوض اپنے لباس اور اپنی آرائش و زینت کو بھی اُتار پھینکا۔
یعنی آدم علیہ السّلام کا دانہ گندم کو کھانا دوسرے لوگوں پر ایک قسم کا کرم تھا۔ کہ انسانی
مراتب کی بلندی و بزرگی درحقیقت جنّت سے نکلنے پر ہوئی اور خود آدمؑ کو بھی اسکی
بدولت درجۂ "صفی اللہ" حاصل ہوا۔ **بیت** آمدہ در دام الخ۔ **ترجمہ** وہ ایسے دانے
کے جال میں آگئے جو شکرا نے کے اندازہ سے کمتر تھا۔ یعنی حقیر دانے کو کھا لیا۔
**بیت** زاں بدعاہا الخ۔ **ترجمہ** اس لئے وہ دعاؤں کے بعد وجود میں آگئے۔ اور تمام
عالم فرشتگان سجدے میں گر پڑا۔ **بیت** بردرآں الخ۔ شوریدہ۔ ابلیس۔ **ترجمہ**
اس کے دروازہ پر جو سر آنکھ کا قبلہ تھا ایک شوریدہ سر کا سجدہ خطا ہوگیا (یعنی شیطان
نے سجدہ نہ کیا) **بیت** گشت گل افشاں الخ۔ گل افشانی۔ دے کا مرجع آدمؑ۔ **ترجمہ**
آٹھوں بہشت سے آدمؑ کی گل افشانی سب کے لئے تو گلبرگ تھی لیکن ابلیس کے لئے
داغ تھی۔ یعنی آپ پر نزول برکات سب کے لئے باعث مسرت تھا۔ لیکن ابلیس
کے لئے باعث رنج و ملال تھا۔ **بیت** بے تو نشاطیش الخ۔ ارم سے ذات و وجود آدمؑ
**ترجمہ** (اے مخلوق) تیرے بغیر ان کو وجود میں کوئی خوشی نہ تھی۔ اور اُن کی ذات میں
ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہ تھا (ہر وقت تولد اولاد کے لئے بیقرار تھے) **بیت** طاقت
آں کارکیائی الخ۔ طاقت سے صبر مراد ہے۔ کارکیائی بمعنی ریاست و حکومت۔ **ترجمہ**
وہ (تیرے بغیر) اُس فرمانروائی کے لئے صبر وضبط نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ تیرے غم
سے آزاد نہ تھے۔ مصرع ثانی اس طرح چاہیئے۔ کز غم کار تو رہائی نداشت۔ **بیت**
ز آرزوئے ما الخ۔ **ترجمہ** ہماری آرزو ہیں جو اُن کے دل میں نئی نئی پیدا ہوئی تھی۔ دانہ
گندم کا کھانا اُن کے لئے جو برابر تھا (اس خواہش میں کہ اولاد پیدا ہو) انہوں نے غلطی سے
گیہوں کھا لیا۔ اور اس شوق کے غلبہ میں اُسے ایک معمولی بات سمجھے۔ **بیت** گرمیٔ گندم الخ
**ترجمہ** گیہوں کی گرمی نے اُن کے جگر کو گرما دیا۔ اور دانہ گندم کے وسط کی طرح اور دو پارہ

ہوگئے۔ بیت او کہ چو گندم الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند) ترجمہ وہ جو گندم کی طرح
بے سر و پا تھے (گندم کا بے سر و پا ہونا ظاہر ہے۔ اور آدم علیہ السلام کی بے سر و پائی
اُن کی بے سر و سامانی ہے) سوائے زمین کے (جو گندم کے اُگنے کی جگہ ہے) اور
بجز پتھر کے (جو گندم پیسنے کا آلہ ہے) وہ اور کوئی سامان نہ رکھتے تھے۔ جبتک قضا و قدر
نے (اُنہیں بہشت سے زمین پر) نہ پھینکدیا۔ اُس وقت تک وہ اُمید سے آزاد نہ
ہوئے (زمین پر اُترنے کے وقت تک وہ برابر اولاد کی تمنا اور امید میں رہے) اور
جبتک قضا و قدر نے اُنہیں (گندم کی طرح) پیسا نہیں اُس وقت تک وہ بامراد نہ ہوئے
(گندم کی روسفیدی آٹا بنتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پس کر ہی اس کا آٹا بنتا ہے۔
اور آدمؑ کی روسفیدی اپنے مقصد میں کامیابی تھی۔ اور ان کا لوٹنا زمین پر آ کر آزمائش و
ابتلا میں گرفتار رہنا تھا) بیت گندم گوں گشتہ الخ۔ ترجمہ آپ کا پوست گھاس
کی طرح گندم گوں ہوگیا (غم و تکلیف سے زرد پڑگیا) اور آسمان کی طرح اُس دانے
کے کھالینے کی وجہ سے اُبھر گیا (یعنی بعد قبول توبہ۔ بیت چوں جو و گندم الخ
خاک آزما۔ مساح زمین۔ ترجمہ اے گندم دکھائی دینے والے جو (دغاباز۔ مکار)
تیرے غم میں آدمؑ گندم اور جو کی طرح خاک آزما ہوئے۔ بیت خوردن آں الخ۔ نامردم
نالائق۔ ترجمہ۔ اُس نالائق گندم کے کھالینے نے آپ کو گندم کے دل کی طرح
ننگا کردیا۔ یعنی جس طرح گندم کا شگاف ننگا ہوتا ہے اسی طرح آپ وانہ کھالینے پر برہنہ
ہو گئے۔ اور کپڑے اُتر گئے۔ بیت آں ہمہ خواری الخ۔ یکدلی۔ محبت۔ بدخواہ شیطان
ترجمہ وہ تمام خواری جو آپ نے دشمن کی طرف سے اُٹھائی (اس کی وجہ یہی تھی کہ)
گندم کی محبت نے آپکو راستہ سے بھٹکا دیا تھا۔ بیت گندم سخت از الخ۔ ترجمہ
گندم افسردہ جگر ہونے کی وجہ سے سخت ہے (اس لئے) اُس کا کھانا بھی مردہ دلی
کا سرمایہ ہے بیت اے بتو سر رشتۂ الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند) ترجمہ

ترجمہ اے وہ کہ تیری وجہ سے اُن کی (آدمؑ) جان کا سررشتہ گم ہوگیا۔ اور اے وہ کہ دانۂ گندم ہی تیرا جال بنا (تو گندم کھانے ہی کی وجہ سے گرفتار ہوا) گندم نے تیرا خون پینے کی تیاری کرلی ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مُنہ کھولے ہوئے ہے شگاف گندم کو اس کا منہ قرار دیا ہے۔ **بیت** قرص جویں الخ۔ ترجمہ جو کی روٹی توڑ (کھا) اور صبر کر۔ خبردار کہیں آدمؑ کو فریب دینے والا گیہوں نہ کھا بیٹھو۔ **بیت** نیک دلی پیرو الخ۔ ترجمہ تو تو نیکدل ہے۔ شیطان کا پیرو نہ بن۔ اور تو تو امیر کا شیر ہے دربان کا کتا نہ بن (یعنی تجھے تو اعلیٰ مرتبہ دیا گیا ہے تو پستی کی طرف مائل نہ ہو۔ **بیت** چرک نشاید الخ۔ ترجمہ اُس وقت تک تیرے وجود سے (گناہ کی) آلودگی نہ دھوئی جائے گی۔ جبتک تو آدمؑ کی طرح سچی توبہ نہ کریگا۔ **بیت** عذر نہ آنرا الخ۔ ترجمہ اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اُس کے لئے (خدا تعالیٰ سے) معذرت (توبہ) کر۔ کیونکہ آدمؑ اسی عذر (توبہ) کی بدولت مرتبے تک پہنچے (توبہ کے بعد خدا نے اُنہیں پھر برگزیدہ کیا) **بیت** چوں زپے دانہ الخ۔ ترجمہ جب وہ دانے کے خواہشمند ہوئے۔ تو زمین کی اس کھیتی کے کاشتکار بن گئے۔ **بیت** اوکہ دریں دانہ الخ۔ ترجمہ وہ (آدمؑ) کہ اُنہوں نے اس دانے کے لئے خام طمع کی۔ اُنہوں نے خود کو اس جال میں گرفتار کرلیا۔ این دام۔ دنیا۔ افگندہ مغلوب یعنی مغلوب دنیا ہو گئے۔ **بیت** آب رساندایں الخ۔ آب۔ سرسبزی وشادابی۔ گل پروردہ۔ جسم آدمؑ ترجمہ (اُنہوں نے) اپنے وجود کو جو پروردۂ خداوندی تھا سبز و شاداب بنا لیا۔ اور سراندیپ (لنکا) میں خیمہ لگا لیا کیونکہ آدم علیہ السّلام بہشت سے سراندیپ میں پھینکے گئے تھے۔ اور حوا علیہا السّلام عدن میں۔ سبز و شاداب بنا لیا۔ یعنی توبہ سے پھر مرتبہ بلند مل گیا۔ **بیت** از پے خجلت الخ۔ ترجمہ شرمندگی کے باعث منفعل ہوکر وہاں (لنکا) بھاگ گئے اور اس پہاڑ پر بہت پانی بہایا (یعنی بہت

روئے) **بیت** مدتے از نیل الخ۔ **ترجمہ** مدت تک اس مٹکے جیسے آسمان کے نیل سے ہندوستان میں نیل سازی کا پیشہ کرتے رہے (نیلگوں آسمان کے نیچے سراندیپ میں جو سرحد ہندوستان ہے نیل سازی کرتے ہیں یعنی روتے رہے اور توبہ واستغفار کرتے رہے) **بیت** چوں کفش از الخ۔ **ترجمہ** جب آپکے ہاتھ آسمان کے نیل سے (یعنی آلائش معصیت سے جو بہشت میں کی تھی) دُھل گئے تو آپ کے قدموں کے نیچے سے نیل پیدا ہوگیا (حُسن تعلیل کے طور پر نیل کے پیدا ہونے کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ آدمؑ کے نیلگوں آنسو جہاں گرے تھے وہاں نیل پیدا ہوگیا) **بیت** تُرکِ خطائی الخ۔ **ترجمہ** وہ تُرک خطائی یعنی چاند کی مثل بن گئے۔ اور گناہ کی زلف (سیاہی) کو کلاہ کے نیچے کر لیا (چھپالیا کیونکہ رونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُسے معاف کردیا) **بیت** چوں دلش از الخ۔ **ترجمہ** جب اُن کے دل کو توبہ سے لطافت حاصل ہوگئی تو ملکِ دنیا کے خلیفہ ہوگئے۔
**بیت** تخم وفا در الخ۔ **ترجمہ** اُنہوں نے عدل کی زمین میں وفا کا بیج بویا۔ اور اُس کھیتی کا کچھ مقسومہ حصہ ہمارے لئے بھی مقرر کردیا یعنی ہمیں بھی وفا کا کچھ حصہ مل گیا۔
**بیت** ہر چہ بدو خازن الخ۔ حجرۂ شش در۔ چھ دروازوں والا حجرہ مراد دنیا بلحاظ شش جہت۔ **ترجمہ**۔ جنت کے خزانچی نے جو کچھ آپ کو دیا وہ سب آپ نے اس دنیا میں رکھدیا۔ **بیت** برخور از یں الخ۔ **ترجمہ** تو اس سرمایہ سے فائدہ اُٹھا۔ کیونکہ اسکا نفع تیرے ہی لئے ہے۔ اس کا بونا تو اُن (آدمؑ) کے ذمہ تھا اور کاٹنا تیرے ذمہ یعنی یہ تمام محنت ومشقت وہ تیرے ہی لئے کر گئے جس طرح کہ **بیت** نالۂ عود از الخ از بمعنی برائے۔ نالۂ عود۔ وہ آواز جو عود جلتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ **ترجمہ** عود کا نالہ انگیٹھی کو خوشبودار کرنے کے لئے ہے اور گدھے کی محنت کشی پالان ڈالنے والے شخص کے لئے ہے۔ **بیت** کار تراب الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تیرے کام (رزق رسانی) کو قضاو قدر نے

تیری عدم موجودگی میں آراستہ کیا ہے۔ اس لئے تجھے لطف وعنایت سے نامزد
کیا ہے۔ یعنی تجھ پر خاص مہربانی فرمائی گئی ہے۔ **بیت** کشتیٔ گل باش الخ
ترجمہ موج بہار کی طرح لطافت اور پسندیدگی میں) پھولوں کی کشتی بن جا۔ خبردار!
کانٹے کی طرح باغ میں لنگر انداز نہ ہو جانا (نرم اور پسندیدہ اخلاق بن تاکہ لوگ پسند
کریں۔ نہ کہ تُند خو اور تلخ مزاج کہ لوگ تنگ آجائیں) **بیت** راہ بدل شو الخ —
ترجمہ جب تو نے خزاں دیکھ لی (یعنی پیری آگئی) تو پھر دل کی طرف چل کیونکہ
اُس وقت پانی سر سے گذر رہا جاتا ہے۔ اور جان میں آگ لگ جاتی ہے۔ یعنی
(جب بڑھاپے کی خزاں آجائے۔ تو پھر ضرور دل کی صفائی کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے
پہلے مصرع میں پریدی کے بجائے بدیزی چاہئے۔ **بیت** صورت شیری الخ
ترجمہ تو ظاہر میں تو شیر کی طرح ہے لیکن تیرا دل شیر جیسا نہیں ہے۔ اگرچہ تیرے
پاس دل ہے مگر اس میں جرأت نہیں ہے۔ **بیت** شیر تو آں لست الخ۔ ترجمہ
مکان کی نقش کاری میں بھی شیر بنا سکتے ہیں۔ لیکن (وہ ایسا ہی شیر ہوتا ہے کہ) سیکڑوں
لکڑیاں مارنے کے بعد بھی وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا۔ **بیت** خلعت افلاک الخ
ترجمہ آسمان کا خلعت بلندی وسرفرازی) تجھے زیب نہیں دیتی۔ تو خاکی ہے
اور بجز خاک کے تیرے لئے اور کوئی چیز زیبا نہیں۔ **بیت** طالع کارت الخ۔ زبونی۔
عجز وانکسار۔ ترجمہ تیرے کام کی خوش طالعی عجز وانکسار ہی میں ہے۔ اور دل کا حاصل
ہونا یا دل کی تقویت کمی میں ہے اور زیادتی میں غم ہے۔ یعنی جسقدر سرو میں زیادتی ہوتی
جائیگی اُسی نسبت سے غم بڑھتا چلا جائیگا۔ **بیت** ورنہ چرا گردا الخ۔ شہر کشائے۔
شہروں کو فتح کرنے والا۔ مرد شجاع وجوانمرد۔ شہر بند۔ مقید۔ پہلے شعر میں جو دعوےٰ کیا
ہے یہ شعر اس کی دلیل ہے۔ ترجمہ ورنہ بلند آسمان نے تجھ جیسے شجاع وبہادر
کو مقید کیوں کر دیا ہے۔ یعنی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جسقدر آزادی اور سرفرسائی

کی زیادتی ہوگی۔ اُسیقدر غم زیادہ ہوگا۔ **بیت** دائرۂ گردار الخ۔ **ترجمہ** دائرہ کی طرح ہر وقت کمربستہ رہ۔ تو آسمان کے قبضہ میں ہے اس کے ساتھ تندی و برابری نہ کر۔ **بیت** تیزتگی شیوۂ الخ **ترجمہ** تیز رفتاری آگ کی خصلت ہے اور تو خاکی ہو لہذا آہستہ چل (کہ تو رفتار سے رہ نہ جائے۔ **بیت** آب صفت باش الخ۔ **ترجمہ** پانی کی سی خاصیت والا بن جا اور نہایت نرمی سے چل کیونکہ ہلکا پانی گراں قیمت ہوتا ہے۔ **بیت** گوہر تن ور الخ۔ **ترجمہ** وجود کے موتی کو لوگوں نے لاغری ہی میں پایا ہے۔ اور جان کی قیمت سبکروحی ہی میں حاصل کی ہے۔ **بیت** باد سبک روح الخ **ترجمہ**۔ ہلکی پھلکی ہوا سیر کرتی پھرتی ہے اور تو کوہ قاف سے بھی زیادہ گران جان ہے یعنی تو جگہ سے حرکت ہی نہیں کرتا۔ اس لئے تجھے سیر کہاں حاصل ہو سکتی ہے **بیت** گرنہ فریبندۂ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کانٹوں کی طرح رنگ گل کا فریفتہ نہیں ہے تو پھر گل بنفشہ کی طرح اپنی طرف ہر وقت متوجہ نہ رہ۔ یعنی خود بینی نہ کر۔ **بیت** خانۂ مصقل الخ۔ **ترجمہ** ہر جگہ تیری توجہ صیقل شدہ گھر کی طرف ہے (تو ہمیشہ کسی آراستہ و پیراستہ گھر کی فکر میں لگا رہتا ہے) اسی وجہ سے تیری آنکھیں خود تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ صیقل شدہ چیز سے چہرہ نظر آسکتا ہے۔ **بیت** گرچہ پرستندۂ الخ (آئندہ شعر سے قطعہ بند) **ترجمہ** خواہ تو ہر خط و خال کا پرستار بن جائے اور خواہ تو صبح کی طرح ہر ایک سے الگ ہو جائے (کہ صبح کے ستارے وغیرہ تمام غروب ہو جاتے ہیں اور صبح مجرد رہ جاتی ہے) پھر بھی تو اپنا عاشق اور صورت پرست ہی رہیگا۔ اسی لئے تو تو آسمان کی طرح آئینہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہے (آئینہ سپہر سے مراد آفتاب) **بیت** گرتو چو سنگی الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ تو پتھر جیسا (بے حس) بن جائے پھر بھی تجھے ایک نہ ایک دن غم کی لذت چکھنا پڑیگی اور ان بے نمکوں (دنیاداروں) سے تجھے جدا ہونا پڑیگا۔ **بیت** ظلم رہا کن الخ۔ **ترجمہ** ظلم چھوڑدے اور وفا کی طرف دوڑ (ارے نادان!)

مخلوقات کیا بلا ہے؟ خدا کی طرف دوڑ۔ بیت نیکیٔ اوبین الخ۔ ترجمہ اس (خدا) کی نیکی دیکھ اور اسی پر عمل پیرا ہو (تخلقو باخلاق اللہ کی طرف اشارہ ہے) اور اپنی بدی کا اعتراف کر۔ بیت چوں تو خجل الخ۔ ترجمہ جب تو ایک منفعل شخص کیطرح زندگی بسر کریگا تو خدا کی رحمت تجھ پر فضل کریگی +

# داستان بادشاہ آمرزش خواہ از ناامیدی

بیت دادگرے دید الخ۔ ترجمہ ایک عادل بادشاہ نے اپنی رائے صائب سے ایک ظالم کو خواب میں دیکھا۔ بیت گفت خدا با چو تو الخ۔ ترجمہ (دادگر نے پوچھا کہ تجھ جیسے ظالم کے ساتھ خدا نے کیسا سلوک کیا۔ اور اُن مظالم کے دنوں نے تیری اس رات (مرنے کے بعد) میں کیا عمل کیا۔ بیت گفت چو من الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ (ظالم) نے جواب دیا۔ کہ جب میری زندگی ختم ہونے آئی تو میں نے تمام کائنات کا بغور ملاحظہ کیا۔ کہ آیا آج کون میری رہنمائی کرنیوالا ہے یا خدا کے واسطے کون مجھ پر نظر عنایت کرنے والا ہے (لیکن میں نے دیکھا کہ) بیت در دل کس الخ۔ ترجمہ کسی شخص کے دل میں بھی میری ہمدردی نہ تھی۔ اور کسی کو مجھ پر عنایت کا گمان بھی نہ تھا (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) بیت لرزہ بر اُفتاد الخ ترجمہ میں بید کی طرح (خوف سے) لرزنے لگا اور شرمندہ و مایوس ہو گیا۔ بیت طرح لبغر قاب الخ۔ ترجمہ میں نے یاس میں غرق ہونے کی ٹھہرائی (یعنی مخلوق سے بالکل ناامید ہو کر) اور خدا تعالیٰ کی بخشش پر بھروسا کر لیا (اور کہا) بیت کائے من مبکیس الخ ترجمہ کہ اے وہ ذات کہ میں بیکس و بیچارہ تجھ سے منفعل ہوں۔ خجل ہونے والوں کو معاف کر دے اور بخشدے۔ بیت گرچہ ز فرمان الخ ترجمہ اگرچہ میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ لیکن تو مجھے رد نہ فرما۔ کیونکہ میں سب کے ہاں سے

زد ہو چکا ہوں۔ بیت یا ادب من الخ۔ ترجمہ یا تواب مجھے آگ کے شعلوں سے سزا دے یا تمام لوگوں (کے خیال) کے خلاف سلوک کر یعنی بخشدے۔ بیت چوں خجلم دیدالخ۔ ترجمہ جب (خدا نے) مجھے امداد کرنے والوں سے شرمندہ دیکھا (کسی کو میرا مددگار نہ پایا) تو اُس بیکسوں کے یاور نے (خود ہی) میری یاوری کی۔ بیت فیض کرم را الخ۔ ترجمہ میری باتوں (یعنی الحاح وتضرع) نے بخشش خداوندی کے فیض میں اثر کیا۔ اور اُس نے (فیض کرم نے) میرے (گناہوں کے) بوجھ کو پھینک دیا۔ اور مجھے (افتادگی سے) اُٹھا لیا۔ بیت ہر نفسی کاں الخ۔ ترجمہ ہر وہ سانس جو انفعال کے ساتھ نکلے وہ شور قیامت (یعنی مصائب قیامت) کا بھی محافظ ہو سکتا ہے (یعنی گناہوں پر پشیمانی قیامت کی پریشانی سے نجات دلا سکتی ہے۔ بیت جملہ نفسہائے الخ۔ بادسنج۔ ہوا کو تولنے والا یعنی لغو وبیکار کام کرنے والا۔ کیل۔ پیمانہ۔ وزن۔ ترجمہ اے بیہودہ کردار شخص تیری تمام زندگی (کہ وہ مجموعۂ انفاس ہے) نقصان کا پیمانہ ہے۔ اور رنج کی ترازو (یعنی تو اپنی عمر میں سوائے رنج اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں کرتا) بیت کیل زیاں الخ۔ ترجمہ تو خیال کر لے کہ تیری زندگی کے سال اور ہستی نقصان کا پیمانہ بن چکے اور ان سالوں اور مہینوں کو ختم شدہ فرض کر لے۔ بیت مانند ترازوے الخ۔ ترجمہ تیری زندگی کی ترازو جواہرات (حاصل زندگی) اور موتیوں (معرفت الٰہی) سے خالی رہ گئی ہے۔ تیرا پیمانہ معرفت تو خالی ہے اور پیمانہ عمر بھر چکا ہے۔ بیت سنگ زمیں الخ۔ سنگ زمیں۔ جواہر۔ سنگ ترازو۔ پاسنگ۔ مہرہ گل۔ مٹی کا مہرہ۔ مراد چاندی سونے کے مال وغیرہ ترجمہ زمین کے پتھر کو اپنی اس ترازوئے وقار وعزت کا پاسنگ بھی نہ بنا۔ اور ان مٹی کے مہروں کو مہرۂ بازو نہ بنا یعنی مائل بہ دنیا نہ ہو۔ بیت یکدرم است الخ۔ ترجمہ وہ محض ایک درم (یعنی نہایت حقیر وذلیل چیز ہے) جس کا تو غلام بنا ہوا ہے اور وہ محض

ایک سانس ہے جس کی بدولت تو زندہ ہے۔ **بیت** ہر چہ دریں الخ۔ **ترجمہ** اس پردہ (دنیا) میں جو کچھ حاصل کرتا ہے اُسے دے ڈال۔ خود نہ لے۔ بلکہ جہاں تک ہوسکے دے ہی دے۔ **بیت** تا بود آں الخ۔ **ترجمہ** تاکہ جب بہتری کا دن ہو (یعنی قیامت کا دن آجائے) تو تیری گردن (لوگوں کے احسان سے) آزاد ہو (اور تیری کمر حق طلبوں کے ہاتھ سے) خالی ہو۔ **بیت** دامِ یتیماں الخ۔ **ترجمہ** تیرا دامن یتیموں کا قرض نہ بن جائے۔ یعنی قیامت کے دن تیرا دامن یتیموں کے ہاتھ میں نہ ہو) اور تیری گردن بوڑھی (بیوہ) عورتوں کی زیر بار نہ ہو (یعنی یتیموں اور بیواؤں کا مال ناحق نہ کھا جا) **بیت** بازہل ایں الخ۔ **ترجمہ** اس فرش (دنیا) کو جو پُرانا ہو چکا ہے چھوڑ دے۔ اور اپنے اس آلودۂ گناہ دامن کو دور کر دے۔ **بیت**۔ یا چو غریباں الخ۔ **ترجمہ** یا تو مسافروں کی طرح سفر آخرت کے لئے زادراہ ساتھ لے (نیک اعمال کر) اور یا نظامی کی طرح جہان سے کنارہ کش ہو جا۔

# مقالۂ دوم در محافظت عدل و انصاف و نگاہداشتن خلق

**بیت** اے ملک جانوراں الخ (انسان سے مخاطب ہے) **ترجمہ** اے وہ کہ تیری رائے تمام جانداروں کی بادشاہ ہے۔ اور اے وہ کہ تیرا پاؤں (یعنی پایہ و مرتبہ) بادشاہوں کے لئے (بمنزلہ) موتی ہے۔ **بیت** گر ملکی خانہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو بادشاہ ہے تو شاہی محل کی تلاش کر۔ اور اگر تو موتی ہے (ذات و صفات میں تو خزانہ معرفت، خداوندی کی جستجو کر۔ **بیت** زاں سوئے عالم کہ الخ۔ آنسوئے عالم سے مراد عالم لاہوت۔ **ترجمہ** اُس جہان کی طرف کہ اس میں (سوائے معرفت) اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے میرے اور تیرے (یعنی بنی نوع انسان) کے سوا کوئی واقف ہی نہیں ہے۔ **بیت** زاں ازلی نور الخ۔ **ترجمہ** اُس ازلی نور

روح ) سے جسے قضاوقدر نے پرورش کیا ہے۔ تجھ میں کچھ زیادہ ہی لطف کی ہوا تجھے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اُس کا زیادہ حصہ ملا ہے ) **بیت** نقد عزیزی الخ۔ عزیز سلاطین مصر کا خطاب تھا لغوی معنی عزت والا۔ **ترجمہ** تو بذات خود عزیز اعزت والا اور بادشاہ وقت ) ہے اور تمام جہان تیرا شہر ہے بلکہ خود جہان ہی از سرتا پا تیرے لئے ہے (بفوائے ھوالذی سخر لکم ما فی السموٰات و ما فی الارض جمیعاً ط )

**بیت** ملک بدیں کار الخ۔ **ترجمہ** اس فرمانروائی کے ساتھ ملک تیرے ہی لئے ہے۔ سربلندی و تفاخر (اس بات پر کہ تجھے ایسا ملک ملا ہے ) بھی تجھے زیبا ہے **بیت** دور تو زیں الخ۔ **ترجمہ** تیری حکومت اس دائرہ (دُنیا) سے بھی آگے ہے اور تیرا مرتبہ دونوں جہان سے۔ بڑھکر ہے۔ **بیت** آئینہ دار از الخ۔ آئینہ سحر۔ آفتاب۔ **ترجمہ** صبح اسی لئے آئینہ دار بنی ہوئی ہے تاکہ شاید تو اس میں اپنا چہرہ دیکھ کر (اپنی قدر بلند اور مرتبۂ اعلیٰ سے واقف ہو جائے ) **بیت** جنبش ایں مہد الخ مہد سے مراد آسمان ہے۔ محراب تست۔ اس اعتبار سے کہ مخلوقات کا قبلۂ حاجات ہے۔ کہ بوقتِ دعا اوپر کو ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ طفل رہی۔ غلام بچہ۔ **ترجمہ** اس گہوارہ کی حرکت جو تیری محراب عبادت ہے اور یہ غلام بچہ تیری خوش جوانی کے لئے ہے۔ **بیت** مرغ گلی عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** ہر چند کہ تو مٹی کا پرندہ ہے۔ لیکن جانوں کے لئے عیسیٰ بھی تو ہی ہے۔ تجھ جیسا اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ خود تو ہی ہے۔ **بیت** سینۂ خورشید الخ۔ **ترجمہ**۔ آفتاب کا سینہ جو آگ یا محبت سے پُر ہے۔ وہ تیرا چہرہ دیکھتا رہتا ہے۔ اسی واسطے خوش دل ہے (وہ بھی تیرے عشاق میں سے ہے ) **بیت** مہ کہ شود کاستہ الخ۔ **ترجمہ** چاند جو گھٹ کر تیرے بال کی طرح باریک ہو جاتا ہے ( ہلال بن جاتا ہے ) وہ بھی جب تیرا چہرہ دیکھتا ہے۔ تو (خوشی سے ) ہنسنے لگتا ہے۔ یعنی اُس کا نور بڑھتا ہے۔ **بیت**

عالم خوش خور الخ۔ عالم خوش خور۔ دنیا میں خوشی خوشی گذار دے۔ **ترجمہ** دنیا میں اچھی طرح بسر کرلے کہ تو کسی سے کم نہیں ہے۔ اور رنج وغم نہ کھا تو دنیا کا غلام تو نہیں۔ **بیت** باہمہ چوں خاک الخ۔ **ترجمہ** سب کے آگے زمین کی مٹی کی طرح پست (عاجز ومنکر) رہ اور سب سے ہوا کی طرح خالی ہاتھ رہ (یعنی کسی سے کوئی توقع نہ رکھ) **بیت** خاک تہی بہ الخ۔ **ترجمہ** خاک اکیلی ہی اچھی ہوتی ہے نہ کہ (ہوا سے) ملی ہوئی۔ کیونکہ وہ خاک جو اُڑا کرتی ہے وہ دھول ہوتی ہے (یعنی باعث آزار مخلوقات ہوتی ہے) **بیت** دل بہ خدا بر الخ۔ **ترجمہ** خدا سے دل لگا اور خوش رہ۔ اس سے الگ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی سلطنت نہیں ہوسکتی۔ **بیت** گو خبر دیں الخ۔ **ترجمہ** ہر چند کہ دین اور دیانت کہیں ہیں ہم کہاں اور امانت کہاں (یعنی ہم دین سے بالکل غافل ہیں اور امانت ازلی یعنی خلافت الٰہی کی مطلق خبرگیری نہیں کرتے۔ **بیت** دل بہ خدا بر نہ الخ۔ **ترجمہ** خدا سے دل لگا اور پھر بے غم ہو کر جی اور نیک و بد عالم سے بے خطر رہ۔ **بیت** آں دل کز الخ۔ **ترجمہ** وہ دل جس میں (قضا و قدر نے) دینداری کا کچھ اثر دیا ہے اُسے اُس جہان کی (عالم لامکان کی) خبر دی ہی ہے۔ **بیت** چارۂ دیں ساز الخ **ترجمہ** دنیا تو تجھے حاصل ہی ہے حصولِ دین کی تدبیر کر۔ وہ (دین) بھی تجھے حاصل ہو جائے۔ **بیت** دیں چو بدنیا الخ۔ **ترجمہ** جب دنیا دیکر تو دین کو لے سکتا ہے تو پھر شیطان کے امرونہی کو نہ سُننا چاہیئے۔ **بیت** میرود از الخ۔ کہربا سے مراد دین۔ **ترجمہ** اس کہربا کے جوہر کا ایک جو وزن ایک من کیمیا کی قیمت پر بکتا ہے (یعنی دین اگر جَو کے برابر حاصل ہو جائے تو وہ من بھر کیمیا سے زیادہ قیمتی ہے) **بیت** سنگ بلند از الخ۔ **ترجمہ** پتھروں (مال دنیوی) کو پھینک دے اور موتی لیلے (دنیا دیکر دین لے لے) زمین کی مٹی کو ترک کردے۔ اور سونا (دین) حاصل کرلے۔

**بیت** آنکہ ترا توشہ الخ۔ **ترجمہ** وہ جو تجھے تیرے لئے توشۂ آخرت مہیا کرتا ہے۔ وہ تجھ سے ایک مانگتا ہے۔ اور اس کے عوض میں دس دیتا ہے (یعنی خدا تعالیٰ جس نے تجھے مالِ دنیا عطا فرمایا ہے۔ وہ ایک نیکی کے عوض تجھے دس دینے کا وعدہ فرماتا ہے بفحوائے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا) **بیت** بہ ترازاں مایہ الخ۔ **ترجمہ** اس سے بڑھکر تیرے سرمائے کو (گراں قیمت پر) لینے والا کوئی نہیں پھر نفع حاصل کرلے کیونکہ (اس سودے میں) تجھے کوئی نقصان نہیں ہے۔ **بیت** کار تو پروردن الخ **ترجمہ** (قضا و قدر نے) دین کی پرورش تیرا کام مقرر کیا ہے۔ اور داد گر لوگوں نے اسی طریق پر عمل کیا ہے۔ **بیت** داد گری مصلحت الخ۔ **ترجمہ** داد گری مصلحت اندیشی کا نام ہے۔ اور اس قید علایق سے نجات پانا یہی (دین) کی زیادتی (ترقی) ہے دوسرے مصرع میں این قوم کے بجائے ازیں بند چاہئے۔ **بیت** شہر و سپہ را الخ۔ **ترجمہ** اگر تو شہر و لشکر کا خیر خواہ ہوگا تو سارا شہر اور لشکری تیرے بھی خیر خواہ بن جائیں گے۔ **بیت** خانہ بر ملک الخ۔ **ترجمہ** ظلم ملک کو خانہ برباد کرنے والا ہے اور کسی کو نہ ستانا یہی باقی رہنے والی سلطنت ہے۔ **بیت** عاقبتے ہست ترا الخ۔ **ترجمہ** ہر چیز کی طرح تیرا بھی ایک انجام ہے (لہذا تجھے لازم ہے کہ) اس انجام سے پہلے ہی اپنے افعال پر نظر ڈال اور انجام کو سوچ۔ **بیت** راحت مردم طلب الخ۔ **ترجمہ** لوگوں کے لئے آرام و آسائش کی جستجو کر۔ یہ ایذا رسانی کیسی ؟ اس کام (آزار رسانی) سے ندامت کے سوا اور کیا حاصل ہوگا۔ **بیت** مست شدہ عقل الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل تو میٹھی نیند میں غافل سو رہی ہے۔ اس لئے تیری تدبیر کی کشتی گرداب میں پھنس گئی ہے۔ پہلے مصرع میں خواب و خور کے بجائے خواب در چاہئے۔ **بیت** ملک ضعیفاں الخ **ترجمہ** (کمزوروں اور یتیموں کا مال بظلم کھا لینے سے سوائے عذاب کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ اس لئے) کمزوروں کے ملک کو حاصل کیا ہوا ہی سمجھ لے (فرض

کر لے کہ تجھے مل گیا۔ پھر حاصل ؟) اور یتیموں کے مال کو ظلم سے کھالیا ہوا ہی فرض کر لے
**بیت** روز قیامت کہ الخ۔ **ترجمہ** قیامت کے دن جب انصاف ہوگا تجھے شرم نہیں
آتی کہ اس وقت تو کیا عذر پیش کریگا۔ دوسرے مصرع میں عذر بیاورے کے بجائے
شرمندار ہی بہتر ہے۔ **بیت** روی بدیں کن الخ۔ **ترجمہ** دین کی طرف متوجہ ہو
کیونکہ وُہی پُشت پناہ ہے۔ اور آفتاب کی طرف پیٹھ پھیرلے کہ اُس کی طرف توجہ کرنا
(مسلک) زردشتی ہے۔ (زردشت کے پیرو آفتاب پرست ہیں۔ مراد یہ کہ دین کے
کے سوا ہر طرف سے مُنہ موڑلے۔ خواہ وہ آفتاب جیسی روشن اور نافع چیز ہی کیوں
نہ ہو) **بیت** لعبت زرنیخ شد الخ۔ زرنیخ۔ ہڑتال۔ لعبتِ زرنیخ۔ وہ پارچہ کہ فیتے کی
طرح بنا کر اور اُس پر ہڑتال لگا کر حیض والی عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ گوئے زرد
سے مراد خورشید۔ **ترجمہ** یہ زرد رنگ کی گیند ہڑتال کی گڑیا ہے۔ اس لئے تو
حیض والی عورت کی طرح لتۂ حیض کے پیچھے نہ بھاگا پھر۔ **بیت** ہر چہ دریں پردہ الخ
نُہ میخ۔ ساتوں سیارے اور قطبِ شمالی اور قطب جنوبی لہذا پردۂ نُہ میخی سے مراد
آسمان اور دنیا۔ **ترجمہ** جو کچھ بھی اس نو میخ والے پردے میں موجود ہے وہ اسی
ہڑتال کی گڑیا کا کھیل ہے (دنیا کی ہر چیز نا قابل التفات ہے) **بیت** باد دم الخ
**ترجمہ** مسیحؑ کی طرح دماغ سے اُس پر پھونک ماردے۔ اور اپنے روغن (خلاصۂ عمر) کو
اس چراغ میں (جل جانے) سے بچالے۔ **بیت** چند چو پروانہ الخ۔ **ترجمہ** یہ پروانے
کی طرح سے پر جھاڑنا اور چراغ کے سامنے عاجز ہونا کب تک۔ **بیت** پارہ کن این الخ
عیسیٰ گرا ے۔ عیسیٰ خرام۔ پردۂ عیسیٰ گردے۔ آسمان۔ وجہ شبہ مسیح کی سیاحت ہے۔
اس عیسیٰ خرام پردے (آسمان) کو پھاڑ دے (ترک کردے) تاکہ خود تیرے پاؤں
میں عیسیٰ کے سے پر پیدا ہو جائیں اور تو اُڑ کر آسمان پر پہنچ جائے یعنی ترک دنیا
کے بعد ہی مرتبہ بلند میسر ہو سکتا ہے۔ **بیت** ہر کہ چو عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** جس نے

بھی عیسیٰ کی طرح رگِ جاں کو پکڑ لیا (نفسِ ناطقہ کی تکمیل کر لی) اس نے دنیا میں انصاف کے ساتھ کام کیا۔ بیت رسم ستم نیست الخ۔ ترجمہ جہانداری ستم کا طریقہ نہیں (یعنی ستم سے جہانداری نہیں ہو سکتی)۔ ملک داری صرف انصاف ہی سے ہو سکتی ہے۔ بیت ہر چہ نہ عدلست الخ۔ ترجمہ ہر وہ چیز جس میں عدل نہیں۔ وہ تجھے کیا فائدہ دیگی۔ اور ہر وہ بات جس میں انصاف نہیں (بلکہ ظلم ہے) وہ تجھے برباد کر دیگی۔ بیت عدل بشیر یست الخ۔ ترجمہ عدل ایک ایسا خوشخبری دینے والا ہے جو عقل (سلیم) کا خوش کرنے والا ہے۔ اور حکومت کے کارخانے کا آباد کرنے والا ہے۔ بیت مملکت از عدل الخ۔ ترجمہ حکومت انصاف ہی سے استوار ہوا کرتی ہے۔ تیرا کام تیرے انصاف ہی سے مستحکم ہوگا۔

# حکایت نوشیرواں عادل با وزیر

بیت صید کناں مرکب الخ۔ ترجمہ (ایک مرتبہ) شکار کرتے کرتے نوشیرواں کا گھوڑا شاہی لشکر سے دور نکل گیا۔ بیت مونس خسرو الخ۔ ترجمہ صرف وزیر ہی بادشاہ کا رفیق (رہگیا) تھا یعنی ایک بادشاہ تھا اور دوسرا وزیر۔ تیسرا کوئی نہ تھا۔ بیت شاہ دراں الخ۔ ترجمہ بادشاہ نے اُس شکار ملنے والی جگہ میں ایک گاؤں دیکھا جو دشمن کے دل کی طرح اُجاڑ تھا۔ بیت تنگ دو مرغ الخ۔ وہاں دو پرند ایک دوسرے کے نزدیک بیٹھے تھے۔ اور اُن کے دل سے بھی زیادہ اُنکا قافیہ تنگ تھا یعنی بالکل متصل بازو سے بازو ملائے بیٹھے تھے۔ لطف یہ ہے کہ لفظ مرغ قافیہ نہیں رکھتا۔ مراد یہ کہ ان دونوں کے درمیان جگہ چھوٹی ہوئی نہ تھی۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ بیت گفت بہ دستور الخ۔ ترجمہ (نوشیرواں نے) وزیر سے پوچھا کہ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ اور یہ کیا آواز ہے۔ جو دونو ملکر نکال رہے ہیں۔ بیت گفت

وزیر الخ۔ ترجمہ وزیر نے کہا۔ اے بادشاہ عالم اگر آپ اس سے سبق حاصل کریں تو عرض کروں۔ بیت ایں دو نوا از پئے الخ۔ ترجمہ یہ دونوں آوازیں خوشی کی ہیں۔ یہ میاں بیوی بننے کا خطبہ ہے (یعنی منگنی ہو رہی ہے) بیت دختر سے ایں مرغ الخ۔ ترجمہ اس پرندہ نے اُس دوسرے پرندہ کو اپنی لڑکی دی ہے۔ اور کل صبح اُس سے بری مانگتا ہے۔ شیر بہا وہ زیور نقدی اور سامان جو شوہر کی طرف سے قبل از نکاح دُلہن کے ہاں بھیجا جاتا ہے۔ بیت کیں وہ ویراں الخ۔ ترجمہ (اور کہتا ہے) کہ ایک تو یہ ویرانہ گاؤں ہمارے لئے چھوڑ دو۔ اور ایسے ہی چند اور بھی ہمارے حوالے کرو۔ بیت واں دگرش الخ۔ ترجمہ اور وہ دوسرا اس سے کہتا ہے۔ کہ اس سے بالکل بےفکر ہو جا۔ بادشاہ کا ظلم دیکھ اور اس کی پروانہ کر۔ بیت گر ملک اینست الخ۔ ترجمہ اگر یہی بادشاہ رہا تو کچھ زیادہ مدت نہ گذریگی کہ میں تجھے ایسے لاکھوں ویران گاؤں دیدونگا۔ بیت در ملک ایں الخ۔ ترجمہ اس نکتے کے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُس نے ایک آہ کی اور رونے لگا بیت دست بسر برزد الخ۔ ترجمہ سر پیٹنے لگا۔ اور کچھ دیر تک روتا رہا۔ ظلم کا نتیجہ سوائے رونے کے اور کیا ہو سکتا ہے (مصرع ثانی مقولہ مصنف ہے) بیت زیں ستم انگشت الخ۔ ترجمہ اس ظلم کے باعث (رنج و افسوس کے مارے) اُنگلی دانتوں میں دبالی اور کہا۔ کہ اللہ رے ظلم! پرندوں تک اس کا اثر پہنچا۔ بیت جور نگر کز الخ ترجمہ اس ظلم کو تو دیکھو کہ ان انسانوں کے ستم کے باعث مرغوں مرغیوں کے بجائے اُلّو بول رہے ہیں۔ بیت اے منِ غافل الخ۔ ترجمہ افسوس! میں غافل ہو کر دنیا پرست بن گیا۔ بہتر ہے کہ میں اس کام (یعنی دنیا) کو ترک کر دوں۔ بیت مالِ کساں الخ۔ ترجمہ کبتک میں لوگوں کا مال زبردستی چھینتا رہوں گا مرنے اور معاملات قبر سے میں غافل ہوں۔ دوسرے مصرع میں غافلم چاہیئے۔

**بیت** تا کے و کے الخ۔ **ترجمہ** کہا نتک میں دست درازی کرتا رہونگا۔ دیکھو تو میں اپنے سر سے کس قسم کا کھیل کھیل رہا ہوں (یعنی سر پر کیسے کیسے گناہوں کا بار ڈال رہا ہوں) **بیت** ملک مرا داد بدان کردگار الخ۔ **ترجمہ** خدا نے تو مجھے ملک اس لئے دیا تھا کہ میں کوئی بیکار کام نہ کروں۔ **بیت** منکہ مسم را الخ۔ **ترجمہ** میں کہ میرے مس وجود پر (قضا و قدر نے) سونے کا ملمع کردیا ہے۔ ایسے کام کرتا ہوں جن کے کرنیکا قادر نے حکم نہیں دیا۔ **بیت** نام خود از الخ۔ **ترجمہ** میں کیوں اپنا نام ظلم سے بدنام کروں۔ افسوس! میں جو ظلم کرتا ہوں خود اپنے اوپر کرتا ہوں۔ **بیت** بہتر ازیں ور دلم الخ۔ **ترجمہ** بہتر یہ ہے کہ اب ان امور سے دل میں شرمندہ ہوں اور خود اپنے سے یا خدا سے شرماؤں۔ **بیت** ظلم شد امروز الخ۔ **ترجمہ** آج ظلم میری لئے ایک تماشا بنا ہوا ہے (تفریح کے طور پر ظلم کرتا ہوں) میری فردائے قیامت کی رسوائی پروائے ہو۔ **بیت** سوختنی شد الخ۔ **ترجمہ** میرا ناکارہ جسم جلا دینے کے قابل ہے۔ اور اسی رنج میں میرا دل اندر سے جلتا ہے۔ دوسرے مصرع میں دلم بر دلم کے بجائے درون دلم چاہئے۔ **بیت** چند غبار الخ۔ **ترجمہ** ظلم کا غبار آخر کب تک اڑاتا رہونگا اور اپنی آبروریزی اور دوسروں کی خونریزی کبتک کرتا رہونگا۔ **بیت** روز قیامت الخ۔ **ترجمہ** قیامت کے دن مجھ سے اس ظلم کے متعلق اچھی طرح بازپرس کریں گے۔ **بیت** شرم زدہ الخ۔ **ترجمہ** میں کبتک نادم ہوکر شرمندہ بیٹھا رہونگا۔ میں سنگدل ہوں۔ پھر تنگدل کیوں نہ ہوں۔ **بیت** نیک نگر چند الخ۔ **ترجمہ** غور تو کرو اگر میں اسی خجالت کو قیامت کے دن ساتھ لے گیا تو میں کسقدر ملامتیں برداشت کرونگا۔ **بیت** بار نشست ایں الخ۔ **ترجمہ** یہ جو میری سواری ہے۔ در اصل یہی میرا بوجھ ہے (بار گناہ ہے) میرا علاج تو صرف عاجزی فروتنی ہی کے دروازہ پر ہوسکتا ہے۔ **بیت** زیں گہر و گنج الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔

ترجمہ ان بیشمار خزانوں میں سے سام اور فریدوں کیا لے گئے ؟ تو پھر میں اس حکومت سے جو کہ (اس وقت میرے قبضہ میں) ہے۔ آخر کار کیا حاصل کر سکونگا۔ **بیت** شاہ دوراں بارہ الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ اس معاملہ میں اسقدر سرگرم ہوا کہ اُس کے سانس (کی گرمی) سے گھوڑے کے نعل بھی نرم ہو گئے۔ **بیت** چونکہ بہ لشکر الخ **ترجمہ** جب وہ اپنے لشکرگاہ اور لشکر کے جھنڈوں میں پہنچا تو (اسقدر نرم ہو چکا تھا کہ) سارے ملک میں اُس کی مہربانی اور عنایت کی ہوا پہنچ گئی۔ **بیت** حالی ازیں خطہ الخ **ترجمہ** فوراً اُس علاقہ سے قلم اُٹھا لیا (یعنی محصول معاف کر دیا) اور حکومت کا بُرا طریقہ اور ستم کا رویہ موقوف کر دیا۔ **بیت** داد بگستر الخ۔ **ترجمہ** اس نے عدل گستری کی اور ظلم سے دستبردار ہو گیا۔ اور (اپنی زندگی کے) آخری لمحہ تک اس طریقہ سے نہ پھرا۔ **بیت** بعد بسے گردش الخ۔ **ترجمہ** وہ مر چکا ہے لیکن اُس کے عدل کی شہرت آسمان کی بہت سی آزمائش کرنے والی گردشوں کے بعد بھی قائم ہے۔ **بیت** عاقبتے نیک الخ۔ **ترجمہ** آخر کار اُس کا خاتمہ بالخیر ہوا (قاعدہ ہی ہے۔ کہ) جو شخص عدل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے (یعنی عدل کرتا ہے) وہ کامیاب ہوتا ہے۔ **بیت** عمر بہ خوشنودی الخ۔ **ترجمہ** تو اپنی زندگی لوگوں کی دلجوئی میں بسر کر دے تاکہ خدا تجھ سے خوش ہو جائے۔ **بیت** سایہ خورشید الخ۔ **ترجمہ** آفتاب پر سوار ہونے والوں (یعنی فقراء اولیاء اللہ صبح خیزی کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ آفتاب اُنکا مطیع و منقاد ہوتا ہے) کا سایہ طلب کر (اُن کے زیر سایہ آجا) اپنے لئے تکلیف لیکن دوستوں کے لئے راحت طلب کر (خود تکلیف اُٹھا کر دوسروں کو راحت پہنچا) **بیت** درد ستانی الخ۔ **ترجمہ** اوروں کے دُکھ درد کو اپنے اوپر لے لے (یا دوسروں کے ظلم برداشت کر) اور اُن کی چارہ سازی کر تاکہ قضاء و قدر۔ تجھے مرتبۂ حکومت پر پہنچا دیں **بیت**۔ گرم شو از مہر الخ۔ **ترجمہ** محبت میں سرگرم اور عداوت میں دل سرد ہو جا۔

اور چاند اور سورج کی طرح جوانمرد (نفع رساں) بن جا۔ بیت ہر کہ بہ نیکی الخ۔ ترجمہ جس شخص نے نیکی کے ساتھ کام کا سرانجام کیا اُس کی نیکی آخر اُسی کی طرف لوٹ آئی یعنی نیکی کا بدلہ نیک ملا۔ بیت۔ گنبد گردندہ الخ۔ ترجمہ قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھومنے والا آسمان نیکی و بدی (کرنے) کا حق شناس ہے یعنی جزا و سزا اعمال کی نیکی و بدی کے مطابق ملتی ہے۔ بیت حاصلِ دنیا چو الخ ترجمہ جبکہ حاصلِ دنیا صرف ایک ساعت ہے (تو پھر مناسب یہی ہے کہ تو) خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کیونکہ طاعتِ خداوندی ہی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ بیت طاعت کن الخ۔ ترجمہ طاعت الٰہی بجالا اور گناہ سے منہ موڑ لے تاکہ تجھے شرمساروں کی طرح عذر خواہ نہ ہونا پڑے۔ بیت عذر میاور الخ۔ ترجمہ عذر پیش نہ کر کیونکہ قضا و قدر تجھ سے کوئی حیلہ بہانہ (سننا) نہیں چاہتے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ تجھ سے عمل چاہتے ہیں۔ بیت گر بسخن الخ۔ ترجمہ اگر محض باتیں بنانے سے کام نکل جاتا تو نظامی کا کام آسمان (کے مرتبہ) پر پہنچ جاتا۔

## مقالۂ سوم در اختلاف و انقلاب و حدوث و اختلال امور دنیا

بیت ای نفس اے الخ۔ دامن کش۔ ناز سے چلنے والا۔ آستین بر چیزے افشاندن۔ کسی چیز کو ترک کر دینا۔ ترجمہ اے نازک خراموں کے سردار! تمام عالم کو ترک کر دے۔ بیت رنج مشو راحت الخ۔ ترجمہ (کسی کے لئے باعثِ) رنج نہ بن بلکہ دردرسیدہ لوگوں کے لئے راحت بن جا۔ اور گھڑی بھر کے لئے (ریاست حکومت کے) تکبر تزک و احتشام سے علیحدہ ہو جا۔ حکم چو برا الخ۔ چونکہ حکم مآل اندیشی پر لگایا جاتا ہے لہذا یہ تزک و احتشام درویشی و فقیری کا غلام ہے۔ بیت۔ ملک سلیمان ترجمہ سلیمان کا جیسا ملک نہ مانگ کیونکہ وہ ایک غبار ہے۔ ملک تو جیسوں کا تیوں

موجود ہے۔ لیکن سلیمانؑ کہاں ہیں؟ بیت حجلہ ہمانست الخ۔ حجلہ۔ دُلہن کا چھپر کھٹ
ترجمہ حجلہ بھی وہی ہے جسے عذرا نے تیار کیا تھا۔ اور بزم بھی وہی ہے جہاں
وامق بیٹھا کرتا تھا (وامق و عذرا عرب کے مشہور عاشق و معشوق تھے) بیت حجلہ و
بزم اینک الخ۔ ترجمہ لیکن حجلہ اور بزم اب دونوں خالی ہو چکے ہیں اور وامق و
عذرا دونوں مر چکے ہیں۔ وامعش میں ضمیر شین کا مرجع بزم ہے۔ بیت سال جہاں
گرچہ الخ۔ ترجمہ اگرچہ جہان نے بہت سے سال سطے کر ڈالے۔ لیکن اسمیں
سر مُو فرق نہیں آیا۔ بیت ما کہ جوانی الخ۔ ترجمہ ہم کہ جنہوں نے اپنی جوانی
جہان کی نذر کر دی ہے۔ بوڑھے کیوں ہو گئے ہیں۔ بیت خاک ہماں خصم الخ
ترجمہ زمین بھی وہی زبردست دشمن (موجود) ہے۔ اور وہی ہلاک کرنیوالا ظالم آسمان
بھی موجود ہے۔ بیت سام کہ سیمرغ الخ۔ ترجمہ سام جس کے بیٹے کو سیمرغ
نے لیلیا تھا خود جوان تھا۔ اگرچہ اُس کا لڑکا بوڑھا تھا یہی حالت زمانہ کی ہے۔ کہ خود
توجوان ہے، مگر اس کی اولاد یعنی انسان وحیوان سب بوڑھے ہیں (سام کا قصہ اس
طرح ہے کہ جب سام کے ہاں زال پیدا ہوا تو اس کے بال سفید تھے۔ سام نے لوگوں کی
ہنسی کے خوف سے یا نحوست کے خیال سے زال کو ایک پہاڑ پر پھینکدیا اور سیمرغ
اُسے گوشت کا ٹکڑا سمجھکر اُٹھا لیگیا۔ لیکن کھایا نہیں بلکہ اپنے بچوں کے ساتھ پرورش
کیا) بیت دولت گیتی الخ۔ ترجمہ کون دولت و دنیا کی آرزو کرے۔ اس نے
کس کے ساتھ وفا کی جو ہم سے کریگی۔ بیت خاک شد آنکس الخ۔ ترجمہ
جو کوئی شخص بھی اس زمین پر جیا۔ وہ آخر خاک ہو گیا۔ زمین کیا جانے کہ اس خاک
(وجودِ انسان۔ یا خود زمین) میں کیا کچھ ہے۔ بیت ہر ورقے چہرۂ الخ۔ ترجمہ ہر پتہ کسی
شریف انسان کا چہرہ ہے۔ اور ہر قدم (کے نیچے) کسی شاہزادے کا سر ہے۔ کسی
اُستاد کا شعر ہے ؎ کر گیا آخر لباس لالہ و گل میں ظہور ؎ خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

**بیت** گنبد گردندہ الخ۔ **ترجمہ** یہ گھومنے والا گنبد (یعنی آسمان) جو ہمیشہ رہنے والا نہیں یہ تیرے خلاف کے سوا اور کسی طرف مائل ہونے والا نہیں ہے (یعنی ہمیشہ تیرے برخلاف ہی کام کریگا) **بیت** کہ ملک الخ۔ **ترجمہ** کبھی تو یہ تجھے تمام جانداروں کا بادشاہ بنا دیتا ہے (انسان بنا دیتا ہے) اور کبھی تجھے کمہاروں کی مٹی بنا دیتا ہے (فنا کر مٹی میں ملا دیتا ہے۔ اسی خیال کو لیکر ایک شاعر کہتا ہے) ؎

لب جاں بخش کے بوسے ملینگے خاک میں ملکے    پس مردن بنائے جائینگے ساغر مرے گل کے

**بیت** ہست دریں الخ۔ فرش سے مراد دنیا۔ دو رنگ۔ بلحاظ روز و شب یا انقلابات زمانہ کہ زندگی اور موت۔ تنگی اور فراخی دونوں ہیں۔ **ترجمہ** اس دورنگی دنیا میں ہر شخص (اس دنیا کے) کام سے عاجز آگیا ہے۔ **بیت** گفت گروہے الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** جو گروہ جنگل میں رہتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ مزے سے تو وہ ہیں۔ جو دریا میں رہتے ہیں۔ اور وہ جو دریا کی محنت و مشقت برداشت کرتا ہے وہ (بیابان کے لئے) بیقرار رہتا ہے۔ کہ جنگل بیابان اچھا ہے۔ **بیت** آدمی از حادثہ الخ **ترجمہ** آدمی حوادث دنیا سے بے فکر نہیں ہوسکتے اور تری و خشکی دونو جگہ (حوادث سے) محفوظ نہیں۔ **بیت** فرض شد ایں الخ۔ **ترجمہ** اب اس قافلے (وجود) کا (دنیا سے) اٹھا لینا۔ اس سر و سامان سے گذر جانا اور اس کو چھوڑ دینا فرض ہو گیا ہے۔ **بیت** ہر کہ دریں حلقہ الخ۔ حلقہ سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** جو شخص اس دنیا میں پھنس گیا وہ شہر سے نکالا ہوا اور عاجز ہے۔ **بیت** راہ روے را الخ۔ **ترجمہ** جس مسافر دنیا کو (کارکنان قضا و قدر) امان دیتے ہیں پہلے اسے دور سے عدم دکھلاتے ہیں یعنی صرف ایسے ہی لوگ حقیقی راحت حاصل کرسکتے ہیں جو بفحوائے موتوا قبل ان تموتو اپنی زندگی ہی میں مرجاتے ہیں۔ **بیت** ملک رہا کن الخ۔ **ترجمہ**۔ ملک (دنیا) کو چھوڑ دے کہ یہ تجھے مغرور کردیگا۔ اس سایہ (ملک) کی تاریکی تجھے کیا نور دے گی؟

**بیت** عمر بہ بازیچہ الخ۔ **ترجمہ** تو عمر کو کھیل کود میں بسر کر رہا ہے۔ اور حد سے متجاوز ہو رہا ہے۔ دوسرے مصرع میں بازی کے بجائے پاسے بہتر ہے۔ **بیت** گردش ایں گنبد الخ۔ **ترجمہ** اس بازیچہ دکھائی دینے والے آسمان کی گردش نے یہ تاخیر کھیل کی خاطر نہیں اختیار کی ہے۔ **بیت** پیشتر از الخ۔ **ترجمہ** عقلمندی کے مرتبہ پر پہنچنے سے پہلے (سن بلوغ سے قبل) ایک غفلت بیخبری تھی۔ اُس بیخبری کا کیا کہنا۔ **بیت** چوں نظر عقل الخ۔ **ترجمہ** جب عقل کی نظر غایت کو پہنچ گئی (یعنی چالیس سال کی عمر میں) تو خوشی کی دولت نہایت کو پہنچ گئی۔ (یعنی خوشی ختم ہوگئی) **بیت** غافل بودن الخ۔ **ترجمہ** (اب) غافل رہنا عقلمندی نہیں بلکہ غفلت از قسم جنون ہے۔ **بیت** غافل منشیں۔ **ترجمہ** غافل نہ بیٹھ ورق کو ہی چھیلتا رہ (یعنی کسی کام میں مشغول رہ) اگر تجھے لکھنا نہیں تو (بھی غافل نہ بیٹھ بلکہ) قلم ہی تراشتے جا۔ **بیت** سرمکش از الخ۔ **ترجمہ** اہل دل (اولیا اللہ) کی خدمتگزاری سے منہ نہ موڑ اور مقبول بندوں کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ۔ **بیت** خاک کہ ہم الخ۔ **ترجمہ** وہ مٹی جو پھول کی ہم نشینی اختیار کر لیتی ہے سنبل کے دامن میں غالیہ ڈال دیتی ہے۔ گل سے مراد وہ مٹی ہے جو پھولوں میں بسائی جاتی ہے اور سر دھونے کے کام آتی ہے۔ مولانا آزاد نے اپنی "سیر ایران" میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اور سنبل سے مراد زلف ہے۔ حاصل شعر یہ کہ پھولوں کی ہم نشینی سے مٹی ایسی خوشبودار ہو جاتی ہے کہ وہ زلفوں کو خوشبودار کر دیتی ہے۔ یہی وہ مٹی ہے جس کا سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے مشہور قطعہ میں حوالہ دیا ہے۔ گلے خوشبوئے در حمام روزے الخ۔ **بیت** ہر کہ کند صحبت الخ۔ **ترجمہ** جو شخص اچھی صحبت اختیار کرتا ہے ضرور وہ صحبت نیک کسی دن اُس کے کام آتی ہے۔ رونیش میں ضمیر شین۔ **بیت** صحبت نیکاں الخ۔ **ترجمہ** نیک لوگوں کی صحبت دنیا سے بہت دور ہو چکی ہے۔ گویا شہد کا دسترخوان بکھر گیا۔

حصّہ بن گیا ہے۔ **بیت** دور نگر گز الخ۔ **ترجمہ** ذرا اس زمانہ کو دیکھو کہ کمینہ پن کے باعث آدمی آدمی سے بھاگتا ہے۔ **بیت** معرفت از الخ۔ **ترجمہ** (قضاو قدر نے) محبت و شناسائی انسان سے سلب کر لی بلکہ خود آدمیوں ہی کو (جن پر آدمی کا صحیح اطلاق ہو سکتا ہے) دنیا سے اُٹھالیا۔ **بیت** چوں ملک الخ۔ **ترجمہ** اب جبکہ ملک سلیمانؑ کی حکومت سے خالی ہے۔ اب آدمی وہی ہے جو پری ہے۔ اب چونکہ دنیا کا انتظام خلل پذیر ہو چکا ہے۔ اس لئے آدمی بھی پریوں کی طرح غائب ہو گئے ہیں۔ **بیت** بانفس ہر الخ۔ **ترجمہ** جس شخص سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا اُس سے ملنے پر مجھے کہنا پڑا اور معلوم ہو گیا کہ) مصلحت یہی تھی۔ کہ میں بھاگ جاتا (یعنی اُس سے نہ ملتا)۔ **بیت** سایہ کس الخ۔ **ترجمہ** کسی شخص کا سایہ بھی ہما کی طرح دبدبہ والا نہیں اور کسی شخص کی ہم نشینی سے مجھے وفا کی بو تک نہ پہنچی۔ **بیت** تخم ادب چیست الخ۔ **ترجمہ** ادب کا بیج کیا ہے وفا کی تخم ریزی کرنا اور پھر وفا کا حق کیا ہے۔ اُس کی حفاظت کرنا۔ **بیت** بزرگراں دانہ الخ۔ **ترجمہ** (کیونکہ) کاشتکار جو اُس دانہ کی پرورش کرتے ہیں۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں (اسی طرح تخم وفا بھی کام آئیگا) **بیت** روز قیامت کہ الخ۔ قطعہ بند۔ **ترجمہ** قیامت کے دن جب ہر ایک کو حصّہ دینگے (نیکوں کو نیکی اور بدوں کو بدی کا) تو صحرا (ریگستان) کو بھی میدان حشر میں لائیں گے (اور کہیں گے) کہ اے خاموش لوگوں (یعنی مظلوموں) کے خون سے جگر آلود اور اے خستہ دلوں کے جگر کا خون پینے والے ریگ تو تو موجود ہی ہے۔ لیکن آبحیات کہاں ہے۔ جنگل تو تو ہے فیض دریا کہاں ہے (یعنی ریگستان سے کہا جائیگا کہ تجھ میں لوگوں کا خون بہایا جاتا تھا اور وہ خون تیرے ذرّوں میں سرایت کئے ہوئے ہے کیوں نہ تجھے بھی سزا دی جائے۔ ریت فریاد کریگی کہ میں خود لوگوں کا خون ہوتے دیکھکر اُن کی محبت و ہمدردی میں خونِ جگر پیتی رہی ہوں۔ میرے قتل کا سامان نہ کرو۔ کیونکہ

میں نے کوئی خون نہیں کیا۔ ریگ ریختن۔ قاعدہ تھا کہ کسی کو قتل کرتے وقت ایک چمڑا بچھا لیتے تھے اور اس پر ریت ڈال دیتے تھے تاکہ مقتول کا خون اس میں جذب ہو جائے ادھر ادھر نہ بہے۔ لہذا ریگ ریختن کنایہ ہے آمادۂ قتل ہونے سے۔ اس شعر میں ریگ زدہ کی جگہ ریگ زند چاہئے۔ بلکہ میں نے تو اپنے دسترخوان پر نمک بچھا رکھا تھا۔ تاکہ میں چند لوگوں کے جگر سے آمیزش حاصل کر سکوں۔ نمک میں ایہام ہے یعنی میں نے حاجیوں کی لذت کا سامان بہم پہنچایا تھا۔ یا خود اپنے ذرات کو بمنزلہ نمک کے کر دیا تھا۔ کہ ان کے شوق اور لذت سے مجھے بھی کچھ حصہ مل جائے) (اور میں اس لئے نمک ریزی کر رہا تھا) تاکہ میں غیر تمند لوگوں سے ہم آغوش ہو کر حوروں کے کنگن کا محرم بن جاؤں (نیک لوگوں کے طفیل سے میں بھی بہشت میں پہنچ جاؤں **بیت** حکم چو بر حکم پرستش کنند الخ۔ حکم پرستش میں ضمیر شین کا مرجع ریگ ہے۔ **ترجمہ** جب اس پر ایک فرمانبردار ہونے کا حکم لگا دیں گے تو بہشت (کی حوروں) کی پازیب سے اسے طرب انگیز کر دیں گے (ریگ کے عذرات سنکر جب اس پر فرمانبردار ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا تو اسے بہشت کی مٹی سے ملا دیا جائیگا۔ جہاں اس پر حوروں کے پاؤں پڑیں گے۔ حاصل یہ کہ نیک صحبت کا نیک انجام ہوتا ہے۔

## حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام

**بیت** روزے از آنجا الخ۔ باد سلیمان سے تخت سلیمانؑ مراد ہے۔ چراغ سے مراد ولی کامل۔ **ترجمہ** ایک دن جبکہ (آپ کو امور سلطنت سے) فراغت حاصل ہوئی۔ تو سلیمانؑ کا تخت ایک درویش کے پاس پہنچا۔ **بیت** مملکتش رخت الخ۔ مملکت کلمہ تعظیم مثل جناب۔ **ترجمہ** (گویا) آپ کی مملکت نے صحرا میں ڈیرا ڈالدیا (تختۂ مینا سے مراد آسمان) اور اس تختۂ مینا پر تخت بچھا دیا۔ یعنی تخت سلیمان پرواز میں آیا۔ **بیت** دید

بنوعے کہ الخ۔ ترجمہ آپ نے اُس بنجر میدان میں ایک بوڑھے کسان کو ایسی حالت میں دیکھا۔ کہ آپ کا دل تازہ ہو گیا۔ بیت خانہ زکشتے الخ۔ ترجمہ تھوڑے سے غلہ سے (جو اُس کے پاس تھا) اُس نے اپنے گھر کو خالی کر دیا تھا۔ اور عدم کے غلہ دان (یعنی زمین بنجر) میں ڈال دیا تھا۔ بیت دانہ فشاں گشتہ الخ۔ ترجمہ اُس نے ہر گوشہ میں وانے بکھیر دیئے تھے۔ اور اُس کے ہر دانہ سے ایک خوشہ اُگ آیا تھا۔ بیت پردہٗ آں دانہ الخ۔ ترجمہ اُس دانہ کے پردہ نے جسے دہقان نے کھول دیا تھا۔ سلیمانؑ کی شیریں زبانی کو کھول دیا۔ یعنی اُس کا دانہ بونا سلیمانؑ کی گفتگو کا سبب بنا) بیت گفت جوانمرد الخ۔ ترجمہ (سلیمانؑ نے) کہا۔ اے بوڑھے! جب تیرے پاس اتنا غلہ تھا۔ تو تجھے اس کو کھا لینا چاہئیے تھا۔ بیت دام نہٗ الخ۔ ترجمہ تو کوئی جال نہیں ہے۔ پھر دانے نہ بکھیر (کہ دانے تو دام میں بکھیرے جاتے ہیں) تاکہ پرندوں کو گرفتار کیا جا سکے۔ اور تیری یہ غرض ہی نہیں) دیکھنا! (اس کا جواب دینے میں) مجھ جیسے شخص سے زبان درازی نہ کرنا۔ مُرغ زبانی۔ زبان درازی۔ بیت بیل نداری الخ۔ بیل۔ پھاوڑا۔ ترجمہ جب تیرے پاس (زمین کھودنے کے لئے) پھاوڑا ہی نہیں ہے۔ تو پھر جنگل کی مٹی کو نہ کھود۔ جب تیرے پاس پانی نہیں ہے تو دہقان کی طرح کچھ نہ بو۔ بیت ماکہ بسیراب الخ۔ آیندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ ہم جو سیراب زمین میں تخم ریزی کرتے ہیں (اُس میں بھی جو کچھ ہم بوتے ہیں۔ اُس سے کیا فائدہ اُٹھاتے ہیں؟ (یعنی کچھ نہیں) جو تو اس دانہ سوز کھیت سے۔ جو پیاسا ہے۔ اور جسے پانی نہیں ملتا۔ کیا حاصل کر سکیگا۔ بیت پیر بدو گفت الخ۔ ترجمہ بوڑھے نے اُن سے کہا کہ میری بات سے بُرا نہ مانیئے (اصل بات یہ ہے) کہ میں زمین اور پانی کی پرورش سے فارغ ہوں۔ بیت با تر و با خشک الخ۔ ترجمہ مجھے خشکی و تری سے کوئی واسطہ نہیں۔ دانہ ڈالنا میرا کام ہے۔ اور اُس کی پرورش کرنا خدا کا کام۔

**بیت** آب من اینک الخ۔ **ترجمہ** میرا پانی تو یہ میری پیٹھ کا پسینہ ہے۔ اور میرا چھاوڑا یہ میری انگلیوں کے رسکر ہیں۔ **بیت** نیست غم ملک الخ۔ **ترجمہ** مجھے ملک و ولایت کا کوئی غم نہیں۔ بلکہ جبتک زندہ ہوں یہ دانہ ہی میرے سلئے کافی ہے۔
**بیت** آنکہ بشارت الخ۔ **ترجمہ** وہ ذات (خدائے تعالیٰ) جو مجھے اپنی طرف سے خوشخبری دیتی ہے، وہ ایک دانہ سے مجھے سات (یعنی بیشمار) دانے عنایت فرماتا ہے۔ **بیت** دانہ بانباری الخ۔ **ترجمہ** شیطان کی شرکت میں دانہ نہ بو۔ تاکہ ایک دانہ سے سات سو دانہ کا پھل لگ جائے (یعنی جوتنے اور آبیاری وغیرہ اسباب ظاہری پر بھروسہ کرکے دانہ بونا گویا شرک ہے۔ اس لئے خدا پر توکل کرکے بونا چاہیئے) **بیت** دانۂ شائستہ الخ۔ **ترجمہ** سب سے پہلے دانہ اچھا ہونا چاہیئے تاکہ خوشہ کی گرہیں اچھی طرح سے پھلیں پھولیں۔ **بیت** ہر نظرے را الخ **ترجمہ** جس صاحب نظر کے دل کو قضا و قدر نے نور توفیق سے روشن کردیا ہے۔ اُس کا لباس (علم) اُس کے جسم (فہم و فراست) کے مطابق قطع کیا ہے۔ **بیت** رخت مسیحا **ترجمہ** (کیونکہ) ہر گدھا مسیح کا سر و سامان نہیں اُٹھا سکتا۔ اور ہر سر حکومت و سلطنت کا محرم نہیں ہوتا۔ **بیت** بحر بصد رود الخ **ترجمہ** سمندر (اپنے اندر) سیکڑوں دریاؤں (کے گرنے) کے باوجود ساکن ہے۔ لیکن ندی ایک ہی سیلاب میں شور مچانا شروع کردیتی ہے۔ یعنی ہر شخص کا حوصلہ اتنا وسیع نہیں ہوتا کہ وہ حامل اسرار معرفت الٰہی ہوسکے) **بیت** ہست دریں الخ۔ **ترجمہ** اس نیلگوں دائرہ (آسمان) میں ہر انسان کا مرتبہ اُس کے اندازہ کے مطابق ہے۔ **بیت** دولتی باید الخ **ترجمہ** دولتمند شخص کو صاحب صبر و سکون ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ ذرا سے بوجھ سے تنگ نہ ہوجائے۔ **بیت** ہر نفسے حوصلہ الخ۔ **ترجمہ** ہر شخص نازبرداری کا حوصلہ نہیں رکھتا اور ہر پیٹ رازِ معرفت کا حامل نہیں ہوسکتا۔ **بیت** ناز نگویم کہ الخ۔

ترجمہ میں یہ بات تکبّر سے نہیں کہتا کیونکہ یہ خامی ہے (مگر واقعہ یہ ہے کہ) ناز برداری صرف نظامی ہی کا کام ہے۔

# مقالۂ چہارم در حُسن رعایت بادشاہ در حق رعیّت

بیت اے سپر افگندہ الخ۔ بیغولہ۔ گوشہ۔ ترجمہ اے مردانگی سے عاجز اور اسے وہ کہ تیرا شغل گوشۂ بیگانگی ہے اتیرے اعمال جوانمردی اور آدمیت سے دور ہیں۔ بیت غرّہ بہ ملکی الخ۔ ترجمہ تو ایسے ملک پر (مغرور ہے) جس کو بقا نہیں۔ اور تو ایسی عمر پر خوش ہے جو بیوفا ہے۔ بیت چرخ نہ محضر الخ۔ ترجمہ تو آسمان تو نہیں (کہ ہمیشہ کجروی پر مائل رہے) نیکی کی محمل کو دوست رکھ۔ اور اس بلند آسمان سے ہمیشہ ڈرتا رہ۔ بیت پے سپر جرعہ مئے خوارگاں الخ۔ پے سپر پائمال۔ مئے خوارگاں سے مراد عیاش اور دنیا کی لذت کے طالب۔ دست خوش مغلوب۔ معتقد۔ مسخرہ۔ ترجمہ (تیری تو یہ حالت ہے۔ کہ تو) دنیا طلبوں کی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے پائمال ہو رہا ہے۔ اور کواکب کی چال سے مغلوب ہو رہا ہے (یعنی ستیاروں کی تاثیرات کا معتقد ہے) بیت مصحف و شمشیر الخ۔ ترجمہ تو نے تلوار اور قرآن دونوں کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور اس کے عوض جام و صراحی مقرر کر لئے ہیں۔ بیت آئینہ و شانہ الخ۔ ترجمہ کنگھی اور آئینہ ہاتھ میں لیکر خود آرا عورت کی طرح زلفوں کی آرائش میں مشغول ہے۔ بیت رابعہ با ثامن الخ۔ رابعہ بصری۔ عارفۂ مشہورہ۔ ثامن۔ آٹھواں۔ آں ہفت مرد سے مراد اصحاب کہف جن کی تعداد سات تھی۔ آٹھویں سے مراد سگ اصحاب کہف۔ یہاں مطلق کتّا مراد ہے۔ ترجمہ دیکھ کہ رابعہ بصری نے سات مردوں کے اس آٹھویں کے لئے (یعنی ایک کتّے کے لئے) اپنی زلفوں کے ساتھ کیا کیا ؟ رابعہ بصری نے جنگل میں ایک دفعہ ایک پیاسے کتّے کو

دیکھا۔ اپنی ٹوپی کا ڈول بنایا اور زلفوں کی رسّی۔ اور کنوئیں سے پانی نکالکر کتے کو پلایا۔
**بیت** اے ہنرانزا الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ ہنر تیری مروانگی سے شرمندہ ہے۔
بوڑھی عورت کے ہنر (یعنی خوبی اخلاق) سے شرم کر۔ پیرزن سے مراد رابعہ بصری۔
**بیت** چند کنی دعویٰ الخ۔ **ترجمہ** تو کبتک جوانمردی کا دعویٰ کرتا رہیگا۔ لاف زنی
کم کر کہ تو تو ایک عورت سے بھی کم ہے۔ **بیت** گردنِ عقل الخ۔ **ترجمہ** عقل کی گردن
ہنر سے آزاد نہیں ہے (عقل ہنر کی محتاج ہے) اور اُس کے لئے انصاف سے
بڑھکر کوئی ہنر نہیں ہے۔ **بیت** غازہ شدہ الخ۔ غازہ وخال۔ دونوں سے مراد
داد۔ **ترجمہ** یہ آب (ہنر تیرے چہرے کے لئے) غازہ ہے۔ مگر افسوس کہ تیرے
وجود کی نہر میں یہ موجود نہیں ہے۔ یہ تل بہت پیارا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ تیرے چہرے
پر نہیں۔ **بیت** جز گہر نیک الخ۔ **ترجمہ** نکوئی کے سوا اور کوئی بات نہ ظاہر کرنی
چاہیئے) اس سرمایۂ منفعت سے بہت کچھ نفع اُٹھا سکتے ہیں۔ اس شعر میں بھی مایہ سود
سے مراد وہی داد ہے۔ **بیت** نیست مبارک الخ۔ **ترجمہ** ظلم کرنا کسی طرح مبارک
نہیں۔ بلکہ یہ تو اپنی آبروریزی اور لوگوں کا خون بہانا ہے۔ **بیت** رفت بسے دعویٰ الخ
**ترجمہ** اس سے پہلے بھی بہت سے دعوے کئے گئے تاکہ شاید چند صاحبدل فراہم
ہوجائیں (بڑے بڑے سلاطین نے کوششیں کیں۔ کہ چند صاحب ہمت اشخاص
فراہم ہوجائیں۔ مگر نہ ہوسکے) **بیت** دادکن از الخ۔ **ترجمہ** انصاف کر اور لوگوں کی
دعا (یعنی مظلوموں کی بددعا) سے ڈر اور کسی کے آدھی رات کی فریاد کے تیر سے خوف
کر۔ **بیت** ہمت از انجا الخ۔ ہمت۔ دعا۔ نظر ہا بمعنی کارہا۔ **ترجمہ** چونکہ دعا بہت
سے کام کرسکتی ہے۔ اس لئے اُسے حقیر نہ سمجھ کیونکہ وہ بہت کچھ اثر کرتی ہے۔ **بیت**
ہمت آلودہ الخ۔ **ترجمہ** اُن ایک دو گناہ سے آلودہ شخصوں کی دعا نے تجھے معلوم ہے
کہ محمود کے ساتھ کیا کچھ کیا؟ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی

نے سومنات کا مندر برباد کر دیا تو ایک برہمن اس نیت سے عبادت کے لئے خلوت نشین ہوا کہ بادشاہ مرجائے۔ غرضکہ کامل طبیبوں کے علاج کے باوجود بادشاہ دن بدن کمزور اور دُبلا ہوتا گیا اور کوئی دوا فائدہ نہ کرتی تھی۔ وزیر نے علم نجوم سے یہ حقیقت معلوم کر لی اور مشہور کر دیا کہ بادشاہ مرگیا۔ برہمن نے جب یہ خبر سُنی تو حجرہ سے نکل آیا۔ کیونکہ اُسکا مقصد تو اسیقدر تھا کہ بادشاہ مرجائے۔ اس کے بعد علاج و دوا سودمند ثابت ہوئی اور بادشاہ نے صحت پائی۔ **بیت** ہمت چندیں الخ۔ نفس بے غبار۔ یعنی کدورتِ کفر سے پاک۔ **ترجمہ** پھر تو ہی سوچ کہ مصیبت کیوقت اتنے بے گناہ لوگوں کی دعا تیرے ساتھ کیا کچھ نہ کریگی۔ یعنی جب ایک گنہگار برہمن کی دعا غیر موثر نہ رہی تو اُن ہزارہا بندگانِ خدا کی دعائیں کس طرح اثر نہ کرینگی۔ جو ایک خدا کے ماننے والے اور آلودگی شرک سے پاک ہیں) **بیت** راہ روانے الخ۔ کشف بسکون شین۔ توجہ باطنی۔ کشف۔ بفتح شین۔ آبی جانور جسے کچھوا کہتے ہیں۔ یہ خشکی میں انڈے دیتا ہے۔ اور خود پانی میں بیٹھکر توجہ کرتا ہے کہ میں انڈوں پر بیٹھا ہوں کچھ مدت کے بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ **ترجمہ** وہ راہِ معرفت کے طے کرنے والے جو فرشتوں کی طرح (مبارک قدم) ہیں۔ وہ کشف و شہود میں کچھوے سے تو کسی طرح کم نہیں۔ **بیت** تیغ ستم دور کن الخ۔ **ترجمہ** اُن کے راستے سے ظلم کی تلوار علیحدہ کر دے تاکہ تو اُن کا صبح کا تیر (آہِ سحری یا بددعا) نہ کھا بیٹھے **بیت** داوگری شرط الخ۔ **ترجمہ** دادگستری ہی فرمانروائی کی شرط ہے (ملک صرف انصاف کی بدولت قایم رہ سکتا ہے) لیکن دنیا کا قاعدہ دیکھو۔ کہ ظلم ہے (لیکن دنیا والوں نے ستمگاری کو ہی شرطِ جہانداری بنا رکھا ہے) **بیت** ہرکہ دریں خانہ الخ۔ **ترجمہ**۔ جس نے اس گھر (دنیا) میں ایک رات انصاف کیا (یعنی ذرا سا بھی انصاف کیا) اُس نے اپنا کل کا گھر (یعنی آخرت) آباد کر لیا۔

# حکایت پیرزنے کہ عنان سنجر شاہ گرفتہ بود

**بیت** پیرزنے راستے الخ۔ **ترجمہ** ایک بڑھیا پر کچھ ظلم ہوا۔ اُس نے سلطان سنجر کا دامن پکڑ لیا۔ **بیت** کاے ملک آزرم الخ۔ آزرم۔ مہربانی۔ انصاف وغیرہ **ترجمہ** (اور کہا) کہ اے بادشاہ! میں نے تیرا انصاف بہت کم دیکھا ہے (یعنی نہیں دیکھا) بلکہ تمام عمر یا تمام سال میں تیرے ظلم ہی دیکھتی رہی ہوں **بیت** شحنۂ مست آمدہ الخ۔ **ترجمہ** ایک مشٹنڈا کوتوال میرے کوچے میں آگھسا اور میرے منہ پر کئی ٹھوکریں ماریں۔ **بیت** بے گناہ از خانہ الخ۔ **ترجمہ** بے خطا مجھے گھر سے نکال دیا اور میری چوٹی کھینچتا ہوا مجھے گلی میں لے آیا۔ **بیت** در ستم آباد الخ۔ **ترجمہ**۔ اُس ظلم کے مقام میں اُس نے مجھے ذرا مہلت نہ دی اور میرے دل وجان پر ستم کی مُہر لگادی (یعنی مجھ پر سخت ظلم کیا) **بیت** گفت فلاں نیم شب الخ۔ **ترجمہ** اور اُس نے کہا کہ اے کبڑی لونڈیا! بتلا۔ کہ فلاں آدھی رات کے وقت تیری گلی میں فلاں شخص کو کس نے مار ڈالا تھا **بیت** خانۂ من جست الخ۔ **ترجمہ** میرے گھر کی تلاشی لی کہ خونی کہاں ہے اے بادشاہ! (ذرا انصاف کر اور خود ہی بتلا کہ) اس سے بڑھ کر ظلم اور کہاں ہوتا ہے؟۔ **بیت** شحنۂ بدمست الخ۔ **ترجمہ** وہ مشٹنڈا کوتوال جو خود خون کرتا ہے وہ ایک بوڑھی عورت سے کیوں جھگڑتا ہے۔ **بیت** طبل زناں دخل الخ۔ **ترجمہ** ملک کی آمدنی اور خراج تو نقارہ بجاتے ہوئے بادشاہ لے جاویں لیکن گناہ کے بدلے میں (بغیر تحقیق کے) بوڑھی عورت پکڑی جائے۔ **بیت** آنکہ دریں ظلم الخ۔ **ترجمہ** وہ شخص (وہی کوتوال) جس نے اس ظلم کو روا رکھا ہے اور (اصل) اُس نے میرا پردہ اور تیرا انصاف اُٹھادیا ہے (میری پردہ دری کی ہے اور

تیرے عدل کو بٹہ لگایا ہے) **بیت** کوفتہ شد سینہ الخ۔ **ترجمہ** میرا زخمی سینہ پاش پاش
پاش ہو گیا ہے۔ میں اور میری روح بالکل ملیامیٹ ہو گئی ہے۔ **بیت** گر نہ دہی داد
من الخ۔ **ترجمہ** اے بادشاہ اگر تو میرا انصاف نہیں کریگا تو قیامت کے دن تیرا بھی
یہی حشر ہوگا۔ **بیت** داوری و داد الخ۔ **ترجمہ** (تو نام کو تو بادشاہ ہے لیکن)
مجھے تیرے انصاف کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ میں نہیں دیکھتی۔ کہ تو قیامت کے دن
اس ظلم (کے نتیجے) سے آزاد رہ سکے۔ **بیت** از ملکان قوت الخ۔ **ترجمہ** بادشاہوں
سے تو (رعایا کو) قوت اور مدد ملا کرتی ہے۔ لیکن دیکھ کہ تیری طرف سے ہمیں کیا کیا ذلتیں
اُٹھانی پڑی ہیں۔ **بیت**۔ مال یتیماں ستدن داد نیست الخ۔ **ترجمہ** یتیموں کا
مال چھین لینا انصاف نہیں۔ اس عادت کو چھوڑ دے کہ بزرگ ایسا نہیں کرتے۔
**بیت**۔ بر پلہ پیر زناں الخ۔ پلہ پہلے مصرع میں بفتح اوّل وثانی بمعنی مال حقیر وقلیل
اور پلہ دوسرے مصرع میں بضم اوّل وفتح ثانی بمعنی سفید بال۔ **ترجمہ** بوڑھی عورتوں
کے حقیر مال کی طمع نہ کر۔ اور ایک بوڑھی عورت کے سفید بالوں سے شرم کر۔ **بیت**
بندۂ و دعوائے شاہی کنی الخ۔ **ترجمہ** تو تو (ظلم کا) غلام ہے اور بادشاہی کا
دعوئی کرتا ہے۔ جب تو تباہی پھیلا رہا ہے تو تو بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ **بیت**
شاہ کہ ترتیب الخ۔ **ترجمہ** جو بادشاہ کہ ملک کو آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ
پاسبانی اور حفاظت کے ساتھ رعیت پر حکومت کرتا ہے۔ **بیت** باہمہ سر برا الخ
**ترجمہ** تاکہ سب لوگ اُس کے آگے سر تسلیم جھکا دیں۔ اور دل وجان سے اُس کی
دوستی اختیار کریں۔ **بیت** عالمے را زیر الخ۔ **ترجمہ** تو نے ایک جہان کو درہم برہم
کر رکھا ہے جب سے تو (بادشاہ ہوا ہے) آخر تو نے کونسا ہنر کیا ہے۔ **بیت**
دولت ترکاں الخ۔ **ترجمہ** ترکوں کی حکومت کو جو عروج حاصل ہوا تو اس لئے کہ اُنہوں
نے انصاف پسندی کے ساتھ ملک گیری کی۔ **بیت** چونکہ تو بیداد الخ۔ **ترجمہ**

چونکہ تو ظلم کی پرورش کر رہا ہے اس لئے تو ترک نہیں بلکہ ایک لٹیرا ہندو ہے* **بیت** سکن شہری الخ۔ **ترجمہ** شہر تیرے ظلم کی وجہ سے ویرانہ ہوگیا۔ اور دہقان کے کھلیان میں تیری وجہ سے غلہ کا ایک دانہ نہیں رہا (سب لٹ گیا) **بیت** ز آمدن مرگ الخ۔ **ترجمہ** موت کے آنے کا خیال کر۔ جبتک تجھے قدرت حاصل ہے (اپنے لئے عدل و انصاف کا) کوئی قلعہ بنالے۔ **بیت** عدل تو قندیل الخ۔ **ترجمہ** تیرا انصاف تیرے لئے رات کا روشن کرنے والا چراغ ہے اور تیرا آج کا دن (یعنی فرصت امروزہ) فردائے قیامت تیرا مونس ہوگا۔ **بیت** پیر زناں را الخ۔ **ترجمہ** بوڑھی عورتوں کو اپنی (اچھی) باتوں سے خوش رکھ۔ اور بوڑھی عورتوں کی (یعنی میری) یہ نصیحت یاد رکھ۔ **بیت** دست بدار از الخ۔ یاسج۔ تیر مراد تیر آہ۔ **ترجمہ** عاجزوں (پر ظلم) کرنے سے اپنا ہاتھ روک لے تاکہ تو ان غم رسیدہ لوگوں کے تیر آہ سے محفوظ رہے۔ **بیت** چند زنی تیر الخ۔ گوشہ بے توشہ۔ قبر۔ **ترجمہ** تو کب تک ہر طرف (ظلم کے) تیر برساتا رہیگا۔ کیا تو گوشہ قبر سے غافل ہے۔ **بیت** فتح جہاں را الخ۔ **ترجمہ** تو تو جہان کی کشائش کے لئے کنجی ہے۔ تو ظلم کے لئے تو پیدا نہیں ہوا۔ **بیت** شاہ بدانی کہ الخ۔ **ترجمہ** تو بادشاہ تب ہی کہلائیگا کہ ظلم نہ کرے۔ اور اگر دوسرے لوگ زخم پہنچائیں تو تو مرہم رکھے۔ **بیت** رسم ضعیفاں الخ۔ **ترجمہ** کمزوروں اور ضعیفوں کا طریقہ ہی یہ ہوجائے۔ کہ وہ تجھ پر ناز کریں اور تیرا دستور یہ ہونا چاہئے کہ تو لوگوں پر نوازش کرے۔ **بیت** گوش بدروازہ الخ۔ **ترجمہ** لوگوں کی سانسوں کے دروازے (منہ) پر کان لگائے رکھ (مظلوموں کی فریاد سننے کیلئے ہر وقت مستعد رہ) اور چند گوشہ نشین فقرا کی حفاظت کر۔ فقرا کی حفاظت اس لئے کہ وہ تجھے انصاف کا راستہ بتلاتے رہیں یا یہ کہ یہ فقرا ہی مظلوم ہیں۔ انہیں ظلم سے محفوظ رکھ)

**بیت** سنجر کا قلیم الخ۔ **ترجمہ** سنجر جس نے خراسان کا ملک لے لیا تھا اُس نے اپنا بہت نقصان کیا کہ (اُس بڑھیا کی) بات کو معمولی سمجھا۔ **بیت** داد دریں دور الخ **ترجمہ**۔ اس زمانہ میں انصاف جڑ سے کھود کر پھینکدیا گیا ہے (انصاف نہیں رہا۔ گویا کہ) اُس نے سیمرغ کے پروں میں اپنا وطن بنا لیا ہے (جس طرح سیمرغ بے نشان ہے اسیطرح انصاف ناپید ہے) **بیت** شرم دریں طارم الخ مُطبق۔ طبق۔ برطبق۔ تو برتو۔ **ترجمہ** اس نیلگوں چھت (آسمان) میں شرم نہیں رہی۔ اور اس پرت دار زمین میں آبرو نہیں رہی۔ **بیت** خیز نظامی زحد الخ **ترجمہ** نظامی اُٹھ اور حد سے زیادہ گریہ کر اور اپنے دلِ خون شدہ پر خون کے آنسو بہا

## مقالۂ پنجم در صفتِ بشری و صفتِ پیری

**بیت** روز خوش عمر الخ۔ روز خوش عمر۔ جوانی۔ شب۔ پیری خوش رسید بہ تعجیل رسید۔ **ترجمہ** عمر کا پسندیدہ دن سرعت کے ساتھ رات میں تبدیل ہوگیا خاک ہوا میں منتشر ہونے لگی۔ اور پانی آگ سے متصل ہے (یعنی زوال قریب آپہنچا) **بیت** صبح برآمد چہ الخ۔ **ترجمہ** (پیری کی) صبح نکل آئی۔ تو نیند میں کیوں سرشار ہو رہا ہے کہ آفتاب دیوار سے ڈھل چکا ہے (غروب ہونے کو ہے یعنی موت قریب ہے۔ آفتاب سے مراد عمر اور نیند سے مراد غفلت) **بیت** بگذر ازیں پے الخ پے۔ جستجو و خیال۔ **ترجمہ** اس جستجو سے جس سے مراد جہانگیری ہے باز آ (یہاں پہنچکر حکومت کی خواہش نہ کرنا چاہئے) اس پر جوانی کا حکم نہ لگا۔ یہ تو بڑھاپا ہے۔ (جہانگیری اور سلطنت تو صرف جوانی میں ہی زیبا ہے۔ بڑھاپا اس کے شایاں نہیں) **بیت** خشک شد آں دل الخ۔ **ترجمہ** وہ دل جو (جوانی میں) غمِ عشق سے زخمی تھا (بڑھاپے میں) خشک ہوگیا۔ کیونکہ اب اس کو وہ لذت حاصل نہیں ہے۔

جو اس سے پہلے (حاصل) تھی۔ **بیت** شیفتہ شد عقل الخ۔ **ترجمہ** اب عقل دیوانی اور رائے تباہ ہو چکی ہے۔ ہاتھ چھالے کی مانند ہیں اور پاؤں سوج گئے ہیں۔ یعنی ہاتھ پاؤں اب کسی کام کے نہیں رہے۔ **بیت** باتو زمیں را الخ۔ **ترجمہ** زمین کو تجھ پر مہربانی اور بخشش کرنیکا خیال ہے (یعنی محبت کے ساتھ تجھے آغوش میں لے لینا چاہتی ہے) اس لئے تو تعلقات دنیا سے الگ ہٹ جا۔ کیونکہ راحت و آسائش اسی میں ہے۔ **بیت** نیست دریں پاکی الخ۔ **ترجمہ**۔ آسودگی دوم بمعنی علیحدگی و بے تعلقی اور اول بمعنی آسائش و راحت۔ اس پاکی و آلودگی میں (یعنی پیری میں کیونکہ پیری پاکی اور آلودگی کا برزخ ہے) علائق دنیوی سے علیحدہ ہو جانا راحت و آسائش سے بہتر ہے۔ **بیت** چشمۂ مہتاب تو الخ۔ چشمۂ مہتاب سے مراد دل اور لالۂ سیراب سے رخسار۔ بڑھاپے میں دل کا جوش و ولولے اور رخساروں کی سرخی باقی نہیں رہتی۔ **ترجمہ** تیرا چشمۂ مہتاب (دل) ٹھٹھر گیا ہے۔ اور تیرا لالۂ شاداب (رخسار) زرد ہو گیا ہے۔ **بیت** موئے بموئیت الخ۔ حبش کے باشندے چونکہ سیاہ رنگ ہوتے ہیں اس لئے کالے بالوں کو حبش سے استعارہ کیا ہے اور طراز چونکہ حسینوں کے لئے مشہور ہے اور گوری رنگت لازمۂ حسن ہے لہذا سفید بالوں کو طراز سے استعارہ کیا ہے۔ زنگی سیاہ رنگ اور رومی گورے چٹے ہوتے ہیں اس لئے زنگی و رومی سے یا تو سیاہ و سفید بالوں سے کنایہ ہے یا امراض و فتور جسمانی مراد ہیں جو عالم پیری میں سر سے پاؤں تک آدمی کو لاحق حال ہوتے ہیں۔ **ترجمہ** سیاہ سے لیکر سفید تک تیرا ہر بال ایسا معلوم ہوتا ہے گویا حبشی و رومی آپس میں گتھے ہوئے ہیں۔ یعنی سر سے پاؤں تک امراض تجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ **بیت** پیر دو موئے کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ دو رنگ کے بالوں والا بوڑھا کہ اس سے مراد تیری زندگی کے دن رات ہیں۔ یہ جوانی کے زمانہ میں تجھے ادب سکھلا نیوالا ہے

**بیت** گر توجواں تر الخ۔ **ترجمہ** (اور وہ زمانہ تجھ سے کہتا ہے) کہ تجھ سے بڑھکر کتنے ہی جوان اس دنیا میں گذر چکے ہیں جو اسی فکر میں تھے کہ وہ بوڑھے ہوں (لیکن) **بیت** پردۂ گل باد الخ۔ **ترجمہ** اُس کے پھول کے پردے کو بادِ خزاں لیگئی بڑھاپا آیا اور اُس کی جوانی کو لے گیا۔ پردۂ گل سے مراد سُرخی رخسار جو علامت شباب ہے۔ پردۂ گل کی جگہ ایک نسخہ "برگ گلشن" بھی ہے۔

**بیت** عیب جوانی نہ الخ **ترجمہ** عہد جوانی میں عیب کسی شمار میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہتے ہیں کہ "پیری و صد عیب" یعنی اگر جوانی کی حالت میں کوئی غلطی ہوجائے تو مقتضائے جوانی سمجھکر اس سے درگذر کی جاتی ہے۔ لیکن اگر بڑھاپے میں کوئی غلطی ہوجائے تو ہر ایک طعن وتشنیع پر اُتر آتا ہے۔ اور جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ "پیری وصد عیب"۔ **بیت** دولت اگر دولت الخ۔ **ترجمہ** خواہ جمشید بادشاہ کی سی سلطنت بھی کیوں نہ میسّر ہوجائے پھر بھی بالوں کا سفید ہوجانا نااُمیدی کی علامت ہے (اگر جمشید جیسی سلطنت بھی حاصل ہوجائے۔ تب بھی بڑھاپے اور اسکے بعد اُس کے لازمی نتیجہ موت کا کوئی علاج نہیں) **بیت** ملک جوانی الخ **ترجمہ** جوانی اور خوبصورتی کا ملک کسے حاصل ہے۔ خدایا! جب یہ مجھے حاصل نہیں ہے تو پھر کس کو حاصل ہے۔ یعنی جب مجھے حاصل نہیں تو پھر اگر کسی کو حاصل بھی ہے تو مجھے کیا۔ **بیت** رفت جوانی الخ۔ **ترجمہ** جوانی غفلت میں گذر گئی (یہ) افسوس کا مقام ہے (اس پر) افسوس کرنا چاہئے۔ **بیت** گمشدہ ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** جس شخص کی گمشدہ چیز یوسف جیسی عزیز ہو۔ اُس شے کا گم ہونا (حقیقت میں) افسوس کا مقام ہے (جوانی ایک یوسف تھا جو گم ہوگیا۔ اس گمشدگی پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے) **بیت** فارغی از قدر جوانی الخ۔ **ترجمہ** تو جوانی کا مرتبہ نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ جبتک تو بوڑھا نہ ہوگا (اُس وقت تک) نہیں جان سکتا کہ وہ کیا

(نعمت) ہے۔ **بیت** گرچہ جوانی ہمہ الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ جوانی سراپا آگ ہے
پھر بھی بڑھاپا ناگوار اور جوانی مرغوب ہے۔ **بیت** شاہد باغ انست الخ۔
**ترجمہ** جوان درخت باغ کے لئے باعث زینت ہوتا ہے۔ لیکن جب بوڑھا
ہو جاتا ہے تو (بیکار سمجھ کر) باغبان اُسے کاٹ ڈالتا ہے۔ **بیت** شاخ تر از الخ
**ترجمہ** ہری ٹہنی نئے پھول کے لئے آغوش ہوتی ہے (پھول اس سے پیدا
ہوتا ہے) لیکن خشک ایندھن صرف خاکستر بنانے (جلانے) کیلئے ہوتا ہے
**بیت** موئے سیہ الخ۔ **ترجمہ** کالے بال سر کے لئے غالیہ (باعث زینت)
ہوتے ہیں (جس طرح سے) سیاہ پتھر (کسوٹی جس پر صراف سونے کو پرکھتے
ہیں۔ سیاہ رنگ کی ہوتی ہے) ہی زر کو پرکھنے کا کام دیتا ہے۔ **بیت**

موئے سپید از اجل آرد پیام　　پشت خم از مرگ رساند سلام

**ترجمہ** سفید بال موت کا پیغام لاتے ہیں اور جھکی ہوئی پیٹھ موت کا سلام
پہنچاتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ سلام کے لئے آدمی قدرے خمیدہ ہو جاتا ہے۔ **بیت**
عہد جوانی بسر الخ۔ **ترجمہ** جوانی کا زمانہ گذر چکا۔ اب (غفلت کی نیند) نہ سو رات
گئی اور یہ صبح نمودار ہوئی۔ **بیت** آتش طبع تو الخ۔ **ترجمہ** تیری گرمی طبع نے
جب کافور کھالیا۔ تو پھر اس نے تیرے مشک کو بھی کافور بنا دیا (کافور کی تاثیر چونکہ
ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس لئے کافور کھانے کا نتیجہ گویا آتش طبع کا سرد ہو جاتا ہی
نیز یہ کہ کافور کا رنگ سفید ہوتا ہے اور پیری میں بھی بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اس لئے
مشک سے مراد یا گرمی مزاج یا بالوں کی سیاہی بصورت اوّل کافور کردگے یہ معنی
ہونگے کہ گرمی مزاج کو دور کر دیا اور دوسری صورت میں کہ بالوں کی سیاہی کو سفیدی
سے بدل دیا) **بیت** تا چو عروساں الخ۔ **ترجمہ** آخر کبتک تو دلہنوں کی دلہن
کی طرح کبھی ریشمی لباس پہنتا رہیگا اور کبھی ٹاٹ۔ **بیت** چونکہ ہوا سرد الخ

ترجمہ جبکہ ہوا ایک دو ماہ کے لئے سرد ہو جاتی ہے تو وہ سیاہ بادلوں سے سفید برف بناتی ہے (یعنی اس دنیا میں جب سرد ہوا چلتی ہے تو وہ سیاہ بادلوں کو سفید برف بنا کر برسا دیتی ہے۔ پھر تجھ پر وہ کیوں اثر نہ ڈالیگی۔ خواہ تو کتنے ہی لباس پہنکر اپنے کو محفوظ رکھنا چاہے۔ **بیت** رنگ خراین الخ رنگ خر۔ خریدار رنگ **ترجمہ**۔ یہ نیلگوں کرہ (آسمان) رنگ کا خریدار (مشتاق) ہے اسی لئے عیسیٰؑ نے رنگریزی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ **بیت** گازری از رنگ الخ۔ گازر۔ دھوبی۔ **ترجمہ** گازری اور رنگ رزی میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ (کیونکہ دونوں کپڑے کو صاف اور روشن کر دیتے ہیں) اسیواسطے مسیحا اور خورشید کا گھر ایک ہے۔ آفتاب آسمان چہارم پر ہے اور مسیح بھی آسمان چہارم پر ہیں **بیت** گازر کاری الخ۔ **ترجمہ** گازر کاری تو پانی کا کام ہے (کہ وہ میل کو دور کرتا ہے) اور رنگ رزی چاند کا پیشہ ہے (کیونکہ چاند کی روشنی ہی سے پھلوں میں رنگ پیدا ہوتا ہے) **بیت** چوں شب وچوں روز الخ۔ **ترجمہ** دن اور رات کی طرح دورنگی اختیار نہ کر۔ شکل رومیوں کی سی (جو بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہے) اور دل زنگیوں کی طرح (سیاہ) نہ رکھ۔ **بیت** چونکہ ہوا را جوئے الخ **ترجمہ** چونکہ ہوا کو ایک جو کے برابر بھی رنگ حاصل نہیں ہے۔ اسی واسطے تمام ہوا کا وزن ایک جو کے برابر بھی نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہوا چونکہ رنگ سے عاری ہے اسیواسطے اتنی لطیف ہے۔ اگر وہ بھی پابند رنگ ہوتی۔ تو اسے یہ لطافت حاصل نہ ہوتی) **بیت** تاپلے ایں رومی الخ۔ **ترجمہ** جب تک اس رومی وزنگی (یعنی روز وشب مراد زمانہ) کی فکر تجھے لاحق ہے۔ اُس وقت تک ظالم اور جاہل ہونے کا داغ برابر (تیری پیشانی پر) لگا رہیگا۔ **بیت** در کمر کوہ زخوئے دورنگ + پشت در پشت میان پلنگ۔ پلنگ چیتا۔ جس کا

رنگ زرد اور اس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔ اور اس کی کمر بہت پتلی ہوتی ہے
کمر کے پتلے ہونے کی وجہ سے اسکو پشت دریدہ کہا ہے۔ ترجمہ اپنی دورنگی طبع کے
باعث پہاڑوں میں چیتے کی کمر تنگ ہے۔ بیت داری ازیں خوئے الخ۔ ترجمہ
تو اپنی اسی مخالف (عقل) رائے کی وجہ سے گرمیوں میں سینکڑوں کپڑوں کے پہننے
کا ارادہ رکھتا ہے اور سردی میں ایک بھی نہیں۔ بیت آں خور و آں پوش الخ
ترجمہ شیر اور چیتے کی طرح وہی کھا اور پہن۔ جسے تو تمام سال حاصل کر سکے
بیت تا تشکمے نان الخ۔ ترجمہ جبتک تیرے پاس پیٹ بھر روٹی اور منہ بھر پانی
موجود ہے اس وقت تک ہر پیالہ پر اپنے ہاتھ کو چمچہ نہ بنا (ہر ایک کے سامنے
دست سوال دراز نہ کر) بیت نان اگر آتش الخ۔ ترجمہ اگر روٹی تیری (بھوک کی
آگ کو نہ بجھا سکے۔ تو پانی اور گھاس تجھ سے کس نے چھین لئے ہیں (اگر روٹی
پیٹ بھر کر کھانے کو نہ ملے۔ تو کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے گھاس
کھا لینا بہتر ہے) بیت بہ کہ خوری چوں الخ۔ ترجمہ یہ بہتر ہے کہ تو عیسٰے کے
گدھے کی طرح گھاس کھالے بہ نسبت اس کے کہ (دنیا کے) کتوں کی روٹی مانگتا
پھرے۔ بیت آتش ایں خاک الخ۔ خم سے مراد آسمان۔ یاد گرد۔ فضول گھومنے
والا۔ ترجمہ اس زمین اور اس بیہودہ گردش کرنے والے آسمان کی حرارت و
گرمی اس وقت تک روٹی نہیں دیتی۔ جبتک کہ انسان کی آبرو نہ لے لے۔ بیت
گر نہ دریں دخمۂ الخ۔ آیندہ شعر سے قطعہ بند۔ زندانیاں سے مراد اہل دنیا کہ دنیا
ایک قید خانہ ہے۔ ترجمہ اگر دنیا والوں کے اس قبرستان (سینہ یا پیٹ) میں
سے روحانی لوگوں کی آگ (معرفت و محبت) بجھ نہیں گئی ہے۔ تو یوسف جاں (خود
جان) بھیڑئیے کے سے سانس والا اور گریہ خواں شیر کیوں بنی ہوئی ہے
(اگر دنیا میں محبت و معرفت کا کہیں نام بھی ہے تو یہ ظلم و جفا کیسے؟) بیت از پئے

مشتے جو الخ۔ **ترجمہ** تھوڑے سے گیہوں دکھائی دینے والے جوؤں کے پیچھے دل کے دانے کو جو اور گندم کی طرح نہ بیں۔ **بیت** نان خورش از الخ۔ **ترجمہ** پانی کی طرح اپنے سینے سے ہی شور باھیا کر (خونِ جگر) پی اور آگ کی طرح اپنے ہی دل کے کباب بنالے (دل کو جلا لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا) **بیت** خاک بخور نان الخ۔ **ترجمہ** مٹی کھالے لیکن بخیلوں کی روٹی نہ کھا (بلکہ اگر ان کی ہو تو) خاک کو بھی رکھدے۔ اور ذلیل لوگوں کے زخم نہ کھا (کہ وہ تجھے طعنہ دیں) **بیت** بہ کہ بیکاری بکنی الخ۔ دست خوش کے کئی معنی ہیں مگر یہاں مشق اور قدرت مراد ہے۔ **ترجمہ**۔ بہتر یہ ہے کہ تو کسی کام میں مشق بہم پہنچائے تاکہ تجھے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ **بیت** بردل ودستے ہمہ الخ **ترجمہ** تمام لوگوں کے ہاتھ اور دل پر کانٹے لگادے اور خاموش ہو کر نہ بیٹھ۔ کوئی کام کرتا رہ (یعنی کسی سے مدد نہ لے۔ بلکہ خود کام کر)

# حکایت پیر خشت زن با جوان بوالفضول

**بیت** در طرفِ شام الخ۔ **ترجمہ** ملک شام کی طرف ایک بوڑھا رہتا تھا۔ جو پری کی طرح لوگوں سے دور رہتا تھا۔ **بیت** پیرہن خود الخ۔ **ترجمہ** گھاس پھوس سے اپنا لباس بنتا۔ اینٹیں پکاتا۔ اور اُن (کے ذریعے) سے روزی حاصل کرتا تھا۔ **بیت** تیغ زناں چوں الخ۔ تیغ زناں سے مراد بڑے بڑے مجاہدانِ نفسِ امارہ۔ **ترجمہ** بڑے بڑے مجاہد جب مرتے تو قبر میں اُن اینٹوں کی سپر بناتے (خدا کے عذاب سے بچنے کے لئے۔ مراد یہ ہے کہ بڑے بڑے بزرگ لوگ اس کی خواہش کرتے کہ مرنے کے بعد اُن کی قبر میں وہ اینٹیں رکھی جائیں کہ اُن کی برکت سے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہ سکیں) **بیت** ہر کہ جز آں خشت الخ۔ **ترجمہ** (خیال یہ تھا کہ) جس شخص کا

نقاب (قبر میں) اُن اینٹوں کے سوا اور کسی چیز کا نہ ہوتا (انہیں اینٹوں کا ہوتا) ہر چند
کہ وہ گنہگار بھی ہوتا پھر بھی اُسے عذاب نہ ہوتا۔ **بیت**۔ پیر یکے روز الخ۔ **ترجمہ**
بوڑھا ایک دن اسی کاروبار میں کام بڑھانے کے خیال میں مصروف تھا **بیت**
آمد از انجا الخ۔ **ترجمہ** کہ ناگاہ وہاں ایک خوبصورت جوان آگیا اور باتیں کرنے لگا
**بیت** کیں چہ زبونی الخ۔ **ترجمہ** یہ کیسی بُری بات اور کیسی ذلت ہے۔ مٹی کا
کام؟ یہ تو کمینے لوگوں کا پیشہ ہے۔ **بیت** خیز و مزن الخ۔ **ترجمہ** اٹھ اور زمین کی
ڈھال پر تلوار نہ مار (زمین کو کھود کھود کر اینٹیں نہ بنا) کہ قضا و قدر تجھ سے ایک روٹی
دریغ نہ کریں گے (تجھے یہ کام کئے بغیر بھی روٹی مل رہیگی) **بیت** قالب ایں خشت الخ
**ترجمہ** ان اینٹوں کے سانچے کو جلا ڈال اور دوسرے سانچے سے نئی اینٹیں
بنا (اس طرز معاش کو بدل دے) **بیت** چندر کلو خے الخ۔ **ترجمہ** تو تکلف سے
کب تک اینٹیں بنائے جائیگا۔ اور پانی اور مٹی میں کب تک تصرف کرتا رہے گا۔
**بیت** خویشتن از جملہ الخ۔ **ترجمہ** تو خود کو منجملہ دیگر بوڑھوں کے سمجھ اور جوانوں کا کام
جوانوں کے حوالہ کردے۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے نے اُس
سے کہا کہ ضد نہ کر۔ اس کام سے درگذر کر اور غصے نہ ہو۔ **بیت** خشت زدن الخ۔
**ترجمہ** اینٹیں بنانا بوڑھوں (تجربہ کاروں) کا کام ہے اور بوجھ اُٹھانا قیدیوں کا
کام ہے (احسان کا بوجھ اُٹھانا مفت خور نالائقوں کا کام ہے) **بیت** دست بدیں
پیشہ الخ۔ **ترجمہ** میں نے اس پیشہ میں جو مجھے حاصل ہے۔ اس لئے ہاتھ ڈالا
تا کہ کسی دن تیرے سامنے مجھے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ **بیت** دست خوش
کس نیم الخ۔ دست خوش۔ مغلوب۔ دست رنج۔ اُجرت و مزدوری۔ **ترجمہ** میں خزانہ
کے لئے کسی کا دستِ نگر نہیں ہوں اور میں محنت و مزدوری کی وجہ سے قناعت اختیار
کئے ہوئے ہوں۔ **بیت** از پئے ایں رزق الخ۔ **ترجمہ** اس رزق (کے کمانے)

کی وجہ سے مجھ پر عتاب نہ کر۔ اور اگر ایسا رزق ) نہ ہو۔ تو اُسے مجھ پر حلال نہ کر (یعنی محنت کرنے کے سوا کسی اور طریق سے کمائے ہوئے رزق کو میرے لئے جائز نہ سمجھ (کہ میں اس کے لئے آمادہ نہیں ہوں) **بیت** از سخنِ پیر الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے کی بات سُنکر اُس کا ملامت کرنے والا (وہ نوجوان ) روتا ہوا وہاں سے چلا گیا **بیت** چند نظامی درِ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی تو کبتک دنیا کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہیگا (کب تک دنیا طلب کرتا رہیگا) اُٹھ اور اگر تجھے دروازہ کھٹکھٹانا ہی ہے تو دین کا دروازہ کھٹکھٹا (دین کا طالب بن جا)

## مقالۂ ششم در اعتبار موجودات

**بیت** لعبت بازے الخ۔ **ترجمہ** اس پردہ (آسمان) کے پیچھے کوئی پُتلی گر موجود ہے۔ ورنہ اُس (آسمان) پر یہ تمام پُتلیاں کس نے بنادی ہیں (یعنی کوئی ذات ایسی ضرور موجود ہے۔ ورنہ یہ ستارے اور سیارے کس طرح بن گئے) **بیت** دیدۂ دل محرم الخ۔ **ترجمہ** دل کی آنکھوں کو اس پردے کا محرم بنالے۔ پھر پھر دیکھ کہ اس پردے سے کیا راز ظاہر ہوتا ہے۔ **بیت** کز پس ایں الخ۔ **ترجمہ** کہ اس زنگاری پردہ کے پیچھے بیشمار لٹیرے موجود ہیں (کیسے کیسے ستارے موجود ہیں) **بیت** گوہرِ چشم الخ۔ **ترجمہ** (وہ ایسے ہیں کہ) اپنی آنکھوں کے موتی کو نورِ ادب سے روشن کئے ہوئے ہیں اور خدمتگذاری کی پٹی پر اُنہوں نے اپنا دل سی دیا ہے (دل سے خدمتگذاری کرتے ہیں) **بیت** ہیچ بریں نقطہ الخ۔ نقطہ پرکار سے مراد زمین سے ہے۔ کہ آسمان کے مقابلے میں یہ ایک نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔ **ترجمہ** پرکار کے اس نقطہ پہ کوئی چیز بھی تو ایسی موجود نہیں جو اس دائرہ کے خط کی طرف سے کام میں نہ لگی ہوئی ہو۔ **بیت** ایں دو سہ مرکب الخ۔ **ترجمہ** یہ چند

گھوڑے جو سواری کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ ہمارے ہی لئے خدمتگار بنائے گئے ہیں امر کب سے مراد آسمان جو کہ ہر وقت گردش میں لگے ہوئے ہیں۔ **بیت** پیشتر از جنبش الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ تازگاں۔ دوڑنے والے مراد آسمان **ترجمہ** ان دوڑنے والوں کی حرکت سے پہلے جو ہیں تو نوسفر لیکن اس کیسا نہ ہی کہن آوازہ ہیں۔ کیا ہم نے عشق کا مرتبہ (بلند) نہیں کیا۔ اور کیا عشق کی نعمت ہم نے نہیں کھائی (یعنی نوسفر اس اعتبار سے کہ ان کی خلقت بفحوائے اول ما خلق اللہ نوری ہم سے بعد کی ہے) **بیت** در دو جہاں الخ۔ **ترجمہ** دونوں جہان میں (قضا و قدر نے) عیب و ہنر مقرر کر دیئے ہیں۔ اور (اے انسان) یہ دونوں تیرے فتراک بند سے باندھ دیئے ہیں۔ **بیت** نیست جہاں را الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند **ترجمہ** جہان کے لئے تجھ سا اور کوئی ہمخانہ نہیں ہے۔ اور مرغ زمین کے لئے تجھ سے بہتر کوئی دانہ نہیں ہے (جس طرح مرغ دانہ کو کھا جاتا ہے۔ اسیطرح زمین تجھے نگل جاتی ہے) اس طبیعت کے زخمی کر دینے والے مرغ (زمین) سے کنارہ کشی اختیار کر۔ اور اس مرغ (زمین) پر سیمرغ کی طرح (گوشہ نشین اور گمنام) زندگی بسر کر **بیت** مرغ قفس بر الخ۔ **ترجمہ** قفس عنصری کا لیجانے والا پرندہ (نفس ناطقہ) جو تیرے لئے بمنزلہ مسیحا کے ہے۔ اگرچہ وہ بسبب ظاہر تجھ سے نیچے ہے (تیرے جسم میں ہے) لیکن وہ تجھ سے بلند مرتبہ ہے۔ **بیت** یا ز قفس چنگل الخ۔ **ترجمہ** یا تو اس پنجرے سے اس کا پنجہ الگ کر دے (نفس ناطقہ کو جسم سے الگ کر دے اور فنا ہو جا) یا اپنے پنجرے کو اسی کے حوالے کر دے (اس کا مطیع ہو جا اور ریاضت و عبادت میں مشغول) **بیت** تا چو بنہ سوئے الخ۔ **ترجمہ** تاکہ جب وہ عالم علوی کی طرف اپنا سامان لے جائے (یعنی خود سفر کرے) تو تجھے اپنے پروں کے نیچے (اپنی حفاظت میں) لے جاوے۔ **بیت** چوں گذرے زیں الخ۔ **ترجمہ** جب

توخاک کی ان چند دہلیزوں (طبقات زمین یا تعلقات دنیا) سے گذر جائیگا۔ تو پھر تیری تختی (تیری ذات) کو خودی سے اچھی طرح دھودیں گے (تجرد اختیار کرنے پر ہی تو خودی سے آزاد ہو سکتا ہے) **بیت** ختم سفیدی الخ۔ **ترجمہ** پھر تو سفیدی وسیاہی کا خاتمہ بن جائیگا (کہ سفیدی روز اور سیاہی شب تو اس دنیا کے مناسبات ہیں۔ عالم علوی سے انہیں کیا واسطہ) اور خدائے تعالیٰ کے اسرار کا خزانہ بن جائیگا۔ **بیت** سہل شوی الخ۔ **ترجمہ** تو بہ سہولت انبیا کی پیروی کرسکیگا اور تو اولیا کی چار دیواری (اسرار) کا محرم بن جائیگا۔ **بیت** راہ دو عالم کہ الخ۔ **ترجمہ** ہر دو عالم (یعنی جن وانسان) کا راستہ جو دو منزلیں (دنیا و آخرت) ہیں۔ وہ دل کے ایک سانس کا آدھا راستہ ہے (دل کے لئے دو جہان کا طے کرنا آدھے قدم کے برابر ہے) **بیت** آنکہ اساس تو الخ۔ **ترجمہ** وہ ذات جس نے اس مٹی پر تیری بنیاد رکھی۔ اس نے جان کے کعبے کو دل کی چار دیواری میں رکھ دیا۔ **بیت** نقش قبول از الخ۔ **ترجمہ**۔ قبولیت کا نقش روشن دل سے حاصل کر اور جسم کی کامیابی گدڑی کی طلب کے درپے نہ ہو (دل کو روشن کر جسم کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ یہ سیاہ گدڑی کی طرح سفید ہو ہی نہیں سکتا۔ نور معرفت سے دل ہی روشن ہو سکتا ہے۔ **بیت** سرمہ کش دیدہ الخ۔ **ترجمہ** (بطور تمثیل) باد صبا نرگس کی آنکھ میں سرمہ لگانے والی ہے (باد صبا سے ہی نرگس شگفتہ ہوتی ہے۔ یہاں نرگس سے مراد جسم اور صبا سے مراد دل ہے) اور کیمیا ہی تانبے کے کپڑوں کی رنگریز ہے (تانبے کے جسم کو سونا بنادینا کیمیا ہی کا کام ہے (یہاں بھی کیمیا سے مراد دل اور مس سے مراد جسم ہے) **بیت** تن چہ بود الخ۔ **ترجمہ** جسم کیا ہے؟ مٹھی بھر مٹی کی ریزش ہے۔ اس لئے دل کو طلب کر کہ یہ تمام گفتگو دل ہی کے متعلق ہے۔ **بیت** بندۂ دل باش کہ الخ۔ **ترجمہ** دل کا غلام بن جا۔ تاکہ تو بادشاہ

بن جائے یعنی عقل کا آقا اور جان کا حاکم بن جائے۔ **بیت** نرمئ دل می طلبی الخ
**ترجمہ**۔ نیفہ کی طرح ہمیشہ دل کی نرمی طلب کرتا رہ۔ اور جسم کو نافہ کی طرح سختیوں میں ڈالدے
(ریاضت و عبادت کر) **بیت** ایکہ ترا بہ زخش الخ۔ **ترجمہ** اسےوہ کہ تیرے
لئے درشت کپڑے سے بہتر کوئی کپڑا نہیں ہو سکتا۔ تجھے آبریشم اور بادامہ (ریشمی
کپڑا) کا حکم نہیں ہے (مردوں کا لباس سخت اور موٹا ہی اچھا ہوتا ہے۔ ریشم
کی اقسام کے کپڑے مردوں پر حرام ہیں) **بیت** خوئی آہو الخ۔ رَق ہرن کی
جھلّی جس پر حُب کا تعویذ لکھتے ہیں۔ **ترجمہ**۔ ہرن کی خوبی خشن پوست ہونے
کی وجہ سے ہے۔ اسی واسطے اُس کی جھلّی تعویذ کے واسطے مخصوص ہے **بیت**
مشک بود در الخ۔ **ترجمہ** دیکھو مشک سخت چمڑے میں آرام پذیر ہوتا ہے۔ لیکن جب
ریشم پہن لیتا ہے تو منتشر ہو جاتا ہے (حریر سے وہ باریک جھلّی مراد ہے جو پوست
نافہ کے اندر ہوتی ہے) **بیت** گر شکری بانفس الخ **ترجمہ** اگر تو شکر ہے
تو پھر تجھے گون کے دم کے ساتھ موافقت کرنا چاہئے۔ اور اگر تو موتی ہے تو سخت
سیپی سے نباہ کر۔ (خواہ تو کتنا ہی نازک نرم۔ شیریں اور آبدار ہو۔ پھر بھی تجھے
سختیاں برداشت کرنا چاہئیں جس طرح شکر گون میں اور موتی صدف میں رہتا ہی)
**بیت** گاہ چو شب لعل الخ۔ **ترجمہ** کبھی تو رات کی طرح صبح کا پامال بن جا۔ اور کبھی
صبح کی طرح آہوں کا نشانہ بن جا (جس طرح رات صبح سے پامال ہو جاتی ہے۔ اسی
طرح تو بھی ہو کر صبح کو عبادت کیا کر اور اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا کر۔ اور آہیں کھینچا کر)
**بیت** بار عنا کش الخ۔ **ترجمہ** اندھیری راتوں میں رنج کا بوجھ اُٹھایا کر (کیونکہ
وہ ہر چیز جس میں تکلیف زیادہ (برداشت کرنا) پڑے اسی میں زیادہ راحت ہوتی
ہے۔ **بیت** ز اہل وفا ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** اہلِ وفا میں سے جو کوئی بھی کسی مرتبے
پر پہنچا اُن میں سے اکثر تکلیف اُٹھانے والے ہی پہنچتے ہیں۔ **بیت** نُزلِ بلا الخ

ترجمہ بلاؤں کا تحفہ ہی انبیاؤں کے لئے عافیت ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو تجھے عافیت پہنچائے (وہ حقیقت میں) بلا ہے۔ بیت زخم بلا مرہم الخ۔ ترجمہ بلاؤں کا زخم خود بینی کا مرہم ہے (بلاؤں اور آفتوں کے پہنچنے سے خود بینی نہیں رہتی) اور شراب کی تلخی ہی اس کی شیرینی کا سرمایہ ہے (یعنی شراب جتنی تلخ ہوگی اتنی ہی مستی اور نشہ زیادہ کریگی) بیت سرو شو از بند الخ۔ ترجمہ (راستی میں) سرو بن جا اور خودی کی قید سے آزاد ہو جا۔ اور شمع بن جا اور اپنے بجھ جانے سے خوش ہو۔ دوسرے مصرعہ میں خوردن کے بجائے مُردن پڑھیں۔ بیت حارسیٔ اژدرہا الخ۔ ترجمہ سانپ کی حفاظت خزانہ کے لئے ہوتی ہے۔ اور راحتوں کا خزانچی ہونا رنج کو حاصل ہے (رنجوں کے بعد راحتیں ملتی ہیں) بیت رنج ز فریادرسے الخ۔ فریادرس۔ فریاد کو پہنچنے والا۔ مراد خدا تعالیٰ۔ ترجمہ جو رنج خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچے وہ دراصل راحت ہے۔ اور رنج کے بعد بہت سی راحتیں ہیں۔ بیت چرخ نہ بندد الخ۔ ترجمہ آسمان تجھ پر کوئی مشکل نہیں ڈالتا جبتک کہ وہ پہلے ایک مشکل کو دور نہ کر دے۔ بیت در سفری کاں الخ۔ ترجمہ اُس سفر میں جو آزادی کا راستہ ہے (یعنی موت) وہاں غم کا کوتوال ہی خوشی کا پیشرو ہے (مرنے کا غم برداشت کرنے کے بعد ہی حقیقی زندگی کی خوشی حاصل ہوسکتی ہے)

# حکایت صیّاد و سگ و روباہ

بیت صید گرے بود الخ۔ ترجمہ ایک نہایت ہوشیار شکاری تھا۔ جنگل کو طے کرتا پھرتا تھا اور مرحلوں کو اختیار کئے ہوئے تھا۔ بیت شیر سگے داشت الخ۔ ترجمہ اس کے پاس ایک ایسا بہادر کتّا تھا کہ جو نہیں لو پا لیتا۔ سایۂ آفتاب کو ہرن پر بند کر دیتا تھا (آفتاب کے سایہ کو ہرن پر نہ پڑنے دیتا۔ بلکہ خود اُسکے

سر پر موجود ہوتا۔ ہرن اُس سے نکل کر نہ جا سکتا) **بیت** سہم زدہ کر گدن الخ۔
گردن۔ گینڈا۔ گور۔ گورخر۔ **ترجمہ** گینڈا اُس کی گردن دیکھ کر سہم جاتا۔ اور گورخر
اُس کے گوزن (بارہ سنگھا) کو گرا دینے والے دانتوں سے ڈرتا تھا۔
**بیت** در سفرش مونس الخ۔ **ترجمہ** وہ تمام سفروں میں اُس کا مونس اور
رفیق تھا۔ اور کئی دن رات اُس کے کام میں آتا رہا تھا۔ **بیت**۔ بود دل مہر الخ
**ترجمہ** اُس (شکاری) کا محبت سے روشن دل اُس کی طرف مائل تھا۔
کیونکہ شکاری کی رات کی حفاظت دن کی روزی اُس کتے کے ذمے تھی (کتا
رات کو حفاظت کا کام کرتا اور دن کو شکار کرتا۔ جو شکاری کی روزی ہوتا) **بیت**
گشت گم آن الخ **ترجمہ** وہ بہادر کتا اُس جوانمرد سے گم ہو گیا اور اُس شخص نے
اس درد جگر (گم شدگی سگ) پر بہت کچھ گریہ وزاری کی۔ **بیت** گفت دریں
رہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے کہا۔ کہ اس معاملہ میں جس کا واسطہ قضا ہے (یہ
معاملہ بسبب تقدیر ہوا ہے) کتے کی پاؤں کی قیمت شیر کا سر ہے (یعنی چونکہ
کتے کا گم ہو جانا بحکم ربّی ہے لہذا اگر اس پر صبر کرونگا تو کتے کے پاؤں کے
عوض شیر کا سر مجھے حاصل ہوگا) **بیت** گرچہ دراں غم الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ اُس
غم میں جان سے بیزار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر بھی اُس نے صبر و ضبط سے کام لیا
جگر از جاں گرفتن۔ جان سے بیزار ہونا۔ جگر بدنداں گرفتن۔ صبر و ضبط کرنا۔
**بیت** صابری کاں الخ۔ **ترجمہ** ایسا صبر جو اُس کے بس کا نہ تھا۔ اُس نے
کیا۔ جس شخص نے صبر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُس نے ضرور فائدہ اُٹھایا **بیت**
طعنہ زناں روبہے الخ۔ **ترجمہ** دور سے ایک لومڑی ملامت کرتی ہوئی آئی۔
اور کہا کہ اسے بے صبر! صبر کر۔ **بیت** مے شنوم کاں الخ۔ **ترجمہ** میں سنتی
ہوں کہ وہ ہنر کی رفتار والا (یعنی تیز قدم) نہ رہا اور تیری زندگی کی اُمید اُس

کتے سے وابستہ نہ رہی۔ **بیت** دی کہ پیش الخ۔ **ترجمہ** کل جب وہ تیرے پاس سے شکار کے لئے گیا۔ وہ بہت تیز رفتار ہوگیا۔ اور اُس نے عدم کو جالیا (یعنی کوئی شکار اُسے نہ ملا) **بیت** اینکہ سگ امروز الخ۔ **ترجمہ** (پھر طعن کے طور پر کہنے لگی) یہ کتے نے آج جو کچھ تیرے لئے شکار کیا ہے۔ اسے جوانمرد وہ تیرے لئے دو ماہ تک کافی ہوگا۔ **بیت** خیز دکباب الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور اپنے دل کے لئے کباب بنا۔ مغز تو خود کھا اور کھال فقیر کو دے۔ **بیت** چرب خورش بود ترا پیش ازیں الخ۔ **ترجمہ** اس سے پہلے تیری خوراک مرغن تھی۔ لیکن اب آئندہ تجھے موٹی تازی لومڑی نہیں ملیگی۔ **بیت** ایمنی ازروغن الخ۔ **ترجمہ** اب تو ہمارے اعضا کی چربی سے امن میں ہے (اب تجھے ہماری چربی نصیب نہ ہوگی) اور اب تیرا مزاج ہمارے فکروخیال سے آزاد ہوگیا۔ **بیت** دوری ازواں الخ۔ **ترجمہ** یہ کیسی وفاداری ہے کہ تو اُس کتے سے دور بیٹھا ہے۔ یہ کیسی جگر خواری ہے کہ تو اُس کا غم نہیں کھاتا یعنی یہ کیسی وفاداری ہے کہ تو اُس کے بغیر زندہ ہے اور یہ کیسی غمخواری ہے کہ تو ملول نہیں۔ **بیت** صید گرش گفت الخ۔ **ترجمہ** شکاری نے اُس سے کہا۔ کہ رات حاملہ ہے (کہ رات سے دن کا ظہور ہوتا ہے۔ اسیطرح) میرا یہ غم بھی بس ایک ہی زن کا ہے۔ **بیت** شاد بدانم کہ الخ۔ **ترجمہ** میں خوش اس لئے ہوں۔ کہ اس تنگ جہان میں خوشی اور غم دونوں ناپائدار ہیں (نہ ہمیشہ خوشی رہتی ہے اور نہ غم۔ اس لئے میں اس غم پر بھی خوش ہوں کہ اس کو ثبات نہیں۔ اور اس کے بعد راحت ہوگی) **بیت** ایں ہمہ میری الخ۔ **ترجمہ** یہ دنیا کی تمام سرداری یا غلامی (ہمیشہ) اسی گردش کے سانچے میں (ڈھلتی رہتی) ہے (دنیا کی امارت بھی اور غلامی بھی ہمیشہ معرض گردش

میں ہے کہ نہ اُس کو قیام اور نہ اسکو دوام - **بیت** انجم و افلاک بہ الخ - **ترجمہ** - آسمان اور ستارے بھی گردش میں ہیں اور غم بھی گذر جانے والے ہیں۔ **بیت** شاد دلم زانکہ الخ - **ترجمہ** میں اس لئے خوش ہوں - کہ میرا دل غمگین - کیونکہ غم کا آنا خوشی کا باعث ہوتا ہے (یعنی چونکہ غم کے بعد خوشی ہوتی ہے۔ اس لئے میں غم سے خوش ہوتا ہوں - کہ اس کے بعد خوشی آرہی ہے) **بیت** اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ الخ **ترجمہ** چونکہ تقدیر کا فیصلہ یہ ہے - کہ ہر سختی کے بعد آسانی ہوتی ہے - اس لئے میں اس پر خوش ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے - **بیت** گرگ مرا حالت الخ **ترجمہ** میرے اُس بھیڑیئے (جیسے کتے) کو یوسف کی سی حالت پیش آگئی (کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا) میں بھیڑیا نہیں ہوں اس لئے (اُس کے غم میں) کپڑے نہیں پھاڑ ڈالونگا - **بیت** گر ستدندش الخ - **ترجمہ** اے مکار! اگر (قضاو قدر) اُسے مجھ سے چھین لے گئے ہیں (تو کیا ہوا) اُسے پھر میرے پاس تجھ جیسے شکار سمیت لے آوینگے (وہ کتا آئیگا اور تجھ جیسے کسی شکار کو پکڑ لائیگا) **بیت** او بہ سخن در الخ - **ترجمہ** وہ ابھی یہ بات کر رہی رہا تھا - کہ کچھ غبار سا معلوم ہوا - اور گرد کے پردہ میں سے کتا نمایاں ہوا - **بیت** آمد و گردش دو سہ الخ **ترجمہ** کتا آیا اور اُس لومڑی کے گرد ایک دو چکر لگائے - پھر لومڑی کی کھال کو دانتوں سے پکڑ لیا - **بیت** گفت بدیں خردہ الخ - **ترجمہ** اور کہا کہ اس عیب کے عوض میں کہ میں دیر سے آیا ہوں - لومڑی خوب جانتی ہے کہ میں دلیر ہو کر آیا ہوں **بیت** طوق من آویزش الخ - **ترجمہ** (اور پھر مالک سے کہا) کہ دین کے ساتھ تیرا مضبوط تعلق میری گردن کا طوق بنا ہوا ہے - پھر بھی لومڑی کی باتوں پر تجھے یقین آگیا **بیت** ہر کہ یقینش بہ ارادت کشند الخ - **ترجمہ** جس شخص کا یقین اعتقاد کے مرتبہ تک پہنچ جائے - اُس کے کام کا انجام سعادت کے درجے پر پہنچ جاتا ہے -

**بیت** راہِ یقیں جوئے بہر۔ **ترجمہ** ہر مقصود و مطلوب کے لئے یقین کا راستہ تلاش کر۔ اس سے بڑھ کر مبارک اور کوئی منزل نہیں۔ **بیت** پائے برفتار یقیں الخ۔ **ترجمہ** راہ یقین پر چلنے سے پاؤں بھی سر بن جاتا ہے۔ اور پتھر یقین خیال یقینی سے سونا بن جاتا ہے۔ **بیت** گر قدمت شد الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرا قدم یقین پر مضبوط ہو جائے۔ تو پھر تو دریا سے گرد اور آگ سے پانی پیدا کر سکتا ہے۔ **بیت** ہر کہ یقیں را الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے یقین کو توکل کے ساتھ ملا دیا (یقین ہو اور پھر توکل کرے) اُس نے بخشش کو (یعنی بخشش کرنیوالونکو) لکھ دیا کہ میرا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ **بیت** لقمۂ خواں الخ۔ **ترجمہ** (پھر وہ) کسی کے دستر خوان کا مچھر اور کسی کی مکھی نہیں بنتا۔ اور ہر وہ چیز جو اُس کے سامنے آجائے اُس کے پیچھے نہیں پڑ جاتا۔ **بیت** روزئ تو بازہ الخ۔ **ترجمہ** تیری روزی دروازے سے واپس نہیں چلی جائیگی۔ تو خدا کا کام کر اور روزی کا غم نہ کھا۔ **بیت** بر در او نشو الخ **ترجمہ** اسی کے دروازہ پر جا۔ کہ وہ ان (سب) سے بہتر ہے۔ روزی اُسی سے مانگ کہ وہی روزی دینے والا ہے۔ **بیت** از من و تو ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** ہم تم میں سے جو کوئی بھی اس دروازے پر گذرا۔ اُن میں سے کوئی بھی بغیر مدعا حاصل کئے واپس نہ ہوا) **بیت** عمر چو یک روزہ الخ۔ **ترجمہ** جب خدا تعالیٰ نے تیری عمر کا کوئی ایک دن بھی مقرر نہیں کیا ہے۔ تو پھر دس سال کی روزی کا ذخیرہ کس لئے کرنا چاہیئے۔ **بیت** اہلِ یقیں الخ۔ **ترجمہ** اہل یقیں اور ہی لوگ ہیں۔ اگر وہ سر ہیں تو ہم سب کے سب پاؤں ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ سر ہیں تو ہم اُن سے اتنے پست ہیں جتنے سر کے مقابلہ میں پاؤں) **بیت** چوں سرِ سجادہ الخ۔ سجادہ بر آب افگندن۔ مصلّٰی پانی پر بچھا دینا۔ کنایہ ہے اظہارِ کرامت سے۔ **ترجمہ** جب وہ اظہار کرامت پر آمادہ ہوں تو خالص شراب میں شہد کا رنگ ڈالدیتے ہیں۔

(اُن کی نظر کی تاثیر سے شراب شہد بن جاتی ہے شیرینی میں۔ یا حلال ہو جاتی ہے اُن کی برکت نظر سے) **بیت** صورت ما راکہ الخ۔ **ترجمہ** ہماری صورت جسے (قضا و قدر نے) تیار کیا (اس کے لئے) ہماری روزی کا حصّہ تو ازل ہی میں لکھ دیا تھا۔ **بیت** روزی از انجات الخ۔ **ترجمہ** وہیں سے تیری روزی بھیجدی ہے تو یہاں (دنیا میں) وہی کھاتا ہے جو تجھے دیا گیا ہے۔ **بیت** گرچہ دریں خلق الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ مخلوقات میں سے بہت سے لوگوں نے کوشش کی۔ لیکن اپنی (مقدرہ) روزی سے کسی نے بھی کچھ زیادہ نہ کھایا۔ **بیت** جہد بدین کن الخ۔ **ترجمہ** دین کے لئے کوشش کر کیونکہ عہد دین کے لئے ہی ہوا تھا۔ روزی اور دولت کوشش سے نہیں بڑھتے۔ **بیت** روزی چوں بیش الخ۔ **ترجمہ** جب زیادہ روزی قسمت ہی میں نہیں تو زیادہ طلب کرنے کی حاجت بھی نہیں۔ **بیت** تا شوی از جملہ الخ۔ **ترجمہ** تیری کوشش ہونی چاہئے اور (خدا تعالیٰ کی طرف سے) توفیق۔ تاکہ تو تمام جہان میں صاحب عزت بن جائے۔ **بیت** جہد نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کی کوشش تو فقط ٹھنڈی آہیں بھرنا تھی۔ لیکن توفیقِ خداوندی نے اُسے کچھ بنا دیا۔

## مقالہ ہفتم در فضیلتِ آدمی بر حیوانات

**بیت** اے بزمیں الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ زمین پر آسمان کی طرح نازنین ہے۔ زمین آسمان دونوں تیرے ناز بردار ہیں۔ **بیت** کار تو زانجا الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تو علم رکھتا تھا۔ اس لئے تیرا کام اُس (مرتبے) سے بھی بڑھ گیا۔ جتنا کہ تیرے خیال میں تھا (یعنی تجھے تمام حقایق کا ادراک حاصل تھا۔ اس لئے تجھے تمام مخلوقات پر شرف دیا گیا) **بیت** اوّل از اں دایہ الخ۔ **ترجمہ** (تو نازنین کیوں نہ ہو کہ) جس دایہ

کا تو پرور دہ ہے۔ پہلے ہی تو نے اُس سے دودھ نہیں پیا۔ بلکہ شکر کھائی ہے۔
ا بچّے کے پیدا ہونے پر دودھ پلانے سے پہلے اُس کے تالو سے شہد وغیرہ لگاتے
ہیں) **بیت** نیکوئیت ہا ید الخ۔ **ترجمہ** چاہیئے کہ تیری نیکی دن بدن بڑھتی رہے
کیونکہ (خدا تعالیٰ کی طرف سے) اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہوسکتی ہے (جو اُس نے
تیرے ساتھ کی) **بیت** از سرِ آں خامہ الخ۔ **ترجمہ** اُس قلم کی نوک سے
جسے قضا و قدر نے تراشا ہے۔ تجھے ایک عجیب معشوق تحریر کیا ہے **بیت**
رشتۂ جاں بر الخ۔ **ترجمہ** جان کا رشتہ تیرے جگر پر باندھ دیا ہے۔ اور دل کے
موتی کو تیری ہیٹی پر لگا دیا ہے (یعنی تجھے جان اور دل عطا کئے) **بیت** بہ کہ ضعیفی الخ
**ترجمہ** یہی بہتر ہے۔ کہ تو اس مرغزار (دنیا) میں کمزور اور لاغر ہو۔ کیونکہ ضرورت کے
وقت موٹا ہرن نہیں دوڑ سکتا۔ **بیت** جانور لانے کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ تمام جانور جو
تیرے غلام ہیں (تیرے مطیع ہیں) یہ تیرے جال کے دانہ کھانے والے ہیں (تیرے
حکم سے سرتابی نہیں کر سکتے) **بیت** خود تو ہمائے الخ۔ **ترجمہ** تو بھی کام کے
شرف کا ہما بن جا۔ کم کھا۔ کم بول۔ اور دوسروں کو آزار نہ دے۔ **بیت** ہرچہ تو
بینی الخ۔ **ترجمہ** یہ جو کچھ سفید و سیاہ تو دیکھ رہا ہے وہ سب اس دنیا کے کارخانے
میں کسی نہ کسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ **بیت** چغد کہ شوم است الخ۔ **ترجمہ**۔
اُلو جسے کہانیوں اور افسانوں میں بھی منحوس کہا جاتا ہے۔ وہ بھی ویرانے میں
خزانہ کی بلبل ہے (کہتے ہیں کہ اُلو خزانے کے سر پر بیٹھتا ہے) **بیت** ہرچہ
دریں پردہ الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ چیز جس کا اس پردۂ دنیا پر نشان موجود ہے اُسکی
جان کی قیمت اُس کے جسم کے مطابق ہے۔ **بیت** گرچہ ز اصل تو الخ۔ **ترجمہ**
اگرچہ وہ ذات اور مرتبہ میں تیرے سے کمتر ہیں۔ لیکن در اصل تمام کے تمام تیری
طرح موجودات کی آراستگی و زیبائش کا باعث ہیں۔ **بیت** بیش دکمی را الخ۔

**ترجمہ** اُن میں سے چھوٹے یا بڑے کو جسے تو فکار میں مار ڈالتا ہے۔ اُس کے خون بہا کے مطابق رنج کی توقع رکھ (یعنی جسقدر اُن کا خون بہا ہو سکتا ہے اتنا تجھے رنج پہنچکر رہیگا) **بیت** نیک و بد ملک الخ۔ **ترجمہ** دنیا کے اچھے اور بُرے تیرے ہی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بھلائی برائی میں تیرے آئینہ دار ہیں (آئینہ داری سے یہ مراد ہے کہ جیسا تجھے کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی وہ بھی کرتے ہیں یا یہ کہ جیسا تو اُن کے ساتھ کرتا ہے ویسا ہی وہ بھی تیرے ساتھ کرتے ہیں) **بیت** کفش دہی باز الخ۔ **ترجمہ** اگر تو جُوتا دیگا۔ تو تجھے کلاہ دیں گے۔ (اگر تو ذرا سا نیک کام کریگا۔ تو اس سے بڑھکر تجھ سے نیکی کرینگے۔ کیونکہ کلاہ کفش سے کہیں بہتر ہے) اور اگر تو لوگوں کی پردہ دری کریگا تو قضا و قدر چاند کی طرح تیرا پردہ پھاڑ دیں گے۔ **بیت** خیز و مکن پردہ دری الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور صبح کی طرح پردہ دری نہ کر۔ تاکہ رات کی طرح تیرا نام بھی پردہ دار بن جائے۔ **بیت** پردۂ زنبور گل الخ۔ **ترجمہ** گل سُرخ شہد کی مکھیوں کا پردہ ہے۔ اور تیری ملکیت یہ زنبوری پردہ ہے (یعنی آسمان۔ مراد یہ کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی پردہ پوشی کا سامان کر دیا ہے) پردۂ زنبوری۔ ایک قسم کا باریک پردہ ہوتا ہے الخ۔ **بیت** چند پری چوں الخ۔ **ترجمہ** مکڑی کے اس جالے (آسمان) کے منہ میں تو مکھی کی طرح کبتک غذا حاصل کرنے کے لئے اُڑتا پھریگا۔ **بیت** پردگیانے اقطعہ بند الخ۔ **ترجمہ** وہ پردگی (فرشتے) جو جہان کا انتظام کرتے ہیں اُنہوں نے تیرے راز کو پردے میں چھپا رکھا تھا۔ تو اس پردے کے راستے سے کچھ تجاوز کر گیا۔ اس لئے تو پردے سے نکل آیا (تو اپنے مرتبے سے بڑھکر غرور تکبر یا لوگوں کی پردہ دری کرنے لگا۔ اس لئے خود قدرت نے تیری پردہ دری کر دی۔ **بیت** دل کہ نہ در پردہ الخ۔ **ترجمہ** وہ دل جو پردے میں (خلوت گزیں) نہیں ہے۔ اُسے ترک کر دے۔ اور جو کچھ اس پردے (خلوت) میں ہو اُسے سُن۔

**بیت** شعبدہ بازے الخ۔ **ترجمہ** وہ شعبدہ باز جو اس پردے میں موجود ہے اُس نے تیرے سر پر اس پردہ (آسمان) کو یونہیں نہیں لگا دیا (یعنی خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو بیکار پیدا نہیں کیا) **بیت** دست جز این پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس پردے کے سوا اور کسی طرف ہاتھ نہ بڑھا۔ اور اس نغمے سے نکلکر راگ نہ الاپ۔ **بیت** بشنو از این پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس راز کو سُن اور ہوشیار ہو جا اور اسرار معرفت کے پردے کا خلوت نشین ہو جا (اسرار معرفت پر غور کر) **بیت** جسم ترا پاک الخ۔ **ترجمہ** تو اپنے جسم کو (جو کثیف ہے) روح سے بھی زیادہ پاک بنا لیگا۔ جبکہ تو چالیس دن قید خانہ (گوشۂ عزلت) میں بسر کریگا **بیت** مرد بزندان شرف الخ۔ **ترجمہ** انسان قید خانہ ہی میں شرف حاصل کر سکتا ہے۔ اسیواسطے یوسفؑ قیدی بنے (یوسف زلیخا کی سازش سے جیل میں رہے۔ اور جب نکلے تو مصر کے حکمراں ہو کر) **بیت** قدر دل و پایہ الخ۔ **ترجمہ** دل کا مرتبہ اور جان کا درجہ معلوم کرنا۔ ریاضت کے بغیر ممکن نہیں۔ **بیت** سیم طبائع الخ۔ سیم طبائع سے مراد اربعہ عناصر ہیں۔ زر طبیعت سے کیفیاتِ عناصر اربعہ۔ **ترجمہ** تو اپنے عناصر اربعہ کو ریاضت کے سپرد کر دے۔ اور کیفیتِ عناصر کو بھی ریاضت میں ڈال دے (عناصر کو چاندی بنایا ہے جسے ریاضت کی آگ میں جلانا چاہیئے۔ کہ صاف ہو جائے۔ اور اس کیفیت کو جو اربعہ عناصر سے پیدا ہوتی ہے اور جسے طبیعت کہتے ہیں سونا قرار دیا ہے۔ اُسے بھی ریاضت کی کٹھالی میں ڈالکر صاف کرنا چاہیئے) **بیت** تا ز ریاضت الخ۔ **ترجمہ** تاکہ ریاضت کی بدولت تو کسی مرتبے تک پہنچ سکے۔ کیونکہ وہ تجھے ناکسی سے کسی میں لے آئیگی۔ (اب جو تو حقیر و ذلیل ہے۔ ریاضت کی بدولت مرتبہ حاصل کریگا۔ **بیت** توسنیِ طبع چو الخ۔ توسن۔ بچھیرا۔ جو عموماً شریر اور سرکش ہوتا ہے طبیعت بھی چونکہ

مائل بہ سرکشی ہے۔ اس لئے اُسے بھی توسن کہا کرتے ہیں۔ ترجمہ اگر تیری
طبیعت کی سرکشی یا اگر تیری سرکش طبیعت تیری مطیع ہو جائے۔ تو پھر اخلاص کا
سکّہ تیرے ہی نام پر لگا دیں گے (اخلاص میں تو شاہی کے درجے پر پہنچ جائیگا)
**بیت** جبکہ عقل اور طبیعت تیری یار بن چکی ہیں۔ تو اب تو (تیرا) لوہار اور عطار کا
(سا) قصہ ہے۔ (یعنی اگر تو متابعت طبیعت کی کریگا تو گویا تو نے لوہار کی صحبت اختیار
کی۔ جس کا لازمی نتیجہ اس کی بھٹی سے تکلیف اُٹھانا ہے۔ اور اگر تو پیروِ عقل بنا تو گویا
تو عطار کا ہمنشین ہے۔ اور اس کی خوشبویات سے بہرہ اندوز ہوگا) **بیت**
کایں زتپش الخ۔ ترجمہ کہ یہ (لوہار مراد طبیعت) تپش اور گرمی سے تیرے
چہرے کو آبلہ دار کردیگا اور وہ (عطار یعنی عقل) سانس سے تیرے بالوں کو معطر
کردیگا۔ **بیت** در مبنہ طبع الخ۔ ترجمہ طبیعت کے سرمایہ میں نجات بہت کم ہے
اور دنیا کے اس پنجرے میں زندگانی بہت تھوڑی ہے۔ **بیت** ہرچہ خلاف
آمد الخ۔ ترجمہ ہر وہ چیز جو عادت (طبیعت) کے برخلاف ہو۔ وہی سعادت کی
قافلہ سالار ہوتی ہے (سعادت کی طرف لیجاتی ہے) **بیت** سر زہوا تافتن الخ
ترجمہ خواہشات سے منہ موڑ لینا بڑی سرداری (جوانمردی) کا کام ہے۔ بلکہ
خواہشات کا چھوڑنا تو مرتبۂ پیغمبری کی قوت ہے۔ **بیت** گر نفسے نفس الخ۔
ترجمہ اگر ایک دم کے لئے نفس امارہ تیرا مطیع ہوگیا تو پھر تیار ہو جا کہ بہشت
تیری ہی ملکیت ہے (کفش بر آور۔ جوتا اُتار لے اور اس سے کنایہ ہے مستعد
اور تیار رہنے سے۔ قاعدہ ہے کہ تیز بھاگنے کیلئے جوتا اُتار لیا کرتے ہیں) **بیت**
از جرس نفس الخ۔ دیو سے مراد نفس امارہ یا شیطان۔ غریو۔ شور و غوغا۔ ترجمہ۔
نفس امارہ کے جرس سے شور و غوغا نکلتا ہے (بر آرد کی بجائے بر آید پڑھیئے)
اور دین کا غلام بن جا نہ کہ شیطان کا مزدور۔ **بیت** در عزم دین الخ۔ ترجمہ۔ پناہ

لینے کے لئے دین کی چاردیواری میں بھاگ کر چلا جا۔ تاکہ تو روز قیامت کی پریشانی سے نجات پا جائے۔ **بیت** آتش دوزخ کہ الخ۔ **ترجمہ** دوزخ کی آگ جو اسقدر تیز ہے (اُس سے) حضرت نبی کریم کی محبّت حضرت ابوطالب کی محافظ ہے (حضرت ابوطالب رسولؐ خدا کے چچا تھے۔ جنھوں نے آپ کی پرورش کی اور جن کے باعث قریش مکّہ کو آنحضرت کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ ہر مصیبت میں آپ کے لئے سپر تھے۔ لیکن اسلام اختیار کرنے سے اُنھوں نے انکار کردیا تھا۔ لیکن وہ محض محبّت نبوی کی وجہ سے دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ **بیت** ہست حقیقت الخ۔ **ترجمہ** درحقیقت بارگاہِ خداوندی کے مقبول بندوں کی نظر کا پڑ جانا۔ روشن دل لوگوں کو پناہ دینے والی زرہ ہے (درع۔ زرہ۔ پناہندہ۔ محافظ۔ حقیقت درحقیقت)

## حکایتِ فریدوں در شکارگاہ

**بیت** صبحدمے با دوسہ الخ۔ **ترجمہ** ایک دن صبح کے وقت فریدوں چند صاحبدل ہمراہیوں سمیت سیر و تفریح کے لئے باہر گیا۔ **بیت** چوں بہ شکار آمد الخ۔ فریدوں شکار۔ اسم فاعل ترکیبی۔ فریدوں کو شکار کرنے والا مراد اسکو مرغوب۔ اُس کے دل کو لبھا لینے والا۔ **ترجمہ** جب وہ شکار کے لئے سبزہ زار میں پہنچا تو اُس نے ایک دل پسند ہرن دیکھا۔ آہو کی میں کاف محبّت اور پیار کے لئے ہے۔ **بیت** گردن و گوشے الخ۔ زخصومت بری یعنی اور کوئی حسن و خوبی میں ان سے جھگڑا نہیں کرسکتا تھا۔ **ترجمہ** اُس (ہرن) کے کان اور گردن بے مثال تھے اور اُس کی آنکھیں اور میٹھے

شفاعت کرنے میں مشغول تھے تو اُنہیں دیکھ کر شکاری اس ہرن کے مارنے سے باز رہتا) **بیت** گفتی آں آہو الخ۔ **ترجمہ** یوں کہنا چاہیئے کہ وہ ہرن بادشاہ کا منظورِ نظر (یعنی مطلوب و محبوب) تھا۔ اس لئے وہ اس کی نظر سے نکل بھاگا تھا۔ **ترجمہ** بادشاہ اس شکار پر ایسا فریفتہ ہوا کہ وہ ہمہ تن اُس قید میں گرفتار ہو گیا۔ **بیت**۔ رخش بر دچوں الخ۔ جگرش میں شین مرجع بادشاہ ہے۔ **ترجمہ** گھوڑا اُس ہرن کے پیچھے بادشاہ کے جگر کی طرح گرم رفتار ہو گیا۔ اور کمان کی پشت اُس ہرن کے پیٹ کی طرح نرم ہو گئی (بادشاہ نے ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا جو سرپٹ چلا جاتا تھا اُدھر تیر کمان پر چڑھا چکا تھا اور کمان زہ ہو گئی تھی) **بیت** تیر بداں پایہ الخ۔ **ترجمہ** تیر نے باوجود اس مرتبہ حاصل ہونے کے اُس سے خطا کی۔ اور گھوڑا باوجود اُس رفتار کے اُس کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔ **بیت** گفت بہ تیر آں الخ۔ **ترجمہ** (فریدوں نے) تیر سے کہا۔ کہ تیرے وہ کینے اور دشمنی کے پر کہاں ہیں۔ اور گھوڑے سے کہا کہ وہ رفتار جو تیرا ہمیشہ کا طریق تھا کیا ہوئی۔ **بیت** ہر دو دریں بارہ الخ۔ **ترجمہ** تم دونوں اس بارے میں کچھ زیادہ مفید نہیں ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) تم اُس گھاس کھانے والے۔ بچۂ آہو سے مغلوب ہو گئے ہو۔ **بیت** تیر زباں شد الخ۔ **ترجمہ** تیر ہمہ تن زبان بن گیا (اور کہا) کہ اے سردار! یہ بے زبان (ہرن) تیرا منظورِ نظر ہے۔ **بیت** در کنف درع الخ۔ **ترجمہ** وہ تیری زرہ کی حمایت میں کودتا ہے پھر (بتلا کہ) تیری زرہ پر کون تیر مارے! وہ ہرن تجھے محبوب ہے۔ اور وہ بھاگ رہا ہے محض تیری حمایت کے بھروسے پر۔ اب اُسے تیر کس طرح لگ سکتا ہے) **بیت** خوش نبود الخ۔ خنیاگر مطرب۔ **ترجمہ** بزرگوں کی نظر میں یہ بات ناپسند ہوتی ہے کہ مطرب کے سوا کوئی اور اُس کے دف پر ہاتھ لگائے (جس طرح اپنی دف کو قوال ہی بجائے تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح تیرے منظورِ نظر کو کوئی اور کس طرح

ہاتھ لگا سکتا ہے (مقولۂ مصنف) **بیت** داغ بلنداں الخ۔ **ترجمہ**۔ اے عقلمند بزرگوں کا داغ (داغِ غلامی) طلب کر تاکہ اُن بلند مرتبہ لوگوں کے داغ کی وجہ سے تو بلند مرتبہ حاصل کر سکے۔ **بیت** صورتِ خدمت الخ۔ **ترجمہ** خدمت کرنیکی حیثیت اور شکل جوانمردی کی صفت ہے۔ اور خدمت کرنا ہی انسان کا شرف ہے۔ **بیت** نیست بر مردم الخ۔ **ترجمہ** اہل ہنر کے نزدیک عہد (الست بربکم) سے بڑھکر پسندیدہ اور کوئی خدمت نہیں ہے۔ **بیت** دستِ وفادار الخ۔ **ترجمہ** عہد کی کمر میں وفاداری کا ہاتھ ڈال دے (عہد کو وفا کر) کوشش کر تاکہ تو عہد شکن نہ بنے۔ **بیت** گنج نشیں مار الخ۔ **ترجمہ** خزانہ پر بیٹھنے والا سانپ ہر چند کہ درویش نہیں ہے۔ لیکن (پھر بھی خدمتگذاری کے لئے) وہ (ہمہ تن کمر بنا ہوا ہے) **بیت** از پئے آں گشت الخ۔ **ترجمہ** آسمان اس لئے سروں کا تاج بنا ہوا ہے کہ وہ خدمت کے لئے ہمہ تن پٹی بنا ہوا ہے (آسمان دنیا والوں کے لئے ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے) **بیت** ہر کہ ز نامے الخ۔ **ترجمہ** وہی شخص ہنر کی باگ کھینچ سکتا ہے (ہنر حاصل کر سکتا ہے) جو خدمت کے راستے میں پٹی باندھ لیتا ہے (پہلے خدمت کرتا ہے پھر ہنر حاصل کر سکتا ہے) **بیت** شمع کہ او الخ۔ **ترجمہ** شمع جس نے نور کی آفاقی حاصل کی (صاحبِ نور ہو گئی) اُس نے (یہ نور) بھڑ کی خدمت کی پٹی سے پایا ہے۔ (شمع سے مراد مومی شمع ہے اور ظاہر ہے کہ موم چھتے میں شہد کو گرنے سے روکتا ہے یہی اس کی خدمت ہے) **بیت** خیز نظامی کہ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی! جب تو خدمت کے لئے کمر بستہ ہے۔ تو پھر اُٹھ! کہ تو (کسی جگہ سے) بندھا ہوا نہیں ہے (یعنی خدمتگذاری کے بعد جس مرتبے پر تو چاہے۔ پہنچ سکتا ہے۔

---

# مقالۂ ہشتم در حسنِ آفرینش در سبقِ حال

**بیت** پیشتر از پیشترانِ وجود الخ۔ یہ شعر کئی آئندہ شعروں سے قطعہ بند ہے۔ **ترجمہ** وجود کے پیشتروں سے بھی پہلے جنھوں نے ابھی فیض (الٰہی) کے دریا (سے زندگی) کا پانی نہ پیا تھا (پیشترانِ وجود۔ ارواح و عقول کہلاتے ہیں) **بیت** در کفِ ایں ملک الخ۔ یسار۔ توانگری۔ **ترجمہ** اس ملک (دنیا) کے ہاتھ میں توانگری نہ تھی اور اس زمین کے راستہ میں غبار نہ تھا (کیونکہ چلنے والے ہی نہ تھے) **بیت** وعدۂ تاخیر الخ۔ **ترجمہ** ابھی (موجودات کے) دیر میں پیدا ہونیکا وعدہ پورا نہ ہوا تھا۔ اور کوئی صورت ابھی پردہ (عدم) سے باہر نہ آئی تھی۔ **بیت** روز و شب آویزش الخ۔ **ترجمہ** دن اور رات ابھی زیر و زبر کا جھگڑا نہ رکھتے تھے اور جان اور دل ہستی کا تعلق نہ رکھتے تھے (نہ دن اور رات پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ دل اور جان میں ہی تعلق ہوا تھا) **بیت** کشمکشِ جور الخ۔ **ترجمہ** ظلم کی کشمکش ابھی اعضا ہی میں تھی۔ اور انصاف کا عدم وجود بھی پیدا نہ ہوا تھا (یعنی ابھی عدل و ظلم کا دورہ بھی نہ ہوا تھا۔ در اعضا ہنوز یعنی اعضا میں بالقوہ موجود تھا) **بیت** فیض کرم کرد الخ (گذشتہ اشعار کی خبر اس شعر میں نکلی ہے۔ یعنی ان تمام اشیار میں سے کسی کا وجود نہ تھا کہ) **ترجمہ** خدا تعالیٰ کی بخشش کے فیضان نے اپنی مہربانی کی اور اپنے دریائے (فیض) سے ایک قطرہ گرادیا۔ **بیت** حالی ازاں الخ۔ **ترجمہ** اُس قطرہ سے جو (فیض خداوندی سے ٹپکا۔ فوراً یہ نیلگوں آسمان رواں ہوگیا۔ (اُس قطرۂ کرم سے آسمان پیدا ہوکر گردش کرنے لگا) **بیت** زآب رواں الخ جوہر حکما کی اصطلاح میں اُن اشیا کو کہتے ہیں جو قائم بالذات ہیں۔ اور عرض وہ جو قائم بالغیر ہیں۔ مثلاً رنگ۔ کیفیت وغیرہ۔ اس شعر میں جوہر سے مراد نفسِ ناطقہ

یعنی روح حکما نے اسے بھی جوہر مانا ہے۔ اور عرض سے مراد وجود اور خاک۔ **ترجمہ** اور آب رواں سے (کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ یا آسمان کو آب رواں کہا ہے) زمین بنا دی اور پھر تیری روح کو اُس خاک سے ملا دیا (روح کو خاک کے بنے ہوئے پُتلے میں ڈالدیا) **بیت** چونکہ تو بر خیزی الخ۔ **ترجمہ** جب تو اس بارگاہ (دنیا) سے اُٹھیگا۔ تو گویا راستے کی گرد اُٹھ رہی ہوگی (اگر تو غرور کریگا۔ تو سمجھ لے کہ تو خاک ہے۔ اور خاک اُڑکر بھی کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی۔ یا یہ کہ جب تو فنا ہو جائیگا۔ تو یہ گرد وجود پھر خاک سے مل جائیگی) **بیت** اے خنک آں شب الخ۔ **ترجمہ** کیا اچھی تھی وہ رات (تاریکی شب) جبکہ تو موجود نہ تھا۔ اور تیرا وجود بغیر صورت کے اور جان بغیر تیرے وجود کے تھی (یعنی اُس وقت تک دنیا کیا اچھی تھی۔ جبتک کہ تو صورت پذیر نہ ہوا تھا۔ اور تیرے جسم میں جان نہ پڑی تھی) **بیت** تا تو دریں دہ الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو نے اس گاؤں (دنیا) میں قدم نہ رکھا تھا۔ اُس وقت تک وجود۔ عدم کا بہت شکر گذار تھا **بیت** چشم فلک فارغ الخ۔ **ترجمہ** آسمان کی نظر اس تلاش سے فارغ تھی۔ اور زمین کا کان اس گفتگو سے آزاد تھا۔ (نہ تو تھا نہ آسمان کو تیرا فکر اور نہ زمین پر تیرا شور و شر) **بیت** باغ جہاں زحمت الخ۔ **ترجمہ** جہان کا باغ کانٹوں کی خلش نہیں رکھتا تھا۔ اور راستے کی خاک غبار کا اندیشہ نہیں رکھتی تھی۔ **بیت** فارغ از آبستنیت الخ۔ عنین۔ نامرد۔ عزب۔ مجرد مرد یا عورت۔ **ترجمہ**۔ زمانہ تیرے بوجھ سے آزاد تھا۔ قوت بالیدگی نامرد تھی اور طبیعت مجرد۔ (نہ تو تھا نہ زمانے پر تیرا بوجھ تھا۔ نہ قوتِ نامیہ کو اپنی نمود دکھانیکا موقع ملا تھا۔ نہ طبیعت ہی عناصر سے جفت تھی) **بیت** طالع جوزا کہ الخ۔ راس و ذنب۔ راس کے لغوی معنی سر اور ذنب آسمان پر برج جوزا کے پاس ایک ستارہ ہے۔ اس کی شکل ایک بڑے سانپ سے

مشابہ ہے۔ اس کے ایک طرف کو راس اور دوسری کو ذنب کہتے ہیں۔ جوزا کی
شکل اس طرح ہے۔ کہ دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ کمر باندھے کھڑے معلوم
ہوتے ہیں۔ **ترجمہ** طالع جوزا جو کمر بستہ تھا۔ اُس وقت تک راس و ذنب کی
بیٹی سے آزاد تھا (نہ جوزا تھا۔ نہ راس و ذنب کی وجہ سے اُسے منحوس سمجھا جاتا تھا)
**بیت** ماہ سیہ رُو الخ۔ **ترجمہ** چاند زمین پر اس طرح رو سیاہ نہ تھا اور تیرا
طشت اُسے اس طرح رُسوا نہ کرتا تھا (گرہن کے وقت طشت میں پانی ڈال کر اُس
میں چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور گرہن لگنے پر کہتے ہیں کہ چاند سیاہ ہو گیا۔ مطلب یہ
کہ نہ چاند تھا۔ نہ اُسے گرہن لگتا تھا) **بیت** زہرہ ہنوز آب الخ۔ **ترجمہ** زہرہ
نے ابھی تک اپنی آبرو کو اس خاک (زمین) میں نہ ملایا تھا۔ ہاروت کے پر ابھی
بابل میں نہ گرے تھے (نہ زہرہ تھی نہ بابل۔ نہ ہاروت و زہرہ کا عشق تھا) **بیت**
از تو مجرد الخ۔ **ترجمہ** زمین و آسمان تجھ سے خالی تھے۔ تو ابھی ایک کنارے پر
تھا۔ لیکن تیرا غم درمیان آچکا تھا (تجھے پیدا کرنے کا خیال ہو چکا تھا) **بیت**۔
تا بتو طغرائے الخ۔ **ترجمہ** یہانتک کہ جہان کا طغرا تیری وجہ سے روشن ہو گیا
اور فیروزی رنگ کے گنبد (آسمان) میں ایک شور پڑ گیا (طغرائے جہان۔ طغرائے
زمین۔ یعنی سرنامۂ زمین نے تیری ہی ذات سے زیب و زینت حاصل کی)
**بیت** از بدئ چشم تو الخ۔ **ترجمہ** تیری بدنیتی سے ستارے بھی نہ بچے اور اُنکے
گہوارہ کی زیب و زینت جاتی رہی (مصرعہ اول میں بر ست کی جگہ نزرت چاہیئے)
**بیت** بود مہ و سال الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو نے اُن کی شناخت نہ کر لی۔ اُس
وقت تک مہینے اور سال گردش سے آزاد تھے (در اصل صرف یہ سب تیری اعتباری
اور عرفی باتیں ہیں ورنہ حقیقت میں ستاروں میں نہ سعادت ہے۔ نہ نحوست۔
اسیطرح دن مہینے اور سال نہ سعد ہوتے ہیں۔ نہ منحوس) **بیت** روئے جہان الخ

ترجمہ جہان کا چہرہ جو ایک صاف آئینہ تھا (گناہوں وغیرہ کی کدورت نہ تھی) چند سانسوں (انسانوں) سے خلل پذیر ہوگیا (قاعدہ ہے کہ سانس سے آئینہ مکدر ہوجاتا ہے) بیت مشعلۂ صبح الخ۔ مشعلہ صبح سے مراد آفتاب۔ ترجمہ صبح کی مشعل (آفتاب) کو تو نے ہی شام تک پہنچا دیا (تاریک کردیا) اور صبح کا نام صادق اور کاذب بھی تو نے ہی رکھا۔ بیت خاک زدی الخ۔ ترجمہ تو نے آسمان کو بھی مغلوب کرلیا ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر وہ (ملازموں کی طرح پیٹی) کیوں باندھے رہتا ہے (ہر وقت آمادۂ خدمتگذاری کیوں ہے) بیت بر فلکت میؤ الخ ترجمہ آسمان پر (فرشتے) تجھے "ثمرۂ روح" کا نام دیتے ہیں۔ کیا تو سنتا ہے کہ یہ بات وہ زبان سے کہتے ہیں۔ بیت تاج تو افسوس الخ۔ ترجمہ افسوس ہے کہ تیرا تاج (یعنی تیرا ظاہر) تیرے سر (یعنی تیرے باطن) سے بہتر ہے (یوں کہنا چاہیئے) کہ جھول کتے سے اور تو بڑا گدھے سے اچھا ہے۔ یعنی تیری مثال وہی ہے کہ ایک مریل کتے پر اعلیٰ درجہ کی جھول ڈالدی جائے۔ یا کسی ناکارہ گدھے کو نفیس توبرے میں دانہ دیا جائے) بیت لاف بسے شد الخ ترجمہ اس لافگاہِ جہان میں تو نے بہت کچھ لافزنی کی (اور کہا کہ) تمام جہان تیرے لئے ایک جَو برابر خاک راہ کی حیثیت رکھتا ہے (حقیر ہے) بیت خود تو کف خاک الخ۔ ترجمہ (لیکن تیری حالت یہ ہے) کہ تو مٹھی بھر مٹی کو جان کے عوض میں دیتا ہے۔ اور ایک جَو برابر مٹی کو جہان کے بدلے میں دیتا ہے (ایک جَو کے برابر حقیر چیز کو جہان کے برابر سمجھتا ہے) بیت اے ز تو بالائے الخ۔ بالائے۔ زمین۔ روئے زمین یا سطح زمین۔ ترجمہ اے وہ کہ سطح زمین تیری وجہ سے تکلیف میں ہے۔ تیرا اٹھکانا تو خزانہ کی طرح زمین کے نیچے ہی اچھا ہے (تیرا مرجانا بہتر ہے) بیت روغن مغز تو الخ۔ روغن مغز۔ عقل۔ سیمابی۔ پارہ کی طرح۔ ترجمہ تیری عقل

جو سیماب کی طرح پریشان و مضطرب ہے وہ اس سنجابی رنگ کے فندقہ کی وجہ سے
سر و ہے۔ فندقِ سنجابی سے مراد آسمان۔ حاصل بیت یہ کہ گردش فلک کی تاثیر
سے تو بے عقل ہے۔ **بیت** تات چو فندق الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ آسمان تجھے
فندق کی طرح تنگ گھر والا نہ بنا دے۔ اس سنجاب گوں فندق (آسمان) سے
گذر جا (اس سے پہلے کہ آسمان تجھے ہلاک کر کے خانۂ تنگِ قبر میں پہنچا دے تو
دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لے) **بیت** روز و شب از الخ۔ دَلَہ۔ لومڑی۔ قندز۔
ایک سیاہ جانور جس کی پوستین قاقم و سنجاب کی طرح بکار آمد ہوتی ہے۔ پیسہ۔ ابلق
**ترجمہ** دن اور رات قاقم اور قندز سے الگ ہیں (قاقم اور قندز نہیں ہیں۔ بلکہ)
یہ روباہ ابلق (مکار زمانہ) شیر اور سانپ ہیں۔ دن کو بلحاظ سفیدی قاقم سے اور رات کو بجہت تاریکی کے قندز سے
تشبیہ دیکر کہا ہے کہ دن کو قاقم اور رات کو قندز سمجھ کر ان کی طرف مائل نہ ہو جانا۔ زمانہ وہ نہیں ہے
جو تم سمجھتے ہو بلکہ درپئے آزار ہے۔ **بیت** گربہ نہ دست الخ۔ **ترجمہ** تو بلی نہیں ہے لہذا (ہر خوان پر)
دست درازی نہ کر۔ تو قانع و مطمئن شخص سے ہے شکاری نہ کر۔ **بیت** شیر تنید است الخ
**ترجمہ** اس راستے (دنیا) میں شیر (موت) نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا ہے۔
پھر تو بارہ سنگوں کی طرح سر اٹھائے پانی کی طرف کیا جا رہا ہے (یعنی دنیا کے
عیش و آرام میں مشغول ہونے کے لئے کیوں جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ شیر شکار کرنے
کے لئے پانی کے قریب ہر طرف اپنا لعاب ڈالکر خود اس طرف بیٹھ جاتا ہے
جہاں لعاب نہیں ڈالا۔ جانور اس کے لعاب کی بو پاکر اس خیال سے کہ ادھر
شیر سے سامنا ہو جائیگا۔ دوسرے راستے پر پڑ جاتا ہے جہاں شیر گھات
سے نکلکر اسے پکڑ لیتا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ موت گھات میں بیٹھی ہے اور
تم دنیا کے تعیش میں مشغول ہو۔ **بیت** گر فلکت عشوہ الخ۔ **ترجمہ** اگر آسمان تجھے
پانی کا فریب دے۔ تو خبردار تو فریب نہ کھائیو۔ کہ وہ تجھے سراب دکھلا رہا ہے۔

**بیت** تبز مراں کاب الخ۔ **ترجمہ** تیز مست چل۔ کہ تونے آسمان کا پانی پیا ہے
چونکہ تونے نمک کھایا ہے۔ اس لئے آبِ دہن کو پی جا (تلخ چیز کھانے کے
بعد اگر لعاب دہن نگل جائیں تو منہ کا مزاجلد درست ہوجاتا ہے۔ بہ نسبت اسکے
کہ تھوک دیں۔ مراد یہ ہوئی کہ حوادث پر ضبط سے کام لے۔ اور خوشی کے وقت زیادہ
نازاں نہ ہوجا) **بیت** تا نہ شوی الخ **ترجمہ** تدبیر میں لگا رہ تاکہ تو (خواہشات
نفسانی کا) پیاسا نہ ہو (اُن کی طرف مائل نہ ہو) اور تباشیر کی طرح سوختہ سامان
ہوجا (تباشیر مُسکّن عطش ہوتی ہے) (موتوا قبل ان تموتوا کی کیفیت پیدا کرلے۔
**بیت** یوسفِ تو تا زالخ یوسف سوح۔ چاہ۔ وجود۔ مصر آلہی۔ معرفتِ خداوندی
زبر۔ اوپر۔ باہر۔ **ترجمہ** جبتک تیرا یوسف (روح) (وجود) کے کنوئیں سے
باہر تھا۔ اُس وقت تک اُس کا مطمحِ نظر معرفت آلہی کا شہر تھا (وجود کی قید
میں آنے سے پہلے نفس ناطقہ معرفتِ خداوندی کا طالب تھا) **بیت** زرد رُخ از
چرخ الخ۔ **ترجمہ** اب اس نیلگوں آسمان میں تیرا چہرہ زرد ہوگیا ہے۔
(یعنی تو شرمندہ ہوگیا ہے) جب سے تو اس کنوئیں (دنیا) میں اُتر آیا ہے۔
**بیت** ایں ہمہ صفرائے تو بر روئے زرد الخ۔ زردی اور صفرا دونوں سے
مراد خجالت۔ سرکہ سے مراد جبیں برابرو ہونا۔ اور سرکہ صفرا کو دور کردیتا ہے۔
**ترجمہ** تیرے اس زرد چہرہ پر۔ یہ تمام زردی چھائی ہوئی ہے اس پر تیرے سرکہ نے
کوئی اثر نہ کیا۔ **بیت** پیہ تو چوں روغن الخ۔ **ترجمہ** تیری چربی سو برس کے
پُرانے روغن کی طرح تھی (یعنی معین روشنی چراغِ ہوس تھی) پھر صد سالہ سرکہ
ابرو کا کیا فائدہ یعنی چاہے جسقدر بھی جبیں بجبیں ہو۔ ہو اوہوس دور نہیں ہوسکتی کیونکہ
وہ راسخ ہوچکی ہے) **بیت** خونت بریز ندالخ۔ **ترجمہ** ان چند دنیوں کے
لئے اپنی آبرو ضائع نہ کرورنہ اس ہفت خواں (دنیا) میں تجھے ہلاک کردینگے۔

**بیت** آتش درخرمن الخ۔ **ترجمہ** تو اپنے کھلیان میں خود آگ لگا رہا ہے اور اپنی دولت پر لات مار رہا ہے۔ **بیت** مے تگ و مے تاز الخ۔ **ترجمہ** جدوجہد کر کہ میدان تیرے ہی لئے ہے اور حکمرانی کر کہ فرمانروائی تیرے ہی لئے ہے۔ **بیت** ایں دو سہ روزے الخ۔ **ترجمہ** یہ چند روز کے لئے جو تو ٹھیرا ہوا ہے خوب کھا۔ پی اور خوب آرام کر۔ **بیت** ہم بتو بر سخت الخ **ترجمہ** قضا و قدر نے تجھ پر نہایت ظلم کیا ہے (کہ تجھ کو دنیا میں بھیجدیا مگر) اسی وجہ سے (یعنی اس ظلم کی تلافی کرنے کی غرض سے) تیری رسّی کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہے (یعنی تجھے مطلق العنان کر دیا ہے تاکہ تو زاد آخرت مہیا کر سکے۔ اور اس طرح قضا و قدر کے اس ظلم کی تلافی ہو جائے) **بیت** گندہ شدہ پائے الخ۔ **ترجمہ** (فربہی کی وجہ سے) تیرے پاؤں سوجگئے ہیں۔ اور کمر جھک گئی ہے۔ ابھی تو اپنے ہی روغن میں جلا ہوا ہے **بیت** لاجرم ایں جا الخ۔ دغل۔ کوڑا۔ **ترجمہ** ناچار تو یہاں (دنیا میں) باورچیخانہ کا کوڑا ہے اور قیامت کے دن دوزخ کا ایندھن ہوگا۔ **بیت** پُر شدہ گیر ایں الخ۔ **ترجمہ** اس پیٹ کو روٹی اور پانی سے بھرا ہوا فرض کرلے۔ ان چند سیر ہڈیوں پر تو کبتک غرور کریگا۔ **بیت** گر بہ خورش الخ۔ **ترجمہ** اگر کوئی شخص کھانے سے دیر تک زندہ رہ سکتا تو جو شخص زیادہ کھاتا۔ زیادہ جیتا۔ **بیت** عمر کم است از پئے الخ۔ **ترجمہ** چونکہ عمر کم ہے۔ اس لئے بہت قیمتی ہے (یعنی) عمر کی قیمت اُس کی کمی کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی۔ **بیت** کم خور و بسیار ئے الخ۔ **ترجمہ** کم کھا۔ اور زیادہ آرام پا۔ زیادہ کھا اور زخم کی تکلیف اُٹھا (صحت و عافیت کم کھانے میں اور دُکھ اور رنج زیادہ کھانے میں ہے) **بیت** عقل تو با خورد الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل خوراک کی کیا قدر و قیمت سمجھتی تھی (لیکن) حرص نے تجھے اس کام پر لگا دیا (چہ۔ تحقیر کے لئے ہے) **بیت** حرص ترا عقل الخ۔ **ترجمہ** تیری حرص کو اسی لئے عقل دی گئی ہے

تاکہ تو کوئی ایسی چیز نہ کھائے جو تیرے لئے نہیں بھیجی ہے (وہی کھا سکے جو قضا و قدر نے تیرے حصے میں لکھدیا ہے) **بیت** حرص تو از فتنہ الخ۔ **ترجمہ** تیری حرص فتنہ سے بغیر بے صبر ہوتی ہے۔ لہذا اس دانشمند کو فریب دینے والی بیوقوف کو ترک کردے (حرص ہمیشہ شورش و فتنے میں ڈالتی ہے۔ اسے چھوڑ دے۔
**بیت** ترسم ازیں فتنہ الخ۔ **ترجمہ** مجھے خوف ہے کہ ان فتنوں کی وجہ سے جو (یہ حرص) تیرے سامنے لائے۔ کہیں تجھے اپنا ہمرنگ نہ بنالے۔ **بیت**۔ ہر بد و نیکی کہ دریں محضر اند الخ۔ محضر سے مراد دنیا۔ **ترجمہ** ہر نیکی اور بدی جو اس جہان میں موجود ہے ایک دوسرے کا رنگ اختیار کرنے والی ہے (خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے)

## حکایتِ بقّال و رُوباہِ باطرّار

طرّار۔ کیسہ بُرد۔ دُزد۔ **بیت** میوہ فروشے کہ الخ۔ **ترجمہ** ایک میوہ فروش جسکا ٹھکانا یمن میں تھا۔ ایک چھوٹی سی لومڑی اُس کے اسباب و سامان کی محافظ تھی۔ **بیت** چشم ادب الخ۔ **ترجمہ** وہ راستے پر ادب کی نظر سے دیکھتی رہتی۔ اور اُس سبزی فروش کے گھر کی حفاظت کرتی۔ **بیت** کیسہ بُرے چند الخ۔ شگرف عجیب۔ چند بمعنی ہر چند۔ **ترجمہ** ایک گرہ کٹ نے ہر چند بڑی بڑی عجیب عیّاریاں کیں۔ لیکن اُس کا کوئی فریب بھی کارآمد نہ ہوا۔ **بیت** دید دو بهمزد الخ۔ رگ گرفتن۔ دریافتِ حال کردن۔ **ترجمہ** چونکہ اس گرہ کٹ کو تعجیل مقصود تھی اس لئے آنکھیں بند کرلیں اور (بظاہر) سوگیا اور (اس جھوٹ موٹ کے) سونے میں اس لومڑی کی نیند کی رگ کا اندازہ لگایا (یعنی لومڑی سوگئی یا نہیں) **بیت** خفتنِ آں گرگ الخ۔ **ترجمہ** جب لومڑی نے اُس بھیڑیئے (کیسہ بُر)

کو سوتے دیکھا۔ تو اُسے بھی نیند آگئی۔ اور سر جھکا لیا (سو گئی) **بیت** کیسہ بُر الخ ترجمہ کیسہ بُر نے اُس (روباہ) کی نیند کو غنیمت سمجھا۔ آیا اور مال کا تھیلا اُٹھا کر چلتا بنا۔ **بیت** ہر کہ دریں رہ الخ۔ ترجمہ (مقولۂ مصنف) جو شخص اس راستے (دنیا) میں خوابگاہ بنا لیتا ہے یا تو وہ سر ہی کھو بیٹھتا ہے۔ یا ٹوپی (یا ہلاک ہو جاتا ہے یا سرمایۂ عزت و زندگی ضائع کر بیٹھتا ہے) **بیت** خیز نظامی نہ الخ۔ ترجمہ اے نظامی اُٹھ کہ یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ تمام چیزوں کو ترک کرنے کا وقت ہے۔

# مقالۂ نہم در ترکِ مؤناتِ دُنیوی

(اسباب)

**بیت** اے زشبِ وصل۔ علم صبح سے مراد سپیدۂ سحر۔ سبک سایہ۔ خوش طبع و شگفتہ خاطر دوست۔ ترجمہ اے وہ کہ وصل کی رات سے بھی زیادہ گرانمایہ ہے اور صبح کے سفیدۂ سحری سے بھی سبک سایہ ہے۔ **بیت** سایہ صفت چند الخ ترجمہ تو سایہ کی طرح کب تک غم میں بیٹھا رہیگا۔ اُٹھ کہ علم بلند و ایستادہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ **بیت** چوں ملکانِ عزم الخ۔ ترجمہ جب بادشاہ کہیں آنے جانے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ تو اپنے سے پہلے سامان روانہ کیا کرتے ہیں۔ **بیت** گر ملکی عزم الخ ترجمہ اگر تو بادشاہ ہے تو راستہ کے ارادہ کی تیاری کر لے۔ اور اس (دنیا) سے زیادہ باساز و سامان سفر کی تیاری کر لے (یعنی سفرِ آخرت کی) **بیت** پیشتر از خود بنہ الخ ترجمہ اپنے سے پہلے سامان (اعمال) آگے بھیجدے (یعنی اپنے کل کا خرچ آج بھیجدے۔ **بیت** از پئے آنست کہ الخ۔ ترجمہ بھڑ کا چھتہ اسیواسطے شہد سے پُر ہوتا ہے۔ کہ وہ پیش بیں ہے۔ **بیت** مور کہ مردانہ الخ۔ ترجمہ چیونٹیاں جب بہادری سے صف باندھتی ہیں وہ اپنے کل (آئندہ) کے لئے خوراک لیجاتی ہیں۔

**بیت** آدمی غافل الخ **ترجمہ** غافل آدمی اگر اندھا نہیں ہے (عقل کا اندھا نہیں ہے) تو (اُسے خیال کرنا چاہئے کہ) وہ اُس کیڑے اور اُس چیونٹی سے تو کم رتبہ نہیں ہے۔ **بیت** ہر کہ جہاں خواہد الخ **ترجمہ** جو شخص چاہتا ہے کہ اُس کا وقت آسائش سے بسر ہو۔ اُسے گرمی کا فکر سردی میں ہی کرنا چاہئے **بیت** جز من و تو ہر کہ الخ۔ **ترجمہ** میرے اور تیرے (انسان) کے سوا اور جو کوئی بھی اس اطاعت میں ہے (دنیا میں خداتعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہے) وہ ہر ایک گھڑی کے جوہر کو پرکھنے والا ہے (ہر جاندار سوائے انسان کے اپنے وقت کی ایک ایک گھڑی کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے) **بیت** ہمت کس عاقبت الخ **ترجمہ** کسی شخص کا ارادہ دلی بھی تو انجام کو سوچنے والا نہیں۔ اور کسی شخص کی بصیرت بھی تو ایک گھڑی سے زیادہ کے لئے نہیں۔ **بیت** نیست بہر نوع الخ۔ **ترجمہ** میں ہر چند تلاش کرتا ہوں۔ مگر کسی نوع میں بھی ہم سے زیادہ آرام طلب نہیں پاتا **بیت** کاسہ دل ارچہ الخ۔ **ترجمہ**۔ اگرچہ دل کا مقصد جان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن انجام بینی اُس سے بھی بڑھکر ہے۔ **بیت** ما کہ ز صاحب الخ۔ **ترجمہ** ہم جو دل کے صاحب نظروں میں سے ہیں۔ ہر چند کہ مٹی کی کان سے نکلے ہیں لیکن پھر بھی گوہر ہیں (باوجودیکہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن معرفت کے مراتب کی تکمیل ہمیں سے ہوسکتی ہے) **بیت** ز آمدنی آمدہ الخ۔ **ترجمہ** آیندہ آنیوالی چیزوں کا ہمیں نشان معلوم ہے۔ اور گذری ہوئی چیزوں سے ہم باخبر ہیں۔ **بیت** خواندہ بجاں الخ۔ **ترجمہ** اُس پُر اندیشہ ذرے (انسان) نے نہایت محنت اور شوق سے نو مکتب (نو آسمان) کی ابجد (رموز و اسرار) اس مٹی کی تختی (زمین) سے پڑھ لی۔ **بیت** کس نہ بدیں راغ الخ۔ راغ۔ صحرا۔ مراد دنیا۔ **ترجمہ** اس دنیا میں کوئی بھی نہ تھا۔ ایک "تو" تھا اور ایک "میں" (صرف انسان) اس باغ کی

بلبل صرف "تو" اور "میں" تھا۔ بیت خاک تو آمیختۂ الخ۔ ترجمہ تیری مٹی تو
رنج وغم سے ملی ہوئی ہے۔ لیکن اس خاک کے دل میں (معرفت کے) بہت سے
خزانے ہیں۔ بیت خاک تو آں روز الخ۔ ترجمہ جس دن تیری مٹی کو صاف
کررہے تھے۔ دراصل دل کی معجون بنانے کے لئے ملا رہے تھے۔ بیت
نعمت ایں خاک الخ۔ ترجمہ اس خاک کی نعمت کما حقہٗ پہچان لے (دل کی
قدر جان) اے نادان خاک شناسی نہ کر (یعنی اس خاک کو حقیر نہ سمجھ) بیت
منزل خود بیں الخ۔ ترجمہ دیکھ۔ کہ تیری منزل مقصود کو کونسا راستہ جاتا ہے۔
اور اپنے اس جگہ آنے اور یہاں سے جانے کو (دیکھ) بیت ز آمدن ایں سفرت الخ
ترجمہ تیرے اس سفر میں آنے سے مطلب کیا ہے۔ اور پھر اس جگہ سے
واپس جانے میں کیا حکمت ہے۔ بیت اوّل کایں ملک الخ۔ ترجمہ پہلے جبکہ
یہ ملک تیرے نام پر نہ تھا۔ اور یہ ویرانہ گاؤں (دنیا) تیرا مقام نہ تھا بیت فرہمائی الخ
ترجمہ (اُس وقت) تو برج حمل کے ہما (آفتاب) کا سا دبدبہ رکھتا تھا۔ اور ازل
کی فضا میں بلندی پر اُڑ رہا تھا۔ بیت گرچہ پرِ عشق تو الخ۔ ترجمہ اگرچہ تیرے
عشق کی پرواز کی غایت نہ تھی۔ لیکن ابد کی راہ کی بھی تو کوئی انتہا نہ تھی۔ بیت
ماندہ شدی قصد الخ۔ ترجمہ (پرواز عشق میں) تو تھک گیا اور زمین کا قصد کر لیا
اور اس آب وگل (وجود یا زمین) پر تو نے سایہ ڈال دیا (وجود کی شکل اختیار کر لی)
بیت باز چو تنگ آئی الخ۔ ترجمہ پھر جب تو اس دنیا کی تنگنائے سے تنگ
آجاتا ہے۔ تو آفتاب کے دامن کو پاؤں تلے کھینچ لیتا ہے (مومن کی روح مرنے
کے بعد آسمان ہفتم پر پہنچتی ہے۔ اور آفتاب چوتھے آسمان پر ہے) بیت
گرچہ مجرد شوی الخ۔ ترجمہ اگرچہ تو ہر ایک سے تنہا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس پر بھی
تو زیادہ دیر تک قایم نہیں رہتا۔ بیت جز بہ تردد الخ ترجمہ (بلکہ) سوائے

آمدورفت کے تجھے اور کسی بات سے سروکار ہی نہیں۔ اور ایک محل پر تجھے قرار ہی نہیں۔ بیت مفلس بخشندہ الخ۔ ترجمہ بخشش (فیض انوار) کے وقت بھی تو بخشنے والے (خدا تعالیٰ) کا محتاج ہے۔ اور وجود میں تو ہی تازہ (جسم کے لحاظ سے) اور پرانا (روح کے لحاظ سے) ہے۔ بیت بگذر ازیں مادر الخ۔ ترجمہ اس فرزند کش ماں (یعنی اپنے پیدا کئے ہوؤں کو مار ڈالنے والی (دنیا) کو چھوڑ دے جو کچھ باپ (آدم علیہ السّلام) نے کہا تھا اس کو محفوظ رکھ (آدم نے کہا تھا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ خدایا ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو نے ہمیں بخشش نہ دیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے) بیت در پدر خود نگر الخ۔ ترجمہ اے بیوقوف! اپنے باپ کو دیکھ اس کا طریقہ اختیار کر اور دیکھ کہ اس نے کیا کیا۔ بیت منتظر راحت الخ۔ ترجمہ آسائش کا منتظر ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ ایسی (تھوڑی) عمر میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ بیت گر نفسے طبع الخ۔ ترجمہ اگر طبیعت (یعنی مقتضیات طبیعت) کو پگھلانے والا ایک سانس (آہ) بھی (تیرے دل سے) نکلتا۔ تو ضائع شدہ عمر واپس آجاتی۔ بیت غم خور و بنگر الخ۔ ترجمہ غم کھا اور دیکھ کہ تو کونسی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ اور کس دل پر تو خوش بیٹھا ہے۔ بیت آنکہ بدو گفت باش الخ۔ ترجمہ وہ شخص جسے آسمان نے "شاد باش" کہا ہو۔ وہ نہ تو ہے۔ نہ میں (اس لئے خوشی کے خیال سے) آزاد ہو کر رہ (ہمیں آسمان نے خوشی دی ہی نہیں۔ پھر خوشی کا خیال کیسا) بیت ما ز پئے رنج الخ۔ ترجمہ ہم تو صرف رنج ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ باتیں بنانے اور لافزنی کے لئے۔ بیت تا ستد و داد الخ۔ ترجمہ (اور اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں) تا کہ اس جہان کے لین دین کو ہم اس وقت تک درست رکھیں جبتک کہ جان میں جان ہے (معاملات دنیوی کا درست انتظام کریں)

**بیت**۔ زآمدنت رنگ چرا الخ۔ **ترجمہ** (اس دنیا میں) آنے سے تیرا رنگ کیوں شراب کی طرح (یعنی سرخ جو علامت خوشی ہے) سُرخ ہے۔ کیونکہ اس آنے کے پیچھے "جانا" بھی لگا ہوا ہے (جب اس زندگی کے بعد پھر مرنا ہے۔ تو اتنی خوشی کاہیکی) **بیت**۔ تاکے و تا کے بود الخ۔ **ترجمہ** آخر تو اور یہ زمانہ (جس سے مراد بے اختیار آنا اور بے اختیار جانا ہے۔ کب تک رہیگا (آخر فنا ہے) **بیت** شک نہ دراں سے شد الخ۔ **ترجمہ** اس میں ذرا شک نہیں کہ عدم کچھ نہیں ہے۔ شک تو صرف وجود میں ہے کہ وہ بھی کچھ نہیں ہے۔ **بیت** تیز مپر چوں الخ۔ **ترجمہ**۔ تیزی سے نہ اُڑ۔ کیونکہ تو تاخیر سے پیدا ہوا ہے۔ اور جلدی چل یا نہ جا کہ تو دیر سے حاصل ہوا ہے۔ **بیت** وقت بیاید کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ وقت آرہا ہے۔ کہ کوچ کا نقارہ بجادینگے۔ اور ہمارا اسکے ایک نئے دہم پر لگادیں گے (نئی ہستیاں وجود میں آجائینگی اور ہم فنا ہوجائیں گے۔ **بیت** تازہ کنند ایں الخ۔ **ترجمہ** اس گری پڑی مٹی کو پھر تازہ کرینگے اور اس پراگندہ کو پھر جمع کر دینگے۔ **بیت** ایکہ زامروز الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ تو آج کے دن سے (جسے تو ضائع کر رہا ہے) شرمندہ نہیں ہے۔ آخر اُس دن (فردائے قیامت) سے تو ذرا شرم کر۔ **بیت** ایں ہمہ محنت الخ۔ اینت۔ کلمہ تعجب ہے۔ **ترجمہ** (بازپرس محشر کی) یہ تمام تکلیف جو ہمارے سامنے ہے اس پر ہمارا زخمی دل کیسا عجیب صبر کرنے والا ہے۔ **بیت** مرکب ایں بادیہ الخ **ترجمہ** اس جنگل (کے طے کرنے) کی سواری فقط دین ہے۔ اور اس کام کا علاج صرف یہی ہے (میدان آخرت کو طے کرنے کے لئے صرف دین ہی ذریعہ ہوسکتا ہے) **بیت** سختی رہ بیں الخ۔ **ترجمہ**۔ راستہ کی سختیوں پر غور کر اور ان سے غافل نہ ہو۔ اے سخت جان بامحنت کش (سست کمائی نہ کر ارادوں میں سستی نہ کر) **بیت** آئینہ جہد فرا الخ۔ **ترجمہ** ہمیشہ کوشش کا آئینہ سامنے رکھ۔ اُس میں

غور سے دیکھ اور اپنے چہرے کا پاس کر (یعنی عزت کر منا بنی آدم" کا پاس کر) بیت عذر زخود بیں الخ۔ ترجمہ عذر کو اپنی طرف سے اور قبولیت کو خدا کی طرف سے سمجھ۔ اور سراپا اپنے کو بالکلیہ تقدیر کے حوالہ نہ کر (یعنی یہ نہ کہ جو کچھ تقدیر میں ہوگا ہو رہیگا۔ بلکہ عذر پیش کر)

# حکایت زاہد توبہ شکن

بیت مسجدے بستہ الخ۔ ترجمہ ایک مسجد نشین آفات زمانہ میں گرفتار ہوا اور شراب خانوں کی طرف منسوب ہونے لگا۔ بیت مے بدہن برد الخ۔ ترجمہ شراب پیتا تھا اور شراب جیسے (خونی آنسو) بہاتا تھا (اور کہتا تھا کہ ہائے میں بے بس ہوں۔ میرا کیا علاج ہوسکتا ہے۔ بیت مرغ ہوا در الخ۔ ترجمہ طائر شہوات نے میرے دل میں آرام کیا اور میری تسبیح کے دانوں کو جال بنالیا۔ (خواہشات نفسانی نے میرے دل پر قبضہ کر لیا۔ اور تسبیح کے دانے ان خواہشات نفسانی کے لئے بمنزلہ دام کے ہوگئے) بیت کعبہ مرا رہزن الخ۔ ترجمہ گویا کعبہ میرے اوقات کا رہزن تھا۔ کیونکہ میرا اصلی گھر شرابخانہ تھا (یعنی میں جو کعبے میں گیا تھا۔ تو وہ تضیع اوقات تھی۔ اس لئے کہ وہ فائدہ مند نہ ہوا۔ کیونکہ میری تقدیر میں تو شرابخوری لکھ دی گئی تھی) بیت طالع بد بود الخ۔ ترجمہ میرا زائچہ ہی برا تھا۔ اس لئے میں بدبخت ہوگیا اور رندوں کے کوچہ کی طرف منسوب ہوگیا۔ بیت چشم ادب زیر نقاب الخ۔ ترجمہ خود ادب کی آنکھ میری طرف سے نقاب میں ہے (یعنی میں ایسا بدافعال ہوں کہ ادب مجھ سے شرماتا ہے) اور شراب خانہ کا کوچہ میری وجہ سے خراب ہے (یعنی میں اسقدر منحوس ہوں کہ خرابات کا نام خرابات صرف میری وجہ سے ہے۔ نیز یہ کہ خرابات جس کا نام ہی خرابات ہے۔ وہ بھی مجھ سے

اچھا ہے۔ اور میرے ہونے کی وجہ سے وہ خراب ہے) **بیت** تنگ جہاں برالخ
**ترجمہ** خدا کرے کہ جہان مجھ (راہ حقیقت سے) مہجور پر تنگ ہو جائے (مجھے
جہان میں کہیں جگہ نہ ملے) اور میری گرد اُس (جہان کے دامن سے دور ہو جائے۔
**بیت** گر نہ قضا بود الخ۔ **ترجمہ** اگر یہ امر ربی نہ تھا۔ تو پھر میں کون اور لات کون
زہد و تقویٰ اور کوچۂ شرابخانہ کیا معنی؟ (لات ایک بت تھا جس کی عرب میں پوجا
ہوتی تھی۔ یہاں عام بت مراد ہے۔ یعنی اگر میری تقدیر میں نہیں لکھا تھا۔ تو پھر یہ
ممکن نہ تھا کہ میں بت پرستی شروع کر دیتا۔ اور باوجود ایسی زاہدانہ زندگی بسر کرنے
کے شراب خور ہو جاتا) **بیت** ہمت آنرا بجا کہ الخ۔ ہمت۔ ارادۂ دلی۔ **ترجمہ**
(دوسرے مصرع میں جوابے کی بجائے جوانے چاہیئے) ایک جوان نے جو اس پردہ
(یعنی خرابات) میں تھا اور جس کی ہمت درویشوں کی نظر کردہ تھی یہ جواب دیا (کہ) **بیت**
کیں روش از راہ الخ۔ **ترجمہ** اس طریق کو قضا کے راستے سے دور رکھ (اپنی اس
کجروی کو قضا سے منسوب نہ کر) کہ تجھ جیسے لاکھوں بھی قضا کے مقابلہ میں ایک جَو
کے برابر ہیں۔ **بیت** بر در عذر الخ۔ **ترجمہ** بلکہ عذر کا راستہ اختیار کر اور اپنے
گناہوں کو (توبہ کر کے) دھو ڈال۔ اور پھر اس قسم کی بات نہ کہنا۔ **بیت** چوں تو نکنی الخ
**ترجمہ** اگر تو معذرت چاہیگا۔ تو تجھے عزیزوں کی طرح لے جائیں گے۔ ورنہ (کارکنان
قضا و قدر) خود آئیں گے اور تجھے قیدیوں کی طرح لے جائیں گے۔ **بیت** سبزہ چریدن الخ
**ترجمہ** زمین پر کی سبزی بہت کچھ کھا چکا ہے۔ اب تیرے لئے آسمان کا سر اگتنا
کافی ہے (زمین کی سبزیاں تو نے بہت کھائی ہیں۔ اب اسرار رموزِ فلکی کا مزہ چکھنا
چاہیئے) **بیت** تا نبرد خواب الخ۔ **ترجمہ** خبردار! کہیں تجھ پر غفلت غالب نہ آ جائے
(اُس سے کنارہ کشی کر اور) تھوڑا سا مرنے کے لئے بھی توشہ لیلے۔ **بیت** خوش
نبود دیدہ الخ۔ **ترجمہ** آنکھ کا خونابہ (غفلت) میں ڈوبا رہنا اچھا نہیں۔ اور زندہ اور مردہ کا

ایک ہی نیند میں رہنا مناسب نہیں) **بیت** دین کہ ترا دید الخ۔ **ترجمہ** دین نے
جب تجھے اس طرح غفلت کی نیند میں سرشار دیکھا۔ تو اپنا چہرہ نقاب میں چھپالیا۔
**بیت** خیز نظامی کہ الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی اُٹھ! کیونکہ تُک (فرشتۂ موت)
سوار ہوگیا ہے (یعنی موت قریب ہے) تو آدھی رات کے وقت یہاں کیوں
پابند ہو رہا ہے۔ دوسرے مصرع میں بازبست کے بجائے پائے بست چاہیئے۔

# مقالۂ دہم در نمودن آخرالزماں و علامتش

**بیت** اے فلک آہستہ الخ۔ **ترجمہ** اے آسمان! ذرا آہستہ چل۔
آخر تو کبتک گھومیگا۔ اور اے زمین ذرا آرام سے۔ آخر یہ ظلم کبتک کریگی۔ **بیت**
از پس ہر شام الخ۔ **ترجمہ** ہر شام کے بعد صبح ہوتی ہے۔ ہر بلندی کا نتیجہ پستی
ہے۔ **بیت** در طبقات زمی الخ۔ **ترجمہ** زمین کے طبقوں میں ان زلزلۃ الساعۃ
شیءٌ عظیم (قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے) نے خوف پھیلا رکھا ہے۔ **بیت**
شیفتن خاک الخ۔ **ترجمہ** زمین کے شیفتہ ہونے نے (زلزلہ قیامت کے باعث
دنیا میں) خوف وہراس پیدا کردیا (اب زمین کے پاؤں میں) آسمان کی زنجیر کا حلقہ
پہنانے سے کیا فائدہ۔ **بیت** بازتن شیفتہ الخ۔ **ترجمہ** آخر یہ شیفتہ جسم (زمین)
ٹوٹ جائیگا۔ اور یہ دیوانہ (زمین) زنجیر (آسمان) کو بھی توڑ ڈالیگا۔ **بیت** باگرو بست
زمین کز میاں الخ۔ **ترجمہ** نہ معلوم کس کے ساتھ زمین نے شرط لگائی ہے کہ اپنی
کمر سے آسمان کی پٹی کھول ڈالے گی۔ **بیت** شام زرنگ الخ۔ **ترجمہ** شام رنگ
(شفق) سے اور صبح خوشبو سے (حواس کے لئے مخصوص ہے) خالی ہے آسمان
نے چوگان کی شکل اور زمین نے گیند کی شکل چھوڑ دی۔ **بیت** خاک در چرخ الخ
**ترجمہ** زمین آسمانِ بلند کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے (زمین آسمان پر چڑھ جانیکی طالب ہے)

اور آسمان زمین پر آنے کے لئے مستعد ہے۔ **بیت** حادثہ چرخ الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے حادثے گھات سے نکل آئے اور انہوں نے زمین کے وجود کو یک بیک درہم برہم کردیا۔ **بیت** پیر فلک خرقہ الخ۔ **ترجمہ** یہ بوڑھا آسمان اپنی گدڑی پھاڑ ڈالیگا۔ اور یہ مہرۂ زمین بھی اپنے دھاگے کو توڑ ڈالیگا (آسمان بھی فنا ہوجائیگا اور زمین بھی)۔ **بیت** چرخ بزیر آید الخ۔ **ترجمہ** آسمان نیچے آجائیگا اور یکتا (تنہا) رہ جائیگا (ستارے وغیرہ جھڑ جائیں گے یا یکتا بمعنی یک تہ یعنی آسمان کی صرف ایک تہ باقی رہ جائیگی) اور زمین رقص کرتی ہوئی اڑ جائیگی (زمین بھی قایم نہ رہیگی)۔ **بیت** رشتہ شود دہر دو الخ۔ **ترجمہ** دونوں کے سر ہمارے درد سے نجات پا جائیں گے (دونوں ہماری خدمت سے رہائی پا جائیں گے) اور دونوں راستے ہمارے غبار سے پاک ہوجائیں گے۔ **بیت** ہم فلک از شغل الخ **ترجمہ** آسمان بھی تیرے مشغلہ سے ساکن ہوجائیگا اور زمین بھی تیرے مکر سے امن میں ہوجائیگی۔ **بیت** شرم گرفت انجم الخ۔ **ترجمہ** ستاروں اور آسمانوں کو شرم آگئی۔ تو اس مٹھی بھر مٹی کو کب تک پوجتا رہیگا۔ **بیت** مارصفت شد الخ **ترجمہ** یہ مدور آسمان سانپ کی طرح ہوگیا ہے۔ اور سانپ انجام کار مٹی ہی کھایا کرتا ہے (سانپ جہاں بیٹھتا ہے حلقہ بناکر بیٹھتا ہے۔ اور آسمان بھی مدور ہے اور سانپ مٹی کھاتا ہے۔ اسیطرح آسمان کی گردش بھی ایک دن زمین اور زمین والوں کو پیسکر رکھدیگی۔ **بیت** اے جگر خاک الخ۔ **ترجمہ** اے انسان! زمین کا جگر تیری وجہ سے خون ہو رہا ہے۔ اس زمین میں تیرے علاوہ اور کون ہے (یا تیری اطاعت سے باہر کون ہے)۔ **بیت** خاک دریں چنبرہ الخ۔ چنبرہ حلقہ چنبرۂ غم۔ آسمان۔ **ترجمہ** زمین اس حلقۂ غم میں کیوں پھنسی ہوئی ہے۔ اُس (آسمان) کے چہرہ کا رنگ ماتم جیسا نیلگوں کیوں ہے (دوسرے مصرع

ہیں خمش کے بجائے زخش پڑھیے۔ مراد یہ کہ اگر آسمان تیرے غم میں مبتلا نہیں ہے تو پھر وہ نیلگوں ماتمی لباس کیوں پہنے ہوئے ہے) **بیت** گر بتوانی الخ۔ اگلے شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اگر تم گمات میں بیٹھ سکتے ہو اور اس مٹی (زمین) کو اس خُم (آسمان) سے باہر نکال سکتے ہو تو اپنے دامن سے اس دھوئیں دار حلقہ آلودگی کو سات پاک پانیوں سے دھوڈالو۔ ہفت آب پاک سے دھونے سے مراد اچھی طرح دھوڈالنا ہے) **بیت** خرقۂ انجم الخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر) آسمان (کے جسم) پر ستاروں کا لباس اُتار لیں گے۔ اور جہان میں ویرانی کا حکم لگادیں گے۔ **بیت** تعبیۂ راکہ الخ۔ تعبیہ۔ یہاں مراد وہ امور جو مشیت ایزدی میں پوشیدہ ہیں۔ **ترجمہ** جو امور کہ مشیت ایزدی میں پوشیدہ ہیں اور جن سے کہ اجرائے کار ہوتا ہے ان کے ظہور کے لئے زمین و آسمان کی حرکت منجملہ آثار ہے **بیت** سر بجہد چونکہ الخ۔ **ترجمہ** جب کوئی سر ٹوٹنے کو ہوتا ہے تو وہ ہلنے لگتا ہے۔ اور یہی جنبش آج اس زمین میں بھی ہے (جب کوئی سر رعشہ سے ہلنے لگتا ہے تو وہ اس بات کی علامت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ فنا ہو جائیگا۔ اسیطرح زمین میں جو حرکت ہے۔ یا قیامت کے قریب ہوگی وہ اس بات کی علامت ہوگی کہ اب زمین فنا ہوا چاہتی ہے۔ **بیت** دشمن تُست ایں الخ۔ **ترجمہ** یہ سیاہ رنگ کی سیپی (آسمان) تیرا دشمن ہے۔ اس کی آنکھیں تو موتیوں (ستاروں) سے پُر ہیں۔ اور دل پتھروں سے (ظاہر میں ستاروں کی وجہ سے موتیوں سے پُر نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں بڑا سنگدل ہے) **بیت** ایں صدف گوہر الخ۔ (بطریق استفہام انکاری) **ترجمہ** کیا یہ دریا کے موتی کی سیپی ہے؟ (یعنی جس طرح دریا کے صدف میں موتی ہوتا ہے اور لوگ اس سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ آسمان بھی اُسی قسم کا صدف ہے) نہیں بلکہ یہ تو بینائی کے موتی کا صدف ہے یعنی حقیقت

میں آنکھ کو بند کر دینے والا ۔ **بیت** ہر کہ در دو دید الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ شخص جس نے اس میں غور کیا اُس کا دماغ ٹھٹھر کر رہ گیا ۔ اور گویا اُس کی آنکھ اسیطرح نابینا ہو گئی جس طرح سانپ زمرد سے اندھا ہو جاتا ہے اور گویا اس نے اپنی آنکھ کو سانپ کی طرح زمرد کے حوالے کر دیا (جو شخص آسمان ۔ ستاروں اور اُن کی تاثیرات کے متعلق غور کرتا ہے وہ حقیقت میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتا ۔ **بیت** لاجرش نور الخ۔ **ترجمہ** واقعہ یہ ہے کہ اُسے کچھ بھی نظر حاصل نہیں ہوتا ۔ آنکھیں تو ہزاروں ہیں ۔ لیکن بینائی کسی میں نہیں ۔ **بیت** راہ عادم را الخ۔ **ترجمہ** تو نے راہ عادم (موت) کو اس لئے پسند نہیں کیا (یعنی تو موت سے اس لئے ڈرتا ہے) کیونکہ اُسے تو نے دوسرں کی آنکھوں سے دیکھا ہے (اگر تو اُسے عین الیقین سے دیکھتا تو موت کو حیات پر ترجیح دیتا) **بیت** پائے ترا در دا الخ۔ **ترجمہ** اپنے پاؤں کو ذرا زحمت دے کیونکہ دوسرے لوگوں کے پاؤں سے راستہ نہیں طے کیا جا سکتا ۔ **بیت** گر بہ فلک بر شود الخ۔ **ترجمہ** بہرام گور (مشہور بادشاہ) اگر مال اور طاقت کے ذریعے سے آسمان پر بھی چڑھ جائے ۔ پھر بھی آخر اُس کا حصہ قبر ہی ہے (یعنی موت سے چارہ نہیں) **بیت** در نتواں بر رفتن الخ۔ **ترجمہ** اس کوچہ اور دروازہ (زمین) سے کہیں غایب نہیں ہو سکتے ۔ اور اس چھت (آسمان) سے سر باہر نہیں نکال سکتے (نہ اس زمین سے کہیں نیچے اور نہ اس آسمان سے باہر جا سکتے ہیں **بیت** باش دریں الخ۔ بحران ۔ طبیعت اور مرض کا مقابلہ اور یہ اکثر پرانی بیماری کے بعد ہوتا ہے ۔ اس میں مریض کو روشنی ناگوار معلوم ہوتی ہے ۔ **ترجمہ** جب اس زمین و آسمان سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتے تو) ان قیدیوں کے حلقے (زمین و آسمان) میں بحرانیوں کی طرح دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے بیٹھ رہو ۔ **بیت** چند حدیث فلک الخ۔ **ترجمہ** کا ذکر اور اُسکی یاد کب تک ۔ اسکی بنیاد پر خاک ڈال ۔ دوسرے مصرع میں بنیاد

کاہ فرش (باعتبار معنی لغوی کہکشاں) کو ایک جَو کے برابر بھی وقعت نہ دے۔
**بیت** بر برازیں گنبد دولاب رنگ الخ۔ دولاب۔ رہٹ۔ گول ہونیکی وجہ سے آسمان کو بھی دولاب کہا کرتے ہیں۔ **ترجمہ** اس دولاب جیسے گنبد (آسمان) سے اوپر اڑ جا۔ تاکہ تو اس تنگ پرکار کی گردش سے نجات پا جائے۔ **بیت** وہم کہ باریک الخ۔ **ترجمہ** وہم جو باریک ترین رشتہ ہے وہ اس باریک راہ سے شرمندہ ہوگیا ہے (وہم ہر چند مشکل ترین دقائق میں نفوذ رکھتا ہے لیکن آسمان کی باریکیوں اور گردشوں کے معلوم کرنے میں بھی قاصر ہے) **بیت** عاجزی وہم الخ۔ **ترجمہ** (اپنی عاجزی اور چہرہ کی شرمندگی دیکھ) اور بالکل اس راستے کو بال کی طرح باریک سمجھ لے (یعنی جب تو دقایق فلکی کو نہ پا سکا تو شرمندگی کے آثار تیرے چہرہ سے نمایاں ہیں) **بیت** برسر موئے الخ۔ **ترجمہ** اگر تو اس راہ کو طے کرنا چاہتا ہے تو ہر باریکی اور ہر دقیقہ سے دوسری باریکی کو معلوم کرلے۔ اور اگر تو ایسا نہیں کر سکتا تو پھر خمیر سے بال کی طرح باہر نکل آ (پھر اس خیال کو چھوڑ دے۔ قاعدہ ہے کہ آٹا جب خمیر ہو جاتا ہے تو بال اوپر آجاتا ہے) **بیت** پشتہ ایں گل الخ۔ **ترجمہ** جب اس مٹی کا ٹیلا (کرۂ زمین) پائدار نہیں ہے۔ تو پھر اس کی طرف توجہ کرنا مصلحت کار نہیں ہے۔ **بیت** چوں بہ ازیں الخ۔ **ترجمہ** جب تو اس سے اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکتا ہے تو پھر یہ بہت برا ہے۔ کہ تو یہیں بیٹھا رہے (اور اس اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے کی کوشش نہ کرے) **بیت** ہر کلہے جائے الخ۔ کلہ تاج مراد تاجدار۔ یعنی سر جس پر کلاہ ہوتا ہے۔ **ترجمہ** تاج والا سر عاجزی اور انکساری کا مقام ہے اور ہر بیٹی سیکڑوں غلاموں سے آلودہ ہے۔ **بیت** گر ہنری طعنہ الخ۔ **ترجمہ** خواہ کوئی کیسا ہی صاحب ہنر کیوں نہ ہو ایک شہر اس پر طعنہ زن ہے۔ اور خواہ شکر ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں بھی زہر کی زحمت ہے (ہر شہر پر

عیب لگانا دنیا والوں کا کام ہے۔ حتیٰ کہ اگر شکر بھی ہو۔ تو اُس پر بھی بغیر عیب لگائے نہیں رہتے) **بیت** آتش صبح الخ۔ آتش صبح سے مراد آفتاب اور مطبخ بمعنی باورچیخانہ۔ مرادُ دنیا۔ **ترجمہ** وہ صبح کی آگ (آفتاب) جو اس باورچیخانہ (دنیا) میں موجود ہے وہ گرمیٔ دوزخ کی ذراسی چنگاری ہے۔ **بیت** مہ کہ چراغ الخ **ترجمہ** چاند جس کا جسم آسمان کا چراغ بنا ہوا ہے۔ اُس کو بھی آفتاب کی گدائی سے نیل میسّر ہے۔ (چاند سورج ہی سے روشنی حاصل کرتا ہے) **بیت** ابر کہ جاں داروئے الخ۔ **ترجمہ** ابر جو خشکی اور پژمردگی کو دور کرنے کے لئے نوشدارو ہے وہ بھی دراصل افسردگی کا ذرا سا بلغم ہے۔ **بیت** آب کہ آسائش۔ **ترجمہ** پانی جو ہر جاندار کے لئے آسائش ہے۔ کشتی ہی جانتی ہے کہ اُس میں کیسے کیسے عیب ہیں۔ کیونکہ وہ اُس کے تھپیڑے کھاتی ہے۔ **بیت** خانہ پر عیب شد الخ **ترجمہ** یہ آرامگاہ (دُنیا) عیبوں سے بھرا ہوا گھر ہے۔ تجھے اُس کے عیوب پر توجہ ہی نہ کرنا چاہیئے۔ **بیت** عیب نمائی مکن الخ۔ **ترجمہ** آئینے کی طرح عیب نمائی نہ کر۔ تاکہ (اس خصلت کی وجہ سے) تو عیب دار کا ہم رُتبہ نہ بن جائے۔ **بیت** چشم فرو بستہ الخ **ترجمہ** تو نے اپنے عیوب کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ اور دوسروں کے عیوب کے لئے آئینہ بن گیا ہے۔ **بیت** یا بدر افگن ہنر الخ۔ **ترجمہ** یا تو اپنی جیب سے کوئی ہنر نکال اور یا اپنے عیب جوئی کے آئینے کو توڑ ڈال (دوسروں کا عیب چیں نہ بن۔ **بیت** دیدہ زعیب دگراں الخ **ترجمہ** دوسروں کے عیوب کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلے۔ اپنی صورت دیکھ اور اُس میں عیب نکال۔ **بیت** در ہمہ چیزے الخ **ترجمہ** ہر چیز میں عیب و ہنر موجود ہے۔ تو عیب کی طرف نہ دیکھ تاکہ تجھے ہنر حاصل ہو۔ **بیت** می نتواں دید الخ **ترجمہ** کوّے کو چراغ سے بھی نہیں دیکھ سکتے ہاں دن میں دیکھ سکتے ہیں کیونکہ

دن میں نور اور روشنی ہے وہاں سیاہی بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ مراد یہ کہ عیب بھی ایسی چیز میں ہوسکتے ہیں جس میں ہنر ہیں۔ جو سراپا عیب ہو اُس میں ہنر کہاں۔ مختصر یہ کہ ہنر کے ساتھ عیب کا ہونا لازمی ہے) **بیت** در بر طاؤس کہ الخ۔ **ترجمہ**۔ مور کے سنہری پروں کے مقابلہ میں اُس کے پاؤں کی برائی کرنا کہاں مناسب ہے۔ (یعنی مور کے پروں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسے خوبصورت اور چمکدار ہیں۔ اور اُس کے پاؤں کی زشتی کو نہ دیکھنا چاہئے) **بیت** زاغ کہ اورا الخ۔ **ترجمہ** کوّا جس کا تمام بدن سیاہ ہے (اس کو نہ دیکھ بلکہ) اُس کی آنکھیں سفید ہیں اُن پر نگاہ کر۔

## حکایت عیسٰی پیغمبر علیہ السلام

**بیت** پائے مسیحا کہ جہاں الخ۔ **ترجمہ** حضرت مسیحؑ کے پاؤں جو دنیا کو طے کرتے رہتے تھے ایک دفعہ ایک کوچے سے گذر رہے تھے۔ **بیت** گرگ سگے در گزر الخ۔ یوسف سے کنایہ روح اور چَہ سے مراد جسم ہے۔ **ترجمہ** آپ نے ایک شکاری کتے کو راستہ میں پڑا دیکھا۔ اور اُس کے یوسف کی (روح) کو اُس کے کنوئیں (وجود) سے باہر نکلا ہوا دیکھا۔ **بیت** بر سر آں الخ۔ جیفہ۔ مردار۔ کرکس گدھ جو مردار خوار ہوتا ہے۔ **ترجمہ** اُس مردار کے گرد مردار خوار گِدھوں کی طرح ایک جماعت قطار باندھے (کھڑی دیکھی) **بیت** گفت یکے وحشت الخ۔ **ترجمہ** ایک نے کہا کہ اس کی عفونت اور وحشت دماغ میں اسیطرح تاریکی پیدا کرتی ہے جس طرح پھونک چراغ میں (جس طرح پھونک چراغ کو بجھا دیتی ہے) **بیت** واں دگرے گفت الخ۔ **ترجمہ** اور ایک دوسرے شخص نے کہا۔ کہ اس (مردہ کتے) سے اگر کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔ تو وہ آنکھوں کے لئے نابینائی اور دل کے لئے بلا ہے **بیت** ہر کس ازاں الخ۔ **ترجمہ** ہر شخص نے اسی پردہ (عیب جوئی) میں راگ

الاپا۔ اور اُس مردار پر ظلم کیا (ہر ایک نے کوئی نہ کوئی برائی ہی بیان کی) **بیت** چوں بہ سخن نوبت الخ۔ **ترجمہ** جب عیسےٰؑ کے بولنے کی باری آئی۔ تو اُنہوں نے عیب کو چھوڑ دیا اور حقیقت تک جا پہنچے۔ **بیت** گفت ز نقشے کہ الخ۔ **ترجمہ**۔ آپ نے فرمایا کہ اُن نقوش میں سے جو اُس کی ذات میں موجود ہیں (ایک یہ ہے کہ) موتی بھی سفیدی میں اُس کے دانتوں کی طرح نہیں ہے (اُس کے دانت موتی سے بھی زیادہ سفید ہیں) **بیت** آں دو سہ تن الخ۔ **ترجمہ** وہ چند آدمی جو وہاں کھڑے تھے عیسٰیؑ کی اس بات پر) اُس سوختہ صدف (مردہ کتے) سے امید و بیم کی حالت کی طرح ہنس دیئے (شرمندگی کی ہنسی ہنس دیئے۔ قاعدہ ہے کہ سیپی جلا کر دانتوں پر ملا کرتے ہیں۔ اور دنداں سفید کردن۔ محاورہ ہے یعنی ہنس دینا) **بیت** عیب کساں منگر الخ۔ **ترجمہ** دوسروں کے عیوب اور اپنے احسان کو نہ دیکھ بلکہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر (اپنے عیبوں کو) دیکھ۔ **بیت** آئینہ روز کہ الخ۔ **ترجمہ** جس دن تو آئینہ ہاتھ میں لے اُس دن تجھے خود شکن بننا چاہیئے۔ نہ کہ خود پرست۔ **بیت** خویشتن آرائے الخ۔ **ترجمہ** بہار کی طرح اپنے کو آراستہ کرنے والا نہ بن۔ تاکہ زمانہ تجھ میں طمع نہ کرنے لگے (تیری خرابی کے درپے نہ ہو جائے) **بیت** جامۂ عیب توالخ۔ **ترجمہ** (قضا و قدر نے) تیرے عیب کے پردے کو بہت باریک بُنا ہے۔ اسیواسطے تجھ پر نو پردے (نو آسمان) لٹکا دیئے ہیں۔ (تمام آسمان تیرے عیوب ڈھانکنے کا پردہ ہیں) **بیت** چیست دریں الخ۔ **ترجمہ** اس انگوٹھی کے سے حلقہ (آسمان) میں کونسی چیز ہے جو اگر غور کرکے دیکھے تو تیرے لئے طوق نہ ہو (یعنی باعث ایذا نہ ہو۔ مدعا یہ کہ ہر شے باعث آزار ہے) **بیت**۔ گر نہ سگی طوق الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کتا نہیں ہے تو ثریا کے ستاروں کا طوق نہ پہن اور اگر تو گدھا نہیں ہے تو مسیحا کا بوجھ نہ اُٹھا۔ **بیت** کیست فلک الخ۔ **ترجمہ**

آسمان کیا ہے ایک بڑھیا بیوہ ہے اور جہان کیا ہے ایک میوہ ہے جو زرد ہو چکا ہے (دوسرے مصرع میں دزدزدہ بیوہ کے بجائے زرد شدہ میوہ پڑھیئے) بیت جملۂ دنیا الخ۔ ترجمہ تمام دنیا پرانے سے لیکر نئے تک چونکہ فنا ہو جانیوالی ہے۔ اس لئے ایک جو کی قیمت پانے کے بھی لائق نہیں۔ بیت اُندہ دنیا مخور الخ۔ بخش حصہ۔ ترجمہ اے خواجہ! اُٹھ اور دنیا کا غم نہ کھا۔ اگر تو کھاتا ہی ہے تو نظامی کا حصہ گرادے (نظامی کو دنیا کا غم کھانے میں شریک نہ کر)

# مقالۂ یازدہم در صعوبت ایں منزل و رحلت ازو

بیت بخیز و بساطِ فلکی الخ۔ ترجمہ اُٹھ اور آسمان کی بساط کو لپیٹ دے (یعنی جہان کو ترک کردے) کیونکہ اس نرد کے تختے میں وفا نہیں ہے۔ بیت نقش مراد از الخ۔ خصل۔ وہ نقدی جو جوئے میں داؤ پر لگاتے ہیں۔ یا جس سے شرط بدتے ہیں۔ یہاں ستارے مراد ہیں۔ ترجمہ اُس (تختۂ نردیعنی آسمان) کے وصل کے دروازے سے مراد کا نقش نہ تلاش کر اور اُس کے ستاروں سے (جو بظاہر چاندی اور سونے کی طرح چمکتے ہیں۔ اور زرِ نقد معلوم ہوتے ہیں) انصاف کی خصلت کی توقع نہ رکھ۔ بیت پائے دریں بحر الخ۔ ترجمہ اس سمندر (آسمان) میں پاؤں رکھنے کے کیا معنی؟ اور ان موجوں (حوادث) میں اسباب کھول دینے کا کیا مطلب۔ بیت باز بہ بط گفت الخ۔ ترجمہ باز نے جو صحرا نشین ہے) بط سے (جو پانی کا جانور ہے) کہا۔ کہ صحرا اچھا ہے۔ بط نے جواب دیا خدا تیرا بھلا کرے۔ میرے لئے یہی جگہ اچھی ہے۔ بیت ایکہ دریں کشتیٔ الخ ترجمہ اے وہ شخص کہ اس غم کی کشتی (جہان) میں تیری ہی جگہ ہے۔ اور تیرا ہی خون تیرے سامان کی گردن میں ہے (یعنی تو مالِ دنیوی کی طمع میں خود کو ہلاک

کئے ڈالتا ہے) **بیت** بار در افگن کہ الخ- **ترجمہ** (تعلقات دنیوی کے) بوجھ کو پھینکدے۔ کیونکہ یہ تجھے عذاب دیتا ہے۔ یہ تجھے پانی تو دیتا نہیں البتہ سراب دکھلاتا ہے (زمانہ تجھے فریب دیتا ہے) **بیت** گنج اماں نیست الخ۔ **ترجمہ** اس خاکدان میں امن وامان کا خزانہ نہیں ہے۔ اور ان ہڈیوں میں وفا کا مغز نہیں ہے۔ **بیت** نیست یکے درا الخ۔ **ترجمہ**۔ ان دونوں جہانوں میں ایک چیز بھی تو ناز اُٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے پاؤں کو اُن کی شرکت سے باز رکھ۔ **بیت** آں چہ بدیں مائدۂ الخ خرگاہ۔ بڑا خیمہ۔ مراد دُنیا۔ **ترجمہ** جو کچھ بھی اس بڑے خیمہ والے دستر خوان پر موجود ہے۔ وہ یا تو کسی کا جھوٹا پیالہ ہے۔ اور یا خالی دستر خوان ہے)۔ **بیت** ہر کہ درو دید الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے اُس (دستر خوان) پر نظر ڈالی۔ اُس کا مُنہ سِل گیا (اس کی حسرت میں) اور جس شخص نے اُس کے متعلق کچھ کہا۔ اُس کی زبان جل گئی (جس نے کھانے کا نام لیا اُس کی زبان جل گئی) **بیت** ہیچ نہ در محمل الخ۔ **ترجمہ** محمل میں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اور گھنٹے اسقدر بج رہے ہیں۔ برتن میں کچھ بھی نہیں اور اسقدر مکھیاں ؟ یعنی باوجودیکہ دنیا سے کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ پھر دنیا والے اُس پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ **بیت** ہر کہ ازیں کاسہ الخ۔ **ترجمہ** جس کسی نے اس برتن میں سے ایک اُنگلی بھی (کھانا) کھایا۔ اُس نے اپنے کاسۂ سر کو اُنگلی کا حلقہ بنا دیا (یعنی سر کو ریزہ ریزہ کر دیا) **بیت** نیست ہمہ سالہ الخ۔ **ترجمہ**۔ اس گاؤں (دنیا) میں تمام سال (تمام عمر) تفکرات کا فتنہ اور نیند (غفلت) کا ہجوم مناسب نہیں ہے۔ **بیت** خلوتِ خود سازاز الخ۔ **ترجمہ** عدم کے گھر کو اپنی خلوت بنالے۔ اور اس ویرانہ گاؤں (دنیا) کو چھوڑ دے۔ **بیت** روزنِ این خانہ الخ۔ **ترجمہ** اس گھر (دنیا) کے سوراخ کو دھوئیں کے لئے چھوڑ دو (دود آلود

سہنے دے، اور گھر کی تعریف نہ کر آخر اس سے کیا حاصل۔ **بیت** دست بعالم چہ الخ
**ترجمہ** تو نے ہاتھوں کو جہان سے کیا چمٹا رکھا ہے۔ آخر تو نے اسے اپنے پیٹ
سے تو نہیں جنا ہے (یعنی دنیا کی محبت میں اسقدر محو ہے اور اس طرح اُسے آغوش
میں لیکر بیٹھا رہنا چاہتا ہے۔ جیسے ماں بچے کو) **بیت** خط بہ جہاں درکش الخ
**ترجمہ** جہان پر قلم پھیر دے (یعنی جہان کو ترک کر دے) اور پھر بے غم ہو کر زندگی
بسر کر (کہ سارے غم جہان کی وجہ سے ہیں) اس جہان سے دُور ہو جا۔ اور (آسمانی)
گردشوں سے محفوظ ہو کر زندہ رہ (آسمان کی گردشیں اُسیوقت تک موثر ہو سکتی
ہیں جبتک تم محبت دنیوی میں گرفتار ہو۔ دنیا سے قطع تعلق کر لینے کے بعد تم آسمان
کی گردشوں سے بھی متاثر نہ ہوگے) **بیت** راہ تو دور آمد الخ۔ **ترجمہ** تیرا راستہ
بہت دور کا ہے اور منزل بہت لمبی۔ لہذا راستہ کے لئے سامان اور منزل کا
خرچ تیار کر لے (اعمال نیک کر لے) **بیت** خاصہ دریں الخ۔ **ترجمہ** خصوصاً اس
دیوؤں سے بھرے ہوئے جنگل میں جو جلے ہوؤں کو مار ڈالنے والا اور پیاسوں کو نگل جانیوالا
دوزخ ہے (پس زادِ راہ ضرور ہونا چاہیئے) **بیت** کاب جگر چشمہ الخ۔ **ترجمہ**
کہ آب جگر کو وہ آب حیات کا چشمہ خیال کرتا ہے۔ اور آفتاب کا چشمہ اُس کا
نمکداں ہے (یہ صحرائے دنیا ایک ایسا مقام ہے۔ کہ آب جگر اس میں آب حیات
کا مرتبہ رکھتا ہے۔ اور چشمۂ آفتاب اُس آب جگر کا شور کرنے والا یعنی دنیا
ایک ایسی مصیبت کی جگہ ہے کہ اس میں خونابہ جگر پینا پڑتا ہے) **بیت** شورہ او
بے نمکاں الخ۔ **ترجمہ** اُس دنیا کا یہ آب شور بے لذت لوگوں کے لئے شراب ہے
اور یہ زمین شورہ زار اُن کے لئے کباب کی طرح ہے (جو لوگ لذت فقر و فاقہ سے واقف
نہیں وہ دنیا کے تلخ اور شور پانی کو شراب اور شور مٹی کو کباب سمجھکر اُس سے محبت
کرنے لگتے ہیں) **بیت** آب مخور زیں الخ۔ **ترجمہ** اس پانی جیسے رنگ کے نمک سے

بانی نہ پی۔ کہ اس سے دل کا پتہ پانی ہوتا ہے اور زہرہ کا دل خون ہوجاتا ہے **بیت**
رہ کہ دل از دیدن الخ۔ **ترجمہ** جس راستے کو دیکھنے سے ہی دل خون ہوتا ہو۔ تو
طبیعت کا قافلہ اُس راہ پر کس طرح چلیگا۔ **بیت** در تف ایں الخ۔ **ترجمہ**۔ اس
دیو آباد جنگل کی گرمی میں دل کا گھر تنگ اور دل کا غم فراخ ہے (غمہائے دنیا دل کے
حوصلے سے بڑھکر ہیں) **بیت** ہر کہ دریں بادیہ الخ۔ **ترجمہ** جس شخص نے اس
جنگل (دنیا) میں طبیعت کی موافقت کی (طبیعت کی پیروی کی) وہ جگر کی طرح ٹھٹھر
گیا۔ اور پتے کی طرح پگھل گیا (طبیعت کی پیروی سے سوائے افسردگی اور تلخی کے
کچھ حاصل نہیں ہوتا) **بیت** تا چہ کنی اے دل الخ۔ **ترجمہ** اے دوزخ کی سی
فطرت رکھنے والے دل! میں حیران ہوں کہ تو کیا کرتا ہے۔ اُٹھ اس دوزخ (دنیا)
کو چھوڑ دے اور بہشت کو لے لے۔ **بیت** تا بود ایں ہیکل الخ۔ **ترجمہ** جبتک یہ
خاکی الاصل وجود موجود ہے۔ زمانہ تجھے درجہ بدرجہ پامال کرتا رہیگا **بیت** عاقبت
چوں الخ۔ **ترجمہ** آخرکار جب وہ تجھے مرد کامل بنا دیتا ہے۔ تو پھر وہ تجھے فی الفور
جہان سے گم کر دیتا ہے (پہلے زمانہ تجھے تغیر حالات سے بچپن سے جوانی اور
جوانی سے بڑھاپے تک جو تمام عمر کا نچوڑ ہوتا ہے۔ پہنچاتا ہے۔ اور جب تو کامل
ہوجاتا ہے۔ تو پھر معدوم کر دیتا ہے) **بیت** چونکہ سوئے بود الخ۔ **ترجمہ**۔ جب
(آخرکار) عالم باقی کی طرف لوٹکر جانا ہے۔ تو پھر اس زمین پر کیوں بیٹھے رہنا چاہئیے۔
**بیت** زیر کف پائے الخ۔ **ترجمہ** کسی کے پاؤں کے تلوے نہ گھس یعنی کسی
کی خوشامد نہ کر کیونکہ اس نے تجھ جیسے بہت سونکو پامال کر ڈالا ہے۔ **بیت**۔ کس
بجہاں ہم الخ۔ **ترجمہ** کوئی شخص اس جہان سے جہان کے عوض میں بھی جان سلامت
نہ لیجا سکا۔ اور کسی شخص نے اس رقعہ (دنیا) کو آخر تک نہ پڑھا۔ **بیت** پائے منہ
بر سر الخ۔ **ترجمہ** ان تیز کانٹوں پر پاؤں نہ رکھ۔ اُٹھ اور اپنے کو ان کانٹوں سے

(دنیاوی تعلقات) سے محفوظ رکھ۔ **بیت** آنکہ مقام تو الخ۔ **ترجمہ** وہ جگہ جو تیرے ہمیشہ کے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ یہ خوف کا مقام ہے۔ تو اس خوف کے مقام پر کیا کریگا (مصرع اوّل میں مُقیم بفتح اوّل بمعنی قیام دائمی) **بیت** منزل فانی ست الخ **ترجمہ** یہ (دنیا) فنا ہو جانے والی منزل ہے۔ اُس کے قرار پر نظر نہ کر۔ یہ خزاں کی ہوا ہے۔ اُس کی بہار نہ دیکھ۔ یعنی اس سے بہار کی توقع نہ رکھ۔

# حکایت موبد ہندو کہ معرفت یافت

**بیت** موبدے از کشور الخ۔ موبد۔ حکیم۔ عابد۔ **ترجمہ** ملک ہندوستان کا ایک موبد باغ کی طرف سے گذرا۔ **بیت** مرحلہ دید الخ۔ رباط۔ مسافر خانہ۔ سرائے۔ مزوّر۔ آراستہ۔ **ترجمہ** اُس نے ایک پُر از نقش و نگار مقام والی منزل دیکھی۔ اور زرق برق بچھونے والی مملکت پائی (یعنی وہ باغ آراستہ و پیراستہ تھا) **بیت** غنچہ بخوں بستہ الخ۔ **ترجمہ** غنچہ آسمان کی طرح (تماشائیوں کے قتل پر) کمر باندھے ہوئے تھا۔ اور لالۂ نوخیز اپنے سے بے خبر تھا۔ **بیت** از چمن انگیختہ الخ۔ تنگ ہنجا بی چھوٹ۔ **ترجمہ** باغ سے رنگ برنگ کے پھول اُبھر رہے تھے۔ اور (گویا) شکر کے کثیر بوروں سے شراب مل رہی تھی (یعنی وہ باغ نہایت مرغوب اور خوشگوار تھا) **بیت** سبزہ شدہ خستہ الخ۔ **ترجمہ** سبزہ اپنے ہی پیکان سے زخمی ہو رہا تھا۔ اور بید اپنی جان (کے خوف) سے کانپتا تھا۔ یعنی سبزہ ایسا سرسبز تھا کہ وہ خود اپنی سرسبزی پر فریفتہ ہو رہا تھا۔ اور اُسکا جُھک جانا گویا فریفتہ ہونا تھا۔ اور بید اسقدر نرم نازک تھا کہ ہر جنبش میں خوف پیدا ہو جاتا تھا کہ اب زمین سے اُکھڑا۔ **بیت** زلف بنفشہ الخ۔ **ترجمہ** بنفشہ کی زلفیں اُس کی اپنی گردن کی رسّی بن رہی تھیں۔ اور نرگس کی آنکھ اُس کے اپنے دامن کا درم (نرگس کو درم سے تشبیہ دیتے ہیں) **بیت** لالہ

گہر سودہ الخ۔ ترجمہ لالہ موتی گھس رہا تھا (بہ سبب شبنم) اور پھول فیروزہ گھس رہا تھا (یعنی پھول فیروزۂ سودہ کے مانند تھا) لالہ ابھی ایک رات کا پیدا شدہ تھا اور پھول ایک دن کا۔ بیت مہلتِ شاں الخ۔ ترجمہ ان کی (گل و لالہ کی) مہلت (بقا) لمحہ سے زیادہ نہ تھی (افسوس) کوئی شخص بھی انجام کو سوچنے والا نہیں۔ بیت۔ پیر چوزاں روضۂ الخ۔ ترجمہ بوڑھا حکیم جب اس بہشت جیسے باغ کے پاس سے گذر گیا تو پھر چند ماہ کے بعد اسی طرف سے گذرا۔ بیت زاں گل و بلبل الخ ترجمہ اس گل و بلبل کے بجائے جو اس نے اس باغ میں دیکھے تھے (اب) چند چیل کوؤں کو (شور کرتے) دیکھا۔ بیت دوزخے افتاد الخ۔ ترجمہ بہشت کی جگہ اب دوزخ پڑی ہوئی تھی۔ اور اس محل کا بادشاہ آتش خانے میں آگیا تھا وہ باغ خزاں کی وجہ سے بالکل اس طرح ہو گیا تھا۔ کہ گویا دوزخ۔ یوں کہنا چاہیئے کہ کہ پہلے اگر وہ شاہی محل تھا۔ تو اب آتش خانہ تھا۔ دوسرے مصرع میں بجائے بہشت پڑھیئے) بیت سبزہ بہ تحلیل الخ۔ ترجمہ سبزہ تحلیل ہو کر بخارات بن گئے تھے اور پھولوں کے دستے کانٹوں کا ڈھیر بن گئے تھے۔ بیت پیر دراں تیز رواں الخ۔ ترجمہ بوڑھے نے ان تیز رفتاروں (گل و لالہ وغیرہ) کو دیکھا۔ سب پر ہنسا اور اپنی حالت پر رویا۔ بیت گفت کہ ہنگام الخ۔ ترجمہ اور کہا کہ (دنیا کے) نمود کے اوقات ذرا بھی تو ثبات و قیام نہیں رکھتے۔ بیت ہر چہ سر از خاکی الخ۔ ترجمہ خاکی اور آبی میں سے جو چیز بھی سر نکالتی ہے (پیدا ہوتی ہے) انجامکار وہ برباد ہو جاتی ہے۔ بیت بہ خرابی چو الخ۔ ترجمہ جب ویرانی سے اچھا اور کوئی کوچہ نہیں ہے تو پھر مجھے ویرانی کی طرف جانے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ بیت چوں نظر از بنیش الخ ترجمہ جب اس نے نور توفیق ایزدی سے بینائی حاصل کر لی۔ تو وہ اپنے کو پہچاننے والا بن گیا اور اس نے خدا کو پہچان لیا۔ بیت صیرفیِ گوہر الخ۔ ترجمہ وہ اس

راز کے موتی کو پرکھنے والا بن گیا اور پھر مرتے دم تک موتی (اسرار معرفت) کے پیچھے پھرتا رہا۔ **بیت** ایکہ مسلمانی الخ۔ **ترجمہ** اے وہ کہ تو مسلمان ہے اور تجھ میں گبر پنا نہیں ہے۔ تیری آنکھوں میں ابر جیسے قطرے کیوں نہیں ہیں (یعنی تو روتا کیوں نہیں)۔ **بیت** کمتر از اں موبد الخ۔ **ترجمہ** اس ہندو عابد سے تو کم مرتبہ نہ رہ۔ جہان کو چھوڑ دے اور جہان کا جویانہ بن۔ **بیت** خیز و رہا کن کمر الخ۔ **ترجمہ**۔ اُٹھ! اور پھول کی کمر ہاتھ سے چھوڑ دے (سیر و تماشا ترک کر دے) کیونکہ وہ تیری خونریزی کے لئے کمربستہ ہے۔ **بیت** چند چو گل خیرۂ الخ۔ **ترجمہ** پھول کی طرح یہ خود آرائی کبتک؟ سر کو ٹوپی سے اور (کمر کو) پیٹی سے آراستہ کرنا کب تک؟ **بیت** ہست کلاہ و کمر الخ۔ **ترجمہ** یہ کلاہ اور پیٹی عشق (طالب معرفت) کے لئے آفتیں ہیں۔ ان دونوں کو عشق کے ویرانہ میں چھوڑ دے (انہیں چھوڑ کر طلب معرفت میں مصروف ہو جا) **بیت** گہ کلہت خواجگی الخ۔ خواجگی سے یہاں مراد ہے تکبّر غرور۔ **ترجمہ** کبھی تاج تجھے پھول کی سی رعونت دیتا ہے۔ اور کبھی پیٹی تجھے دل کی غلامی دیدیتی ہے۔ (یعنی تو خواہشات نفسانی کا بندہ ہو جاتا ہے) **بیت** کوش کزیں خواجہ الخ۔ **ترجمہ** کوشش کر کہ تو اس آقائی اور غلامی سے نجات پا جائے تاکہ تو اپنے آپ سے اسیطرح رہا ہو جائے جس طرح نظامی نظامی سے اجسطرح نظامی خودی چھوڑ کر نظامی نہیں رہا۔ اسی طرح تو بھی خودی دور کر کے بیخود ہو جا۔ یا اگر نظامی دوم کے معنی نظامیت یعنی ناموری و شہرت لیں تو یہ ترجمہ ہوگا کہ تاکہ نظامی کی طرح شہرت و ناموری سے بے نیاز ہو جائے)۔

---

# مقالۂ دوازدہم در وداع ایں منزل

**بیت** خیز وداع الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ اور دنیا کو رخصت کردے۔ اور اس جال (دنیا طلبی) کو دامن سے پرے پھینکدے۔ **بیت** مملکتے بہتر ازیں الخ۔ **ترجمہ** اس سے زیادہ اچھی کوئی مملکت بنا اور اس سے زیادہ اچھے کسی حجرے کا دروازہ کھول (آخرت جو دنیا سے بہر حال بہتر ہے۔ اُس کی تیاری کر) **بیت** چوں دل و چشمت الخ۔ رہ آورد کے معنی تحفہ و ہدیہ کے ہیں۔ **ترجمہ** جب سرنے تجھے آنکھیں اور دل عطا فرمایا ہے تو تو تحفے کے طور پر آہیں اور آنسو لے جا (خدا تعالیٰ کے خوف سے اور اُس کی یاد میں آنسو بہا اور آہیں کھینچ) **بیت** تا بیکے نم کہ الخ۔ **ترجمہ** یہانتک کہ اُس ایک قطرے کی بدولت جو تو اس مٹی (وجود) پر گرائے گا تو دل کا ولی نعمت ہونے کی لاف مار سکیگا (صاحب دل کہلا سکیگا) **بیت**۔ گر ششتری رقص الخ۔ ذبہ دریائے پیل افگندن۔ اپنی ہلاکت میں کوشش کرنا **ترجمہ** اگر تو (اطاعت و فرمانبرداری مالک میں) او نٹ سے تو کوچ کرنے میں خوش ہو۔ ورنہ اپنے کو ہلاک کر ڈال (اگر تو نے عمر اطاعت و فرمانبرداری میں بسر کی ہے تو تجھے دنیا سے رخصت ہوتے وقت خوش ہونا چاہئے۔ اور اگر تو نے نافرمانی میں عمر گذاری ہو تو پھر تیرے لئے ہلاکت ہے) **بیت** چونکہ ترا محرم الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تیرا ایک بال بھی محرم راز نہیں ہے۔ اس لئے سوائے عدم کے اور کوئی رائے دینے کی صورت نہیں ہوسکتی (جب تو معرفت خداوندی کا ذرا بھی واقف نہیں ہے تو پھر تیرا فنا ہو جانا ہی بہتر ہے) **بیت** طبع نوازان الخ۔ **ترجمہ** تمام طبع نواز (شعرا) اور ظریف جاتے رہے (مرگئے۔ فنا ہوگئے) اب تو کس کے پاس بیٹھا ہے کہ ساتھی تو تمام چل دیئے **بیت** گرچہ بسے طبع الخ۔ **ترجمہ** ہر چند کہ طبیعت بہت کچھ لطافت اور پاکیزگی بھی

ظاہر کرے۔ لیکن پھر بھی وہ اکیلی کیا مصاحبت کر سکتی ہے۔ **بیت** بہ کہ جو دل الخ
**ترجمہ** بہتر یہی ہے کہ پرہیزگار دل اس سیاہ (گناہوں سے تاریک) زمین میں
پانی (صفائی) کی روشنی نہ ڈھونڈے۔ **بیت** تا نہ رسد تفرقہ الخ۔ **ترجمہ** اپنے
سامان کے حاصل یعنی مال و متاع کو مستحقوں اور وارثوں میں) تقسیم کرے۔ تاکہ
راستے کی پریشانی لاحق نہ ہو۔ **بیت** رخت رہا کن الخ۔ **ترجمہ** سامان کو چھوڑ دے
کیونکہ تو (گرانبار ہونے کی وجہ سے) سست رفتار شخص ہے اور سبک سامانی کی
بدولت تو جلد منزل تک پہنچ جائیگا۔ **بیت** بر فلک آر الخ۔ **ترجمہ** اگر تجھے
دل کی طلب ہے۔ تو پھر (فکر رسا سے) آسمان پر چڑھ۔ جبتک تو اس گھر (دنیا)
میں ہے کیا حاصل کریگا۔ **بیت** چونکہ شدی بستہ الخ۔ **ترجمہ** چونکہ تو اس
شندرگاہ (دنیا) میں پھنس گیا ہے۔ اس لئے اس میں سوراخ کر دے تاکہ نکلکر
راہ پر آسکے (دنیا سے قطع تعلق کرلے) **بیت** کایں خط پیوستہ الخ۔ **ترجمہ**
کیونکہ یہ میم کے دائرے کی طرح مسلسل خط (دنیا) نکلنے کا راستہ نہیں دیتا۔ جبتک
اُسے دو ٹکڑے نہ کر دیں (دنیا کے دائرے سے نکل سکتے ہی نہیں۔ جب تک
اُسے توڑ نہ دیں۔ اُس سے قطع تعلق نہ کرلیں) **بیت** زخم گہ چرخ الخ۔ منقط۔ نقطہ دار
یا غبار ستاروں سے۔ **ترجمہ** اس نقطہ دار آسمان کا محل زخم نہ بن (کیونکہ یہ سخت
منحوس ہے) احاطہ میں مطیع ہو کر نہ رہ جا (درخط شدن۔ مطیع ہو جانا) **بیت** گر ز خط روز الخ
**ترجمہ** اگر تو دن اور رات کے خط پر غالب آجائے تو پھر تو اُس دائرہ کی اطاعت
سے نکل جائیگا۔ **بیت** تا نکنی جائے الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو پہلے اپنے پاؤں
رکھنے کی جگہ کو مضبوط نہ کرلے۔ اُس وقت تک کسی کام کی طلب میں پیشقدمی نہ کر
(انجام کار معلوم کئے بغیر کسی کام کی طرف قدم نہ بڑھانا چاہئیے) **بیت** در ہمہ کارے کہ الخ
**ترجمہ** جس کام میں تو قدم رکھے۔ پہلے اُس میں سے باہر نکلنے کا راستہ بنا لینا چاہئیے۔

(انجام سوچ لینا چاہیئے) **بیت** خسرطبودیدہ الخ۔ **ترجمہ** اپنے آپ کو کنوئیں (میں گرنے) سے محفوظ رکھنے کیلئے نظر کو راستے پر جمائے رکھنا لازمی ہے۔ **بیت** رخنہ کن این الخ۔ **ترجمہ** اس سیلاب برپا کرنے والے گھر (یعنی دنیائے حوادث زا) میں سوراخ کرلے (راستہ بنالے) تاکہ تجھے بھاگ نکلنے کا موقع مل جائے **بیت** روبہ یک فن الخ۔ **ترجمہ** اپنے فن (عیاری ومکاری) میں کامل لومڑی نے کتے کی بات (ذکر شکار) کو سُنا۔ اور لازمی طور پر دو سوراخوں والا گھر اختیار کیا (لومڑی کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں۔ جب کتے تعاقب کرتے ہیں تو ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جاتی ہے) **بیت** وانگیش نہ الخ۔ **ترجمہ** اور اسے یہ خبر نہیں کہ اس " لومڑی کو پکڑ لینے والے" گھر کی تاریکی ہی اسکے لئے مانع راہ بن جائیگی (تاریکی میں دوسرا راستہ نہ ملنے کی وجہ سے اس میں پھنس رہیگی **بیت** این چہ نشاطاست الخ۔ **ترجمہ**۔ یہ کیسی خوشی ہے جس کی وجہ سے تو مسرور ہے۔ تو اپنے (مرنے) سے غافل ہے۔ کیونکہ تو اپنی حقیقت سے ناواقف ہے۔ **بیت** عہد چناں شد الخ۔ **ترجمہ** (خدا تعالیٰ سے تیرا) اس طرح عہد ہو چکا ہے۔ کہ اس تنگ کوچے (دنیا) میں تو تنگدل ہی آئے اور واپس چلا جائے۔ **بیت** گرشکنی عہد الخ۔ **ترجمہ** اب اگر تو خدائے تعالیٰ کے عہد کو توڑ ڈالیگا تو تیری جان (اس وعدہ کی) ذمہ داری سے کس طرح نکل سکیگی؟ **بیت** راہ چناں رو الخ۔ **ترجمہ** راستہ اس طرح چل جیسا کہ تو نے نفس ناطقہ کے ذریعے سے دیکھ لیا ہے۔ اور ان دونوں جہان کو لات مار دے۔ کہ تو جہاندیدہ (تجربہ کار) ہے۔ (یا بر دو جہاں زن سے مراد " دونوں جہاں پر حملہ کردے" یعنی دونوں جہان کو حاصل کرنے کی کوشش کر) **بیت** پیش مبیں تا الخ۔ پایہ ترس۔ اس شخص کو کہتے ہیں کہ زینے کی بلندی کو دیکھ کر اوپر چڑھنے سے بوجہ خوف باز رہے۔ سایہ ترس

وہ شخص جو بزدلی کی وجہ سے اپنے سائے کو دشمن خیال کر بیٹھتا ہے۔ اور آگے بڑھنے
سے رُک جاتا ہے۔ **ترجمہ** آگے مت دیکھ۔ تاکہ تو (مقام معرفت کی) بلندی کو
دیکھکر سہم نہ جائے (کہ میں ایسے بلند مرتبے تک کیونکر پہنچ سکتا ہوں) پیچھے مڑکر
نہ دیکھ۔ کہ کہیں تو اپنے سائے سے نہ ڈرنے لگے۔ **بیت** توشہ زدین بنالخ۔
**ترجمہ**۔ دین کا زادِ راہ لیتا جا۔ کہ (اس راستے میں) آبادی بہت کم ہے۔ اور
آنکھوں کا پانی ساتھ لے لے کہ اس راہ میں پانی نہیں ملتا ہے۔ **بیت** ہم
بہ صدف دہ الخ۔ گہر پاک سے مراد نفسِ ناطقہ اور صدف سے مراد اُس کا مقام
**ترجمہ** روح پاک کو اُس کے مقام اصلی تک پہنچادے۔ تو بھی بازرہ
اور اپنے وجود کو بھی (تعلقات دنیوی سے) باز رکھ۔ **بیت** دورِ فلک چوں تو الخ
**ترجمہ** آسمان کی گردش نے تجھ سے بہت سوں کو بری طرح ہلاک کر ڈالا۔
بلکہ بہت سے تجھ سے زیادہ قوی لوگوں کو مار ڈالا۔ **بیت** بوالعجبی ساز الخ۔
**ترجمہ** اس دشمنی میں کوئی ایسا داؤ پیچ کر۔ کہ تو اُسے زمین پر گرانے کا مزہ
چکھادے۔ **بیت** زہ کردیں پایہ الخ۔ **ترجمہ** جا (آسمان کا مقابلہ کر) کہ وہ اس
فن میں کامل نہیں ہے۔ اور اس کی ڈھال اور تلوار کا (آسمانی حربوں کا) کوئی
خوف نہیں ہے۔ **بیت** مارمخواں کیں الخ۔ **ترجمہ** (آسمان کو) سانپ نہ خیال
کر کیونکہ یہ پیچ درپیچ رسی تیری کشش عشق کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ **بیت**
درغم آں شیشہ الخ۔ **ترجمہ** اُس شیشے کے غم میں کیوں بیٹھنا چاہیئے۔ جس کو ایک
پھونک سے توڑ سکتے ہوں۔ **بیت** سیم کشاں کاتش الخ۔ **ترجمہ** وہ اکسیر ساز
(عرفا) جنھوں نے سونے کی محبت (عشق مال دنیوی) کو فنا کردیا ہے اُنھوں نے
اپنے دشمن کو شکر دیکر مار ڈالا ہے (یعنی وہ نہایت آسانی سے نفس امارہ پر قابو
پاسکتے ہیں) **بیت** تا بتوانی زدل الخ۔ **ترجمہ** جہانتک تجھ سے ہوسکے اپنے

دل سے آگ روشن کر (اپنے دل کی روشنی میں کوشش کر) اور دن کی طرح اپنے دشمن کو پھول سے مار ڈال (دن اپنے دشمن رات کو آفتاب کے پھول کے ذریعے فنا کر دیتا ہے)

## حکایتِ دو حکیم متنازع کہ قصدِ ہلاک یکدیگر کردند

بیت با دو حکیم از الخ۔ ترجمہ دو حکیموں کے درمیان ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے کچھ رنجش کی باتیں ہوئیں۔ بیت لاف منی بود الخ۔ منی۔ خودی۔ توئی۔ غیریت ترجمہ وہاں خودی کا نعرہ تھا۔ جو دوسرے کی شرکت کا متحمل نہ ہوسکا۔ ملک ایک تھا۔ دوئی کو نہ اُٹھا سکا۔ بیت حق دو نشاید الخ۔ ترجمہ دونوں حق ہو ہی نہیں سکتے کہ ایک سن لیں (جیسے) دو سر نہیں ہو سکتے۔ کہ ایک کو کاٹ ڈالیں (دونو جانب حق ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مدعی سچا ہوگا۔ یا مدعا علیہ۔ جس طرح دو سر نہیں ہو سکتے کہ ایک کو کاٹ ڈالیں اور ایک کو رہنے دیں) بیت بزم دو جمشید الخ۔ ترجمہ ایک مقام پر دو جمشیدوں کی بزم کس نے دیکھی ؟ اور ایک نیام میں دو تلواریں کس نے دیکھیں ؟ بیت در طمع آں بود الخ۔ ترجمہ دونوں حکیموں کو اس بات کی طمع تھی۔ کہ دونوں میں سے ایک اس گھر کو اپنے لئے خاص کر لے (اور دوسرے کو نکال باہر کرے) بیت چوں عصبیت الخ۔ ترجمہ جب اپنی بات کی حمایت نے دشمن کے لئے کمر باندھی۔ تو مکان نے خالی ہونے سے آراستگی پائی۔ بیت ہر دو بہ شبگیر الخ۔ شبگیر۔ پچھلی رات کے وقت سفر کرنا اور مطلق سفر کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ ترجمہ دونوں نے صبح کے وقت اعلانِ سفر کر دیا اور گھر کو ترک کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دعوتِ طعام دی۔ بیت کز سر ناساختگی الخ۔ ترجمہ (اور کہا) کہ وہ اپنے جھگڑوں کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے بنائے ہوئے دو شربت پئیں۔

(سفر کرتے وقت ایک دوسرے سے صلح کرنے لگے۔ اور ایک دوسرے سے اپنا اپنا تیار کیا ہوا شربت پینے کے لئے کہا) **بیت** تاکہ دریں پایہ الخ۔ **ترجمہ** تاکہ دیکھیں کہ اس فن (حکمت) میں کون زیادہ قوی دل (ماہر) ہے اور کس کے زہر کا شربت زیادہ مہلک ثابت ہوتا ہے۔ **بیت** ملک تو حکمت الخ۔ **ترجمہ** تاکہ دو حکمتوں کا ملک ایک کامل کو دیدیں (ہم دونوں میں سے جونسا زیادہ حکیم ہوگا۔ وہی زندہ بچ جائیگا) اور دو صورتوں کی جان (شہرت) ایک ہی جسم کو دیدیں۔ **بیت** خصم نخستین قدح الخ۔ **ترجمہ** پہلے دشمن (حکیم) نے ایک زہر کا پیالہ تیار کیا۔ ایسا کہ اپنی بدبو سے سیاہ پتھر کو بھی پگھلا دے۔ **بیت** شربت آں را استد الخ۔ **ترجمہ** اُس (دوسرے حکیم) جوانمرد نے اُس کا شربت لے لیا اور زہر کو شکر کی یاد میں (یعنی مزے مزے میں) آسانی سے پی گیا۔ **بیت** نوش گیا پخت الخ۔ نوش گیا۔ دافع زہر ہے۔ **ترجمہ** اُس نے نوشں گیا پکایا اور اُس میں بیٹھ گیا (پانی میں نوش گیا کو جوش دیکر اُس میں بیٹھ گیا) اور زہر کے راستے کو تریاق سے بند کر دیا۔ (زہر کے اثر کو زائل کر دیا) **بیت** سوخت چو پروانہ الخ۔ **ترجمہ** پروانے کی طرح جل گیا اور پھر بڑا بالغ اور شمع کی طرح پھر مجلس کی طرف آگیا (ہرچند زہر ہلاہل کے پینے سے پروانے کی طرح وہ جل گیا تھا مگر اپنی تدبیر صائبہ سے پھر اُس نے زندگی پالی۔ اور مجلس میں آموجود ہوا) **بیت** از چمن باغ الخ۔ **ترجمہ** باغ کی کیاری سے ایک پھول توڑا ایک افسوں پڑھا اور اُس پھول پر پھونک دیا۔ **بیت** داد بہ دشمن الخ۔ **ترجمہ** دشمن پر قہر کرنے کے لئے یہ پھول اُس دشمن کو دیا وہ پھول جو اُس کے زہر سے بھی زیادہ مضرت رساں تھا۔ **بیت** دشمن از آں گل الخ۔ **ترجمہ** دشمن پر اُس پھول سے جو اُسے افسوں خواں نے افسوں پڑھ کر دیا تھا، خوف غالب آگیا اور مر گیا۔ **بیت** آں بہ علاج از تن الخ۔ **ترجمہ** اُس (پہلے حکیم) نے تو علاج کے ذریعے

سے اپنے جسم سے زہر (کے اثر) کو دور کر دیا۔ لیکن یہ (دوسرا حکیم) ایک پھول سے وہم کی وجہ سے مر گیا۔ **بیت** ہر گل رنگیں الخ۔ **ترجمہ** ہر رنگین پھول جو زمین کے باغ میں موجود ہے وہ۔ دراصل۔ آدمی کے دل کے خون کا ایک قطرہ ہے۔ **بیت** باغِ زمانہ کہ الخ۔ **ترجمہ** زمانہ کے باغ کو جس کی بہار (اے انسان) تو ہی ہے غم کا گھر سمجھ۔ اور اس کی زیب و زینت کا موجب تو ہی ہے۔ **بیت** سنگ دریں خاک الخ۔ مطبق۔ طبق در طبق۔ تہ بتہ۔ معلق۔ لٹکا ہوا۔ آبِ معلق سے مراد آسمان۔ **ترجمہ** اس تہ بتہ زمین پر پتھر دے مار (اسے ریزہ ریزہ کر دے) اور اس معلق پانی (آسمان) پر خاک ڈال دے (اسے تیرہ و تار کر دے) **بیت** بگذر ازیں آب او الخ۔ **ترجمہ** اس پانی (آسمان) اور اس کی تصویروں (برج و ستارے وغیرہ) سے درگذر (تاثیراتِ فلکی پر اعتماد نہ کر) اس زمین اور اسکی ویرانیوں سے بلند تر ہو جا (بے نیاز ہو جا) **بیت** بر مہ و خورشید الخ۔ وقوف وقف سے ٹھیرنے کے معنوں میں۔ کسوف۔ گرہن۔ شعر آئندہ سے قطعہ بند **ترجمہ** چاند اور سورج پر بھروسہ نہ کر۔ بلکہ ان پر گرہن کی طرح سے لوٹ پڑ (ان کو بے رونق خیال کر۔ اور ان کو موثر نہ سمجھ) کیونکہ یہ چمکتا ہوا چاند جو اس خیمہ گاہ (آسمان) پر موجود ہے۔ اللہ کے دوست (حضرت ابراہیم علیہ السّلام) کے عشق کے راستے کا فریب دینے والا ہے (ابراہیم علیہ السّلام نے چاند کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ ھٰذا ربی۔ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ط اگر میرا خدا مجھے ہدایت نہ فرما دیتا تو میں گمراہ ہو جاتا) **بیت** روئے ترا صبح الخ۔ **ترجمہ** تیرے چہرے کو جگر سوز صبح بنا دیا ہے۔ آسمان نے تجھے اس زمانہ (شباب) سے اس زمانے (بڑھاپے) میں لا ڈالا (جگر سوز صبح سے مراد بڑھاپا ہے۔ کہ بال سفید ہو جاتے ہیں)

بیت گر دل خورشید الخ۔ ترجمہ اگر تو آفتاب کی سی روشنی والا دل پیدا کریگا۔
تو اُس کی وجہ سے تو دن بدن روزی حاصل کر سکیگا۔ بیت اشک فشاں تا الخ۔
ترجمہ گریہ وزاری کر تاکہ امید کے پانی سے اس سیاہ وسفید تختی (اچھے بُرے
کاموں کا اعمال نامہ) کو صاف کردے۔ بیت تا چو عمل سنج الخ۔ ترجمہ تاکہ جب
تو اپنے نیک اعمال کو قیامت کے دن وزن کرنے لگے تو تیرا (نیک اعمال کا ترازو
(پلہ) غالب آجائے (جھک جائے) بیت دیں کہ قوی دارد الخ۔ عدل چوپائے
کی پیٹھ پر کا ایک طرف کا بوجھ۔ یہاں ترازو کے ایک پلہ کا بوجھ مراد ہے۔ ترجمہ اگر دین
تیرے بازو کو قوی کرنے والا ہوگا (اگر تو دیندار ہوگا) تو وہ تیرے ترازو کے بوجھ کو
ٹھیک کریگا۔ بیت ہیچ ہنر پیشہ الخ۔ ترجمہ کوئی بھی ہنرمند شریف آدمی دین
کے غم میں دنیا کا غم نہیں کھاتا۔ بیت چونکہ ہدنیاست الخ۔ ترجمہ چونکہ تجھے
دنیا کی تمنا ہے۔ اس لئے دین تو نظامی کے لئے رہنے دے۔ اور دنیا تو لیلے۔

## مقالۂ سیزدہم در شکایت خلائق و تحسین تجرید

بیت پیری عالم الخ۔ ترجمہ زمانے کا بڑھاپا دیکھ اور پھر اُس کی تنگی کا خیال
کر تاکہ تو اُس کے جوان رنگ ہونے پر فریفتہ نہ ہوجائے (تنگی عالم باعتبار عمر چند روزہ
دوسرے مصرع میں "تا" کے دونوں معنی ہوسکتے ہیں "خبردار" اور "تاکہ" بیت
برکفِ این پیر الخ۔ ترجمہ اس بوڑھے (زمانے) کے ہاتھ پر (جو جوان کی مانند
معلوم ہوتا ہے) یہ گلدستہ جو تو دیکھ رہا ہے یہ دراصل آگ ہے (دستۂ گل سے مراد
آفتاب) بیت چشمۂ سراب است الخ۔ ترجمہ (اس زمانے کا) چشمہ بھی (حقیقت
میں) سراب ہے اُس کا فریب نہ کھائیو۔ اور قبلہ صلیب ہے۔ اُس کی طرف منہ
کرکے نماز نہ پڑھ (یعنی جہان کی ہر وہ چیز جو بظاہر دل لُبھانے والی اور فریفتہ

کرنے والی ہے۔ اُس سے حذر کر) **بیت**۔ زبں ہمہ گل الخ۔ **ترجمہ** اس تمام پھول (پھول جیسی خوشنما دنیا) سے تیرا حصہ ایک کانٹا بھی نہیں ہے۔ اور اگر باقی تمام موجودات ہے۔ تو (اُن کے مقابلہ میں) تو گویا موجود ہی نہیں (اُن کے مقابلہ میں تیری ہستی اور حقیقت کیا؟) **بیت** چوں بری ازانچہ الخ۔ **ترجمہ** جن چیزوں کی تو طمع کرتا ہے اُنہیں تو کس طرح لے جا سکتا ہے؟ اس گھر (دنیا) سے تو وہی کچھ لے جائیگا۔ جو لیکر آیا ہے (خالی ہاتھ آیا تھا۔ خالی ہاتھ ہی جائیگا) **بیت** چوں بنہ در بحر الخ۔ **ترجمہ** جب لوگ قیامت کے سمندر میں سامان لے جائیں گے تو مفلس لوگ ہی جان کو سلامت لیجا سکیں گے۔ **بیت** خواہ بنہ مایہ الخ۔ **ترجمہ** خواہ تو اپنے سرمایہ کو محفوظ رکھ چھوڑ اور خواہ صرف کر ڈال۔ قضا و قدر جو کچھ بھی تجھے دیتے ہیں وہ واپس ضرور لیں گے۔ **بیت** خانہ دادو ستد الخ۔ **ترجمہ** یہ جہان تو لین دین کا گھر ہے۔ کہ اگر ایک شخص اسے چھوڑ جاتا ہے۔ تو دوسرا آ سنبھالتا ہے۔ **بیت** گرچہ یکے کرم الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ ایک کیڑا ریشم بنانے والا ہے۔ لیکن پھر ایک کیڑا اُس ریشم کو کھا جانے والا بھی تو ہے۔ **بیت** شمع کن ایں الخ گل جعفری سے مراد خالص سونا ہے۔ منسوب بہ جعفر کیمیاگر۔ بعض کا خیال ہے کہ ہارون رشید کے وزیر جعفر برمکی سے پہلے سونے چاندی میں کچھ ملاوٹ کر کے سکہ بنایا جاتا تھا۔ اس نے خالص سونے کا سکہ بنانے کا حکم دیا۔ شمع کن سے مراد یہ ہے کہ اسے پھیلا دے۔ تقسیم کر دے۔ **ترجمہ** اس خالص سونے کو (غریبوں اور فقیروں میں) بانٹ دے۔ تاکہ چراغ کی طرح تو بھی اپنے گل سے فائدہ اٹھا سکے **بیت** تن بشکن نہ دری الخ۔ نہ دری سے مراد جسم ہے۔ باعتبار نو سوراخوں کے ایک سوراخ دہن دو سوراخ بینی دو سوراخ گوش دو سوراخ چشم۔ ایک سوراخ قبل۔ ایک سوراخ دُبر۔ جملہ نو ہوئے بشش سری۔ زر خالص کہ خراسان میں زر خالص

کا ایک بُت تھا جس کے چھ سر تھے۔ اہل اسلام نے اُسے توڑا۔ چونکہ اُس کا سونا نہایت درجہ خالص تھا۔ اس لئے خالص زر کو شش سری سے تعبیر کرنے لگے۔ ترجمہ جسم کو نور دے چاہے نوری نہ ہو۔ سونا بکھیر دے چاہے خالص نہ ہو۔ **بیت** یہ کرم بر سرِ زر الخ۔ پائے بر زر نہادن۔ زر کو رسوا کرنا۔ ذلیل کرنا۔ اور وہ یہ ہے کہ اُسے تقسیم کر دیا جائے۔ دست نہادن سے مراد عزیز رکھنا۔ محبت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے مصرع میں آزر بمعنی زال کہ رستم کا باپ تھا۔ یا آزر بت تراش۔ **ترجمہ** تو زر کو اپنی بخشش کے پاؤں کے نیچے روند ڈال۔ اور اسے عزیز نہ رکھ تاکہ تجھے لوگ آزر کی طرح بت پرست نہ کہیں (سکّے پر بت ہوتا ہے۔ یا یہ کہ زر پرستی بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے) **بیت** زر کہ بر وسکہ الخ۔ **ترجمہ** وہ زر جس پر مقصود کا سکہ نہیں لگا ہوا ہے۔ وہ زر اور ہڑتال قیمت میں برابر ہیں (سکہ لگنے سے مراد ہے مخصوص ہونا۔ اور زر کا مقصود یہ ہے کہ وہ اُن مصارف میں خرچ کیا جائے جہاں خدا کا حکم ہے۔ یعنی جو زر خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ نہیں کیا جاتا۔ وہ بالکل بےوقعت اور ہڑتال کی طرح بے قیمت ہے) **بیت** دوستیٔ زر چو نشاں الخ۔ **ترجمہ** اگر زر کے ساتھ دوستی رکھنا ہی زردار ہونے کی نشانی ہے تو مور کے پروں میں وہی رنگ موجود ہے (پھر وہ مور کیا زردار ہے) **بیت** سکۂ زر چونکہ الخ۔ سکہ بردن۔ رونق لیجانا۔ **ترجمہ** اگر لوہار بادشاہ ہوئے۔ کیونکہ وہ لوہے سے رونق زر کو توڑ دیتے ہیں یعنی چونکہ لوہار اپنی مصنوعی چیزوں کے ساتھ زر کو بے قدر کر دیتے ہیں۔ مثلاً اپنی صنعتگری سے چاقو۔ تلوار یا چھری بنا لیتے ہیں اور بیش قیمت زر کے عوض اُسے بیچتے ہیں۔ اس لئے اس صورت میں لوہار بادشاہوں سے بھی بلند رتبہ ہوئے۔ **بیت** ساخت از و الخ۔ **ترجمہ**۔ قارون کی ہمت نے اُسے (زر کو) کلاہ بنا لیا (زر کو عزت سے سر پر جگہ دی) اسی سوراخ یعنی نقصانِ عقل کی وجہ سے وہ کنوئیں میں دھنس گیا

قارون موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں توراۃ کا عالم اور حافظ تھا۔ اسقدر مالدار تھا
کہ اُس کے خزانوں کی چابیوں کو اُٹھانے کے لئے اونٹوں کی ایک قطار کی ضرورت
پڑتی تھی۔ چونکہ زکوٰۃ کا منکر ہوگیا تھا۔ عذابِ الٰہی نازل ہوا اور زمین میں دھنسنے لگا
اُس نے کہا۔ یا موسیٰ علیہ السّلام کو خود خیال آیا۔ کہ یہ کہیں گمان نہ کر بیٹھے۔ کہ اسکے
مال پر میں قبضہ جمانا چاہتا ہوں۔ اُس کا تمام مال بھی اُس کے سر پر رکھوا دیا گیا۔
اور وہ تمام مال سمیت زمین میں غرق ہوگیا۔ **بیت** بارِ تو شد تا ش الخ۔ **ترجمہ**
جبتک تو اُسے اپنے سر پر جگہ دے رکھی ہے اُس وقت تک وہ تیرے سر کا بوجھ
ہے۔ اور جب تو اُسے پاؤں کے نیچے روند ڈالیگا تو پھر وہ تیری سواری بن جائیگا
(اگر تو اُسے سر پر رکھیگا۔ عزت کریگا تو وہ تیرے لئے بوجھ ہوگا۔ منزلِ مقصود تک
پہنچنے سے مانع آئیگا۔ اور اگر تو اُسے پاؤں میں روند ڈالیگا تو وہ تیرے لئے بمنزلہ
سواری کے ہوگا۔ کہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ بن جائیگا۔ **بیت** دادنِ زر گر
آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اگر زر کا دینا گویا جان دینا ہوا (دل کے ناپسند ہو)
تو ایسے دینے سے نہ لینا بہتر ہے۔ کیونکہ لینے میں تجھے ایک جہان کی حرص پیدا
کر دیتا ہے۔ اور چلے جانے کی حالت میں تیری جان کو آرام دیتا ہے۔ **بیت**
زانکہ ستانی الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ یہ بات کہ تو (زر) لیلے اور پھر اُسے پھینک دے (یعنی
(خدا کی راہ میں) اس سے بہتر ہے کہ تو اُسے لے ہی نہیں (مال حاصل کرکے
راہِ خدا میں صرف کرنا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اُسے حاصل ہی نہ کیا جاوے)
**بیت** زر چو نہی روغن الخ۔ **ترجمہ** اگر تو مال کو رکھ چھوڑیگا تو وہ صفرا پیدا کرنے والا
روغن بن جائیگا (دردِ سر کا سبب۔ پرانا روغن صفرا پیدا کرتا ہے) اور اگر تو اُسے کھالیگا
(صرف کر ڈالیگا) تو پھر یہ صفرا کے دور کرنے والا روغن ثابت ہوگا (تازہ روغن قاطع
صفرا ہوتا ہے) **بیت** زر کہ زمشرق الخ۔ زر مغربی۔ خالص زر۔ **ترجمہ** وہ زر جسے

لوگوں نے مشرق سے نکال پھینکا ہے۔ نادان لوگ اُنسے مغربی کہتے ہیں۔ **بیت** مغرب دآں الخ۔ **ترجمہ** مغرب اور مغربی قوم سخاوت کے دشمن ہیں۔ اور مشرق اور اہل مشرق سخاوت میں مشہور ہیں۔ **بیت** ہرچہ دہد مشرقی صبح دام الخ۔ مشرقی صبح سے مراد خود صبح۔ اسیطرح مغربی شام سے مراد خود شام۔ **ترجمہ** صبح جو کچھ بھی قرض دیتی ہے شام وہ سب لے لیتی ہے۔ (مراد یہ کہ سورج کا مشرق سے صبح کو طلوع ہونا اور شام کو مغرب میں غروب ہونا گویا اس امر کی مثال ہے کہ مشرقی جود وسخا میں مشہور ہیں۔ دیکھو آفتاب بھی مشرقی ہے۔ جو تمام جہان پر اپنے نور کی بخشش کرتا ہے۔ اس کے برعکس مغربی بخیل۔ کنجوس۔ مکھی چوس ہیں۔ کہ آفتاب بھی جب مغرب میں جاتا ہے تو اُنہیں کی عادت اختیار کر کے اپنی کرنوں کو سمیٹ لیتا ہے۔ **بیت** دائی جانِ ہمہ الخ۔ **ترجمہ** تمام کانوں کی جان کا حاکم زر ہی ہے۔ جیسے تمام پرندوں کے ہاتھ کے قائم مقام پَر ہوتے ہیں۔ **بیت** آں زرِ رومی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ زرِ رومی۔ زرِ خالص کی ایک قسم۔ سنگِ دمشق۔ کسوٹی۔ **ترجمہ** وہ خالص زر جو کسوٹی پر، خواہش کے ترازو میں، پورا اُترتا ہو۔ ہرچند کہ وہ چمکتا دمکتا اور خوشنما ہو۔ پھر بھی تو اس پر خاک ڈال کہ وہ فریب دینے والا ہے۔ **بیت** کیست کہ ایں مُزد الخ۔ **ترجمہ** وہ کونسا شخص ہے جس کی ٹوپی یہ (زر) اُچک نہ لے گیا ہو (یعنی اُس کو ذلیل و رسوا نہ کیا ہو) اور اس غولِ بیابانی (زر) کی آفت نے اُسے گمراہ نہ کر دیا ہو۔

---

# حکایت صوفیٔ امانت دار

**بیت** کعبہ روئے عزم الخ۔ **ترجمہ** کعبے کی طرف جانے والے ایک شخص نے آغاز سفر کا ارادہ کیا۔ اور کعبہ کی طرف جانے والوں کے طریقہ پر کار بند ہوا (حج کی تیاری کی اور حج کے قواعد سیکھ لئے) **بیت** زانچہ فزوں از الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ کہ اُس کے پاس ضرورت سے زیادہ تھا۔ وہ دیناروں کی ایک تھیلی تھی۔ **بیت** گفت فلاں صوفی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اُس نے (اپنے جی میں) کہا فلاں آزاد مرد صوفی، جس نے دنیا کے دھندوں سے آستین کوتاہ کر رکھی ہے، (دنیا کے مشغلے ترک کر چکا ہے) میرے دل میں آتی ہے۔ کہ اُسمیں دیانداری موجود ہے۔ اور خواہ کسی میں ہو یا نہ ہو۔ لیکن اُس میں امانتداری ضرور ہے۔ **بیت** رفت ونہانیش الخ۔ **ترجمہ** گیا اور پوشیدہ طور پر اُسے (صوفی کو اُسی کے) گھر کے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور دینار کی تھیلی اُس کے حوالے کر دی۔ **بیت** گفت نگہدار درین پردہ راز الخ۔ **ترجمہ** اور کہا کہ اس راز کو پردے میں رکھ (کسی سے بیان نہ کرنا) یہانتک کہ جب میں واپس آؤں۔ تو پھر مجھے دیدیجو۔ **بیت** خواجہ رہ بادیہ الخ۔ **ترجمہ** (اُس زر کے) مالک نے تو جنگل (سفر حج) کا راستہ لیا اور صوفی صاحب نے اُس زرِ مستعار پر قبضہ جمایا۔ **بیت** یارب زنہار الخ۔ (مقولہ مصنف) یارب حیرت کے مقام پر بولتے ہیں۔ **ترجمہ** خدایا تیری پناہ! آخروہ کتنا ایک زر تھا کہ درویش کا دل اُس میں پھنس گیا (حقیر سرمایہ تھا جس نے درویش کے دل میں گھر کر لیا) **بیت** گفت بہ زر کار الخ۔ **ترجمہ** (صوفی نے اپنے دل میں) کہا کہ اب میں اس دولت کے ذریعے سے اپنے کام کو آراستہ کرونگا۔ میں نے وہ خزانہ پا لیا ہے جس کی میں آرزو میں تھا۔ **بیت** زود خرم تا الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ خدا تعالیٰ

نے مجھے آسانی سے عنایت کیا ہے۔ میں اسے جلدی سے کھا اُڑا اونگا۔ تاکہ آہستہ آہستہ کھانے کی وجہ سے کہیں یہ مجھے اپنا دل بستہ نہ بنالے (اس کی محبت میرے دل میں پیدا نہ ہو جائے) **بیت** باز کشاد از گرہ الخ۔ ترجمہ اُس بند (تھیلی) کی گرہ کو کھول دیا۔ اور چند راتوں تک عیش و عشرت کی خوب داد دی۔ **بیت** جملہ آں زر کہ الخ۔ ترجمہ وہ تمام زر، جو اُس کے پاس تھا کھانے میں صرف کر دیا۔ اور تونند نکال لی۔ **بیت** دست باآں حقہ الخ۔ ترجمہ اُس نے دینار کے اُس تھیلے کی طرف ہاتھ بڑھایا (اُس پر متصرف ہو گیا اور اُس کے ذریعے سے) معشوقوں کی زلف کو زُنّار کا حلقہ بنالیا (خوب رنگ رلیاں منائیں) **بیت** خرقۂ شیخانہ الخ۔ ترجمہ وہ زاہدانہ خرقہ و جبہ پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔ روپیہ خرچ ہو جانے کے بعد اب صرف تنگدلی رہگئی۔ اور وسیع عذر (مال ختم ہو گیا تو اب سوائے رنج اور اپنے کئے پر معذرت کے اور کیا رہ جاتا) **بیت** بدرہ چناں خورد الخ۔ ترجمہ وہ اس تھیلی کو اس طرح چٹ کر گیا۔ کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہا اور اسقدر مفلس ہو گیا کہ اُس کے پاس چراغ کے لئے تیل بھی نہ رہ گیا۔ **بیت** حاجی ما چوں الخ۔ ترجمہ ہمارے حاجی صاحب جب سفر سے واپس آئے۔ تو اپنے اُس چور (صوفی) کے پاس بھاگے ہوئے آئے۔ **بیت** گفت بیاور بمن الخ۔ ترجمہ اور کہا کہ اے عقلمند! لا مجھے دے (صوفی نے) کہا کیا۔ (حاجی نے) کہا زر (زاہد نے) کہا چپ رہ۔ **بیت** در کرم آویز الخ۔ ترجمہ بخشش کر اور جھگڑے کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ویرانے گاؤں سے خراج کون لیا کرتا ہے؟ **بیت** صرف شد آں الخ۔ ترجمہ وہ تھیلی خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے خرچ ہو گئی۔ ایک مفلس آدمی کے لئے ایک بدرہ آخر کہاں تک کفایت کرتا۔ **بیت** غارتے از ترک الخ۔ غارتی۔ لوٹا ہوا مال۔ ترجمہ کوئی شخص غارتگروں سے غارت شدہ مال سلامت نہیں لیجا سکتا۔ اور کوئی شخص

لٹیروں کو گھر سپرد نہیں کیا جاتا۔ **بیت** رُکنی تو رکن الخ۔ رکنی۔ زر خالص منسوب بہ رکن ایک کیمیاگر خالص زر بناتا تھا۔ **ترجمہ** تیرے زر خالص نے میرے دل کو رُکن (استواریٔ دین اور ثابت قدمیٔ اطاعت) کو توڑ ڈالا۔ میں نے اس سے وہ لغزش (عیب خیانت) کھائی ہے۔ جو (قیامت تک کے لئے) میرے سر پر سوار ہے۔ **بیت** مال بصد خندہ الخ۔ **ترجمہ** (اُس زاہد نے) ہنس ہنس کے اُڑا دیا۔* **بیت** گفت جہاں از الخ۔ **ترجمہ** اور کہا کہ جہان خلل کا حامل ہے۔ (اُس سے فتنہ و فساد کے سوا کوئی چیز پیدا ہی نہیں ہوتی) اگر مجھ سے نقصان ہو گیا تو کیا یہ میری خطا ہے؟۔ **بیت** تا کرمش گفت الخ۔ **ترجمہ** یہاں تک کہ سیکڑوں جھگڑوں کے بعد اُس (حاجی) کے جذبۂ کرم نے کہا۔ کہ (اُٹھ جانے دے) کہ درویش عاجزی سے عذر کر رہا ہے۔ **بیت** سیم خدا چوں الخ۔ سیم خدا یعنی خداوند سیم۔ **ترجمہ** صاحبِ مال (حاجی) نے جب خدا کی طرف دھیان کیا۔ تو سیم کشی کی (جذبۂ زر کو مار ڈالا۔ مال کو حقیر جانا) اور اسے (درویش کو) معاف کر دیا **بیت** ناصح خود گشت الخ۔ **ترجمہ** خود اپنا ناصح بن گیا (اور جی میں کہنے لگا) کہ اس سے مت اُلجھ۔ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں اور جس کے پاس کچھ نہ ہو اُس سے کوئی کیا لیگا۔ **بیت** زو چہ ستانم الخ۔ **ترجمہ** میں اُس سے کیا لونگا کہ اُس کے پاس تو ایک جَو بھی نہیں ہے۔ سوائے گرد پھرنے کے (یعنی بجز اظہار عاجزی کے) اُس کے پاس عوض دینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ گرو۔ رہن رکھنے کی چیز) **بیت** زانچہ از آں مال الخ۔ اس شعر کا مطلب جو حاشیہ پر لکھا ہے۔ وہ تو ہے اس کے علاوہ حضرت استاذی پروفیسر اولاد حسین صاحب شاداںؔ بلگرامی نے ایک معنی کہے ہیں جو حقیقت میں بے مثل ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "میم" اور الف دونوں نقطہ سے خالی ہیں اور ان دونوں کی ترکیب سے "ما" بنتا ہے

* اور اب رو رو کر حاجی کے روبرو گڑگڑانے لگا۔

جو حرف نفی ہے۔ اب شعر کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ "اس مال میں سے جو کچھ اس صوفی کے پاس باقی ہے وہ صرف مائے نفی ہے یعنی اب اس کے پاس اس مال میں سے کچھ بھی باقی نہیں " سلیم شادانی۔ **بیت** گفت نخواہی الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** (صوفی سے) کہا۔ اگر تو نہیں چاہتا۔ کہ میں تجھ پر سختی کروں۔ اور جو کچھ تجھ پر حرام ہے اسے حلال کروں (اُس کے عوض میں سختی کروں یا بدلہ لوں) تو اے آسمان کی طرح بکر پرداز! اس درازدستی اور کوتہ آستینی سے باز آجا (آئندہ ایسی خیانت نہ کرنا) **بیت** ہیچ دل ازازو الخ (مقولہ مصنف) **ترجمہ** دل حرص و طمع سے پاک نہیں ہے اور اس زمین پر کوئی شخص بھی قابلِ اعتماد نہیں ہے **بیت** دیں سرہ نقد لیست الخ **ترجمہ** دین ایک قسم کی خالص نقدی ہے اسے شیطان کے حوالہ نہ کر۔ فغفور کا کنگن ایک کتے کے محافظ کے سپرد نہ کر۔ (فغفور اور خاقان۔ سلاطین چین کا لقب۔ پھر ہر ایک بادشاہ کو کہتے ہیں) **بیت** گرد ہی انجواجہ الخ۔ **ترجمہ** اے دوست! اگر تو ایسا کریگا (شیطان کی پیروی میں دین کو چھوڑ دیگا) تو اس کا نقصان تیرے ہی ذمے ہے (اس کا نقصان تمہیں ہی برداشت کرنا ہوگا) کیونکہ مفلس سے سرمایہ واپس نہیں مانگ سکتے (شیطان مفلس ہے۔ اگر دین اُس کو دے بیٹھے تو واپس ملنے کی بہت کم امید ہے) **بیت** منزل عیب است الخ۔ **ترجمہ** (یہ دنیا) عیب کا مقام ہے۔ یہاں سے ہنر کا توشہ لے کر جا۔ دین کا دامن پکڑلے اور گوشہ نشینی اختیار کرلے۔ **بیت** شحنۂ ایں راہ الخ **ترجمہ** جب اس راستے کے پاسبان لٹیرے ہیں۔ تو پھر امیری سے مفلسی ہی اچھی ہے۔ **بیت** چرخ نہ بر بے درماں الخ۔ **ترجمہ** آسمان بھی بے مایہ لوگوں پر حملہ نہیں کرتا بلکہ امیروں ہی کے قافلے کو لوٹتا ہے (آسمانی مصائب کے شکار زیادہ تر امیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ جس کے پاس ہی کچھ نہیں اُس سے آسمان لیگا کیا)

**بیت** دیدم ازآنجا الخ۔ **ترجمہ** چونکہ مجھے جہاں بینی حاصل ہے (میں جہاندیدہ ہوں) میں نے دیکھا ہے کہ بھڑوں کی آفت شیرینی ہی سے ہے (لوگ اُنکے گھر کو شہد کے لئے ویران کردیتے ہیں۔ پس انسان کے آزار کا باعث بھی اُسکے اسباب دنیوی ہی ہوتے ہیں) **بیت** شیر نگر تلخ الخ۔ **ترجمہ** شیر کو دیکھو وہ اسیواسطے تلخ بن گیا ہے تاکہ مرنے کے بعد بھی درندے اُسے نہ کھائیں (کہتے ہیں کہ شیر کا گوشت تلخ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے مرجانے کے بعد بھی درندے اُسے نہیں کھاتے) **بیت** شمع زبر خاستن الخ۔ **ترجمہ** شمع بلند ہونے کی وجہ سے ہی (عاجز ہوکر) بیٹھ گئی (اگر شمع سر بلند نہ ہوتی۔ تو اُسے بجھنا بھی نصیب ہوتا) اور چاند کمال طلب کرنے کی وجہ سے ہی ٹوٹ گیا (ہلال اگر بدر نہ بنتا تو پھر گھٹ کر ہلال نہ بنتا۔ ہر کمالے را زوالے) **بیت** باد کہ با خاک الخ گرگ آشتی۔ بھیڑیے کی سی صلح۔ مراد منافقانہ صلح۔ کہ بھیڑیے کی صلح سوائے چیر ڈالنے کے اور کسی غرض سے نہیں ہوتی۔ ناداشتی۔ کچھ نہ رکھنا۔ مفلس ہونا۔ **ترجمہ** ہوا جو زمین کے ساتھ منافقانہ صلح کر رہی ہے۔ وہ اس راستے میں مفلس ہونے کی وجہ سے امن میں ہے (ہوا کی منافقانہ صلح زمین کے ساتھ اس لحاظ سے کہ اول الذکر جوہر مجرد ہے۔ اور ثانی الذکر اجسام مقیدہ میں سے ہے پس ہوا اور زمین کے درمیان موافقت قہری ہے نہ ارادی۔ اور ہوا کا زمین سے مامون ہونا مفلسی کی وجہ سے ہے؟ یعنی ہوا لطیف جوہر ہے کثافت جسم سے پاک) **بیت** مرغ شمر را مگر الخ۔ شمر بفتح شین و میم بمعنی حوض و تالاب۔ مرغ شمر سے مراد آبی جانور مرغابی۔ بگلا۔ بطخ وغیرہ۔ **ترجمہ** شاید آبی جانور جانتے ہیں۔ کہ مچھلی کی آفت خود مچھلی (کے جسم) کے درم ہیں یعنی آبی جانوروں نے جو بال و پر بغیر درم کے اختیار کئے ہیں۔ وہ اسی وجہ سے یہ خیال کرتے ہیں کہ مچھلی اپنے جسم پر درم ہونے کی وجہ سے پکڑی جاتی ہے شعر بنیاد

محض لفظ درم پر ہے۔ **بیت** زر کہ ترازو ئے الخ۔ **ترجمہ** زر جو تیری حاجتوں (کے پورا کرنے) کی ترازو بنی ہوئی ہے۔ وہ تیری پانچوں نمازوں کی سورۃ فاتحہ (الحمد) بنی ہوئی ہے (اسقدر تجھے زرطلبی بلکہ زرپرستی کے خیالات گھیرے رہتے ہیں۔ کہ تو نمازمیں بھی ان ہی خیالات میں مستغرق رہتا ہے) **بیت** پاک نگردی الخ۔ **ترجمہ** تو اس حاجتوں کے راستے سے پاک نہ ہوسکیگا (تیری حاجتیں کبھی ختم نہ ہونگی) جبتک نظامی کی طرح سے پاکباز نہ ہوجائے (تمام اسباب دنیوی کو چھوڑ نہ دے)۔

# مقالۂ چہاردہم در شرطِ بیداری از غفلت

**بیت** اے شدہ خوشنود الخ۔ **ترجمہ** اے وہ شخص کہ گدھے اور گائے بیل کی طرح یکبارگی صرف چارہ کھانے پر ہی رضامند ہوچکا ہے (چوپایوں کی طرح کھانا ہی تیرا مقصد ہے) **بیت** فارغ ازیں مرکز الخ۔ **ترجمہ** (تو) اس آفتاب کے گردش کرنے والے مرکز (زمین) سے بیخبر ہے (آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے) اور اس لاجوردی رنگ کے دائرے (آسمان) سے بھی تو غافل بیٹھا ہے **بیت** از پئے صاحب نظراں الخ۔ **ترجمہ** بے خبروں کو غم روزگار کا کیا فکر (کیونکہ حقائق موجودات میں غور کرنیکا) کام تو صاحب نظر لوگوں کا ہے۔ **بیت** مست چہ خسپی الخ۔ **ترجمہ** تو مست ہوکر کیا سو رہا ہے کہ روح کے قبض کرنیوالے فرشتے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ حقائق شناس تو اس طرح نہیں کیا کرتے (یعنی حقائق موجودات کو سمجھنے والے لوگ خواب غفلت میں نہیں سوتے) **بیت** برسرکار آئے الخ۔ **ترجمہ** کام کرنا شروع کردے۔ کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ اُسی طرح کام کر جسطرح تو قبول کرچکا ہے (روز ازل میں الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہہ چکا ہے۔ اب

اُس پر کاربند بھی رہ) **بیت** برنگر ایں پُشتہ الخ۔ **ترجمہ** نظر اُٹھا اور اُس غم کے پہاڑ کو اپنے سامنے دیکھ۔ غور کر اور اپنی عاجزی کا ملاحظہ کر (پُشتہ غم۔ غم کا ٹیلا مراد دنیوی غم و ہم کی کثرت۔ یا نزع کی مصیبت اور عالم برزخ کی تکالیف) **بیت** عقلت پیر لیست الخ۔ **ترجمہ** تیری عقل ایک فراموش کار بڑھیا ہے۔ **پس** تو اُس (عقل) کو یاد رکھ (حفاظت کر۔ تجربوں میں اُسے پختہ کر) تاکہ وہ تجھے یاد رکھے تیری حفاظت کرے) عقل کو غایت اندیشی اور دور بینی کی وجہ سے پیر قرار دیا ہے۔ فراموش کار۔ اس لحاظ سے کہ وہ غفلت اور اخلاق قبیحہ۔ اور شہوت کاری کے وقت بیکار ہوتی ہے) **بیت** گر شرف عقل الخ۔ **ترجمہ** اگر تجھ میں عقل کا شرف نہ ہوتا۔ تو کون تیرا نام لیتا اور تیری مدح کرتا۔ **بیت** عقل مسیحاست الخ **ترجمہ** عقل تیرے لئے مسیحا (زندگی بخش) ہے۔ اُس سے سرتابی نہ کر۔ اگر تو گدھا نہیں ہے تو بیہودہ کام نہ کر۔ دوسرے مصرع میں خر توحل درکش۔ گدھے کو کیچڑ میں مت پھنسا۔ کنایہ یہ ہے کہ فضول کام نہ کر۔ **بیت** یا ز رہِ عقل الخ۔ **ترجمہ** یا تو راہِ عقل سے نور کا راستہ حاصل کر لے۔ اور یا اُس (عقل) کے دروازے سے اپنے دل کے دامن کو دور کر لے (یا تو عقل سے نور حاصل کر اور یا عقل کا دعویٰ نہ کر) **بیت** مست مکن عقل الخ۔ **ترجمہ** ادب دینے والی (راہ پر لانے والی) عقل کو غافل نہ کر۔ باز کو چڑیا کا لقمہ نہ بنا (عقل کو، جو بمنزلہ باز کے ہے، خواہشات نفسانی اور مقتضیات طبیعی کا جو چڑیا کی طرح حقیر ہیں، شکار نہ بنا) **بیت** مے کہ حلال آمدہ الخ۔ **ترجمہ** شراب جو ہر جگہ یعنی ہر مذہب میں حلال آئی ہے، تیری عقل کی دشمنی نے اُسے حرام کر دیا ہے (شراب میں کوئی خرابی اور حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن چونکہ وہ عقل کو بیکار کر دیتی ہے۔ اس لئے حرام کر دی گئی ہے) **بیت** مے کہ بود؟ کاب تو الخ۔ **ترجمہ** شراب کیا چیز ہے؟ وہ ہے کہ تیری

آبرو اُس کے جام میں ہے (ایک جام پی لینے سے آبرو جاتی رہتی ہے) وہ چشمۂ عقل ہے جس کا نام آں (مے) ہے۔ **بیت** گرچہ مے اندوہ الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ شراب غمِ جہان کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن اے دوست! اُسے نہ پی کہ وہ اس کو (یعنی عقل کو) لے جاتی ہے (یعنی عقل کو زائل کر دیتی ہے) **بیت** مے نمکے داں الخ۔ **ترجمہ** بیشک شراب کو نمک درجگر خیال کر۔ لیکن ایسا نمک جو بے لذت (فاسق) لوگوں کے جگر پر چھڑکا گیا ہو (بیشک شراب لذیذ ہے۔ لیکن صرف اُن لوگوں کے لیے جن میں چاشنیٔ ایمان نہیں) **بیت** گر خبرت باید الخ۔ **ترجمہ** اگر تو (اپنی حقیقت یا معرفت کی) خبر جاننا چاہتا ہے تو ایسی چیز (شراب) مت پی۔ جو تجھے تمام چیزوں سے بے خبر کر دے۔ **بیت** بیخبر آں مرد الخ۔ **ترجمہ** وہ شخص نادان ہے جس نے کوئی ایسی چیز چکھ لی (استعمال کی) جس نے اس پر بے خبری کی تحریر لکھ دی (یعنی جس کے استعمال نے اُسے غافل کر دیا) **بیت** میل کش چشم الخ۔ بہ میل۔ سلائی **ترجمہ** خیالات (باطل) کی دیکھنے والی آنکھوں کو اندھا کرنے والا اور شطرنجانے کی طرح چل کر جانے والے قدموں میں بیڑیاں ڈالنے والا بن جا۔ **بیت** اے چو الف عاشق الخ۔ **ترجمہ** اے الف کی طرح خود اپنے قد کے عاشق! تیری اپنے ساتھ محبت اُلفت ہی دراصل تیری وحشت سودا ہے (الف سیدھا لکھا جاتا ہے کسی طرف کو جھکاؤ نہیں ہوتا۔ گویا اپنے کشیدہ قامت پر مغرور ہے) **بیت** گر الفی مرغ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو الف (مجرد) ہی ہے۔ تو پھر جھڑے ہوئے پروں والا پرند بن جا۔ اور اگر تو الف نہیں ہے تو ب کی طرح سرنگوں ہو کر رہ۔ **بیت** طفل نہ پائے الخ۔ **ترجمہ**۔ تو بچہ نہیں ہے۔ کھیل کود کی طرف مائل نہ ہو۔ تو عمر نہیں ہے۔ پھر نہ بڑھ۔ (کیونکہ بڑھنا عمر کا کام ہے۔ اور کھیل کود بچوں کا) **بیت** روز بآخر شد الخ۔ **ترجمہ** (عمر کا) دن ختم ہو چکا ہے۔ اور آفتابِ عقل، دور جا چکا ہے

سایہ بڑھ رہا ہے۔ تو نور کی طرح سے کم ہوجا (جس طرح شام کی تاریکی میں دن کی روشنی غایب ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح تو بھی فکر عقبیٰ میں گھل جا۔ یا جس طرح روشنیٔ عقل ہر دم پڑتی جارہی ہے تو بھی اسی طرح نقصان عقل کے غم میں گھٹتا جا) **بیت** روز نہ بینی چو الخ۔ **ترجمہ** کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ جب دن ختم ہونے کو آتا ہے۔ تو ہر چیز کا سایہ دوگنا ہوجاتا ہے۔ **بیت** سایہ پرستی چو الخ۔ **ترجمہ** تو باغ کی طرح سایہ پرستی کیوں کر رہا ہے۔ یہ چراغ کی روشنی کی طرح تاریکی کو دور کرنے والا بنجا۔ **بیت** گر تو زخود سایہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو اپنے سے تاریکیٔ غفلت کو دور کر سکتا ہے تو پھر تیرے عیوب بھی سایہ کی طرح سے ناپید ہوجائیں گے۔ **بیت** سایہ نشینی نہ الخ **ترجمہ** سایہ میں بیٹھنا ہر شخص کا کام نہیں۔ صرف چشمۂ آبحیات ہی سایہ نشین ہوسکتا ہے۔ یہاں سایہ نشینی سے مراد خلوت نشینی ہے۔ یعنی وہی شخص خلوت نشین ہوسکتا ہے جو آبحیات کی طرح جاں بخش دم رکھتا ہو۔ **بیت** اے زبر وزیر الخ۔ **ترجمہ** اے وہ شخص کہ تیرا تمام وجود زیر وزبر (ناہموار) ہے اور تیرے پاؤں آسمان سے بھی زیادہ بے راہرو ہیں۔ **بیت** صبح بدان مہد الخ۔ **ترجمہ** صبح تجھے اس لئے سونے کی تمال (مراد آفتاب) دیتی ہے کہ شاید تو خودی سے ہاتھ دھولے (یعنی خودی کو ترک کردے) **بیت** چونکہ دریں طشت الخ۔ **ترجمہ** جب تو اس طشت میں کپڑے دھونے والا بن جائے تو پھر خورشید (دل) کے سرچشمے سے پانی طلب کر۔ **بیت** قرصۂ خورشید کہ صابون تست الخ۔ **ترجمہ** آفتاب کی ٹکیہ جو تیرے لئے صابون ہے۔ وہ تیرے خون سے لتھڑے ہوئے کپڑوں کی شوخی کو دور کرنے والی ہے۔ قرص آفتاب کو صابون کہا ہے۔ بوجہ سفیدیٔ رنگت وروشنی اور اس لئے بھی کہ کپڑوں کو سفید کرنے والا خورشید کو خیال کیا جاتا ہے۔ لہذا گازر بھی کہتے ہیں۔ شوخ بر۔ یعنی تیرے کپڑوں کی نجاست و لوث کو دور کرنے والا ہے۔

**بیت** از بس آتش کہ الخ۔ آتش سے مراد غیظ و غضب کی تیزی ہے جس کا منبع مقتضائے طبیعت ہے۔ آب سے مراد رونق اور نور وغیرہ۔ **ترجمہ** (حرص و ہوس اور غیظ و غضب کی اُس) آگ کی کثرت کی وجہ سے جو طبیعت نے ہر طرف) پھیلادی۔ تیری زندگی کے جگر میں (رونق اور نور کے) پانی کا قطرہ تک نہ رہا۔ **بیت** گر تنت از چرک الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرا جسم طمع کی کثافت سے پاک نہیں ہے تو پھر خواہ وہ (جسم) خالص سونا بھی کیوں نہ ہو خاک بھی نہیں ہے۔ **بیت** گر سخن از پاکی الخ۔ **ترجمہ** اگر عنصر کی پاکیزگی کا ہی ذکر کیا جائے تو پھر دوزخ کا جو وعدہ کا ہے سے پُر ہوگا یعنی اگر سب لوگ آلائش معاصی سے پاک اور لائق بہشت ہو جائیں تو پھر دوزخ کس طرح پُر ہو گی۔ کہ اُس کا پُر ہونا بھی تقدیر الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ **بیت** ز آتش تنہا نہ الخ۔ درع بجسر دال بمعنی زرہ۔ **ترجمہ** فقط آگ انسان کی راستی محض آتش جہنم کے لئے نہیں بلکہ زمانہ کے گرم و سرد (یعنی حوادث) کے مقابلہ میں بھی زرہ کا کام دیتی ہے **بیت** گر چو ترازو الخ۔ **ترجمہ** اگر تو ترازو کی طرح درست کار ہو چکا ہے۔ تو ترازو کی طرح دل کی راستی بھی حاصل کر **بیت** از کژی افتی الخ۔ کژی بجی۔ **ترجمہ** کجروی کی وجہ سے تو گھاٹے میں ہے۔ اگر تو راست رہو۔ تو تمام غموں سے چھوٹ جائے۔ **بیت** ہر جو و ہر حبہ الخ۔ آئندہ دو شعروں سے قطعہ بند۔ حبہ۔ دانہ۔ کیل۔ غلہ کے وزن کا پیمانہ۔ **ترجمہ** ہر جَو اور ہر دانہ جو تیرے بازو تیرے ترازو کے وزن سے کم کر دینگے (کم تولیں گے) وہ تمام کے تمام ایک ایک اپنی جگہ پر قایم رہیں گے۔ اور قیامت کے دن تمام کو سامنے لائیں گے (فرشتے اُن کم وزن کردہ چیزوں کو لائیں گے) اور تیری) پوشیدہ کارستانیاں یعنی کم دینا اور زیادہ لینا تجھے دکھلا دینگے۔ **بیت**۔ خود مکن این تیغ الخ۔ **ترجمہ** یا تو ترازو کی اس تلوار کو چلا ہی نہیں (ناپ تول کا کام چھوڑ دے) ورنہ زیادہ دے اور کم لے۔ **بیت** گل زکژی خار الخ۔ **ترجمہ** پھول تے

کج ہونے کی وجہ سے اپنے پہلو میں کانٹے پائے اور گنّے نے سیدھے ہونکی وجہ سے شیرینی حاصل کی۔ **بیت** راستی آنجاکہ الخ۔ **ترجمہ** جہاں کہیں سچائی اپنا جھنڈا گاڑ دیتی ہے وہاں خدا تعالیٰ کی یاوری عہد کرلیتی ہے (دست بہم کردن۔ عہد کرنا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات کا عہد و پیمان کرتے ہیں تو ایک شخص دوسرے شخص کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یہاں یاریٔ حق کا عہد کرلینا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ راستی کی اعانت کا عہد کرلیتی ہے یعنی راستی کے ساتھ تائید ایزدی ہوتی ہے

## داستان بادشاہ ظالم با میر حق گوئے

**بیت** بادشاہے بود الخ حجّاج۔ عبدالملک بن مروان کا مشہور گورنر جس کے ظلموں کی داستانیں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُس نے کئی ہزار صحابہ کو شہید کیا **ترجمہ** ایک بادشاہ تھا۔ رعایا کو آزار پہنچانے والا۔ اور حجّت طلبی کی رو سے وہ حجّاج کے فن والا تھا (یعنی سخت ظالم تھا) **بیت** ہر چہ بتاریخ شب۔ الخ۔ **ترجمہ** رات کی تاریخ میں جو کچھ بھی زمانے کی طرف سے رونما ہوتا۔ صبح کے وقت اُس کے دروازے پر پڑھا جاتا (بیان کیا جاتا) یعنی جو واقعات و حالات شب کو پیش آتے وہ تمام صبح کے وقت اُس کے سامنے بیان کئے جاتے **بیت** رفت یکے پیش الخ۔ **ترجمہ** (چنانچہ ایک دن) ایک شخص صبح کیوقت بادشاہ کے پاس گیا اور وہ شخص سورج اور چاند سے بڑھکر راز و نکا آشکارا کرنیوالا تھا۔ **بیت** از قمر اندوختہ الخ۔ شب بازی۔ مراد شب بیداری۔ غمازی۔ چغل خوری عیب گوئی۔ **ترجمہ** اُس نے چاند سے شب بیداری سیکھی تھی (جس طرح چاند تمام رات بیدار رہتا ہے۔ وہ بھی اسیطرح بیدار رہا تھا) اور چغلخوری صبح سے سیکھی تھی (وہ تمام اشیا جو رات کی تاریکی کے پردہ میں پوشیدہ ہوتی ہیں

صبح اُن کو اپنی روشنی سے عُریاں کر دیتی ہے۔ یہ شخص بھی لوگوں کے پوشیدہ عیوب کو ظاہر کرنے کے لئے آیا تھا) **بیت** گفت فلاں پیر الخ۔ **ترجمہ** اُس نے کہا کہ فلاں بوڑھے نے پوشیدہ طور پر تجھے ناحق کُش۔ ظالم اور خونریز کہا ہے۔ **بیت** شد ملک از گفتن الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ اُس کے بیان سے سخت غضبناک ہوا اور کہا میں ابھی اُس کو ہلاک کرتا ہوں۔ **بیت** نطع برافگندو الخ۔ **ترجمہ** چمڑا بچھا کر اُس پر ریت ڈال دی (یعنی قتل کی تیاری کی) اُس کی دیوانگی غضب سے دیو بھی بھاگتا تھا۔ **بیت** شد برآں پیر الخ۔ **ترجمہ**۔ ایک جوان ہوا کی طرح اُس بوڑھے کے پاس گیا۔ اور کہا کہ بادشاہ نے تیرے ذمے گناہ لگایا ہے (یعنی تجھے مجرم قرار دیا ہے) **بیت** پیشتر از خواندن۔ بر جائے آوردن۔ اصلی حالت میں لے آنا۔ ہوش میں لے آنا۔ **ترجمہ** اُس شیطان خصلت کے بلانے سے پہلے اُٹھ اور چلا جا۔ تاکہ تو اُسے (غیظ و غضب کی حالت) سے پھر اصلی حالت پر لا سکے (یعنی جب تو نہ ملیگا تو آخر کچھ مُدت کے بعد اُس کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائیگا اُس وقت تو واپس آجانا یا ظاہر ہو جانا) **بیت** پیر وضو کرد الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے نے وضو کیا اور کفن لیکر بادشاہ کے سامنے گیا اور گفتگو شروع کی۔ **بیت** دست بہم سود الخ۔ **ترجمہ** اندھی رائے والے بادشاہ نے (فرطِ غضب سے) اپنے ہاتھ ملے اور سینے کی رو سے اپنی پشتِ پا کو دیکھنے لگا۔ **بیت** گفت شنیدم الخ۔ **ترجمہ** (بادشاہ نے) کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے کچھ باتیں کہی ہیں۔ مجھے کینہ ور اور ظالم کہا ہے۔ خیرہ کش۔ ناحق اور بے سبب مار ڈالنے والا۔ **بیت** آگہی از ملک الخ۔ **ترجمہ** (جب) تو میرے سلیمان کے سے ملک سے واقف ہے۔ پھر تو نے مجھے ظالم دیو کیوں کہا۔ **بیت** پیر بہ وگفت الخ۔ **ترجمہ** بڈھے نے جواب دیا کہ میں غافل نہیں ہوں (تیری ملک کی حالت سے) بیخبر نہیں ہوں (اس کے باوجود) جو کچھ تو نے بیان کیا میں نے

اس سے بہت زیادہ بُرا کہا ہے۔ **بیت** پیر و جواں بر حذر الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے اور جوان تیرے ظلم سے خائف رہتے ہیں۔ گاؤں اور شہر تیری بیگار سے مصیبت میں ہیں۔ **بیت** منکہ چنیں الخ۔ **ترجمہ** میں جو اس طرح تیرے عیبوں کا شمار کرنے والا بن رہا ہوں۔ دراصل تیری نیکی اور بدی میں تیرا آئینہ دار ہوں (تاکہ تو میرے ذریعہ سے اپنے عیوب پر مطلع ہو سکے) **بیت** آئینہ چوں نقش الخ۔ **ترجمہ** جب آئینے نے ٹھیک طور پر تیرے نقش و نگار ظاہر کردیئے۔ تو پھر تجھے خود کو توڑ ڈالنا چاہیئے۔ آئینہ کا توڑنا غلطی ہے۔ **بیت** راستیم بیں الخ۔ **ترجمہ** میری راست گوئی کو دیکھ۔ اور میری باتوں کو غور سے سُن۔ اگر ایسا نہیں ہے (یعنی میں نے غلط کہا ہے) تو پھر بیشک مجھے مار ڈال (دوسرے مصرع میں بکش پڑھو) **بیت** پیر چو بر راستی الخ۔ **ترجمہ** بڈھے نے جب سچائی سے اقرار کر لیا۔ تو اُسکی سچائی اُس (بادشاہ) پر اثر کر گئی۔ **بیت** چوں ملک از راستیش الخ۔ **ترجمہ** جب بادشاہ نے اُس کی راستی پر غور کیا۔ تو اُس کی راستی کو اور اپنی کجی کو دیکھ لیا **بیت** گفت حنوط و کفن الخ۔ حنوط۔ وہ مرکب خوشبو جو مردے کے جسم پر ملنے کیلئے تیار کی جاتی ہے۔ **ترجمہ** (بادشاہ نے) کہا کہ اُس کا کفن اور حنوط علیحدہ کر لیں۔ اور اُس کے خوشبو لگائیں اور خلعت پہنائیں۔ **بیت** از سر بیداد الخ۔ **ترجمہ** ظلم کے خیال سے باز آگیا۔ عادل اور رعایا پرور بن گیا۔ **بیت** راستی خویش نہاں الخ زبان کردن۔ اعتراض کرنا۔ **ترجمہ** کسی نے بھی اپنی راستی کو نہیں چھپایا۔ کیونکہ سچی بات پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ **بیت** راستی آور الخ۔ **ترجمہ** راستی اختیار کر کہ تجھے نجات حاصل ہو۔ راستی تیری طرف سے ہوگی اور کامیابی خدا کی طرف سے۔ **بیت** گو سخن راست الخ۔ **ترجمہ** گو کہ سچی بات سراپا موتی ہوتی ہے۔ پھر بھی وہ کڑوی ہوتی ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے) "الحق مرّ" یعنی حق بات

تلخ ہوتی ہے۔ **بیت** چوں یہ سخن راستی الخ۔ **ترجمہ** اگر تو بات میں راستی اختیار کریگا تو خدا تیری گفتار کا مددگار ہوگا۔ **بیت** طبع نظامی الخ۔ **ترجمہ** نظامی کی طبیعت اور دل دونوں راستباز ہیں۔ اور اُن دونوں نے نظامی کے کام کو اسی راستی کی وجہ سے آراستہ کر رکھا ہے۔

# مقالۂ پانزدہم در حق آدمی و تفضیل طائفہ بر طائفہ

**بیت** ہر نفس ایں پردۂ الخ۔ **ترجمہ** یہ چالاکی اور چستی سے فریب دینے والا پردہ (آسمان) ہر گھڑی پردۂ غیب سے کوئی نہ کوئی عجیب کھیل ظاہر کرتا ہے **بیت** نطع پر از زخمہ الخ۔ نطع کے معنی مطلق چمڑے کے ہیں۔ یہاں وہ چمڑا مراد ہے جو سارنگی وغیرہ پر لگاتے ہیں۔ زخمہ سے مراد نغمہ ہے کہ سبب بول کر بطریق مجاز مرسل مسبب مراد لیا گیا ہے۔ **ترجمہ** بساط فلک نغموں سے پر ہے۔ لیکن رقص کرنیوالا کوئی نہیں۔ دریا تو موتیوں سے بھرا پڑا ہے لیکن کوئی غوطہ لگانیوالا نہیں (زمین و آسمان میں خداتعالیٰ کی معرفت کیلئے بے انتہا نشانات موجود ہیں لیکن افسوس جو یائے معرفت کوئی نہیں) **بیت**۔ از درم و دولت الخ۔ **ترجمہ** مال۔ دولت۔ تلوار اور تاج میں سے کسی کا بھی تجھ سے دریغ نہیں (خداتعالیٰ نے تجھے کسی شے کے بخشنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔ ہر چیز بخشے دی) تو اُنہیں طلب نہ کرنے تو افسوس ہے (دوسرے مصرع میں از نو کی بجائے از تو بہتر ہے) **بیت** در رسدت دم الخ۔ **ترجمہ** تیرا دم جبرئیل کے دم کے رتبے تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ قضا و قدرت بخیل اور کنجوس نہیں ہیں۔ تجھے خداتعالیٰ نے وہ قدرت و قوت عطا کی ہے کہ تو جبرئیل کی طرح پاکیزہ نفس ہو سکتا ہے) **بیت** زاں بنہ چندانکہ الخ۔ **ترجمہ** اُس سامان (عطیات الٰہی) میں سے جسقدر بھی کہ تولے جائے (اس سے زیادہ) اور وہاں موجود ہے۔ کیونکہ اُس کی آمد تیرے خرچ سے بہت زیادہ ہے (خداتعالیٰ

کے لیے انتہا خزانے کسی کے خرچ کرنے سے گھٹ نہیں سکتے) **بیت** پائے در یں ره الخ۔ **ترجمہ** اس راستے میں قدم رکھ اور پھر رفتار دیکھ۔ اس دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹا اور پھر اسرار غیب کا ملاحظہ کر (رفتار بیں۔ دیکھ کہ خدا کی راہ پر چلنے سے قدم خود بخود بڑھتے چلے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ عطیات خداوندی سے امیدوار بنو۔ اور پھر دیکھو کہ وہ کس تیزی سے تمہاری طرف نازل ہوتے ہیں) **بیت** سنگش یاقوت الخ۔ **ترجمہ**۔ اُس (راستے) کے پتھر بھی یاقوت ہیں۔ اور خاک اکسیر۔ اگر تو (انہیں) پہچانتا نہیں۔ تو پھر اس کا نقصان کس کے ذمے ہے؟ **بیت** دست تصرف قلم الخ۔ **ترجمہ** اس پردۂ دنیا میں اسقدر خزانے موجود ہیں۔ کہ یہاں قلم نے بھی دست تصرف کو توڑ ڈالا ہے (ان کو صرف کرتے کرتے قلم بھی تھک گیا ہے) **بیت** ہر دم ازیں باغ الخ۔ **ترجمہ** اُس باغ سے ہر دم پھل حاصل ہوتے رہتے ہیں اور پھر بہتر سے بہتر۔ **بیت** رشتہ دلہا کہ الخ۔ مرسلہ۔ ہار۔ **ترجمہ** دلوں کا وہ دھاگہ جو اس موتی (معرفت کردگار) میں پرویا ہوا ہے۔ اُس میں ایک سے ایک بہتر لڑی ہے۔ **بیت** راہروان کز الخ۔ **ترجمہ** وہ مسافر (رہروانِ دنیا) جو ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اُن میں کا ہر گروہ دوسرے گروہ سے دانا تر ہو **بیت** عقل شرف جز الخ۔ **ترجمہ** لیکن عقل نے سوائے معنی (یعنی اہلِ معنی) کے اور کسی کو بزرگی عطا نہیں کی اور بڑھاپے یا جوانی کو کوئی وقعت نہیں دی۔ **بیت** سنگ شنیدم الخ۔ **ترجمہ**۔ میں نے سنا ہے کہ پتھر جب پرانا ہو جاتا ہے۔ تو وہ لعل بن جاتا ہے۔ لیکن یہ بات (انسانوں کا معاملہ) اُس (سنگ و لعل کے معاملہ) سے مختلف ہے۔ **بیت** ہر چہ کہن تر الخ۔ **ترجمہ** (کیونکہ انسانوں میں تو) جتنا کوئی زیادہ پرانا ہے اُتنا ہی وہ ساری جماعت میں بدتر ہے اور پہاڑ کی طرح سوائے آواز اور صدا کے اور کچھ بھی نہیں (یعنی بوڑھا ہو کر آدمی سوائے بک بک کرنے کے

اور کسی کام کا نہیں رہتا) **بیت** آنکہ ترا دیدہ الخ۔ **ترجمہ** جس (بوڑھے) نے تجھے (بچپن میں) دودھ پیتے دیکھا ہوگا۔ تیرا وہ دودھ پینا اُس کے لئے ایک ناگوار زہر ہوتا ہے (یعنی وہ تجھے حقیر سمجھتا ہے۔ بوڑھے کہا کرتے ہیں۔ کہ تم کیا جانو۔ ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ ابھی تو تمہارے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے وغیرہ) **بیت** درکہن انصاف الخ۔ **ترجمہ** بوڑھوں میں جوانوں کے لئے انصاف نہیں ہوتا اور بڈھا جوان کا ہواخواہ نہیں ہوتا کیونکہ بوڑھے اپنے کو ہمیشہ جوانوں پر علم و عقل میں فائق سمجھتے ہیں) **بیت** گل کہ نو آمد الخ۔ **ترجمہ** جو پھول نو شگفتہ ہوتا ہے۔ اُس میں ہر قسم کی راحت موجود ہوتی ہے۔ لیکن کانٹا جب پُرانا ہو جاتا ہے تو اُس میں زخمی کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے (کانٹا بھی جبتک نوخاستہ ہوتا ہے اُس میں چنداں سختی نہیں ہوتی) **بیت** از نوی انگور الخ **ترجمہ** انگور نیا ہونے کی وجہ سے سُرمہ بن جاتا ہے۔ اور سانپ پُرانا ہو جانے کے سبب سے اژدہا ہو جاتا ہے (تازہ انگور کا شیرہ بصارت کے لئے مفید ہے کچے انگوروں میں تانبا حل کر کے سلائی سے آنکھ میں لگائیں تو درد کو آرام دیتا ہے اور سانپ کی عمر جوں جوں بڑھتی ہے زیادہ مہلک ہوتا جاتا ہے۔ **بیت** عقل کہ شد کاسہ الخ۔ **ترجمہ** عقل، جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔ پُرانا دماغ اسکو قبول کرنے والا نہیں ہوتا (پرانے دماغ میں عقل نہیں ہوتی) **بیت** آنکہ رصد نامہ الخ رصد نامہ اختر سے مراد جنتری۔ **ترجمہ** وہ شخص جس نے ستاروں کے حالات معلوم کر کے نئی جنتری تیار کرلی اُس نے پرانی جنتری سے حکم اُٹھا دیا (پرانی جنتری کو بیکار کر دیا۔ کہ تقویم پارینہ ناید بکار) **بیت** پیر سگانے کہ الخ۔ **ترجمہ** بوڑھے کتے جو شیروں کی طرح کھانے لگتے ہیں وہ بھیڑیوں کی طرح ہرنوں کے پیٹ چاک کر ڈالتے ہیں (کتا جسقدر بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اُسیقدر اُس کی بھوک ترقی کرتی جاتی ہے۔

جوع الکلب ضرب المثل ہے) **بیت** گر کنم اندیشہ الخ۔ یوسفی سے مراد یہاں مظلومی ہے۔ **ترجمہ** اگر میں ان گرگ صفت بوڑھوں سے خوف کرتا ہوں۔ تو میری مظلومی کی حالت کو دیکھ اور مجھ پر اعتراض نہ کر۔ **بیت** زخم سبک زخمہ الخ۔ زخمہ مضراب۔ زخم سے مراد نغمہ ہے۔ کہ زخمہ کو رباب پر لگانے سے نغمہ پیدا ہوتا ہے **ترجمہ** بوڑھوں کی مضراب کا نغمہ خوب ہے (بوڑھوں کی داستان گوئی مفید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تجربہ کار ہوتے ہیں) میں جوانی کی آبرو اور عزت کو کیا کروں۔ کہ وہ تو آگ ہے (ان اشعار میں بڑھاپے کی خوبیاں اور جوانی کی برائیاں گنائی ہیں) **بیت** گرچہ جوانی ہمہ الخ۔ **ترجمہ** گرچہ جوانی سراپا دانائی ہے لیکن کیا وہ دیوانگی کی ایک شاخ نہیں ہے؟ بفحوائے الشباب شعبۃ من الجنون۔ شباب دیوانگی کی ایک شاخ ہے) **بیت** یاسمنے چند کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ چند یاسمن (کی طرح مفید باتوں والے بوڑھے) جو کار بید کرتے ہیں یعنی بید کی طرح ضعیف ولاغر و ناتواں ہیں اور بید کی طرح ہلتے ہیں وہ سفیدی پیری میں سیاہی جوانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (بوڑھے ہونے کے باوجود اپنے کو جوان گمان کرتے ہیں۔ یا خضاب وغیرہ لگا کر بال سیاہ کر کے جوانوں کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں) **بیت** منکہ چو گل الخ۔ **ترجمہ** میں جو پھول کی طرح گنج فشانی کرتا ہوں (جس طرح پھول اپنی خوشبو سے ہر ایک کے مشامِ جاں کو معطر کرتا ہے۔ میں معانی کے خزانہ سے لوگوں کے دلوں کو تازہ کرتا ہوں۔ جوان ہونے کے باوجود بڑھاپے کا دعویٰ کرتا ہوں یعنی اظہار عجز و انکسار کرتا ہوں) **بیت** خود شکنی کار خلق الخ۔ خلق بفتحتین۔ کپڑے کا پرانا ہو جانا مراد خراب ہو جانا۔ **ترجمہ** خود رائی اپنے کام کو بگاڑ لینا۔ اور اپنے ساتھ (یعنی نفس امارہ کے ساتھ) دشمنی کرنا۔ نفس سے دوستی کرنا ہے۔ **بیت** آں مہ نو را کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ نیا چاند جس کو تو نے ہلال ہونے کی حالت میں دیکھا تھا۔ جب وہ کمال کو پہنچ جائے

تو پھر تو اسے بدر کہہ) **بیت** نخل چو بر پایہ الخ۔ **ترجمہ** کھجور کا درخت جب انتہائے
بالیدگی پر ہو تو پھر ہاتھ اتنا بلند کرنا چاہئے کہ اُس کے پھل تک پہنچ سکے **بیت**
دانہ کہ طرحست الخ۔ **ترجمہ** جو دانہ کہ ایک گوشۂ خاک میں پھینک دیا گیا۔ جب وہ
(پھل پھول کر) خوشہ بن جائے۔ تو پھر اُسے دانہ مت کہو (اگر کوئی شخص ادنےٰ
حالت سے اعلیٰ حالت تک ترقی کر جائے۔ تو پھر اُسے ادنیٰ خیال کرنا غلطی ہے)
**بیت** حوض کہ دریا شود الخ۔ **ترجمہ** وہ حوض جو ندی کے پانی سے ایک دریا
بن چکا ہو۔ خبردار! اُس کو اُسی پہلی نظر سے نہ دیکھنا (حقیر نہ سمجھنا) **بیت** شب چو
بربست ایں الخ۔ **ترجمہ** جب رات نے سحر کے وقت خود کو ستاروں سے آراستہ
کر لیا تو دن نے اُسے اور ہی نظر سے دیکھا (یعنی بزرگی کی نظر سے دیکھا) **بیت**
نے منگر گرچہ الخ۔ **ترجمہ** گنّے کے متعلق یہ نہ سوچو کہ وہ کس (حقیر) گھاس سے
پیدا ہوا ہے۔ بلکہ اُس کی شکر کو دیکھو کہ کیسی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ **بیت** دل بہ ہنر دہ الخ
**ترجمہ** ہنر کو دل دیدے (عاشق ہو جا) نہ کہ دعویٰ پرست کو۔ ہنر کا شکار ہو جا خواہ
وہ کہیں بھی ہو (ہنر کی قدر کرنا چاہئے۔ صرف دعویٰ قابلِ پذیرائی نہیں) **بیت**
آب صدف گرچہ۔ الخ۔ **ترجمہ** سیپی میں اگرچہ بڑی آب و تاب ہوتی ہے۔ لیکن
موتی تو ایک قطرۂ بارش سے ہی بنتا ہے۔ **بیت** بسکہ بباید دل الخ۔ **ترجمہ**
دل و جان کو بہت کچھ جلانا پڑتا ہے۔ تب کہیں تاج پر لگا لینے کے قابل موتی
ہاتھ آسکتا ہے۔ **بیت** ہر علمے راکہ الخ۔ **ترجمہ** جس جھنڈے کو قضا و قدر نیا کر دیں
(یعنی نعمت و فضل جو قضا و قدر تجھے از سر نو عطا کریں) تجھے اُس کی حفاظت میں
تعجیل کرنا چاہئے۔ **بیت** بر نہ شکستند الخ ہمراد زمین و آسمان۔ **ترجمہ** ابھی تک
اس سرائے (دنیا) کو توڑا نہیں ہے۔ اور اس بستر کو ابھی تک قضا و قدر نے لپیٹا
نہیں لیا (یعنی ہنوز فیض کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے) **بیت** صورت کانست الخ۔ **ترجمہ**

(اپنی چیزوں کو) پوشیدہ رکھنا کان کا کام ہے اور یہ اس کی دانش سے اس وجہ سے وہ آرام میں ہے۔ **بیت** محتسب صنع الخ۔ **ترجمہ** خبردار! اللہ تعالیٰ کی صنعت پر معترض نہ بن۔ تاکہ ابلیس کی طرح دُرّے نہ کھائے (ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی صنعت پر اعتراض کئے یعنی آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ خدایا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے۔ اور آدم کو مٹی سے میں اُسے کیونکر سجدہ کروں میں تو اُس سے بہتر ہوں نتیجہ یہ ہوا کہ طوقِ لعنت گلے کا ہار ہوا) **بیت** ہر کہ نہ در حکم الخ۔ **ترجمہ** خداوندا! جو شخص تیری صنعت کا معترض ہوا آسمان نے اُس کے سر کو انکار میں لگا دیا۔ یعنی اُسے ضایع اور برباد کر دیا۔

## قصّۂ بادشاہ

**بیت** قصہ شنیدم کہ الخ۔ **ترجمہ** میں نے ایک حکایت سُنی ہے۔ کہ مَرو کے اطراف میں ایک سرو قامت نوجوان شہزادہ رہتا تھا۔ **بیت** مضطرب از دولت الخ۔ **ترجمہ** وہ ملک اُس کی حکومت سے مضطر تھا اور اہلِ ملک اُس (کے جمال) پر زمانہ کی طرح فریفتہ تھے۔ **بیت** تازگیش را کہناں الخ۔ تازگی سے مراد نوجوانی۔ کہنہ قدیم الخدمت امرا و رؤسا۔ خطر نیم خیز۔ وہ فتنہ جو ابھی پورے طور پر ظہور پذیر نہ ہوا تھا۔ **ترجمہ** اُس (شہزادہ) کی جوانی یا نَو دولتی (کہ اُس نے نئی نئی حکومت پائی تھی) کی وجہ سے بڑے بوڑھے نزاع اور جھگڑے میں لگے ہوئے تھے اور وہ اس نیم پیدا خطرہ سے ڈر رہا تھا۔ **بیت** یکشب ازیں فتنہ الخ۔ **ترجمہ** ایک رات اسی فتنے کے خیال میں خوفزدہ سو گیا اور اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا حالتِ خواب میں اُس سے کہہ رہا ہے۔ **بیت** کاے مہ نو الخ۔ **ترجمہ** کہ اے نئے چاند (ہلال مراد جوان یا نَو دولت) پرانے بُرجوں (بوڑھوں) کو اُکھاڑ ڈال اور اے نئے پھول پرانی ڈالیوں کو چھانٹ دے۔

**بیت** تا بتو ایں ملک الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ ملک تیرے لئے مسلم ہو جائے اور تیری زندگی تیری عادت سے بڑھکر خوشگوار ہو جائے۔ **بیت** شاہ چو از خواب الخ **ترجمہ** بادشاہ جب اُس گہری نیند سے بیدار ہوا۔ تو اُن چند (پرانے) آدمیوں کو ہلاک کرا دیا۔ از میاں برگرفت۔ درمیان سے اُٹھالیا۔ یعنی اُن کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ **بیت** تازہ بنا کرد الخ۔ **ترجمہ** اُس نے تازہ (حکومت کی) بنیا ڈالی۔ اور پرانی کو لپیٹ دیا۔ اب اُس نئے بادشاہ کے لئے مُلک بھی نیا بن گیا۔ **بیت** رخنہ گر مُلک الخ۔ **ترجمہ** ملک (کے امن وانتظام) میں خلل ڈالنے والا سرنگوں ہی بہتر ہے) اور بدعہد لشکر کا منتشر ہونا ہی اچھا ہے **بیت** سر نکشد شاخ الخ۔ سربرن درخت سرو۔ **ترجمہ** درخت سرو کی نئی شاخیں سربلند نہیں ہوتیں۔ جبتک تم پُرانی شاخوں کو کاٹ نہ ڈالو۔ **بیت** تا نشود بستہ الخ۔ **ترجمہ** چنار کا درخت جبتک اس جوئبار (کے کنارے) کا پابند نہیں ہو جاتا۔ اُس وقت تک دعوے کا پنجہ نہیں کھولتا۔ (چنار کے پتے بڑے بڑے اور پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں) **بیت** تا نکنی رہگذر الخ **ترجمہ** جبتک تم چشمے کے راستے کو صاف نہیں کرتے۔ اُس وقت تک سیاہ زمین کے نیچے سے پانی پیدا نہیں ہوتا (جبتک چشمہ کی سوتوں کے آگے سے کیچڑ اور مٹی وغیرہ نہ ہٹائی جائے۔ پانی نہیں نکلتا۔ کیونکہ وہ پانی کے نکلنے کے مسام ہوتے ہیں) **بیت** با تو بروں از تو الخ۔ **ترجمہ** تیری ذات کے علاوہ بھی تیرے ساتھ ایک تیرے باطن کی پرورش کرنے والا موجود ہے اور وہ تیرے کانوں کے لئے بہت اچھا نصیحت کرنیوالا ہے (وہ عقل ہے کہ انسان کے ساتھ ہے مگر عین ذات نہیں)۔ **بیت** یک نفس آں الخ۔ **ترجمہ** ایک گھڑی کے لئے اُس تلوار (عقل) کو میان سے نکال۔ اے ہمیشہ خلاف کرنے والے! آخر کبتک تو اس کے خلاف کئے جائیگا **بیت** آں نفس از گوہر الخ۔ **ترجمہ** وہ نفس (عقل) اس خاک کی قسم سے نہیں ہے

(لیکن افسوس) تیرا مذہب و دین (جو تو اختیار کئے ہوئے ہے) ہم نفسوں سے پاک نہیں (ایک نسخہ میں دوسرے مصرع میں ہمنفسے ہے۔ اس سے مراد جسم ہوگا۔ اور ہمنفساں سے مراد مال و متاع دنیوی ہے) **بیت** پیش چنیں کس الخ **ترجمہ** اپنے تمام ساز و سامان کو کسی ایسے ہی کے آگے پیش کردے۔ ورنہ اپنے تمام معاملات پر قلم کھینچ دے (جو کام کرنا ہو عقل و خرد کے مشورہ سے کرو۔ ورنہ اپنے تمام دینی و دنیوی معاملات پر خطِ بطلان کھینچ دو کیونکہ عقل کے بغیر وہ ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے) **بیت** دولتیاں کآب الخ۔ **ترجمہ** وہ اہلِ دولت جنہوں نے آبروئے دولت حاصل کی انہوں نے بخشش ہی سے ہمیشہ باقی رہنے والی دولت پائی ہے۔ **بیت** تخم کرم کشت الخ۔ **ترجمہ** بخشش کا بیج سعادتمندی کا کھیت بنتا ہے۔ اور جب پک جاتا ہے تو قیامت کا سفر خرچ بن جاتا ہے **بیت** دولت اگر دلوا الخ۔ **ترجمہ**۔ اگر خدا نے کسی کو دولت دی ہے تو وہ محض اسی (خدا) کے کرم سے ہے۔ نہ کہ ہر کسی سے (کسی اور نے نہیں دی) **بیت** یا رب ازاں گنج الخ۔ **ترجمہ** خدایا! اپنے احسان کے خزانے سے نظامی کے کام کو خالص کردے کہ وہ بھی تیری ہی ملکیت ہے (نانِ تست۔ کہ آن تست)

# مقالۂ شانزدہم در چابک روی سلوک و طریقت

**بیت** اے بہ نسیمے الخ نسیم سے مراد سانس ہے۔ کہ زندگی کا سبب ہے۔ غبار سے مراد متاع دنیا۔ علم افراختن۔ سر بلندی اور تفاخر کرنا۔ علم انداختن۔ عاجز و سرنگوں ہو جانا۔ **ترجمہ** اے وہ کہ ایک سانس پر مغرور ہو رہا ہے (زندگی سانس کے آنے جانے ہی کا نام ہے) اور متاع دنیا کے سامنے عاجز ہو چکا ہے۔ **بیت** دہ نہ و آوازۂ الخ۔ **ترجمہ** (تیری تو یہ حالت ہے کہ گاؤں تو ہے نہیں اور دہقان

(مالکِ وہ) ہونا مشہور کر رکھا ہے۔ ملک تو ہے نہیں اور سلیمان کا تخت بچھا رکھا ہے۔
(دعوائے سلیمانی کر رکھا ہے) **بیت** تیغ نہ زخم الخ۔ **ترجمہ** تو تلوار تو نہیں ہے
پھر یہ (مخلوقات کے دلوں پر زبان کی بے پناہ تلوار سے) بے اندازہ زخم کیسے ہیں
تو نقارہ تو نہیں ہے۔ پھر یہ شور (بڑائی اور تکبر کا) کیسا ہے **بیت** چوں دہنِ
تیغ الخ۔ **ترجمہ** تلوار کی دھار کی طرح سے درم لٹانے والا بن ارہ (تلوار کی درم ریزی
سے یہ مراد ہے کہ تلوار کی مدد سے مال غنیمت حاصل ہوتا ہے) اور نقارہ کے شکم
کی طرح سے خالی پیٹ اُٹھنے والا بن (مال و زر کو راہِ خدا میں صرف کر دے اور
پیٹ کو خالی رکھ) **بیت** مے گشدت دیو الخ۔ **ترجمہ** تجھے دیو نفس یا شیطان
مار ڈالیگا۔ کیوں (عاجز ہو کر) گر پڑا ہے (اُس دیو کے ہاتھ میں) ہاتھ مت دے۔ تو
مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ **بیت** پیشِ مغنے پشت الخ۔ مُغ۔ آتش پرست۔ شراب
فروش۔ یہاں نفس امارہ یا شیطان مراد ہے۔ **ترجمہ** نفس امارہ کے آگے پیٹھ
کو خم نہ کر۔ ورنہ خطیب ہونے کی شمشیر کا دعویٰ نہ کر (یا تو اطاعتِ نفس سے باز رہ۔
یا ادعائے دینداری نہ کر۔ قاعدہ تھا کہ خطبہ پڑھتے وقت خطیب تلوار کے سہارے
کھڑا ہوا کرتا تھا۔ نظیری کہتا ہے ع بیعت بہ ذوالفقار ستاند خطیب ما۔ **بیت** خطبہ
دولت الخ۔ **ترجمہ** سلطنت کا خطبہ پڑھنا (سعادت و شاہی دو جہان) کسی فصیح کے
لئے ہی زیبا ہو سکتا ہے۔ جس طرح آدمؑ کی چھینک مسیحؑ کے لئے ہی موزوں تھی (جب
آدمؑ کے جسم میں روح ڈالی گئی تو آپ کو چھینک آئی۔ آپ نے الحمد للّٰہ کہا۔ جبرئیلؑ
نے اس تحمید کو محفوظ رکھا۔ تا آنکہ اُسے مریم علیہا السّلام کے آستین میں پھونک دیا
جس سے وہ حاملہ ہو گئیں۔ اور عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے) **بیت** ہر کہ چو پروانہ الخ۔
دم خوش زدن۔ آسائش کی زندگی بسر کرنا۔ نیز عالی ہمت ہونا۔ **ترجمہ** جو شخص پروانہ
کی طرح علو ہمت رکھتا ہے وہ اکیلا آتشِ عشق کے لشکر پر حملہ کر سکتا ہے (عشق میں

کمال حاصل کرسکتا ہے) **بیت** یکدمِ نفس خوش الخ۔ **ترجمہ** ایک دو گھڑی آسائش سے زندگی بسر کر اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرلے۔ اس خرقہ کو اُتار پھینک (تعلقات دنیا کے خرقہ کو اُتار ڈال) اور تمام جہان حاصل کرلے (دنیا کو ترک کرنے سے دونو جہان حاصل ہوجائیں گے۔ نیز خرقہ در انداز کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بذل کرم کر) **بیت** بخششِ تو خیر الخ۔ **ترجمہ** تیری بخشش جو در اصل ریاکاری کی نیکی ہے کائنات کی قسم خدا کے لئے نہیں ہے (صرف ریاکاری کے لئے ہے) (دوسرے مصرع کا ترجمہ یوں بھی ہوسکتا ہے کہ "قربۃ الی اللہ نہیں ہے اپنی خدائی کے اظہار کے لئے ہے) **بیت** شیر شواز الخ۔ طلق۔ ابرک اس کی خاصیت یہ ہے کہ جس چیز پر لگادیں وہ آگ میں نہیں جلتی۔ **ترجمہ** بہادر اور شجاع بن اور باورچی خانے کی بلی (نفس امّارہ جو خوش خوری اور خوش پوشی کی ترغیب دلاتا رہتا ہے) سے نہ ڈر ابرک بن جا اور دوزخ کی آگ سے خائف نہ ہو۔ **بیت** گر دغلی باش الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کھوٹا ہے۔ تو تجھے آگ پر حلال ہونا چاہیئے (کہ تیرا کھوٹ نکل جائے) اور اگر تو زر اور یاقوت ہے۔ تو پھر تجھے آگ سے نالہ نہ کرنا چاہیئے (کیونکہ آگ زر و یاقوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تجھ میں گناہوں کا کھوٹ موجود ہے۔ تو پھر تو دوزخ پر حلال ہے۔ لیکن اگر تو گناہوں سے پاک ہے۔ تو پھر تجھے آتشِ جہنم سے کوئی خوف نہ ہونا چاہیئے) **بیت** چند غرور اے الخ۔ **ترجمہ** اے قافلہ (دنیا) کے مکار شخص! یہ غرور کب تک؟ اے دو تین سیر ہڈیوں کے ڈھیر! آخر یہ خودی تا کے۔ **بیت** پیشتر از ما الخ۔ **ترجمہ** ہم سے پہلے اور لوگ بھی ایسے گذر چکے ہیں جنہوں نے جاہ طلبی سے کبھی آرام نہ پایا (ہمیشہ جاہ طلبی میں لگے رہے۔ **بیت** حاصل ایں پایہ الخ۔ **ترجمہ** دیکھو! اس مرتبہ (طلب جاہ دنیا) سے کیا حاصل ہوا؟ بیشک وہ نفع تھا لیکن جب (وہی) زیاں بن گیا۔ تو پھر کیا فائدہ۔

**بیت** گر زمیں برسر الخ۔ ترجمہ اگر تو زمین پر سے سورج اور چاند کے سر پر پاؤں رکھ کر عزت و جاہ کے آسمان تک بھی پہنچ جائے۔ **بیت** گرچہ ازاں دائرہ الخ ترجمہ ہر چند کہ تو (بزعم خود) اُس دائرے (عزت و جاہ) سے بہت دیر میں گریگا لیکن چونکہ تو زمینی ہے۔ کیا زمین کے نیچے نہیں جائیگا (مانا کہ تجھے بہت کچھ جاہ و منصب بھی حاصل ہو جائے اور تیری عمر بھی بہت دراز ہو جائے۔ لیکن چونکہ تیری اصل زمین سے ہے اس لئے بمصداق کل شئ یرجع الیٰ اصلہ۔ تجھے آخر مرکر اسی میں ملنا ہے) **بیت** تا سرِ خود را الخ۔ طرہ۔ زلف و موئے پیشانی۔ اور ہر چیز کا کنارہ۔ اور مکان کا چھجا اور منڈیر۔ ترجمہ جبتک تو اپنے سر کو پیشانی کے بالوں کی طرح سے کاٹ نہیں ڈالتا۔ اُس وقت تک اس منڈیر (بام فلک) پر ہرگز پاؤں نہ رکھ (یعنی جبتک تو اپنے کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ اُسوقت تک دنیا کی سربلندی اور جاہ و عزت تجھے حاصل نہیں ہوسکتی۔ مراتب دنیادی بھی بڑی جان جوکھوں سے حاصل ہوتے ہیں) **بیت** مرغ نۂ برنتوانی الخ۔ ترجمہ۔ تو پرندہ نہیں ہے۔ اس لئے (بام مقصود پر) اُڑ کر نہیں جا سکتا۔ جبتک محنت و مشقت برداشت نہیں کریگا (مرتبۂ بلند پر) نہیں پہنچ سکتا (جان کندن محنت و مشقت برداشت کرنا) **بیت** با فلک ازراہ الخ۔ ترجمہ آسمان کا مقابلہ کسی عجیب طریقہ سے کر۔ تاکہ وہ نہایت عجیب طور سے تیرے قدموں میں آپڑے۔ (نہایت دانائی اور عقلمندی سے آسمان کا مقابلہ کر۔ کہ وہ تیرا مطیع ہو جائے) **بیت** بادہ تو خوردی الخ۔ ترجمہ شراب تو تو نے خود پی ہے۔ پھر اس میں زہر کا کیا گناہ ہے۔ گناہ تو تو نے خود کیا ہے۔ پھر اس میں زمانہ کا کیا قصور ہے (یعنی ناشائستہ عمل کا مرتکب تو تو خود ہوا۔ جو بمنزلہ زہر کے ہے۔ پس تیرا اپنا گناہ ہے) **بیت** دہر بکو ہی مکن الخ۔ ترجمہ اے نیکبخت! زمانہ کی بُرائی نہ کر۔ کہ زمانہ نے میرے اور

تیرے حق میں کوئی بُرائی نہیں کی ہے ۔ **بیت** جہد بسے کرد الخ ۔ **ترجمہ** اُس (زمانے) نے بہت کچھ کوشش کی اور اپنی بہت سی عجائب کاریاں کام میں لایا تاکہ محنت سے ہم میں سے کوئی نہ کوئی قابل ہو جائے ۔ **بیت** چوں من و تو الخ ۔ **ترجمہ** جبکہ میں اور تو گاؤں (دنیا) کے نالائق لوگوں میں سے ہیں ۔ پھر زمانہ پر کیوں فضول طور پر الزام لگائیں ) **بیت** تا نہ بود جوہر الخ ۔ **ترجمہ** جبتک لعل کا جوہر آبدار نہیں ہوتا ۔ بادشاہ اُس پر قبولیت کی مُہر نہیں لگاتا (اُسے قبول نہیں کرتا ) ۔
**بیت** سنگ بسے در الخ ۔ **ترجمہ** اطراف جہان میں پتھر تو بہت ہیں ۔ لیکن وہ پتھر جن میں سے لعل کھود کر نکالتے ہیں بہت کم ہیں ۔ **بیت** خار و سمن الخ ۔ **ترجمہ** کانٹا اور سمن نسبت میں دونو گھاس ہی ہیں ۔ لیکن یہ (کانٹا) آنکھوں کے لئے موجب آزار ہے ۔ اور وہ (سمن) **سرمہ** (روشنی بخش ہے ۔ برگ سمن مفید چشم ہوتا ہے) ۔
**بیت** گرچہ نیاید مدد الخ ۔ **ترجمہ** اگرچہ اُسے نہر کے پانی سے مدد نہ بھی ملے تب بھی اصلی پھول کی رنگت اور خوشبو نہیں جاتی (جوہر قابل کی اگر تربیت نہ بھی ہو تب بھی اُس کی قابلیت ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی ) **بیت** آب گرفتم الخ ۔ **ترجمہ** میں نے مانا کہ پانی لطافت و تازگی کو بڑھاتا ہے ۔ لیکن خار و خس کو سمن کے مثل کس طرح کر سکتا ہے ۔ **بیت** گر نہ بدیں قاعدہ الخ ۔ قلب شدی ۔ اُلٹ پلٹ جانا ۔ **ترجمہ** اگر نظامِ عالم اس قاعدے پر نہ ہوتا تو زمانہ زیر وزبر ہو گیا ہوتا ۔ **بیت** کار بدولت الخ ۔ **ترجمہ** کام کی درستی سعادتِ ایزدی کی طرف سے ہے نہ کہ ہماری تدبیر سے ۔ دیکھنا چاہئے کہ دنیا میں خوش نصیبی کس کا حصہ ہے ؟ **بیت** مرد زبیدولتی الخ ۔ **ترجمہ** انسان بے سعادتی ہی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو جاتا ہے ۔ اہل سعادت کو جہان میں کیا خوف ہو سکتا ہے ۔ **بیت** زندہ بود طالع الخ ۔ **ترجمہ** ۔ اہلِ سعادت کا بخت بیدار ہوتا ہے ۔ اس لئے تو بھی اُسی سعادت کا غلام بن جا ۔ چاہے وہ

کہیں بھی ہو۔ **بیت** ملک بدولت الخ۔ **ترجمہ** ملک سعادت حقیقی کسی کو مجاز کے طور پر نہیں دیتے (یعنی) کسی کو یونہیں کھیل کے طور پر سعادت نہیں دیدیتے۔ **بیت** گرد سر دولتیاں الخ۔ ترجمہ اہل سعادت کے گرد پھر تاکہ تو چکّر کا ٹنے (یعنی تگاپو) سے بے نیاز ہو جائے۔ **بیت** با دو سہ کم زن الخ۔ ترجمہ ان چند بے ہمت لوگوں کا ہمنشین نہ بن۔ زمانہ کا اقبالمند بن جا۔ اور پھر نام آور ہو جا۔ **بیت**۔ بخت شواز الخ۔ جوزا۔ برج کا نام ہے جوزا کا طالع مبارک خیال کرتے ہیں۔ اور جو شخص طالع جوزا میں پیدا ہوتا ہے۔ اُس کے دانشمند اور سعادتمند ہونے کا یقین کیا جاتا ہے۔ **ترجمہ** ہمہ تن بخت بن جا۔ اور جوزا کے طالع سے پیدا ہو۔ پہلے جوزا (اخروٹ) توڑ اور پھر بخت کی آزمائش کر (جوز شکستن۔ فال نیک کھولنا۔ یعنی پہلے نیک فال لے پھر یاریٔ بخت کو دیکھ) **بیت** گر در دولت الخ۔ **ترجمہ** اگر تو دولت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتا ہے (سعادتِ حقیقی حاصل کرنا چاہتا ہے) تو عاجزی اختیار کر اور جہان کے کاموں کی گرہ سے آزاد ہو جا (تعلقاتِ دنیوی کو ترک کر دے) **بیت**۔ سادہ دل است الخ۔ ترجمہ پانی صاف دل ہے۔ اسی وجہ سے خوشدل ہو کر چلا جاتا ہے۔ اور عود گرہ دار ہونے کی وجہ سے آگ پر جلتا ہے۔ **بیت** پیرو دل باش الخ ترجمہ دل کا پیرو ہو جا اور کسی کو دل نہ دے خود تیرا اپنا جسم ہی تیرے راستے کے لئے زحمت ہے (خود تیرا اپنا وجود ہی سب سے بڑی رکاوٹ موجود ہے۔ راہِ حق پر چلنے سے۔ پھر اگر تو اور اور چیزوں سے بھی دل لگا بیٹھا تو بالکل گمراہ ہو جائیگا) **بیت** چند زنی دست الخ ترجمہ آخر کبتک تو دوسری شاخوں پر ہاتھ مارتا رہے گا (دوسروں کا توسل ڈھونڈتا رہیگا) کہ اے کاش! مجھے اس سے زیادہ دولت نصیب ہوتی **بیت** حرص بہل کو الخ۔ ترجمہ حرص چھوڑ دے۔ کہ وہ طاعت کے لئے رہزن ہے۔ قناعت ہی تیری حرص کی گردن مارسکتی ہے (قناعت ہی حرص کا بہترین علاج ہے)

**بیت** مرکز ایں خانہ الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** اس فیروزی رنگ کے گھر (مراد آسمان) کا مرکز (مراد زمین) تیرے لئے بہت فراخ ہے۔ لیکن فکر دنیا کے لئے تنگ ہے۔ یا تو کسی تدابیر سے اُسے حاصل کر لے یا پھر کسی تدبیر سے اُسے تنگ کر دے یعنی ترک کر دے (دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں یا کن چاہئے) **بیت** معرفتے در دل الخ۔ **ترجمہ** (افسوس کہ) کسی آدمی کے دل میں معرفت نہیں رہی۔ اور تمام جہان میں کوئی شخص بھی صاحب دل نہیں رہا۔ **بیت** در دو ہنر الخ۔ دو ہنر نامہ روز و شب سے استعارہ ہے۔ نہ دبیر سے مراد نو آسمان۔ **ترجمہ** ان نو منشیوں (آسمانوں) کے دو ہنر ناموں (دن رات) میں ایک بھی تو معنی پذیر صورت نہیں ہے (تمام دنیا میں ایک شخص بھی اہل معرفت نظر نہیں آتا) **بیت** دوستی از دشمن الخ۔ **ترجمہ** حقیقت و معرفت کے دشمن (نفس امارہ) سے دوستی کی امید نہ رکھ۔ زہریلے سانپ کے دم سے آبحیات کی توقع نہ رکھ۔ **بیت** دشمن دانا کہ الخ۔ **ترجمہ** دانا دشمن، جو جان کے لئے ہمہ تن خوف ہو، اُس دوست سے بہتر ہے جو نادان ہو ؂

# حکایت کودکِ پائے مجروح

**بیت** کودک از جملہ الخ۔ آزادگان سے مراد شریف۔ یا فکر دنیا سے آزاد ہمزادگان بمعنی ہم عمر۔ **ترجمہ** ایک شریف لڑکا اپنے دو تین ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کہیں باہر گیا۔ **بیت** پائے چو در راہ الخ۔ **ترجمہ** اُس لڑکے نے جب راستے پر قدم رکھا (یعنی روانہ ہوا تو) وہ تیز رفتار سے جا رہا تھا۔ ناگہاں سر کے بل گر پڑا۔ **بیت** پالیش ازاں پویہ الخ۔ اندوست در آمد۔ ہاتھ سے جاتا رہا۔ بیکار ہو گیا۔ مہرۂ دل میں اضافت بیانی ہے مراد دل۔ مہرۂ پا۔ ٹخنہ۔ **ترجمہ** اُس کا پاؤں اُس

تیز رفتاری سے بیکار ہو گیا۔ اُس کا دل اور تختہ ٹوٹ گیا۔ **بیت** شد نفس آں الخ۔ **ترجمہ** اُس کے اُن دو تین ہم عمروں کا دم، اُس کے پیش آنے والے حادثہ سے بھی زیادہ تنگ ہونے لگا (اُس کے ہمراہی سخت پریشان ہوئے) **بیت** آنکہ ورا دوست الخ۔ **ترجمہ** اُن میں سے وہ لڑکا جو اُس کا سب سے زیادہ دوست تھا کہنے لگا کہ اسے کسی کنوئیں میں چھپا دینا چاہئے۔ **بیت** تا نشود راز الخ۔ **ترجمہ** تاکہ یہ راز دن کی طرح سے ظاہر نہ ہو جائے۔ اور ہم اُس کے پاس سے شرمندہ نہ ہوں۔ **بیت** عاقبت اندیش الخ۔ **ترجمہ** ان میں سے ایک لڑکا جو سب سے بڑھ کر دانا تھا وہ اُس کا دشمن تھا۔ **بیت** گفت ہمانا کہ الخ۔ **ترجمہ** اُس نے اپنے (دل میں) کہا۔ یہ یقینی بات ہے۔ کہ ان ہمراہیوں میں یہ صورت واقعہ پوشیدہ نہیں رہیگی۔ **بیت** چونکہ مرازیں الخ۔ **ترجمہ** چونکہ لوگ ان سب میں سے مجھ ہی کو (اُسکا) دشمن خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اس واقعہ کی تہمت مجھی پر لگا دیں گے۔ **بیت** بر پدرش رفت الخ۔ **ترجمہ** اُس کے باپ کے پاس گیا اور اُسے (صورت حال سے) خبردار کر دیا۔ حتیٰ کہ اُس کے باپ نے اس کام کی تدبیر کر لی۔ **بیت** ہر کہ درو جوہر الخ **ترجمہ** جس شخص میں دانائی کا جوہر موجود ہے اُسے تمام چیزوں پر قدرت حاصل ہے **بیت** بند فلک را الخ۔ **ترجمہ** آسمان کے بند کو کون کھول سکتا ہے۔ اُس پر غالب آسکتا ہے۔ **بیت** چوں زکم و بیش الخ۔ **ترجمہ** چونکہ وہ جہان کے کم و بیش سے گذر گیا ہے۔ (بے نیاز ہو گیا ہے) اسی لئے نظامی کا کام (مرتبہ) آسمان سے بڑھ گیا ہے۔

# مقالہ ہفتدہم در پرستش و تجرید خلوت

**بیت** اے زخدا غافل الخ۔ ترجمہ اے خدا سے اور اپنی حقیقت سے غافل! (یعنی اس امر سے غافل کہ تو کس لئے پیدا ہوا ہے) اور اے جان کے غم اور جسم کے فکر میں مبتلا (غم جان سے مراد دیر تک زندہ رہنے کی فکر اور بند تن سے مراد بدن کی فکر) **بیت** ایں من و توئی الخ۔ ترجمہ یہ "میں" اور "تو" جو اس جسم میں ہے (یعنی یہ من و تو کا جھگڑا جو اس زندگی میں ہے) اس کے متعلق کچھ نہ کہہ کہ اس کی حرکت لبوں تک ہی ہے (یہ خودی اور خود پرستی صرف جان کے لبوں تک پہنچنے تک ہے) **بیت** چوں خم گردوں الخ۔ ترجمہ آسمان کے خم کی طرح (کہ وہ تمام جہان کا احاطہ کئے ہوئے ہے) جہان میں لپٹتا نہ چلا جا۔ جو چیز تیری ملکیت نہیں ہے۔ اُس پر (خواہ مخواہ) قبضہ نہ جما (یعنی مال دنیا دوسروں کا مال ہے۔ کیونکہ تیرے مرنے کے بعد وہ دوسروں کو مل جائیگا) **بیت** زور جہاں بیش الخ۔ ترجمہ جہان کا زور تیری طاقت بازو سے بڑھکر ہے۔ اُس کا وزن تیری ترازو سے بھاری ہے (یعنی تجھ میں جہان کا مقابلہ کرنے کی طاقت و قدرت نہیں ہے) **بیت** قوتِ کوہی الخ۔ ترجمہ غبار سے پہاڑ کی سی قوت طلب نہ کر (زمانہ ایک پہاڑ ہے۔ اور تو اُس کے مقابلہ میں غبار) اور ایک چنگاری سے اتنی حرارت کی توقع نہ رکھ جو دیگ کو گرم کردے۔ **بیت**۔ ہر کمرے کاں الخ۔ ترجمہ ہر وہ کمر جو لوگوں نے رضا سے باندھی ہو (وہ تمام لوگ جو راضی بہ رضا ہونے پر مستعد ہو چکے ہیں) وہ ہمیشہ کے لئے تن پروری سے آزاد ہو گئے ہیں۔ **بیت** حرص ربا خوارہ الخ۔ ربا۔ سود۔ نفع۔ ترجمہ حرص محرومی سے سود کھانے والی ہے (یعنی حرص نے محرومی سے رشوت لے لی ہے پس حرص تجھے محروم کردیگی۔ اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی کا تاج محکومی (فرمانبرداری و

اطاعت) ہی کے سر پر ہے۔ **بیت** کیسہ بُرانند الخ۔ **ترجمہ** اس راستے میں بہت سے اُچکّے اور گرہ کٹ موجود ہیں۔ اس لئے جو شخص جتنا زیادہ خالی کیسہ ہوگا اُتنا ہی زیادہ بے فکر ہوگا۔ **بیت** محتشمی درد الخ۔ **ترجمہ** اگر تو حشمت و جاہ والا ہے۔ تو درد سری قبول کر۔ ورنہ جا (اگر آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو) غربت و مفلسی کا دامن تھام لے (مفلسی اختیار کرلے) **بیت** کوسہ بے ریش الخ۔ کوسہ وہ شخص جس کی ڈاڑھی کے بال نہ اُگتے ہوں۔ **ترجمہ** ایک کوسہ ڈاڑھی نہ ہونے کے باعث بہت آزردہ دل رہتا تھا (ایک دن اُس نے) دو شخصوں کو ایک دوسرے کی ڈاڑھی کھینچتے ہوئے دیکھا۔ **بیت** گفت نخم گرچہ الخ۔ **ترجمہ** کہنے لگا کہ اگر میرا چہرہ (ڈاڑھی کے بغیر) عورتوں کا سا ہے۔ لیکن میں ڈاڑھی کی اس کشاکش سے بھی تو محفوظ ہوں۔ لہذا (میرا چہرہ جیسا ہے ویسا ہی) اچھا ہے **بیت** مصلحت کار الخ۔ **ترجمہ** (قضا وقدر نے) تیرے کام کی بہتری اسی میں دیکھی ہے کہ تیری گدھے (اتیری ذات جسے بوجھ کے تناسب سے خر کہا ہے) سے تیرا بوجھ یعنی سامان و اسباب اُتار لیا ہے۔ **بیت** تا چو عیسیٰ الخ۔ **ترجمہ** تاکہ تو عیسیٰؑ کی طرح دل کے دروازہ (آستانہ تقرب الٰہی) تک پہنچ جائے۔ گدھے اور بوجھ کے بغیر (خواہشات نفسانی اور تعلقاتِ دنیوی کے بغیر) منزل (مقصود حقیقی) تک پہنچ جائے۔ **بیت** مومنی اندلیشہ الخ۔ سطبری۔ فربہی۔ تنکی۔ لاغری۔ **ترجمہ** تو مومن ہے آتش پرستوں کے سے خیالات (یعنی جمع مال) نہ کر۔ لاغری کی کوشش کر موٹا نہ بن۔ **بیت** موج ہلاک ست الخ۔ **ترجمہ** (یہ دنیا ایک ایسا دریا ہے جس کی لہر) موجِ ہلاکت ہے۔ اس سے جلدی سے نکل جا۔ جان کو (سلامت) نکال لے جا۔ اور سامان کو پانی میں پھینک دے۔ **بیت** بہ کہ تہی کہ مغز الخ۔ **ترجمہ** یہی بہتر ہے۔ کہ تو (غرور و تکبر سے) خالی مغز اور (دنیا کے تعلقات یا وجود سے) ویران ہو کر رہے۔

تاکہ کدو کی طرح پانی کے اوپر تیر سکے (غرق ہونے سے محفوظ رہے۔ کہ غرور و تکبر کا انجام تباہی ہے) **بیت** قدر بے خوردی الخ (انسان) کی قدر نہ کھانے اور نہ سونے میں ہے (کہ انسان جتنا کم کھائے اور کم سوئے اتنی ہی عبادت میں لذت زیادہ ہوتی ہے) اور بزرگی کا خزانہ ویرانی ہی میں ہے (نفس امارہ او وجود کو مار کر ہی بزرگی مل سکتی ہے) **بیت** مردہ مردار الخ۔ ترجمہ تو چیل کی طرح مردار کا عاشق تو نہیں ہے۔ پھر کوا بن کر پاؤں کو خون میں آلودہ نہ کر (یعنی حرام شئے نہ کھا) **بیت** گر تن بے خوں الخ ترجمہ اگر تصویر کی طرح تو بغیر خون کا جسم بن گیا ہے تو تو مردار کھانے والے پرندوں کی تکلیف دہی سے محفوظ ہے۔ **بیت** خونِ جگر داں الخ۔ ترجمہ سمجھ لے کہ (یہ سرخ شراب جسے تو شراب سمجھکر پی جاتا ہے۔ شراب نہیں ہے) خونِ جگر ہے۔ جو شراب میں داخل ہوگیا ہے (انسان کو خراب کرنے کی) شرم کے باعث (وہ) آتش (شراب) پانی بن گئی ہے۔ **بیت** تا قدرے الخ۔ ترجمہ جبتک تو اپنی قوت کو (عبادت و ریاضت میں) کسیقدر کم نہیں کریگا (یعنی صرف نہیں کریگا) اسوقت تک سخت ہونے کی وجہ سے تھوڑے کھاتا رہیگا۔ **بیت** خوی مبر از خود الخ۔ ترجمہ دفعتاً کھانے کی عادت نہ چھوڑ بلکہ آہستہ آہستہ کم کھانے کی عادت ڈال **بیت** شیر ز کم خوردن الخ۔ ترجمہ شیر اپنی کم خوری ہی کی وجہ سے اتنا سر بلند ہے (کہ تمام جانوروں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ بیہودہ خوری آگ کا خاصہ ہے۔ آگ میں جو چیز ڈالو بھسم ہو کر رہ جاتی ہے۔ گویا آگ اُسے کھا جاتی ہے) **بیت** روز بہ یک قرص الخ۔ ترجمہ دن آفتاب کی ایک روٹی لیکر خوش ہوگیا، تو عقلمند آدمی کی آنکھ کی روشنی بن گیا (دن اسیواسطے روشن ہے کہ وہ صرف آفتاب کی ایک روٹی پر قانع ہوگیا) **بیت** شب کہ صبوحی الخ۔ صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ ترجمہ رات جو ہر وقت صبوحی پیتی ہے۔ غلبۂ خون نے اُس کو سیاہ جسم کر دیا ہے (رات کی صبوحی سرخی شفق ہو

بے ہنگام ہونا ظاہر ہے۔ شراب خون کو بڑھاتی ہے۔ خون جب حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو بگڑ جاتا ہے۔ اور جل کر سیاہ ہو جاتا ہے) **بیت** عقل زبسیار الخ ترجمہ زیادہ کھانے سے عقل کم ہوتی ہے۔ اور دل (جو نازک ہے) سپر غم کیطرح غم کا نشانہ بن جاتا ہے۔ **بیت** عقل تو جانیست الخ۔ ترجمہ تیری عقل وہ روح ہے۔ جس کا جسم تو ہے۔ اور تیری جان وہ خزانہ ہے کہ اُس کا طلسم تو ہی ہے (خزانہ پر طلسم باندھ دیا کرتے تھے کہ کوئی اُسے لیجا نہ سکے مراد یہ کہ تیرے جسم کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے) **بیت** کے دہد این گنج ترا روشنی + تا تو طلسم در او نشکنی۔ ترجمہ یہ خزانہ تجھے کب روشنی بخش سکتا ہے جبتک تو اس کے دروازہ کے طلسم کو نہ توڑیگا۔ **بیت** خاک بنا معتمدی الخ۔ معتمد۔ وہ شخص جس پر اعتماد کیا جائے معتمدی قابلِ اعتماد ہونا۔ ترجمہ زمین نا قابلِ اعتماد ہونے میں مشہور ہو چکی ہے۔ پس اس نا قابلِ اعتماد کی ہم نشینی ترک کردے۔ **بیت** گر ہمہ عمرت الخ۔ ترجمہ اگر وہ (دنیا) تیری تمام عمر کو غم ہی میں بسر کردے تو (وہ تیرے لئے) غم نہیں کھاتی تو بھی (اُس کے لئے) غم نہ کھا۔ **بیت** گفت بزنگی الخ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ ایک حبشی باپ سے اُس کے بیٹے نے کہا کہ یہ ہنسی کیسی ہے؟ تجھ جیسے کالے پر تو رونا چاہئے۔ اُس نے کہا۔ چونکہ میں جہان سے نا امید ہوں۔ پس میرے لئے کالا منہ اور ہنستے ہوئے سفید دانت ہی اچھے ہیں (زنگی زیادہ ہنستے ہیں) **بیت** نیست عجب الخ۔ ترجمہ سیاہ چہرے والے کی ہنسی کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ سیاہ بادل بھی تو بجلی کو روک نہیں رکھتا (گویا وہ اُس کی ہنسی ہے) **بیت** چوں تو نداری الخ۔ ترجمہ اگر تو اس شہر بند (دنیا) میں مقید ہونے کا خیال نہیں رکھتا تو بجلی بن جا اور تمام عالم پر ہنس۔ **بیت** خندہ طوطی الخ۔ ترجمہ (لیکن تمہارا خندہ طوطی کا سا خندہ (ہونا چاہئے) جس نے (شیرینی میں)

شکر کو بھی مات کر دیا ہے الخ کہ) ایسا قہقہہ جو کبک کے گلے میں گرہ ہو کر رہ گیا ہو (چونکہ قہقہہ مار کر ہنسنا ممنوع ہے۔ اور پہلے شعر میں خندہ زنی کے لئے کہہ چکے ہیں اس لئے کہتے ہیں۔ کہ خندہ طوطی کا سا ہونا چاہئے۔ دیکھو کیسا شیریں ہے۔ چکور کی طرح فضول اور قہقہہ نہ لگانا چاہئے کہ وہ بہت ناموزوں ہے) دوسرا مصرع اس طرح پڑھیں ع قہقہہ بر دہن کبک بست ۔ **بیت** خندہ چو بیوقت الخ۔ **ترجمہ** جب بے وقت ہنسی آنے لگے تو اُس بے وقت کی ہنسی سے رونا بہتر ہے۔ **بیت** سوختن وخندہ الخ۔ **ترجمہ** جلنا اور پھر بجلی کی طرح سے ہنسنا، یہ شعلے کی طرح سے عمر کو کم کرتا ہے (حکما کا قول ہے کہ زیادہ ہنسی سے انسان کی عمر کم ہوتی ہے دل مردگی میں تو کوئی شک ہی نہیں) **بیت** بے طرب ایں خندہ الخ۔ **ترجمہ**۔ بغیر کسی تقریب خوشی کے یہ شمع کی طرح ہنسی کیسی ہے؟ (فضول ہے) اس ہنسی پر بہت رونا چاہئے (یہ ہنسی رونے کا مقام ہے) **بیت** تا نہ زنی خندہ الخ۔ **ترجمہ** خبردار! کھلکھلا کر نہ ہنسنا۔ ہنسی کے وقت ہونٹ کو دانتوں سے کاٹ کھا۔ **بیت** گریۂ تر مصلحت الخ۔ **ترجمہ** (جس طرح) زیادہ رونا آنکھوں کے لئے مصلحت نہیں ہے (آنکھوں کے لئے مضر ہے اسیطرح) زیادہ ہنسی اچھی نہیں ہے۔ **بیت** گر کہنے بینی الخ۔ **ترجمہ** تو خواہ کسی بوڑھے کو دیکھے یا جوان کو۔ اُس کے نیک و بد کا لحاظ رکھنا چاہئے (ہر شخص سے اُس کے مرتبے کے مطابق سلوک کرنا چاہئے) **بیت** خیز غمے می خود الخ۔ **ترجمہ** اُٹھ غم بھی کھاتا رہ اور خوش بھی رہ کبھی اُس طرح چاہئے اور کبھی اِس طرح (خوشی و غم دونوں ملے جُلے اچھے ہیں) **بیت** در دلِ خوش الخ۔ **ترجمہ** مسرور دل میں دلسوز نالہ بھی (پنہاں طور پر) موجود ہوتا ہے۔ رات کے پوتھ (جھوٹے موتی) کے ساتھ دن کا سچا موتی بھی موجود ہوتا ہے (جس طرح رات کے بعد دن کا آنا ضروری ہے۔ اسیطرح خوشی اور غم بھی توام ہیں) **بیت** ہیچکس آبے

وہوائے الخ۔ آب وہوا۔ لذات دنیا۔ ترجمہ کسی شخص نے بھی لذتِ دنیا نہ پائی۔ کہ
اُس لذت بعد تھپیڑ (گزند مرگ) نہ کھایا ہو (یعنی ہر وہ شخص جو لذتِ دنیا سے بہرہ اندوز
ہوا اُس نے موت یا غم کا تھپیڑ بھی ضرور کھایا۔ بیت بر بُنہ را الخ۔ بُنہ۔ سامان و
اسباب سفر۔ سامان واسباب باندھنے کیلئے قافلہ میں گھنٹہ بجایا کرتے ہیں۔ ترجمہ
سامان کے سئے ایک گھنٹہ مقرر ہے۔ جس طرح ہر شکر کے سئے کھیاں مقرر ہوتی ہیں۔
(ہر گروہ کے کوچ کا وقت موت کی خبر دینے والا قضا و قدر نے مقرر کر رکھا ہے) بیت
دایہ دانائے الخ۔ ترجمہ زمانہ تیری عقلمند دایہ ہے لہذا تو اپنے نیک و بد کو اُسی کے
حوالہ کر دے۔ بیت گرد ہد سرکہ الخ۔ ترجمہ اگر وہ تجھے سرکہ دے (یعنی کوئی تلخی
یا آزار پہنچائے) تو سرکہ کی طرح تو جوش نہ مار۔ وہ (بہر حال) تیری بھلائی چاہتا ہے۔
اس سئے تو بھی خاموش رہ۔ بیت ثابتِ ایں راہ الخ۔ ترجمہ اس راہ
(طلب) میں ثابت قدم (وہی شخص ہو سکتا ہے جو) مستقیم المزاج ہوگا (جسطرح
خضرؑ کے ہمسفر موسیٰؑ ہی ہو سکے تھے۔ بیت بار بزرگانت الخ۔ بارکشین
خدمت کرنا۔ ترجمہ تجھے بزرگوں کی خدمت کرنا چاہیئے تاکہ تو بھی مرتبہ بزرگی
پر پہنچ سکے۔ بیت یارِ مساعد الخ۔ دام کشی سے مراد غمخواری یعنی دام مصاب
کھینچ لینا۔ دامن کشی۔ کنارہ کشی۔ ترجمہ تکلیف کے وقت مددگار دوست غمخواری
کرتا ہے۔ کنارہ کش نہیں ہو جاتا۔

## حکایتِ پیر با مُرید

بیت رہروے از جملۂ پیرانِ کار الخ۔ پیر کار۔ تجربہ کار۔ ترجمہ ایک تجربہ کار سالک
جا رہا تھا اور ہزاروں مرید اُس کے ساتھ تھے۔ بیت پیر در ان قافلۂ الخ۔ ترجمہ
پیر نے اُس خوفناک گروہ میں اپنا سرمایہ خاک کے امینوں کے سپرد کر دیا (امینانِ

خاک۔ اُن ملائکہ کی طرف اشارہ ہے جو زمین کے کارکن ہیں۔ مراد یہ کہ زمین میں اپنا مال دفن کردیا۔ قافلۂ بیباک۔ اُس کے وہ ساتھی جن پر اُسے اعتماد و اطمینان نہ تھا) **بیت** ہر یک ازاں الخ۔ آستن مخفف آستین۔ آستین برافشاندن۔ انکار کرنا کسی چیز کو رد کردینا **ترجمہ** ہر ایک نے اس معاملہ سے (یعنی یہ دیکھ کر کہ اُس نے مال زمین میں دفن کردیا تھا کیونکہ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ پیر کو مال و دولت کی محبت تھی) اُس کی صحبت کو ترک کردیا۔ یہانتک کہ تمام چلے گئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا۔ **بیت** پیر بدو گفت الخ۔ **ترجمہ** پیر نے اُس سے کہا کہ کیا ارادہ ہوا۔ جو وہ سب چلے گئے اور تو رہ گیا۔ **بیت** گفت مرید اے الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ **ترجمہ** مرید نے کہا۔ اے وہ کہ تیری جگہ میرے دل میں ہے اور تیرے پاؤں کی خاک میرے سر کا تاج ہے۔ میں پہلے ہی کسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نہیں آیا تھا۔ تاکہ اُسی حرص و خواہش کے خیال سے واپس چلا جاؤں یعنی میں کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نہ آیا تھا۔ کہ تمہاری اس ذراسی نامناسب حرکت پر بگڑ کر چلا جاؤں) **بیت** منتظر داد الخ۔ **ترجمہ** انصاف کا انتظار کرنے والا انصاف کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یونہیں بیکار آنے والا بیکار واپس جاتا ہے۔ **بیت** زود ز وزود الخ۔ **ترجمہ** غبار جلدی سے اُڑنے والا اور جلدی سے بیٹھ جانے والا ہے۔ اسیوجہ سے اُسے ایک جگہ پر قرار نہیں۔ **بیت** کوہ باہستگی الخ۔ **ترجمہ** پہاڑ چونکہ کچھ وقت لیکر قایم ہوا ہے۔ اسیوجہ سے وہ ایسا دیرپا ہے۔ **بیت** پردہ دری الخ۔ **ترجمہ** پردہ دری کرنا معرفت و محبت سے بڑھجانے لوگوں کا کام ہے۔ اور تحمل و برداشت صبر کرنے والوں کا کام ہے **بیت** بارکش تن الخ۔ **ترجمہ** اگر تو گناہوں سے آلودہ نہیں ہے تو زہد و ریاضت کے بوجھ کو مٹھانے والا بن جا (زہد و ریاضت کی محنت و مشقت برداشت کر) اگر تو گنہگا

نہیں ہے۔ تو پھر طبیعت کا بوجھ مت اُٹھا (بارِ طبیعت ۔ تعلقات طبیعت ۔ ہوا و ہوس)
**بیت** تا خطِ زُہد الخ ۔ **ترجمہ** جس وقت تک تیرے زہد کا خط فریب آلود نہ ہوا۔
اُس وقت تک اُس میں آنکھیں تو تر ہوتی رہیں ۔ لیکن وہ آلودۂ گناہ نہ ہوا (جبتک
زُہد میں ریا کا دخل نہ تھا۔ اُس وقت تک آنکھیں رونے میں مشغول تھیں ۔ اور تیری
ذات آلودگی گناہ سے پاک) **بیت** زُہد کہ در الخ ۔ **ترجمہ** وہ زہد جو خلعتِ زرتار
سلطانی میں ہو۔ اُس کا قصہ وہی ہے جو زنبیل اور سلیمانؑ کا تھا (سلیمانؑ ٹوکری بناکر
قوت حاصل کرتے تھے) **بیت** شمع کہ ہر شب الخ ۔ **ترجمہ** شمع جو ہر رات زرافشانی
کرتی ہے (روشنی اور شعاعوں کو پھیلا دیتی ہے) وہ اپنی قبا کے نیچے پوشیدہ زاہد
ہے (سوزِ پنہانی رکھتی ہے) **بیت** زہد غریب ست الخ ۔ **ترجمہ** شراب خانے
میں زُہد کا ہونا زیادہ لطف کی بات ہے ۔ خزانہ ویرانے ہی میں عزیز ہوتا ہے۔
**بیت** زُہد نظامی کہ الخ ۔ **ترجمہ** نظامی کا زُہد جو عمدہ لباس میں (آراستہ و پیراستہ)
ہے وہ بھی در اصل بادشاہ کے مطلا جھنڈے کے نیچے بیٹھنے والا ہے (بادشاہ ہی
کا پرورش یافتہ ہے)

# مقالہ ہیزدہم در وحشت و خساست

**بیت** قلب زنے الخ ۔ **ترجمہ** چند دغاباز (یعنی شاعر جو ادعوائے فضیلت کرتے
ہوئے) اُٹھے ۔ اُنہوں نے ایک قالب (کتاب) کو اپنے ہیچ ہاتھوں سے آراستہ
کردیا ۔ **بیت** چوں شکم از روئے الخ ۔ **ترجمہ** پیٹ کی طرح تو بھی چہرے کی پشت
اُن کی طرف پھیر دے (یعنی اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لے) خوردہ گیری اور عیب چینی
سے اپنے کلام کو محفوظ رکھ (یعنی جس طرح پیٹ کا ظاہری حصہ اُس کی پشت ہے اسیطرح
تو بھی اُن کے سامنے ہونے کے باوجود اُن کے بیہودہ سخنوں کی طرف سے بیخبر ہوجا

روئے بشکل۔ اور پشت کے تناسب نے شعر کے معنی کو گورکھ دھندا بنا دیا۔ ایک نسخے میں بکن کی جگہ نگر ہے جو زیادہ موزوں ہے۔ یعنی وہ منافق ہیں۔ **بیت** پیش تو از نور الخ **ترجمہ** وہ تیرے سامنے تو نور سے بھی زیادہ آرام دہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تیری غیبت میں وہ سایہ سے بھی زیادہ منافق ہیں۔ **بیت** سادہ تر از شمع الخ۔ **ترجمہ** (بظاہر) شمع سے بھی زیادہ سادہ اور صاف اور (بباطن) عود سے بھی زیادہ گرہ دار۔ **بیت** جور پزیران الخ۔ **ترجمہ** مہربانیوں کو چھوڑ کر ظلم کے قبول کرنے والے (یاد رکھنے والے یا پسند کرتے والے) شکایتیں تحریر کرنے والے اور عیبوں کو قلمبند کرنیوالے (ہیں) **بیت** مہر دہن در الخ۔ دہن در دہن۔ بسیار۔ تکرار کثرت کے لئے۔ **ترجمہ** اُنہوں نے محبت کی باتیں تو بہت سیکھی ہیں (یعنی ہر بات میں اظہار محبت کرتے ہیں) لیکن حقیقت میں کینے کے طومار جمع کئے ہوئے ہیں۔ **بیت** صحبت شاں الخ۔ چیزے بر محک زدن۔ کسی چیز کو کسوٹی پر کسنا۔ پرکھنا۔ **ترجمہ** ان کی ہم نشینی کی دل پر آزمائش نہ کر (اکہ کیا اثر کرتی ہے) تو دیوانہ تو نہیں ہے۔ پھر اس کیچڑ (ایسے لوگوں کی ہم نشینی) میں نہ پھنس۔ **بیت** خازنِ کوہ اند الخ۔ خازنِ کوہ میں اضافت تشبیہی ہے۔ اور پہاڑ کو خازن کہنا اسیطرح ہے جس طرح اندھے کو بصیر کہنا۔ کیونکہ پہاڑ میں کوئی آواز محفوظ نہیں رہتی۔ بولنے سے گونج پیدا ہو کر دوسری طرف پہنچ جاتی ہے۔ شان بمعنی باشان۔ غمز۔ آنکھ اور ابرو کا اشارہ۔ مراد افشائے راز۔ **ترجمہ** یہ پہاڑ کے سے خزانچی ہیں۔ اُنہیں اپنا کوئی راز نہ بتلا۔ اگر تو اپنی آواز کو افشا کرنا نہیں چاہتا۔ تو انہیں آواز نہ دے۔ **بیت** لاف زناں الخ۔ **ترجمہ** ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہماری عزت تمہاری ہی بدولت ہے۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ تیری وجہ سے کسی مرتبہ پر پہنچ جائیں۔ **بیت** چوں بودت الخ۔ ناداشتی۔ افلاس۔ **ترجمہ** اگر تیری صلح افلاس کی وجہ سے ہے تو ایسی صلح پر قہر خدا نازل ہو۔ **بیت** ہر نفسے کاں الخ۔

**ترجمہ** (انسان کی زندگی کا) ہر وہ سانس یا سخن جو آلودۂ غرض ہو گیا وہ دوستی دشمنی پیدا کرنے والی ہے۔ **بیت** دوستی کاں الخ۔ توئی ومنی۔ غرور وتکبر۔ خودغرضی **ترجمہ** وہ دوستی جو کسی خودغرضی کی بنا پر ہو۔ اُس دوستی کا انجام دشمنی ہوتا ہے۔ **بیت** زہر ترا دوست الخ۔ **ترجمہ** (سچے دوست کی علامت یہ ہے کہ وہ) دوست تیرے زہر کو بھی شکر کہتا ہے۔ اور تیرے عیب کو بھی ہنر سمجھتا ہے۔ **بیت** دوست بود الخ۔ **ترجمہ** دوست تو راحت رساں مرہم ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے (تو پھر وہ کمینہ اور منافق ہے) تو ایسے کمینوں کا ذکر ہی چھوڑ دے (ان کا نام بھی نہ لے) **بیت** مار نہ کز سر ہم پوستی الخ۔ ہم پوستی۔ ہم جنس اور ہم صحبت ہونا۔ **ترجمہ** تو سانپ نہیں ہے جو ہم پوست ہونے کے باعث (یعنی بوجہ دوستی) اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ **بیت** دوست کدام الخ۔ **ترجمہ** یہ سب (لوگ) زمانہ کی طرح پردہ در (عیب جو) ہیں۔ دوست کونسا ہے؟ وہی جو [illegible] ہو۔ **بیت** جملہ براں کز الخ۔ **ترجمہ** سب اسی فکر میں ہیں کہ تجھ پر کس طرح غالب آجائیں اور کس طرح تیری خوبی کو مٹا دیں **بیت** با تو عیال بستہ الخ۔ **ترجمہ** ظاہر میں تو یہ تیری صورت پر عاشق (معلوم ہوتے) ہیں مگر ضرورت کے وقت رفع حاجت کے لئے چلے جاتے ہیں (مثل مشہور ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی) **بیت** دوستی ہر کہ ترا روشن است الخ۔ **ترجمہ** جس شخص کی دوستی دکھانے کی دوستی ہے اگر تیرا دل اس سے انکار کرے تو وہ (دوست) حقیقت میں دشمن ہے **بیت** تن چہ شناسد الخ۔ **ترجمہ** جسم کیا پہچان سکتا ہے۔ کہ تیرا یار کونسا ہے (صرف دل ہی اس بات سے آگاہ ہے کہ وفادار (دوست) کون ہے **بیت** یکدل داری الخ۔ **ترجمہ** تو ایک دل رکھتا ہے اور لاکھوں غم (گویا) ایک مرجھایا ہوا پھول کانٹوں سے سیکڑوں زخم کھائے ہوئے ہے **بیت** ملک ہزار است الخ **ترجمہ** جو کوئی بھی اس دنیا میں (موجود) ہے وہ راز کو افشا کرنے والا ہے۔ صرف تیرا دل ہی

تیرے راز کے لئے محرم ہے۔ **بیت** چون دل تو الخ۔ **ترجمہ** جب خود تیرا دل اس راز پر قفل نہیں لگا سکتا (یعنی اس راز کو چھپا نہیں سکتا) تو تو دوسروں کے دلوں سے کیوں چھپانے کی توقع رکھتا ہے۔ **بیت** گر دل تو از الخ۔ **ترجمہ** اگر تیرے دل نے کم ظرفی سے راز کو افشا کر دیا۔ صراحی جو شراب پی لیتی ہے اُسے کیوں باہر نکال دیتی ہے امراد یہ کہ اگر تیرے دل نے راز افشا کر دیا تو کچھ تعجب کی بات نہیں) **بیت** گر نہ تنگ دل الخ۔ **ترجمہ** اگر تو کم ظرف نہیں ہو گیا تو تیرا راز دن کی طرح ظاہر کیوں ہے۔ کیونکہ یہ سخت غلطی ہے۔ **بیت** چوں بود از الخ۔ **ترجمہ** جب کسی ایک رفیق کے بغیر چارہ نہیں ہے تو اپنے نفس سے ہی ایک دوست بنا لے۔ **بیت** پا ئی نہادی الخ۔ **ترجمہ** جب تو نے ان معاملات میں قدم رکھ لیا (یعنی تلاشِ یار میں مصروف ہوا) تو کوشش کر تاکہ کوئی معین تجھے حاصل ہو جائے۔ **بیت** تا نشناسی الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو اپنے دوست کا جوہر نہ پہچان لے اپنے راز کے موتی اُس کے آگے نہ ڈال یعنی اُس سے اپنا راز نہ کہہ +

## حکایت جمشید با خواص

**بیت** خاصگی محرم الخ۔ **ترجمہ** ایک مقرب خاص جمشید کا محرم تھا۔ وہ چاند اور سورج کے رابطہ سے بھی زیادہ خاص تھا یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور کبھی اُس کے آگے سے نہیں ہٹتا۔ اسیطرح وہ ندیم بھی کبھی جمشید کے حضور سے جدا نہ ہوتا تھا۔ **بیت** کار جواں مرد الخ۔ **ترجمہ** جوانمرد کی یہ حالت ہو گئی کہ بادشاہ نے اُسے تمام عالم میں سے انتخاب کر لیا۔ **بیت** چوں بو توف از الخ۔ **ترجمہ** چونکہ وہ دانائی میں سب سے سبقت لے گیا۔ تو بادشاہ نے اپنا خزانہ راز اُسکے دل کے سپرد کر دیا۔ **بیت** با ہمہ نزدیکی الخ۔ **ترجمہ** (پھر) اُس جوان نے بادشاہ

کے تقرب کے باوجود بادشاہ سے دوری اختیار کی۔ جیسے تیر کمان سے گریز کرتا ہے۔ **بیت** راز ملک جان الخ۔ **ترجمہ** بادشاہ کا راز اس جوانمرد کی جان کو چھید رہا تھا (یعنی بادشاہ کے راز کی وجہ سے اُسے تکلیف محسوس ہو رہی تھی) وہ اس راز کو کسی سے کہہ نہ سکتا تھا۔ **بیت** پیرزنی رہ الخ **ترجمہ** (اتفاقاً) ایک بوڑھی عورت اُس جوان کے پاس پہنچی (یا یہ کہ اُس کے حال سے آگاہ ہو گئی۔) اُس نے جوان کے لالۂ رخسار کو اپنے پھول (رخسار) کی طرح زرد پایا۔ **بیت** گفت کہ سرو اجہ الخ۔ **ترجمہ** کہنے لگی کہ اے سرو قامت تو زرد کیوں ہو گیا ہے جبکہ تو نے بادشاہوں کے چشمے سے پانی پیا ہے (یعنی تجھے ہر طرح کی خوبی و عشرت حاصل ہے) **بیت** زرد چرائی الخ۔ **ترجمہ** جب تو بادشاہوں کے چشمے سے پانی پی لیتا ہے تو زرد کیوں ہے اور اس خوشی کے موقع پر یہ رنج کیسا۔ **بیت** بر تو جواں الخ۔ **ترجمہ** تجھ نوجوان پر بڑھاپے کا رنگ کیوں ہے۔ تیرا لالۂ خود رو (یعنی رخسار) گلخیرو (یعنی زرد) کیوں ہے۔ **بیت** شاہجہاں را الخ۔ **ترجمہ** جب تو ہی بادشاہِ عالم کا رازدار ہے۔ تو اس (شاہ جہان) کے دل کی طرح شگفتہ ہو جا۔ **بیت** سرخ شود روئی الخ۔ **ترجمہ** رعیت کا چہرہ بادشاہ کی وجہ سے سُرخ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً فوج کے خاص لوگوں کے چہرے۔ **بیت** گفت جواں رائی الخ۔ **ترجمہ** جوان نے کہا تیرا فہم میرے حال سے غافل ہے۔ تو اس بات سے بے خبر ہے جو میرے دل میں ہے۔ **بیت** صبر مرا ہم الخ۔ **ترجمہ** مجھے صبر نے درد کا رفیق بنا دیا۔ اور صبر نے ہی میرے چہرے کو ایسا زرد کر دیا۔ **بیت** شاہ نہاد است الخ۔ **ترجمہ** شاہ نے اپنے اندازہ کے موافق میرے دل کو اپنے راز کے موتی بخشے ہیں۔ **بیت** ہست بزرگ الخ۔ **ترجمہ** جو کچھ اُس نے میرے دل میں رکھا ہے وہ بہت عظیم ہے میں بڑے

آدمیوں کے راز نہیں کھول سکتا۔ **بیت** در سخن او الخ۔ **ترجمہ** میں بادشاہ کی باتوں کی وجہ سے ایسا دل گرفتہ نہیں ہوں بلکہ میں اپنے کام کی بیرونقی کے ڈر سے خاموش ہوگیا ہوں۔ **بیت** زاں نگنم الخ۔ **ترجمہ** میں اس لئے تجھ سے ہنستا بولتا نہیں۔ مبادا مرغ راز میرے منہ سے پرواز کر جائے **بیت** گر ز دل ایں الخ۔ **ترجمہ** میں اس بات پر راضی ہوگیا ہوں کہ میرا دل خون ہو جاوے تاکہ بادشاہ کا راز میرے دل سے باہر نہ جائے۔ **بیت** در بگنم راز الخ۔ **ترجمہ** اور اگر میں اس پوشیدہ راز کو ظاہر کردوں تو میرا نصیبہ مجھ پر افسوس کریگا۔ **بیت** پیرزنش گفت الخ۔ **ترجمہ** بوڑھی عورت نے کہا کسی کا نام نہ لے اپنا رازداں صرف اپنے آپ ہی کو سمجھ اور بس۔ **بیت** ہیچکسی محرم الخ۔ **ترجمہ** کسی شخص کو اس راز کا محرم نہ سمجھ۔ اپنے سائے کو بھی رازداں نہ خیال کر۔ **بیت** زرد بہ ایں الخ۔ **ترجمہ** بہ نسبت اس بات کے کہ یہ سرخ و سفید چہرہ خون میں غرق ہو جائے زرد ہی اچھا ہے۔ **بیت** می شنوم من الخ۔ **ترجمہ** میں سنتا ہوں کہ رات بھر میں چند بار سر زبان کے آگے زینہار کہتا ہے یعنی زبان کی وجہ سے خوف میں رہتا ہے۔ **بیت** سر طلبی تیغ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو سر کی خیر چاہتا ہے تو تن۔ زبان نہ بن۔ تو دن تو نہیں ہے راز دل کو ظاہر نہ کر **بیت**۔ مرد فروبستہ الخ۔ **ترجمہ** خاموش زبان آدمی اچھا ہوتا ہے۔ صرف دیوانہ اونٹ ہی بلبلاتا ہے۔ **بیت** مصلحت تست الخ۔ **ترجمہ** زبان کو تالو کے نیچے رکھنا یعنی قابو میں رکھنا تیرے فائدے کے لئے ہے۔ اچھی تلوار نیام میں چھپی ہوتی ہے **بیت** راحت ایں پند الخ۔ **ترجمہ** میری اس نصیحت کا اثر جانوں کو راحت پہنچانے والا ہے۔ کیونکہ سروں کی آفت زبانوں میں پنہاں ہے (یعنی زبان باعث نقصانِ جان ہوتی ہے) **بیت** لب مگشا ارچہ الخ۔ **ترجمہ** ہونٹ نہ کھول اگرچہ اس میں شہد ہو (یعنی اگرچہ تجھے بولنا شیریں معلوم ہوتا ہے) کیونکہ دیوار کے پیچھے بہت سے کان لگے ہوئے ہیں

(مراد یہ کہ ممکن ہے پسِ دیوار کوئی کان لگائے سنتا ہو) **بیت** تا چو بنفشہ الخ۔
**ترجمہ** تاکہ بنفشہ کی طرح تیری خوشبو نہ سونگھ لیں (اور) تیری زبان کی وجہ سے تیرا
سر نہ کاٹ ڈالیں۔ دوسرے مصرع میں زبان ندرو ند کی جگہ سر ندرو ند پڑھے ہیں۔
**بیت** دار از این الخ۔ طشت سے مراد زمین۔ بلحاظ گولائی۔ **ترجمہ** اس زمین پر اپنی
زبان کی حفاظت کر تاکہ تیرا سر طشت میں آہ نہ کرے۔ **بیت** بد مشنو وقت الخ۔ **ترجمہ**
بری بات (یعنی کسی کا عیب) نہ سُن۔ یہ بہرے ہو جانے کا وقت ہے۔ بری (بات)
نہ کہہ یہ خاموشی کا محل ہے۔ **بیت** چند نویسی الخ۔ **ترجمہ** تو کب تک لکھتا رہیگا۔ ذرا قلم
روک لے تیرے گناہ بھی تحریر ہو رہے ہیں۔ زبان کو بند رکھ۔ **بیت** آب صفت سر الخ۔
**ترجمہ** جو (عیب) تو نے سنا ہے اُسے پانی کی طرح دھو ڈال۔ اور جو کچھ تو نے دیکھا ہے
آئینہ کی مانند (بے کم و کاست) کہہ دے۔ **بیت** آنچہ بہ بینند الخ۔ **ترجمہ** صاحبانِ غیرت
(عیب پوش) جو کچھ رات کو دیکھتے ہیں دن کو نہیں بتاتے۔ اور یہ کتنی پسندیدہ بات ہے
**بیت** لاجرم این الخ۔ گنبد انجم فروز۔ آسمان۔ **ترجمہ** پس یہ ستاروں کو روشن کرنیوالا
گنبد جو کچھ رات کو دیکھتا ہے دن کو نہیں بتاتا۔ **بیت** گر تو دریں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اگر تو
اس پردہ (زمین) پر ادب والا ہے تو جو کچھ تو نے رات کو دیکھا ہے دن کو نہ کہہ۔ **بیت**
شب کہ نہانخانہ الخ۔ **ترجمہ** رات جو کہ رازوں کا نہانخانہ ہے۔ اس کے دل میں بہت
سے سینوں کے خزانے (راز) ہیں۔ **بیت** برق رواں کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ بجلی کی مانند
چلنے والے لوگ جو باطن کی پرورش کرتے ہیں (یعنی جو سالک راہ ہیں اور باطن کی صفائی
کی طرف متوجہ ہیں) جو کچھ دیکھتے ہیں اس سے درگذر کرتے ہیں۔ **بیت** ہر کہ سر از الخ۔
**ترجمہ** جو شخص اپنے سر کو عرش سے بھی بلند کر لیتا ہے۔ وہ باطن کے میدان سے
گیند لے جانے والا ہوتا ہے (یعنی معرفت کی انتہا باطن کی صفائی پر منحصر ہے) **بیت**
چشم و زبانے الخ۔ **ترجمہ** زبان اور آنکھ جو جسم ظاہر کو دوست رکھنے والے ہیں۔ وہ سر کے

بال اور بدن کی کھال ہیں (یعنی ظاہری چیزیں ہیں) **بیت** ایں گرہ از الخ۔ **ترجمہ** اس گرہ کو دین کے رشتے سے تیار کیا ہے (یعنی راز کا دل میں بند رکھنا منجملہ دینداری ہے) حلاج (منصور) کی روئی کو اسی سے بنایا ہے۔ **بیت** عشق کہ در پردہ کرامات شد الخ۔ **ترجمہ** عشق جو اصل میں کرامات (کی مانند) ہے جب افشا ہو گیا۔ تو خرابات میں سے ہو گیا منصور کا قصہ مشہور ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا انا الحق کہنا اور پھر دار پر کھینچا جانا اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ رازداری کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ **بیت** غنچہ جاں پردہ الخ۔ **ترجمہ** اس راز کا پردہ (اخفا) جان کے لئے غنچہ کی طرح (معطر کن) ہے (مگر) جب منہ کھل گیا (افشائے راز کے لئے) تو وہی غنچہ خون کا چشمہ بن گیا (یعنی خونریزی کا باعث بن گیا) **بیت** گر دہن ایں الخ۔ **ترجمہ** اگر منہ اس رتبے کو حاصل کر لے (تو کچھ نہیں ہو سکتا) کیونکہ دل کا قصہ صرف دل کے منہ سے ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ **بیت** ایں خورش از الخ۔ **ترجمہ** یہ خوراک (غذائے عشق) دل کے کاسے میں پسندیدہ ہے۔ مگر جب تو اسے منہ تک لائیگا تو آگ بن جائیگی۔ **بیت** اینت فصاحت الخ۔ **ترجمہ** فصاحت وہی ہے جو خاموشی میں ہے۔ جلدبازی وہی ہے جو سکون میں ہے **بیت** روشنئ دل الخ۔ **ترجمہ** دل کی روشنی اس شخص کو (راز کی) خبر دیتی ہے جو اپنا دہن (قوت گویائی) دوسروں کو دیدے۔ یعنی جو بولنا چھوڑ دے اور خاموش ہو جائے۔ **بیت** ایں لغت دل کہ الخ۔ **ترجمہ** یہ دل کی لغت (اسرار دلی) جو دل میں پنہاں ہے اس کا ترجمہ بھی دل ہی کی زبانی ہو سکتا ہے۔ **بیت** گر دل خورسند الخ۔ **ترجمہ** اے نظامی اگر تیرا دل قانع ہے تو تمام ملکِ قناعت تیرے لئے ہے۔

# مقالۂ نوزدہم در استقبال آخرت و شرحش

بیت مجلس خلوت الخ۔ ترجمہ ایک سجی ہوئی خلوت کی مجلس دیکھ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور پسندیدہ۔ بیت شمع فروزاں الخ۔ ترجمہ شمع روشن ہے اور شکر بکھری ہوئی ہے۔ تخت بچھا ہوا ہے اور خوشبو ملی ہوئی ہے۔ بیت دشمن جان ست الخ ترجمہ زمانہ تیرا دشمنِ جان ہے۔ اپنے آپ کو اس کی دوستی سے علیحدہ کر لے۔ بیت بیں کہ بزنجیر الخ۔ ترجمہ دیکھ کہ (اس زمانہ نے) شاہان کہانی کو زنجیروں میں گھسیٹا جو شخص بھی اس کی طرف مائل ہوا (زمانہ نے) اس کی زبان کھینچ لی۔ بیت بر توے دنیا الخ۔ شعر آئندہ سے قطع بند۔ ترجمہ تجھ، دنیا کے طالب اور دین کے ذلیل کرنے والے کو محرم راز لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ظالموں کے دروازوں سے لوٹ آ اور اس راز (خلوت) کے سراپردے کے گرد پھر۔ بیت از تفِ ایں الخ ترجمہ تو اس جنگل کی حرارت کی وجہ سے جوش مار رہا ہے (محشر کے دن) جو کچھ تو نے چھپایا ہے۔ اُسے، تجھ سے نہیں چھپائیں گے۔ بیت سردنفس بود الخ ترجمہ (دنیا کی) عداوت کا گرم طبع کتنا سردنفس تھا۔ روباہ (دنیا کے طالب) نے شاید اسی سیہ پوستین سی دی یعنی دنیا کی ظاہری پسندیدہ حالت سے ہوا و ہوس میں مبتلا ہو گیا۔ بیت دوزخ گوگرد الخ۔ ترجمہ تیرا تاریک جنگل (دنیا) گندھک کا دوزخ بنا ہوا ہے۔ شخص اچھا ہے جو سبک تر ہو کر گزر گیا۔ بیت آب دہانے الخ۔ چشمہ گوگرد مراد از زمین۔ زمین کو گندھک کا چشمہ اس لئے کہا ہے کہ زمین اور اُسکی موجودات کی محبت ہر ایک شخص کے دل میں گندھک کی آگ کی طرح موجود ہے۔ ترجمہ منہ کے پانی کو (جو دنیا کی محبت میں جاری ہوتا ہے) احتیاط سے جمع کر اور پھر اُسے اس گندھک کے چشمے کی حرارت (کو فرو کرنے) میں صرف کر دے۔ بیت بازدہ ایں الخ۔ ترجمہ اس آسمان کے دیئے ہوئے عرض (مال و متاع دنیا) کو واپس کر دے۔ اس

زمین سے پیدا شدہ خاک (جسم) کو پھینک دے۔ **بیت** جملہ بیند از الخ۔ **ترجمہ** تمام اشیا کو اپنی عقلمندی سے ترک کر دے۔ تاکہ تو رہ جائے اور آزادی۔ **بیت** ہر کہ دریں راہ الخ۔ **ترجمہ** جو شخص بھی اس راستے میں خودی و خود پرستی کرتا ہے (گویا) وہ میری اور تیری (تمام بنی نوع انسان کی) رہزنی کرتا ہے۔ **بیت** خصمی کژدم الخ **ترجمہ** بچھو کی دشمنی زہریلے سانپ (کی دشمنی) سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وہ (بچھو) تجھ سے پوشیدہ ہے اور یہ (اژدہا) ظاہر ہے۔ **بیت** دشمن خرد است الخ **ترجمہ** چھوٹا دشمن بہت بلا ہوتا ہے۔ اس سے غفلت کرنا ایک زبردست غلطی ہے **بیت** خرد مبیں گرچہ الخ۔ **ترجمہ** اگرچہ وہ تھوڑی دشمنی رکھتا ہو اُسے حقیر نہ سمجھ۔ اگر تو باریک بیں نہ بنیگا تو ریزہ ریزہ ہو جائیگا۔ **بیت** با ہمہ خردی الخ۔ میل کش سلائی کھینچنے والا۔ مراد اندھا کر دینے والا۔ **ترجمہ** چیونٹی اپنی خوردی کے باوجود تھوڑے سے زور کی بدولت سانپ کے بچے کو اندھا کر دیتی ہے۔ **بیت** خانہ پُر از دُزد الخ **ترجمہ** گھر چوروں سے بھرا ہوا ہے۔ جواہرات کو ڈھانپ لے۔ جنگل چڑیلوں سے پٹا پڑا ہے تسبیح پھیر۔ **بیت** غارتیانے کہ الخ۔ **ترجمہ** وہ رہزن جو دل پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ منزل کے قریب ہی حملہ کیا کرتے ہیں (یعنی مرتے وقت شیطان طرح طرح کے وساوس دل میں ڈالا کرتا ہے) **بیت** ترسم از آں الخ۔ **ترجمہ** میں اُس رات سے ڈرتا ہوں جب کہ وہ شبخون ماریں اور تجھے اس جنگل (دنیا) سے ذلت کے ساتھ باہر نکالدیں۔ **بیت** قافلہ راہ الخ۔ **ترجمہ** راستے کے قافلے کو منزل تک پہنچادے بھٹکی ہوئی کشتی کو ساحل تک لیجا۔ **بیت** تا بت نہ بیند الخ۔ **ترجمہ** تو نیند کیطرح (کہ دماغ میں پوشیدہ ہوتی ہے) چھپ جا۔ تاکہ تجھے (حاسد) نہ دیکھیں۔ تو پانی کیطرح رواں ہو جا۔ تاکہ تجھے نہ چلائیں (موتوا قبل ان تموتوا) **بیت** پائے بریں الخ۔ **ترجمہ** اس صومعہ (دنیا) پاؤں رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اور جب رکھدیا۔ تو واپس ہونا

انصاف نہیں ہے۔ بیت گر نہ روی الخ۔ ترجمہ اگر تو (دنیا سے) نہ جائیگا تو تیرے جگر کو خون کر دینگے۔ اور تیرے وظیفے کو صومعہ سے باہر رکھدیں گے۔ یعنی اگر تو دنیا کو ترک نہ کریگا تو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا بیت گر سفر از خانہ الخ۔ ترجمہ اگر گھر سے سفر کرنا ہنر نہ ہوتا۔ تو آسمان دن رات چکر میں نہ رہتا۔ بیت تا نہ دردیو الخ۔ ترجمہ اٹھ تاکہ شیطان تیرا گریبان چاک کر ڈالے۔ دین کا دامن تھام لے اور ایمان کی پناہ میں آجا۔ بیت شرع ترا خواند الخ۔ ترجمہ شریعت نے تجھے بلایا ہے۔ اُس کی بات سن طبیعت تیرے موافق نہیں اُسے رخصت کر دے۔ بیت شرع نسیم است الخ۔ ترجمہ شریعت نسیم کی طرح مفرح) ہے اُسے اپنی جان کے سپرد کر طبیعت غبار (کی طرح مکدر کرنے والی ہے اُسے دنیا کے حوالہ کر دے۔ بیت۔ شرع ترا ساختہ الخ۔ ترجمہ شریعت نے تیرے ہاتھ میں پھول دیدیئے ہیں طبیعت کو نہ پوج۔ اُس کی پرستش کو۔ بیت ابر در ہر کس الخ۔ ترجمہ صبا کی طرح ہر شخص کے دروازے پر دوڑ کر نہ جا (یعنی عزلت وقناعت اختیار کر) ہوا کی طرح ہر کمینہ کی سانس سے موافقت نہ کر۔ بیت این ہمہ چون سایہ الخ۔ ترجمہ یہ سب سایہ کی طرح ہیں اور تو نور کی مانند (پس ان سے جدا رہ کیونکہ سایہ اور نور کبھی جمع نہیں ہوتے ہمیشہ جدا جدا رہتے ہیں) اگر تو ساری دنیا (مال و جاہ و اعزاز) رکھتا ہے تو بھی سب سے علیحدہ ہو جا۔ بیت چنبر نست این الخ۔ ترجمہ یہ فلک حلقہ دار تیرے لئے ایک پھندا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ تو کس طرح اس پھندے سے اپنے سر کو باہر نکال سکتا ہے بیت گر بتو قصہ الخ۔ آئندہ شعر سے قطعہ بند۔ ترجمہ اگر وہ (آسمان) تجھے اپنے حال کا قصہ سنائے۔ یا تجھے اپنی (درازئی) عمر کی خبر دے تو تیرا غور و فکر عمق فلک کو مقابلہ میں بہت کم ہوگا۔ اور اُس کی گردش (۷ ہزار سال) کے مقابلہ میں تیری عمر ہیچ ہوگی بیت آخر گفتار الخ۔ ترجمہ تیری گفتگو کا انجام خاموشی تیرے کام کا حاصل فراموشی

ہے (کیونکہ موت تجھے سب کچھ بھلا دیگی) **بیت** تا بجہاں در الخ۔ **ترجمہ** جبتک تو جہان میں سانس لیتا ہے (یعنی زندہ ہے) بہتر یہی ہے کہ کسی کے عشق کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہ۔ **بیت** یکی دو نفس الخ۔ **ترجمہ** کیونکہ زندگی کے یہ چند لمحے تجھ ایسی عاجز ہستی کو بغیر ایسی شراب (یعنی محبت) کے اچھے نہیں معلوم ہونگے۔ **بیت** ہیچ قبائی الخ **ترجمہ** آسمان نے کوئی قبا ایسی نہیں کاٹی جسے دو کلاہ داروں (روز و شب کے حوادث) نے بالکل فنا نہ کر دیا ہو۔ کلہ دار کو اگر کلہ وار پڑھیں تو ترجمہ اس طرح ہوگا (حسینوں سے دو ٹوپیوں کے بقدر (آسمان) چرانہ لے گیا ہو (دو کلہ وار بلحاظ مہر و ماہ) **بیت** ہرچہ کند عالم الخ۔ کافر ستیز۔ سنگدل و بے مہر۔ **ترجمہ** تو جو کچھ کرتا ہے یہ سنگدل و بے مہر آسمان اُسے تیز قلم سے تیرے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے (پس لایق دوستی نہیں ہے) پہلے مصرع میں کنی پڑھتے۔ **بیت** وانچہ کشائی الخ۔ **ترجمہ** اور جو کچھ تو از روئے غرور و افتخار کرتا ہے تجھ پر وہ تمام باتیں بھی کھول دینگے (یعنی ظاہر کر دیں گے) **بیت** چشم تو گر الخ۔ **ترجمہ** اگر تیری آنکھ ناز و غرور کا پردہ ہے (یعنی خوگر ناز و غرور ہے) تو تیرے ساتھ اس پردہ (دنیا) میں یہی کھیل کھیلا جائیگا۔ (یعنی لوگ تیرے ساتھ غرور سے پیش آئیں گے) **بیت** نیک و بد آنانکہ الخ۔ **ترجمہ** خوب سمجھ لے کہ جن لوگوں نے دنیا کے نیک و بد کو خوب دیکھا ہے۔ انہوں نے بدی کو کبھی پسند نہیں کیا۔ **بیت** ہر کہ رہ رفت الخ۔ **ترجمہ** جو کوئی (سیدھے) راستے پر چلا (ملک نے) اُس کا نشان ظاہر کیا۔ اور جس شخص نے بدی کی اُسے اُس کی سند دیدی۔ **بیت** صورت اگر نیک الخ۔ **ترجمہ** تیری صورت خواہ اچھی ہو یا بری تیرا اصلی نام وہی ہے جو تو اپنے ساتھ لیجائیگا (مطلب تو اعمال سے ہے نہ کہ اچھی یا بری صورت سے) **بیت** خار بود نام الخ۔ **ترجمہ** خاردار پھول کو بھی خار کا نام دیتے ہیں (چنانچہ) عنبر فروش کا نام عنبر پڑ جاتا ہے۔ **بیت** قلب ستو تا الخ۔ **ترجمہ**

کھوٹا نہ بن تاکہ حشر کے دن خدا سے اور اپنے آپ سے شرمسار نہ ہونا پڑے۔
**بیت** بانگ برین الخ۔ **ترجمہ** اس جگر کو جلانے والے زمانہ کو (بارادہ فتح) للکار۔ اس خون سے لبریز شیشے پر پتھر مار۔ **بیت** زخم کن این الخ لعبت تنگرف۔ آسمان سے استعارہ ہے بوجہ سرخی شفق۔ **ترجمہ**۔ اس تنگرفی رنگ کی پتلی کو توڑ دے اور اس حرف (ذکر دنیا) پر منسوخی کا قلم کھینچ دے۔ **بیت** دست برین قلعہ الخ۔ **ترجمہ** اس قلعہ قلعی (آسمان قلعی رنگ) پر ہاتھ بڑھا (یعنی اس پر متصرف ہو) اور اس ختلی ابلق پر پاؤں رکھ دے (یعنی روز و شب کے ابلق پر سوار ہو جا) تاکہ وہ تیرا مطیع ہو جائے۔ ختلان ترکستان کی ایک ولایت کا نام ہے جہاں کے گھوڑے خوب ہوتے ہیں۔ اور ختلی اسپ خوب کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ ابلق۔ سیاہ و سفید گھوڑا) **بیت**۔ تا فلک از الخ۔ **ترجمہ** تاکہ آسمان اپنے نو خیموں کے منبر سے تجھ پر شہنشاہی کا خطبہ پڑھے۔
**بیت** کار تو باشد الخ۔ **ترجمہ** تیرا کام عاجز و مغلوب رہنا ہے اور جھنڈے کا بلند کرنا (یعنی دعویٰ بزرگی) میرا کام ہے۔ **بیت** آدمیم رفع الخ۔ **ترجمہ** میں آدمی ہوں۔ لیکن مجھ کو فرشتوں پر برتری حاصل ہے۔ فلک کے اس طرف کی نسبت (علم کا) دعویٰ کرتا ہوں۔ **بیت** قیمتم از قامتم الخ۔ **ترجمہ** میری قیمت میرے قد کے اندازہ سے زیادہ ہے۔ میرا زمانہ اس حلقہ (دنیا) سے باہر ہے۔ **بیت** آب نہ و الخ۔ **ترجمہ** پانی نہیں ہے اور میں سمندر کی طرح شان و شوکت دکھاتا ہوں۔ میرے پاس ایک حبّہ بھی نہیں ہے اور خزانے کا متلاشی ہوں۔ **بیت** چوں فلکم بر سر الخ۔ **ترجمہ** آسمان کی طرح میرا پاؤں خزانہ پر ہے۔ پس (میں اسی کی طرح) بہت بلند تجویزیں رکھتا ہوں۔

# حکایت حجّام بہ ہارون رشید

بیت دور خلافت الخ۔ ترجمہ جب خلافت کا دور ہارون تک پہنچا تو بنی عباس کا علم آسمان تک بلند ہو گیا۔ بیت نیم شبے گشت الخ۔ ترجمہ آدھی رات کے وقت اُس نے اپنی بیوی سے صحبت کی۔ اور حمّام کی آسائش کی طرف متوجہ ہوا۔ بیت موئے تراشے الخ ترجمہ اُس کا حجّام جو اُس کی حجامت بنا رہا تھا۔ اُس کے ایک ایک بال کو غم کے سپرد کر رہا تھا۔ یعنی اپنی باتوں سے اُسے رنجیدہ کر رہا تھا۔ بیت کاے شدہ آگاہ الخ ترجمہ (وہ کہہ رہا تھا) کہ اے میرے اُستادی (ہنرمندی) سے واقف مجھے اپنی دامادی سے مخصوص کر لے۔ بیت خطبۂ تزویج الخ۔ ترجمہ نسبت کے خطبے کا اعلان کر دے۔ اپنی بیٹی کی منگنی مجھ سے کر دے۔ بیت طبع خلیفہ الخ۔ ترجمہ خلیفہ کے مزاج میں کچھ غصہ سا آ گیا۔ مگر پھر نرم ہو گیا۔ بیت گفت سیاست الخ۔ ترجمہ اُس نے (دل میں) کہا۔ کہ میرے رُعب نے اُسے مرعوب کر دیا ہے۔ اور میری ہیبت سے اس پر دہشت طاری ہو گئی ہے۔ بیت بیخودیش کرد الخ۔ ترجمہ بیخودی نے اُسے ایسا ہرزہ سرا بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ مجھ سے کب ایسی خواہش کرتا۔ بیت روز دگر الخ۔ ترجمہ دوسرے دن ہارون نے اُسے پھر آزمایا۔ دل کے درم پر وُہی سکہ موجود تھا۔ بیت تجربتش کرد الخ۔ ترجمہ اسیطرح ہارون نے کئی بار اُس کا تجربہ کیا لیکن اُس شخص کا قاعدہ ذرا نہ بدلا۔ بیت کار چو بے رونقی الخ۔ آئندہ اشعار سے قطعہ بند۔ ترجمہ جب بیرونقی کیوجہ سے اُس کا کام بے نور ہو گیا۔ تو اُس نے اس معاملہ کو وزیر کے سامنے پیش کیا۔ کہ ایک حجّام کے (اُسترے کی) قلم سے مجھ پر کیسی بُری سرنوشت نازل ہوئی ہے۔ اُسے میری دامادی کا منصب چاہیئے؟ ذرا اس ترک ادب کو تو دیکھ۔ کہ وہ کیا بکتا ہے۔ جس وقت وہ قضا کی طرح میرے سر پر سوار ہوتا ہے تو میری آبرو اور سر پر پتھر مارتا ہے۔ اُس کے

منہ میں (زبان) ایک خنجر ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں (اُسترا) ایک تلوار ہے۔ افسوس ہے کہ میں اپنے سر کو دو تلواروں کے سپرد کروں۔ بیت گفت وزیر الخ۔ ترجمہ وزیر نے کہا تو اُس کے ارادے سے محفوظ ہے۔ شاید اُس کا پاؤں خزانہ پر ہے۔ بیت چونکہ رسد بر الخ۔ ترجمہ جب وہ نادان شخص تیرے پاس آئے تو تو اُسے حکم دے کہ وہ اپنی پہلی جگہ سے ہٹ جائے۔ بیت گر نہ رود الخ۔ ترجمہ اگر وہ نہ ہٹے تو اُس بہرے کی گردن مار دے۔ نہیں تو اُس کی پہلی جگہ کو کھود۔ بیت میر مطیع از الخ۔ ترجمہ فرمانبردار بادشاہ نے برضا و رغبت (وزیر کا بتایا ہوا) جیسا طریق تھا دلنشین کر لیا۔ بیت چوں قدم از الخ۔ ترجمہ جب اُس نے (حجام کے) قدم کو پہلی جگہ سے ہٹا دیا۔ تو حجام کا رنگ ہی بدلا ہوا دیکھا۔ بیت کم سخنش دید الخ۔ ترجمہ اُس نے اُسے کم سخن پایا اور خاموش۔ اُس کی آنکھیں اور زبان مؤدب تھیں۔ بیت تا قدمش الخ۔ ترجمہ جب تک اُس کا قدم خزانہ پر تھا۔ اُس کے آئینہ (دل) میں بادشاہت کا عکس تھا۔ بیت چوں قدم از الخ۔ ترجمہ جب اُس نے اپنے قدم کو خزانے پر سے اُٹھا لیا۔ تو اپنی حجامی کا جوڑا کھول دیا۔ بیت زود قدمگاہش الخ۔ ترجمہ بہت جلد اُس کی قدمگاہ کو کھودا۔ اور اُسکے پاؤں کے نیچے ایک خزانہ پایا۔ بیت ہر کہ قدم بر الخ۔ ترجمہ جس شخص نے خزانہ پر قدم رکھا۔ جب وہ گویا ہوا تو گویا خزانہ کا منہ کھول دیا (یعنی شان و شکوہ کی باتیں کیں۔ بیت گنج نظامی کہ طلسم افگن ست الخ۔ ترجمہ نظامی کا خزانہ جو طلسم افگندہ ہے (یعنی خواستگار وں کیلئے کھلا ہوا ہے) وہ سینہ صاف اور دل روشن کی وجہ سے ہے (خزانہ سے مراد گنجینۂ علم و فضل)

## مقالہ بستم در وقاحت ابنائے عصر

بیت ماکہ ز خود دست الخ۔ ترجمہ ہم جو اپنی خودی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اس خاک پر کیوں ذلیل پڑے ہوئے ہیں۔ بیت صحبت ایں خاک الخ۔ ترجمہ اس خاک

کی ہم نشینی نے تجھے خوار کر دیا اور خاک نے ایسے ایسے بہت سے لوگوں کو اپنے میں
چھپا لیا ہے۔ **بیت** عمر ہمہ رفت الخ۔ **ترجمہ** ساری عمر ضائع ہو گئی اور ہم نہایت ناکارہ
ہیں۔ اور نہایت پیچھے ہیں (پہلے مصرع میں ناکس ترنم پڑھئے) **بیت** آں دو فرشتہ الخ
**ترجمہ** وہ دو فرشتے ہماری اصلاح کی فکر میں ہیں اور شیطان ہمیں بدنام کرنے کے لئے
ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے۔ **بیت** گرم رو سرد الخ۔ **ترجمہ** ہم بھٹی کو بھڑکانے والے
کی طرح گرم رو۔ سرد ہیں۔ ہم راکھ کی طرح رفتار سے عاجز اور گرم ہیں۔ **بیت** نور دل الخ **ترجمہ**
دل کا نور اور سینے کی روشنی کہاں ہے؟ وہ پرانی آسائش اور آرام کہاں؟ **بیت** صبح شبانگ الخ
**ترجمہ** وہ رات جو ارادہ قیامت رکھتی ہے۔ اس رات کی صبح کی طلوع ہو گئی یعنی پیری
آ گئی اور جوانوں کا علم گم ہو گیا۔ **بیت** خندہ غفلت الخ۔ **ترجمہ** غفلت کی ہنسی منہ ہی
میں شکستہ ہو کر رہ گئی۔ اور زندگی کی آرزو جان ہی میں ٹوٹ گئی (نہ رہی) **بیت** از کفِ
ایں الخ۔ **ترجمہ** اس کفِ خاک سے افسونگری کے ساتھ کوئی ایسی تدبیر کر کہ جان
(سلامت) لیجا سکے۔ **بیت** بر پرا زیں دام الخ۔ **ترجمہ** اس جال سے اڑ جا۔ کیونکہ
یہ خونخوار ہے۔ عقل ایسے ہی کاموں کے چارہ کے لئے (دی گئی) ہے **بیت** گرگ
زروباہ الخ۔ **ترجمہ** بھیڑیا لومڑی سے زیادہ طاقتور ہے (مگر) لومڑی نے اس لئے
رہائی پائی۔ کہ وہ زیادہ دانا ہے۔ **بیت** جہد بداں کن الخ۔ **ترجمہ** کوشش یہ کر کہ تو
وفا کا ہو رہے خود پرستی نہ کرے بلکہ خدا کا ہو رہے۔ **بیت** خاک دلے شو الخ۔ **ترجمہ**
جس دل میں وفا ہے اور انصاف کے پھول کا اس میں تھوڑا سا اثر موجود ہے۔ اس کا
پامال ہو جا۔ **بیت** ہر ہنرے کاں الخ۔ **ترجمہ** ہر وہ ہنر جسے دل سے سیکھتے ہیں۔
وفا کی پوشاک کی مغزی پر سی دیتے ہیں **بیت** گر ہنرے الخ۔ **ترجمہ** اگر کسی آدمی کے
وجود میں کوئی ہنر ہو۔ جب تو اسے پسند نہیں کریگا۔ تو اسکی قیمت کم ہو جائیگی۔ **بیت**
گر بہ پسندیش الخ۔ **ترجمہ** اگر تو اسے پسند کریگا تو اس کی حالت بدل جائیگی اور اس ہنر کے

پانی کا چشمہ دگنا ہو جائیگا۔ بیت مردم پرورده الخ۔ ترجمہ تربیت یافتہ لوگ اگر کسی شے میں کوئی ہنر دیکھتے ہیں تو جان سے اس کی پرورش کرتے ہیں۔ بیت خاک زمیں جز الخ۔ ترجمہ خاک زمین ہنر کے سوا (اور کسی شے سے) پاک نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ہنر آج اس طبقۂ خاک پر موجود نہیں ہے۔ بیت کار ہنر مند الخ۔ ترجمہ (حاسد) ہنر مند کی جان پر بنا دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے ہنر کو نقصان پہنچائیں۔ بیت حمل ریاضت الخ۔ ترجمہ (وہی حاسد) ریاضت کو نمایش پر محمول کرتے ہیں۔ اور فکر کرنے کو (سخن کیلئے) سودا سے نسبت دیتے ہیں۔ بیت نام کرم ساختہ الخ۔ ترجمہ بخشش کو نقصان کی مثمی ٹھیراتے ہیں اور وفا کو بے فائدہ غلامی کہتے ہیں۔ بیت گر ہنرے سر الخ۔ ترجمہ اگر کوئی صاحب ہنر پیدا ہوتا ہے تو بے ہنر اس سے الجھ پڑتا ہے۔ بیت گفتہ سخا را الخ۔ کور کند۔ وہ گڑھے جو سیلاب سے زمین میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ترجمہ سخاوت کو "تھوڑا سا تمسخر کہتے ہیں"۔ اور سخن کو "گڑھے کا کنارہ" کہتے ہیں۔ بیت نقش وفا الخ۔ بر سیرخ زدن۔ فراموش کردن۔ ترجمہ نقش وفا کو فراموش کر دیتے ہیں اور چاند اور سورج کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ بیت گر نفسے مرہم الخ۔ ترجمہ اگر کوئی شخص یا کسی کا سانس راحت کا مرہم ہوتا ہے تو وہ بھی اس گروہ کے دل پر زخم معلوم ہوتا ہے (یہ اس سے بھی آزردہ ہوتے ہیں) بیت گز نے شربت الخ۔ ترجمہ اگر کسی گنے سے شیریں شربت پیتے ہیں تو کولھو کے رس کے سوراخ پر ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ گردون۔ کولھو شیرینہ۔ رس نکلنے کا سوراخ (مراد یہ کہ اگر کسی شاعر سے کلام شیریں سنتے ہیں تو تحسین کے عوض اس کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہیں) بیت بر جگر پختہ الخ۔ ترجمہ انجیر جیسے پختہ جگر پر کچے انگور کی طرح ترشروئی کرتے ہیں۔ بیت چشم ہنر بیں الخ۔ ترجمہ کسی شخص کی بھی ہنر دیکھنے والی آنکھ درست نہیں ہے وہ سوائے برائی اور عیب کے اور کچھ نہیں ڈھونڈھ سکتے۔ بیت حاصل دریا الخ۔ ترجمہ دریا سے گل کے گل موتی ہی حاصل نہیں ہوتے

(اسیطرح) کسی شخص کے وجود میں ایک ہنر کا ہونا بھی کافی ہے۔ بیت دجلہ بود قطرہ الخ۔
ترجمہ اندھی آنکھ سے ایک قطرہ بھی دجلہ کے برابر ہے (کیونکہ چشم کور سے آنسو نہیں نکلتا)
چیونٹی کے لئے مکھی کا پاؤں بھی بکری کا مرتبہ رکھتا ہے۔ چیونٹی حضرت سلیمانؑ کے حضور
میں ٹیڑھی کا پاؤں ہدیہ لائی تھی) بیت عیب خرند الخ۔ ناموس گرہ زبردستی اپنے کو باعزت
منوانے والا۔ ترجمہ یہ دو تین ناموس گر عیب جو ہیں۔ خود بے ہنر ہیں اور ہنر کی ہنسی
اُڑاتے ہیں۔ بیت تیرہ از گوہر الخ۔ ترجمہ اس سے بھی زیادہ تاریک ہیں جیسے
ردّہ پر ردّہ اور اس سے زیادہ تلخ ہیں کہ غم بر غم۔ بیت دود شوند ار الخ۔ ترجمہ اگر کسی
دماغ تک پہنچتے ہیں تو دھواں (باعث پریشانی) بنجاتے ہیں۔ اور اگر کسی چراغ تک پہنچ
جاتے ہیں۔ تو ہوا بن جاتے ہیں یعنی اُسے بجھا دیتے ہیں۔ یعنی ہمیشہ نفع کے بجائے
نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور نیکی کی جگہ بدی کو پسند کرتے ہیں۔ بیت حال جہاں بیں الخ
ترجمہ زمانہ کا حال دیکھ کہ کون سے لوگ اُس کے سردار بنے ہوئے ہیں اور اُس کے
ناموہا ور پسندیدہ کون سے اشخاص ہیں۔ بیت ایں دو سہ بدنام الخ۔ ترجمہ یہ اپنے
گھوارے (دنیا) کو بدنام کرنے والے چند اشخاص مجھے اپنے عہد کی طرح توڑ رہے ہیں
یعنی اپنے عہد کی شکستگی کیطرح میری بھی دلشکنی کرتے ہیں۔ بیت من بہ صفت چوں الخ۔ ترجمہ میں
صفت میں آسمان کے چاند کیطرح ہو جاتا ہوں۔ میں نہیں گھٹتا اور اگر گھٹتا ہوں تو (پھر)
بڑھ جاتا ہوں (بڑھ جانیسے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ ہلال زیادہ زیبا معلوم ہوتا ہے) بیت رنج گرفتم
ز حد الخ۔ ترجمہ میں نے فرض کر لیا کہ یہ حد سے زیادہ رنج اُٹھاتے ہیں (مجھے آزار پہنچانے کیلئے)
لیکن آسمان کے مقابلہ میں اگر میں آسمان کے سو بلند مرتبے والا ہوں) اس رقعہ دشمنی کو کسطرح
انجام تک پہنچا سکیں گے۔ بیت بر سخن تازہ الخ۔ ترجمہ جیسا باغ سے بھی زیادہ تازہ سخن پر
یہ لوگ اصحاب نوحؑ کیطرح پرانے منکر ہیں (یعنی میرا وہ کلام جو روح سے بھی زیادہ لطیف پاکیزہ
اور تازہ ہے ان حاسدوں کی نظروں میں نہیں جچتا اور نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح کہ ساتھ ہو سکے

کے وعظ و نصیحت سے کہ باوجود راہ راست پر نہ آئی تھی۔ اور اُنکی نبوت کی قائل نہ ہوئی تھی۔ یہ لوگ بھی میرے کلام کی خوبیوں کے منکر ہیں۔ بیت دل کہ دارد الخ۔ ترجمہ میرا دل جوان لوگوں کے ظلم و ستم کی پروا نہیں رکھتا وہ اُن کی یاد سے میری یاد کو بھی بھولجاتا ہے (دل ایسے لوگوں کی یاد کو بُرا خیال کرتا ہے) بیت با بدنشاں الخ۔ ترجمہ انکی اس بُرائی کے مقابلہ میں جسکی کوئی حد و انتہا نہیں ہے میری خاموشی غالب اور زبردست شہرت والی ہے۔ بیت حقہ پرآواز الخ۔ ترجمہ (موتیوں کی) ڈبیا ایک موتی سے پُرآواز ہوتی ہے (لیکن) جب اُس کا شکم بھر جاتا ہے تو خاموش ہو رہتی ہے۔ یعنی یہ لوگ خالی ڈھول ہیں بلکہ علم و عمل سے خالی ہیں۔ اسیواسطے شور مچاتے ہیں۔ اسکی وہی مثال ہے کہ اگر ڈبیا میں ایک موتی ہو تو وہ جھنجھناتا ہے۔ لیکن اگر وہ بھری ہوئی ہو تو نہیں جھنکتی۔ بیت چنبرہ چنگ الخ۔ ترجمہ چنگ کا حلقہ شور مچاتا ہے (کیونکہ وہ اندر سے خالی ہوتا ہے) لیکن جب پُر ہو جاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔

# حکایتِ بُلبل با باز

درچمن باغ الخ۔ ترجمہ باغ کی کیاریوں میں جب گلاب کھلا (بہار آگئی) تو بلبل نے باز کو گفتگو شروع کی۔ کز ہمہ مرغاں الخ۔ ترجمہ کہ تمام پرندوں میں تو ہی سب سے زیادہ خاموش ہے۔ آخر بتلا تو سہی کہ تو (اس خاموشی میں) بازی کیوں لیگیا ہے۔ تا تو لب الخ۔ ترجمہ اے نیک لب! جب سے تو نے زندگی کا دم لیا ہے (پیدا ہوا ہے) تو نے کسی سے ایک بھی مزیدار بات نہیں کی۔ منزل تو دست الخ۔ ترجمہ با اینہمہ بادشاہوں کا ہاتھ تیرا مقام ہے اور کبک دری کا سینہ تیری خوراک ہے۔ قطعہ منکہ بیکدم الخ۔ ترجمہ میں جو ایک لمحہ میں غیب کے کان کے سیکڑوں بیدھے ہوئے (عمدہ موزوں) موتی جیب سے نکال لاتی ہوں۔ میری غذا کیڑوں کا شکار کیوں ہے۔ اور میرا گھر کانٹوں پر کیوں ہے۔ باز بدو گفت الخ۔ ترجمہ باز نے اُس سے کہا۔ کہ ہمہ تن گوش ہوجا (غور سے سن) میری خاموشی کو غور کی نظر سے دیکھ اور خاموش ہوجا۔ بیت منکہ شدم الخ۔ ترجمہ میں چونکہ ذرا تجربہ کار ہو چکا ہوں۔ یعنی شکار کرنا جان گیا ہوں اسلئے

سینکڑوں (کام) کرتا ہوں۔ اور ایک بھی بیان نہیں کرتا۔ زو کہ توئی الخ۔ ترجمہ جا کہ تو زمانے کی عاشق ہے۔ کہ کام ایک نہیں کرتی اور باتیں ہزار بناتی ہے۔ بیت منکہ ہمہ معنیم الخ۔ ترجمہ میں چونکہ ہمہ تن معنی ہوں اس لئے۔ اس لئے یہ شکارگاہ (دنیا) مجھے بادشاہ کے ہاتھ سے چکور کا سینہ دلاتی ہے۔ چوں تو ہمہ الخ۔ ترجمہ اور تو چونکہ ہمہ تن زخم زبان ہے (وہ شخص جس کی زبان ہم نشینوں کے دل کو زخمی کردے اُسے زخم زبان کہتے ہیں) اس لئے تو کیڑے کھا۔ اور کانٹوں پر بیٹھ۔ والسلام۔ خطبہ جو برا الخ۔ ترجمہ جبکہ فریدوں کے نام پر خطبہ پڑھتے ہوں۔ تو ڈھول کی آواز پر (خطبہ) کا حکم کس طرح لگا سکتے ہیں صبح یا بانگ ترجمہ فصیح ہو مرغ سحر کی آواز کے ساتھ طلوع ہوتی ہے (یعنی طلوع صبح کے وقت مرغ بولتا ہے) تو ظہور یا طلوع صبح گویا بانگ خروس پر از راہ افسوس خندہ زن ہے کیونکہ خاموشی مفید اور غوغا مضر ہے جیسا کہ اشعار سابقہ ولاحقہ سے ظاہر ہے۔ چرخ کہ در الخ۔ ترجمہ آسمان جو معرض فریاد میں نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی اُس کے حلقے سے آزاد نہیں ہے (آسمان خاموش ہے۔ اسیواسطے تمام دنیا اُسکے حلقۂ اطاعت میں ہے) برکش آوازہ الخ۔ ترجمہ بلند مرتبہ نظم کی دھوم نہ مچا۔ تاکہ تو نظامی کی طرح سے شہر بند نہ ہو جاتے۔ مولانا نظامی ایک مدت تک سے معذور تھے۔ حسن تعلیل کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ میں جو کہیں جا آ نہیں سکتا اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی بلند مرتبہ نظم کی شہرت کی وجہ سے مقید ہو رہا ہوں۔ ایک اردو کا شاعر کہتا ہے

قید کا اپنی سبب بلبل خوش لہجہ نہ پوچھ      تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

# در سبب اختصار گوید

بیت صبحک اللہ الخ۔ ترجمہ اے دبیر! خدا تیری صبح اچھی کرے۔ میں اپنی قلم کیطرح اپنے ہاتھ (اختیار) سے باہر ہو گیا۔ میری مدد کر۔ کیں نمط الخ۔ ترجمہ کیونکہ (نظم کا) یہ طریقہ آسمان سے بھی اوپر اڑ رہا ہے اور میرے قلم کے ذریعے سے نیرنگی دکھلا رہا ہے۔ زین ہنر الخ۔ المالتمس

اس مثنوی کے مطالب ومعانی۔ گزلک۔ چھوٹی چھری مراد تحفہ مختصر یعنی مثنوی مخزن الاسرار۔
بہ سبب اختصار۔ ہنر الماس کے بجائے ایک نسخہ ہمہ الماس بھی ہے کہتے ہیں کہ کاریگر
لوہار الماس کو حل کرکے چھری اور تلوار پر اس طرح لگا دیتے ہیں کہ وہ لوہے کو بھی آسانی سے کاٹ سکے
ملک۔ بہرام شاہ۔ ترجمہ اس ضعیف گوئی کے ہنر سے میں نے جو الماس پگھلایا ہے۔ اس سے بادشاہ کیلئے
(تحفہ کے طور پر) ایک چھوٹی سی چھری تیار کی ہے۔ کاہن شمشیر الخ۔ ترجمہ آہن سے مضمون
مراد ہے۔ سنگ بمعنی سخت۔ کیونکہ میری اس تلوار (کتاب) کا لوہا (مضامین) بہت سخت تھے اور
میری آہنگری کی بھٹی (اکاوزن) تنگ تھی۔ دولت اگر الخ۔ ترجمہ اگر دولت میری رفاقت یا یاوری
کرتی تو میرا بخت اس کام کی طرف مائل نہ ہوتا۔ دردلم آید الخ۔ ترجمہ میرے دل میں خیال آتا ہے
کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ کہ یہ چند ورق سیاہ کر ڈالے ہیں۔ آنچہ دریں الخ۔ ترجمہ اس خیمہ گاہ
کے چھپر کھٹ میں جو کچھ بھی ہے وہ چند صبحوں کی جلوہ گری ہے (اس کتاب کے مضامین چند
صبحوں کی واردات ہیں۔ جو میرے دل پر نازل ہوئی۔ غور وتامل سے لکھے ہوئے نہیں ہیں)۔ زیں
برہ مخور الخ۔ برہ۔ ہرن یا بکری کا بچہ۔ ترجمہ اس تر وتازہ بچے (کا لذیذ گوشت) کھا دھوئیں
کیا کھاتا ہے (یعنی دماغ پریشان نہ کر) اور دوسرے نمک سودہ (یعنی مضامین دیگراں) کو آگ
لگا دے۔ پیشتر وآہستگی الخ۔ ترجمہ آگے بڑھ اور ذرا صبر سے کام لے۔ اور اگر تو اس
میں غور وفکر کرے۔ تو اچھی طرح غور کر (مثنوی کو پڑھ اور پھر غور کر) ہر سخنے کز الخ۔ ترجمہ اس
کتاب کا) ہر وہ سخن جسے ادب سے بعد ہو بیشک اسے مٹا دے۔ کہ میری طرف سے اجازت
ہے۔ وانچہ نہ از الخ۔ ترجمہ اور (اس کتاب کی) جو بات بھی شریعت سے آراستہ نہ ہو۔ خواہ
وہ حرف میں ہی خود کیوں نہ ہوں اس پر قلم پھیر دے۔ گر نہ در وداد الخ۔ ترجمہ اگر میں نے
اس میں داد سخن نہ دی ہوتی تو میں اسے شہر بہ شہر نہ بھیجتا۔ ایں طرفم الخ۔ ترجمہ اس طرف
(گنجہ) نے مجھے بہت بری طرح سے قید کر رکھا ہے ورنہ تمام عالم میری محبت میں گرفتار
ہے۔ گفت زمانہ الخ۔ زمن بفتح زا وکسر میم بیمار صاحب فراش۔ ترجمہ زمانہ نے مجھ سے

کہا کہ تو زمین تو نہیں ہے (کہ اس طرح بحس و حرکت بیٹھا ہے) حرکت کر۔ تو مریضوں کی طرح سے کب تک بیٹھا رہیگا۔ کوئی کام کر (حکمائے قدیم زمین کو ساکن اور آسمان کو متحرک مانتے تھے) بکر معانیم الخ۔ ترجمہ میری دوشیزہ معانی جس کا مثل نہیں ہو سکتا۔ اس کے قامت کے اندازہ کے مطابق کوئی صدری نہیں ہے۔ نیم تنی تا الخ۔ نیم تنی۔ وہ کپڑا جو صرف آدھے جسم کو ڈھانپ سکے۔ ترجمہ اس کے پاس زانو تک کی جاکٹ ہے۔ اس لئے وہ زانو کے بل بیٹھ گئی۔ باید حلہ الخ۔ ترجمہ اس قد کے مطابق لباس آراستہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے لئے اٹھنا بے ادبی نہ ہو (ان اشعار میں مولانا نے اپنے مضامین عالیہ کو ایک دوشیزہ قرار دیا ہے۔ کہ الفاظ کا لباس اس کے جسم پر پورا نہیں آسکتا۔ اور جن الفاظ میں اس کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی عورت کو نیم تنی پہنا دی جائے۔ ظاہر ہے کہ باقی جسم کو ڈھانپنے کیلئے وہ زانوؤں کے بل بیٹھ جائیگی۔ اور سیدھی کھڑی نہ ہوگی پس مخزن اسرار کے اختصار کی وجہ یہ ہے کہ الفاظ کا جامہ اس کے جسم پر پورا نہیں آیا۔ اور یہ مختصر ہو گئی ہے)۔ از نظر ہر الخ۔ ترجمہ ہر بوڑھے اور جوان کی نظر سے (جو وہ اس کتاب پر ڈالیگا) مجھے شہرت کے سوا اور کیا حاصل ہے؟۔ گرمی ہنگامہ الخ۔ ترجمہ اس سے مجھے صرف گرمی ہنگامہ نصیب ہے اور زر کچھ بھی نہیں (نصیب ہوتا) صرف گرمی بازار میسر ہے اور کچھ بھی نہیں۔ گنجہ گرہ کردہ الخ۔ گنجہ۔ مولانا کا مسکن۔ ترجمہ گنجہ میرے گریبان میں گرہ ڈالے ہوئے ہے (میں یہاں سے کہیں جا نہیں سکتا) اور عراق بغیر (سابقہ) تعلقاتِ محبت و شناسائی کے میری ملکیت ہے (تمام عراقی بغیر کسی سابقہ شناسائی اور محبت کے میرے کلام کی وجہ سے میرے حلقہ بگوش بنے ہوئے ہیں) بیت بانگ برآورد الخ۔ ترجمہ زمانہ پکار اٹھا کہ اے لڑکے! نظامی کون ہے اور گنجہ کون؟ (میرے سخن کی اور اس کی وجہ سے گنجہ کی شہرت تمام اطراف جہان میں ہو گئی)۔ باد مبارک الخ۔ ترجمہ (زمانے نے کہا کہ) اسکی گوہر افشانی اس ملک

کے لئے مبارک ہو جس کی یہ گوہر ملکیت ہے (نظامی کا کلام اس ملک کو مبارک ہو جس سے نظامی کو نسبت ہے) کرد نظامی الخ۔ ترجمہ نظامی نے اُسے (کتاب کو) آراستہ کرنے کے لئے سر سے پاؤں تک جواہرات میں غرق کر دیا ہے بیت مرغ قلم الخ۔ ترجمہ طائر قلم نے اُڑنے کا ارادہ کیا تو کاغذ کے صفحے پر اپنے دونوں بازو کھول دیے پاسے ز سر کرد الخ۔ ترجمہ (قلم نے) سر کے پاؤں بنائے اور ہونٹوں سے موتی بکھیر کر اور مخزن اسرار کو انجام تک پہنچا دیا۔ بود حقیقت الخ۔ ترجمہ درست شمار کے لحاظ سے ماہ ربیع الاول کی چوبیس تاریخ تھی۔ ازگہ ہجرت الخ۔ ترجمہ زمانہ ہجرت سے لے کر اسوقت تک پانسو بیاسی (۵۸۲) سال گذر چکے ہیں۔ شکر کہ این الخ۔ ترجمہ خدا کا شکر ہے کہ کتاب کا آغاز ہوا۔ اور عمر سے پہلے انجام کو پہنچی۔ شکر کہ این الخ۔ ترجمہ شکر ہے کہ یہ حقائق نظام نظم خدائے تعالیٰ کی توفیق سے ختم ہوئی۔ گوہر دریائے الخ۔ ترجمہ یہ (کتاب) ایک گرامی دریا کا موتی اور نظامی کی مخزن اسرار ہے +

تمام شد



(حررہ اشفاق احمد بریلوی)

Amh

"ہوالجلیل"

دورِ آخر

یعنی

# خلاصہ شعر العجم حصہ سوم

مرتبہ

عندلیب شادانی

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

در مطبع کریمی لاہور باہتمام میر امیر بخش چھپا

قیمت ۱/۲

# ایرانی شاعری کا آخری دور

ان میں تیموری خاندان کا اخیر فرمانروا سلطان حسین مرزا تھا۔
کے آخری زمانہ میں سلطنت صفویہ کا آغاز ہوا۔ جس کی اجمالی
کیفیت یہ ہے کہ شیخ صفی الدین آردبیلی ایک مشہور خاندان
سادات کے سجادہ نشین تھے۔ اُن کی اولاد میں سلطان حیدر
ایک بزرگ پیدا ہوئے جنکے مرید قرمزی رنگ کی بارہ گوشے
کی ٹوپی پہنتے تھے اور اس مناسبت سے قزلباش کہلاتے تھے۔
جس کا لفظی ترجمہ سُرخ سر ہے۔ وہ ایک معرکہ میں شہید ہوئے
اُن کے صاحبزادے شاہ اسمٰعیل نے محرم ۹۰۵ھ میں
ستّر آدمیوں کے ساتھ آذربائجان پر چڑھائی کی اور رفتہ رفتہ اپنی
جماعت اسقدر بڑھائی کہ شروان پر حملہ آور ہو کر وہاں کے فرمانروا
کو شکست دی۔ انہوں نے ۲۵ برس کی مدت میں ایک وسیع
سلطنت قائم کر لی اور حکومت صفویہ کی بنیاد ڈالی۔ ۹۳۰ھ میں
ان کا انتقال ہو گیا۔
ان کے بعد اُن کے بیٹے طہماسپ نے سلطنت کو اور ترقی دی۔

۵۵ برس حکومت کرکے ۹۸۴ھ میں وفات پائی۔ اُن کے بعد اُن کا بیٹا اسمٰعیل مرزا اور پھر اِن کا بیٹا شاہ عباس ۹۹۵ھ میں فرمانروا ہوا۔
شاہ عباس وسعت حکومت اور انتظامات مُلکی میں دوسرا اکبر بادشاہ جہان تھا۔ اُس نے کُل ایران۔ خراسان۔ آرمینیہ اور عراق عرب کو مسخر کیا۔ مُلک میں اِس سرے سے اُس سرے تک کاروانسرائیں بنوائیں جن میں مُسافروں کے لئے سلطنت کی طرف سے تمام چیزیں مُہیّا رہتی تھیں) ۴۴ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۰۳۸ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد شاہ صفی اور پھر شاہ عباس ثانی تخت نشین ہُوا جسنے ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی اس خاندان صفویہ کے عہد حکومت میں تہذیب و تمدّن کو خوب ترقی ہوئی۔ ہر چیز میں نفاست اور تکلف شروع ہُوا۔ اس کا اثر شاعری پر بھی پڑا۔ اس لئے شاعری میں نہایت لطافت اور نزاکت پیدا ہوگئی۔

صفوی خاندان خود صاحب علم وفضل اور سخن سنج و سخن شناس تھا۔ اسلئے اُسنے شعر کی نہایت قدر ومنزلت کی شاہ عباس اکثر مسیح کاشی کے گھر اُن سے ملنے جایا کرتا تھا۔

علاوہ ازیں چونکہ اسی زمانہ میں ہندوستان میں تیموری خاندان شاہانہ فیاضیوں کے دریا بہا رہا تھا اور ایران کے شعرا دولت کی کشش سے ادھر کھنچے چلے آتے تھے۔ اسلئے صفوی خاندان اور بھی رقیبانہ حوصلہ مندیوں پر مجبور رہتا گو اس معرکہ میں آخر بازی ہندوستان

ہی کے ہاتھ رہی۔

ہندوستان میں شاعری اگرچہ بابر کے ساتھ آئی چنانچہ **آتشی قندھاری** جس کا یہ مطلع مشہور ہے۔

شرشکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تماشا کن      بیا در کشتی چشمم نشین وسیر دریا کن

بابر کے ساتھ ہندوستان میں آیا۔ لیکن شاعری کی تربیت **بیرم خانخانان** سے شروع ہوئی۔ وہ خود پختہ کار شاعر تھا۔ ترکی اور فارسی دونوں زبانوں میں کہتا تھا۔ اکثر شعرا اس کے دربار میں ملازم تھے۔ **نظیری سمرقندی** نے اس کے ایما سے **شاہنامہ ہمایونی** لکھ کر بیش بہا صلہ حاصل کیا۔

**اکبر** گوامی تھا لیکن نہایت خوش ذوق اور قدردان سخن تھا۔ اُس نے ملک الشعرائی کا خاص عہدہ قائم کیا۔ جس پر سب سے پیشتر **غزالی** مامور ہوا۔ اکبر کی فیاضیاں دیکھ کر ایران کے تمام شعرا ہندوستان میں امنڈ آئے۔

**اکبر اور جہانگیر** وغیرہ سلاطین خود صاحب مذاق اور نکتہ سنج تھے۔ اسلئے شعرا فن شعر میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسکے ساتھ ہی چونکہ تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ہر شاعر دوسرے پر سبقت لیجانا چاہتا تھا اسلئے خود بخود اُن کے کلام میں زور پیدا ہوتا جاتا تھا اور ہر ایک اپنے کلام میں کوئی نہ کوئی جدت پیدا کرتا تھا۔

**جہانگیر** کا ذوق شاعری اسقدر صحیح تھا جسقدر ایک بڑے نقاد

فن کا ہو سکتا ہے طالب آملی ایک مدت تک اُس کے دربار میں شاعری کرتا رہا لیکن اُس نے ملک الشعرائی کا خطاب اُس کو اسوقت دیا جبکہ وہ درحقیقت اس منصب کے قابل ہُوا۔

غرضکہ ان سلاطین کے دربار میں شعر و شاعری کو جو ترقی ہوئی وہ صرف اسلئے نہ تھی کہ شاعری سے دولت ہاتھ آتی تھی بلکہ زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ یہ سلاطین خود موزون طبع تھے۔ نقاد فن تھے۔ اچھے بُرے کی تمیز رکھتے تھے۔ موقعہ بموقعہ شعرا کو ٹوکتے رہتے تھے۔ اُن کو صحیح داد دیتے تھے۔ اس لئے اُن کے دربار حقیقت میں شاعری کی تعلیم گاہ تھے۔

دکن میں ابراہیم عادل شاہ کی قدردانی اور فیاضی نے بیجاپور کو ایران کا ٹکڑا بنا دیا تھا ظہوری اور ملک قمی اُس کے دربار کے مُلازم تھے اور اکبری کشش بھی اُن کو دِلّی اور آگرہ نہ کھینچ سکی۔

برہانپور میں نظام شاہ بحری گویا اس فن کا مربی تھا ظہوری نے ساقی نامہ اسی کی شان میں تصنیف کیا جس کا بیش بہا صلہ عطا ہُوا ہندوستان کی بھی فیاضیاں تھیں جن کی بنا پر تمام ایران ادھر کھنچا چلا آتا تھا۔

ہندوستان میں سلاطین اور شہزادوں کے علاوہ ۔ امرا اکثر سخن فہم اور قدردان تھے۔ ان میں ابوالفتح گیلانی عبدالرحیم خانخاناں نے شاعری کی اکاڈیمی (بیت العلماء) قائم کی جس کی بدولت شعرا نے اس فن میں نہایت ترقی کی۔

شعر کی تاریخی زندگی میں یہ واقعہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان میں آکر فارسی شاعری نے ایک خاص جدت اختیار کی۔ یہ جدت حکیم ابوالفتح کی تعلیم کا اثر تھا۔

اسی طرح خانخانان کی شاہانہ فیاضیوں اور شاعرانہ نکتہ سنجیوں نے شعروشاعری کے حق میں ابر کرم کا کام دیا اس نے احمدآباد میں ایک کتب خانہ قائم کیا جس میں ہر فن کی نہایت نادر کتابیں جمع کیں۔ اکثر یہاں غزلوں کی طرحیں دی جاتی تھیں۔ شعرا مشاعرے کرتے تھے۔ خانخانان خود بھی شریک صحبت ہوتا تھا۔ غزلیں بھی کہتا تھا اور قدردانی سے شعرا کا دل بڑھاتا تھا۔ وہ اس مرتبہ کا سخن سنج تھا کہ اگر شاعری میں پڑتا تو نظیری اور عرفی کا ہمسر ہوتا۔

خانخانان کی فیاضی اور قدردانی سے جو شعرا اور اہل کمال اس کے دربار میں جمع ہو گئے سلاطین کو بھی یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ عرفی کو اس قصیدہ پر۔ (اے داشتہ در سایہ ہم تیغ و قلم را)۔ ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔

ایک دفعہ نظیری نے خانخانان سے کہا کہ لاکھ روپیہ کا ڈھیر لگایا جائے تو کسقدر ہو گا ہمنے کبھی نہیں دیکھا۔ خانخانان نے لاکھ روپیہ منگوا کر سامنے رکھوا دیئے۔ نظیری نے کہا خدا کا شکر ہے آپکی بدولت میں نے لاکھ روپیہ تو دیکھ لئے خانخانان نے روپے اس کے گھر بھجوا دیئے۔

مربیان سخن کے سلسلہ میں علی قلی خان۔ خان زمان۔

خان اعظم کوکلتاش۔ ظفر خان اور غازی خان کا نام بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(خان زمان۔ اکبری دربار کے امرائے کبار میں سے تھا جو بالآخر حریف سلطنت بن کر مارا گیا۔ وہ خود شاعر اور قدردان سخن تھا سلطان تخلص کرتا تھا۔ اکثر شعرا اس کے دربار میں مُلازم تھے)

(غزالی نے ہزار شعر کی ایک مثنوی نقش بدیع لکھ کر پیش کی۔ خان زمان نے وہ صلہ دیا جو سلطان محمود نہ دیسکا تھا (یعنی فی شعر ایک اشرفی)۔ خان زمان کے مرنے پر غزالی اکبر کے دربار میں پہونچا اور ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ الفتی یزدی خان زمان ہی کے دربار میں مُلازم تھا)

(خان اعظم کوکلتاش۔ اکبر کا رضاعی بھائی اور اس کے ساتھ کا کھیلا تھا۔ اکبر اس کی ناز برداریاں کرتا تھا۔ خان اعظم نہایت قابل نکتہ سنج اور بہت بڑا مورخ تھا۔ اُسینے جعفر ہروی۔ سہمی۔ مدامی۔ بدخشی۔ مقیمی۔ سبزواری وغیرہ اکثر شعرا کی تربیت کی)

(مرزا غازی خان۔ قندھار کا صوبہ دار تھا۔ ایران کے شعرا جو کابل اور قندھار کی راہ سے ہندوستان میں آتے تھے۔ پہلے مرزا غازی خاں ہی کے خوان کرم سے فیضیاب ہوتے تھے)

(ظفر خان۔ صوبہ دار کشمیر اس مرتبہ کا شخص تھا کہ کلیم اور صائب کو اس کی استادی اور مربی گری کا اعتراف ہے صائب مدتوں اُسکے

دربار میں رہا اور اس کی بدولت شاعری میں ترقی کی۔ اس نے ایک عجیب مرقع طیار کرایا تھا۔ یہ ایک بیاض تھی جس میں ہر شاعر اپنا کلام منتخب اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا اور صفحہ کی پُشت پر اسکی تصویر ہوتی تھی۔
اس زمانہ میں شاعری کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ ہُوا کہ مشاعرہ کا رواج قائم ہُوا۔ قبل ازیں شعرا بطور خود اساتذہ کی غزلوں پر غزلیں لکھتے تھے۔ اب (یعنی فغانی کے زمانے سے) یہ طریقہ قائم ہُوا کہ کسی امیر صاحب مذاق کے مکان پر شعرا جمع ہوتے تھے۔ پہلے سے کوئی طرح دیدی جاتی تھی۔ سب اس طرح میں غزلیں لکھ کر لاتے اور پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی برسر محفل برابر کے دعویداروں میں چوٹ چل جاتی۔ سوال جواب ہوتے اور اس طرح مسابقت اور حریف پیشگی شاعری کو ترقی دیتی جاتی تھی۔ ان تمام مجموعی حالات نے شاعری پر جو اثر کیا اور جو خصوصیتیں پیدا کیں حسب ذیل ہیں:۔

## (۱) غزل کی ترقی۔

گو اس زمانہ میں قصیدہ۔ مثنوی۔ غزل۔ رباعی۔ ان تمام اصناف سخن کا بہت بڑا ذخیرہ پیدا ہوگیا تھا لیکن در اصل یہ عہد غزل کی ترقی کا عہد ہے۔ غزل میں مختلف اسٹائل قائم ہوئے جنکی تفصیل یہ ہے:۔
۱۔ **واقعہ گوئی یا معاملہ بندی**۔ یعنی اُن واقعات اور معاملات کا ادا کرنا جو عشق و عاشقی میں پیش آتے ہیں۔ گو واقعہ گوئی کے موجد سعدی ہیں اور امیر خسرو نے اس پر معتدبہ اضافہ کیا لیکن اس عہد میں

یہ ایک مستقبل صنعت ہوگئی جس کا بانی اوّل مرزا اشرف جہان قزوینی ہے جو شاہ طہماسپ صفوی کا وزیر تھا۔

وحشی یزدی۔ علی قلی میلی۔ اور علی نقی کمرہ نے اس طرز کو اپنا خاص موضوع بنالیا۔

وحشی یزدی چونکہ رند اور اوباش مزاج تھا۔ اور بازاری معشوقوں سے اس کو زیادہ سروکار رہا۔ اسلئے اُس نے اس طرز کو کسی قدر اعتدال سے بڑھا دیا۔ واسوخت کی ابتدا بھی اسی نے کی اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو گیا۔

ب۔ فلسفہ۔ غزل میں فلسفہ کی آمیزش عرفی نے خاص طور پر کی لیکن اس طرز کو زیادہ ترقی نہیں ہوئی کیونکہ اُس کے ہمعصروں اور اس کے مابعد کے شعرا نے بہت کم اس طرز میں کہا۔

ج۔ مثالیہ۔ یعنی کوئی دعویٰ کرنا اور اس پر کوئی شاعرانہ دلیل پیش کرنا۔ اس طرز کے بانی۔ ابو طالب کلیم علی قلی سلیم۔ مرزا صائب اور غنی ہیں۔ یہ طرز نہایت مقبول ہُوا یہاں تک کہ شاعری کے خاتمہ تک قائم رہا۔

---

د۔ تغزل۔ تغزل سے یہ مراد ہے کہ عشق اور عاشقی کے جذبات موثر الفاظ میں ادا کئے جائیں۔ یہ وصف اگرچہ لازمہ غزل ہے لیکن نظیری نیشاپوری۔ حکیم شفائی اور علی نقی کمرہ نے اس کو اور زیادہ نمایاں کیا۔

نوٹ۔ ان لوگوں میں اور وقوع گویوں میں یہ فرق ہے کہ وقوع گو شعرا ہوس پرست اور شاہدان بازاری کے عاشق ہوتے ہیں اور اسی قسم کے واقعات اور خیالات باندھتے ہیں۔ بخلاف اس کے متغزلین کا معشوق بازاری نہیں ہوتا اور نہ ان کا عشق متبذل اور اوباشانہ ہوتا ہے۔

س۔ خیال بندی اور مضمون آفرینی۔ یہ وصف تمام متاخرین میں ہے لیکن اس طرز کو نمایاں کرنے والا جلال اسیر ہے جو شاہجہان کا ہمعصر ہے۔ شوکت بخاری۔ قاسم دیوانہ وغیرہ نے اس کو اور زیادہ ترقی دی اور ہمارے ہندوستان کے شعرا مرزا بیدل اور ناصر علی اسی گرداب کے تیراک ہیں۔

(۲) قصیدہ۔ قصیدہ کا ایک خاص طرز عرفی نے قائم کیا جس کی تقلید کوئی نہ کرسکا۔ ظہوری۔ طالب آملی۔ حسین ثنائی نے بھی اس صنف کو بہت ترقی دی ؀

(۳) مثنوی۔ مثنوی بالکل اپنے درجہ سے گرگئی۔ فیضی اس سے مستثنیٰ ہے مثنوی میں عموماً تاریخی واقعات یا اخلاقی مضامین ہوتے ہیں لیکن ان مضامین کے لئے سادگی اور پختگی درکار ہے۔ متاخرین ہر بات میں رنگینی کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لئے مثنوی مثنوی نہیں رہی۔ بلکہ غزل بن گئی۔ کلیم کا شاہجہان نامہ پڑھو رزم لکھتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم نشاط میں گانا ہورہا ہے ؀

(۴) رباعی - یہ زمانہ اس امتیاز پر ناز کرسکتا ہے کہ رباعی نے فلسفہ کے تمام مسائل ادا کر دئے - سحابی استر آبادی جو اکبر کا ہمعصر اور نجف میں معتکف تھا اسنے کم از کم سترہ ہزار رباعیاں لکھیں جو سرتاپا فلسفہ سے مملو ہیں -

یہ تمام تفصیل خاص خاص انواع شاعری کے متعلق تھی - عام طور پر طرز ادا اور اسلوب بیان میں جو جدتیں پیدا ہوئیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) قدما اور متوسطین کسی خیال کو پیچیدگی سے ادا نہیں کرتے تھے متاخرین کا یہ خاص انداز ہے کہ جو بات کہتے ہیں پیچ دے کر کہتے ہیں - یہ پیچیدگی زیادہ تر اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جو خیال کئی شعروں میں ادا ہو سکتا تھا اس کو ایک شعر میں ادا کرتے ہیں مثلاً قدسی کہتا ہے -

عیش ایں باغ باندازۂ یک تنگدل است　　کاش گل غنچہ شود تا دل ما بکشاید

(مطلب یہ ہے کہ دُنیا کا باغ ایک نہایت مختصر باغ ہے - اس میں اسی قدر وسعت ہے کہ صرف ایک تنگ دل آدمی خوش ہوئے - اسلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ میرا دل بھی شگفتہ ہو اور پھول کی کلی بھی کھل سکے - اس بنا پر آرزو کرتا ہے کہ کاش پھول کلی بن جائے تاکہ میرے دل کی شگفتگی کی گنجائش نکل سکے - اس مضمون کو فلسفیانہ نظر سے دیکھیں تو یہ خیال کرنا مقصود ہے کہ دنیا میں جب کسی کو فایدہ پہونچتا ہے تو اُس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو نقصان پہونچا - کسی بادشاہ نے ملک فتح کیا یعنی دوسرے کو شکست ہوئی -)

یہ خیال کسی حیثیت سے دیکھا جائے ایک شعر میں سمانے کے قابل نہ تھا۔ اسلئے جب ایک ہی شعر میں اُس کو ادا کرنا چاہا تو خواہ مخواہ پیچیدگی پیدا ہو گئی۔

کبھی یہ پیچیدگی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ کوئی مبالغہ یا استعارہ یا تشبیہ نہایت دور از کار ہوتی ہے۔ اسلئے سُننے والے کا ذہن آسانی سے اسکی طرف منتقل نہیں ہو سکتا مثلاً شوکت بخاری کہتا ہے۔

گوشہارا آشیان مرغ آتشخوارہ کرد    برق عالم سوز یعنی شعلہ غوغائے من

(شعر کا مطلب یہ ہے کہ مینے جو آہیں کیں اسقدر گرم تھیں کہ اس سے شعلے نکلے۔ یہ شعلے لوگوں کے کانوں میں پہونچے یہانتک کہ لوگوں کے کانوں میں آگ بھر گئی۔ اس بنا پر مُرغ آتشخوار نے جس کی غذا آگ ہے کانوں میں اپنا گھونسلا بنا لیا کہ ہر وقت غذا ملتی رہے)

چونکہ کسی شخص کا ذہن اس طرف نہیں جا سکتا کہ آہ کی گرمی سے کان آتشکدے بن جائینگے۔ اسلئے مضمون آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔

(۲) اس زمانہ کے اکثر مضامین کی بنیاد الفاظ پر اور صنعت ایہام پر ہے۔ یعنی لفظ کے لغوی معنی کو ایک حقیقی بات قرار دے کر اس پر مضمون کی بنیاد قائم کرتے ہیں۔ مثلاً

امروز نیم شہرۂ عالم ز ضعیفی    عمریست کہ از ضعف فتادم بز بانہا

(بر زبان افتادن کے اصطلاحی معنی مشہور ہونا ہے لیکن لغوی معنی زبان پر پڑنا ہے مضمون کی بنیاد اسی لغوی معنی پر ہے۔ کہتا ہے کہ کمزوری اور

ضعف میں میں کچھ آج سے مشہور نہیں۔ ایک مدت ہے کہ میں زبانوں پر چڑھ گیا ہوں۔ زبان پر پڑنے کے معنی چونکہ اصطلاح میں مشہور ہونے کے ہیں اس لئے یہ دعویٰ صحیح ہے۔ لیکن شاعر لغوی معنی لیکر ضعف کو یوں ثابت کرتا ہے کہ میں اسقدر ضعیف ہوں کہ لوگوں کی زبانوں پر چڑھا پھرتا ہوں)

متاخرین کی شاعری سے اگر ایہام کو الگ کر دیا جائے تو انکی شاعری کا بہت بڑا حصہ دفعتہً برباد ہو جائیگا۔

(۳) اس دور کا بڑا امتیازی وصف۔ استعارات کی نزاکت اور جدت تشبیہ ہے۔ تمدن کی ترقی میں جس طرح تمام اسباب معاشرت و تمدن میں تکلفات پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح زبان اور خیالات میں بھی نزاکت اور تکلفات پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً "آنکھیں فرش راہ ہیں" گو بجائے خود اچھا استعارہ ہے لیکن نظیری کہتا ہے۔

میخواست بوسہ رخت اقامت بگسترد      از فرش جبہ راہ براں خاک کو نبود

بوسہ چاہتا تھا کہ بستر اڈالے لیکن اُس گلی میں اسقدر پیشانیوں کا فرش بچھا تھا کہ جگہ ہی نہ تھی۔

استعارات کی جدت اور نزاکت متاخرین کا عام انداز ہے لیکن اس خاص وصف میں طالب آملی سب سے زیادہ ممتاز ہے۔

(۴) اس زمانہ میں الفاظ کی نئی تراشیں اور نئی نئی ترکیبیں کثرت سے پیدا ہوئیں۔ مثلاً پہلے میکدہ۔ آتشکدہ وغیرہ مستعمل تھے۔ اب نشترکدہ۔ مرہم کدہ وغیرہ ترکیبیں پیدا ہوئیں یا مثلاً پہلے یک گلشن گل۔ یک چمن گل کہتے تھے

اب یک خندہ لب۔ یک دیدہ نگاہ وغیرہ کہنے لگے۔ اس قسم کی ترکیبیں عرفی۔ فیضی۔ نوعی نے بکثرت پیدا کیں۔ ان ترکیبوں سے اکثر جگہ مضمون کا اثر بڑھ جاتا ہے (مثلاً مصرعہ شکن بروے شکن خم بروئے خم چینید)

(مصرعہ۔ بہریک لب خندہ نتواں منت شادی کشید)

(مصرعہ۔ روے بروے حسن کن دست بدست نازدہ)

(مصرعہ۔ موج بر موج شکستم چو بہ عماں رفتم)

اس سے زیادہ یہ کہ ایک بڑا خیال ایک چھوٹے سے لفظ سے ادا ہوجاتا ہے مثلاً یہ شعر

بہ دور گردی من از غرور میخندد | حریف سخت کمانے کہ درکمین و ارم

کہنا یہ تھا کہ میں معشوق سے محبت کرتا ہوں لیکن الگ الگ رہتا ہوں کہ تیر عشق کا گھائل نہ ہوجاؤں۔ لیکن معشوق میرے اس کترائے پھرنے پر ہنستا ہے کہ میری زد سے بچ کر کہاں جائیگا۔ اس خیال کے ادا کرنے کے لئے دور گردی کا لفظ نہ ہو تو ایک شعر میں یہ مطلب ادا نہیں ہوسکتا۔

## فغانی شیرازی

تمام اہل فن اور ارباب تذکرہ کا اتفاق ہے کہ متوسطین کی شاعری میں انقلاب پیدا ہو کر جو نیا دور قائم ہوا جو متاخرین اور نازک خیالوں کا دور کہلاتا ہے اس کا بانی فغانی ہے۔

فغانی کا وطن شیراز ہے سام میرزا نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ پہلے چاقو بنایا کرتے تھے۔ شاعری کا آغاز تھا کہ ہرات میں آئے۔ اس زمانہ میں شاعری کا جو انداز مقبول عام تھا سلطان حسین مرزا کے شعرا کا انداز تھا چونکہ فغانی کا رنگ ان سے الگ تھا اسلئے کسی نے انکی قدر نہ کی۔ بلکہ ان کے کلام کو اسقدر لغو سمجھتے تھے کہ جب کسی کا مہمل شعر پڑھا جاتا تو کہتے فغانیہ ہے۔

جامی اسوقت تک زندہ تھے لیکن اُن سے بھی فغانی کو داد نہ ملی۔ بالآخر تبریز میں آئے یہاں سلطان یعقوب فرمانروا تھا اس نے اُنکی نہایت قدردانی کی اور بابا کا خطاب دیا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد بیورد میں آکر قیام کیا۔ نہایت لاؤ ابالی مزاج اور رند مشرب تھے۔ شراب حد سے زیادہ پیتے تھے۔ اکثر میخانوں میں گذرتی تھی۔ اس بنا پر بیورد کے حاکم نے ان کا روزینہ شراب اور گوشت مقرر کر دیا تھا۔ اخیر عمر میں توبہ کی اور مشہد میں معتکف ہو گئے۔ ۹۲۵ھ میں وفات پائی۔

ابتدا میں جب اپنے بھائی کی دکان پر چاقو بنایا کرتے تھے تو اس مناسبت سے سکاکی تخلص رکھا تھا پھر فغانی رکھا۔

کلام پر رائے ان کو تمام اہل سخن مجدد فن مانتے ہیں۔ والہ داغستانی لکھتے ہیں۔

(۱) اکثر استادان زمان مثلاً مولانا وحشی یزدی۔ مولانا نظیری نیشاپوری۔ مولانا عرفی شیرازی۔ خواجہ حسین ثنائی۔ حکیم شفائی اصفہانی۔ حکیم مسیحا کنائے

کاشی - مولانا ضمیری اصفہانی - و مولانا محتشم وغیرہم متبتع و مقلد و شاگرد و خوشہ چین خرمن طرز و روش اُو یند“

متاخرین کی جو خصوصیتیں تمہید میں مذکور ہوئیں فغانی کے کلام میں وہ متوسط حد تک موجود ہیں ورنہ اصلی ترقی عرفی - نظیری - شرف قزوینی وغیرہ نے دی ہے -

نمونہ کلام - خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست ۔ بسیار شیوہ ہاست بتان را کہ نام نیست

مقصود صحبت است زگل ورنہ بوئے گل ۔ انصاف اگر بود ز صبا میتوان شنید

تو لالہ گل بعد ازین با ہر کہ میخواہد نشین ۔ کہ من چون لالہ با داغ جفایت زین چمن رفتم

اے کہ میگوئی چرا جامے بجانے میخری ۔ این سخن با ساقی ما گو کہ ارزان کردہ است

طرز ادا کا لطف دیکھو - معترض کو یہ اعتراض تھا کہ شراب ایسی کیا چیز ہے جو جان کے عوض ہی خریدی جائے - لیکن اُس نے اختصار کے لئے صرف اسی قدر کہا کہ تم ایک پیالہ جان کے عوض میں کیوں خریدتے ہو - میخوار شراب کے لُطف کا اسقدر گرویدہ ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ اعتراض اس پر ہے کہ شراب اتنی ارزاں کیوں خریدتے ہو - اس کی قیمت تو جان سے بڑھ کر کوئی چیز دینی چاہئے - اس کا جواب دیتا ہے کہ میں کیا کروں - یہ اعتراض تو ساقی پر ہونا چاہئے کہ اس نے کیوں اسقدر قیمت گھٹا دی ہے ؂

# ملک الشعرا فیضی

فیضی عربی النسل ہے اسلاف یمن میں رہتے تھے شیخ موسیٰ جو فیضی کی پانچویں پشت میں ہیں وطن سے ترک تعلق کر کے سیاحت کو اُٹھے۔ چلتے پھرتے سندھ کے علاقے میں آئے ریل ایک قصبہ ہے یہاں قیام کیا اور شادی کرلی۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ خضر فیضی کے دادا کو وطن چھوڑنا پڑا۔ انہوں نے ناگور ہی میں آکر ایک عربی خاندان میں شادی کرلی جس سے شیخ مبارک پیدا ہوئے۔ شیخ مبارک ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ میں آئے (جمنا کے کنارے میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ میں قیام اختیار کیا) اور یہیں ایک معزز خاندان میں شادی کی۔ خدا نے کثرت سے اولاد دی جن میں سب سے پہلا فیضی تھا۔

فیضی نے ابتدائی اور انتہائی تعلیم باپ سے پائی خواجہ حسین مروی نے بھی غالباً فن شاعری میں اس کی تربیت کی (شباب کو پہونچا تو اس کا دامن کمالات کے پھولوں سے بھرا تھا۔ لیکن قسمت نے مدتوں عجیب عجیب مصیبتوں میں مبتلا رکھا)

اکبر کے ابتدائی دور میں دو شخص مذہبی حیثیت سے نہایت جاہ و اقتدار رکھتے تھے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی (مخدوم الملک کا نام عبداللہ انصاری ہے شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں انکو صدر الاسلام

اور ہمایوں نے شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا سلیم شاہ ان کو اپنے تخت پر بٹھاتا تھا بیرم خان نے لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر کی تھی شیخ عبد النبی جو شیخ عبد القدوس گنگوہی کے نواسے تھے صدارت پر ممتاز تھے یعنی جسقدر مذہبی اوقاف اور جاگیریں تھیں سب کا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے اکبر کو اسقدر اپنا گرویدہ بنا لیا تھا کہ وہ اُن کے گھر پر جا کر اُن سے حدیث پڑھتا تھا۔ اُن کے فیض صحبت سے اکبر کی مذہبی خود رفتگی کی یہ نوبت پہنچی کہ خود مسجد میں جھاڑو دیتا تھا۔

یہ دونوں بزرگ جسقدر دیندار تھے اسی قدر جاہلانہ تعصب بھی رکھتے تھے جیسا کہ عام طور پر دینداری کا مقتضیٰ سمجھا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے اکبر کو آمادہ کیا کہ ملک میں جو بدعقیدہ لوگ ہیں ان کا استیصال کر دیا جائے۔ چنانچہ عام گیر و دار شروع ہوئی۔ بہت سے لوگ قتل اور قید کئے گئے۔

شیخ مبارک کو وسعت نظر اور بہہ دانی ہی نے تقلید اور تعصب کی بندشوں سے آزاد کر دیا تھا۔ خود حنفی تھا۔ لیکن شیعی سُنّی مسلمان کافر سب سے ملتا تھا۔ اس زمانہ میں مہدوی فرقہ نہایت مطعون خلائق تھا۔ شیخ کو اُن سے ملنے میں بھی دریغ نہ تھا۔ عوام میں شہرت پھیلی کہ شیخ رافضی ہے۔ مہدوی ہے۔ دہری ہے لہذا مخدوم الملک اور عبد النبی نے اکبر سے کہا کہ شیخ مبارک بھی بدعتی ہے اس کو سزا ملنی چاہئے۔ چنانچہ اسی وقت محتسب متعین ہوئے کہ شیخ مبارک کا سارا خاندان دربار میں حاضر کیا جائے

شیخ کو قبل از وقت خبر مل گئی۔ فیضی اور ابوالفضل کو ساتھ لے راتوں رات نکل کھڑا ہوا۔ فیضی کے ایک دوست کے یہاں پناہ لی (شاہی چوبدار شیخ کے گھر پہنچے۔ چاروں طرف پہرے بیٹھ گئے ابوالخیر فیضی کا چھوٹا بھائی گھر میں تھا۔ اس کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے لائے۔ اکبر کو مخالفوں کی سختی اور جوشِ انتقام دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ ابوالخیر کو چھوڑ دیا اور گھر پر سے پہرا بھی اُٹھ گیا)

شیخ کے دشمنوں نے اب یہ اُڑائی کہ فیضی اور شیخ مبارک معتوبان بارگاہ ہیں اس افواہ کی بنا پر میزبان نے بے اعتنائی شروع کی شیخ کو کھٹکا ہوا کہ خود صاحب خانہ کہیں پکڑوا نہ دے۔ شب کو بے سروسامانی کے ساتھ وہاں سے نکلے۔ ایک امیر کے پاس پہونچے جو فیضی کا قدیم آشنا تھا۔ دس دن یہاں رہے۔ دشمنوں نے اس امیر کو بھی دربار میں پکڑوا بلوایا۔ ناچار یہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ اور ایک زمیندار کے مکان پر تہ خانہ میں پناہ گزین ہوئے۔ لیکن جلد ہی معلوم ہوا کہ یہاں بھی خطرہ سے محفوظ نہیں۔ مجبوراً سب بھیس بدل کر رات کے وقت وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ ایک مدت تک مارے مارے پھرتے رہے۔ سخت مصائب کا سامنا ہوا۔ غرض پھر پھرا کر آگرہ آئے۔ ایک دوست کے یہاں قیام کیا۔ اور چند لوگ بھی شیخ کے طرفدار پیدا ہو گئے مرزا عزیز جو اکبر کا رضاعی بھائی اور بہت مُنہ چڑھا تھا۔ اسنے بھی بادشاہ سے ان لوگوں کی نہایت سفارش کی۔ دربار شاہی میں تقریب ہوئی (۹۷۴ھ ۱۲ جلوس)

میں اکبر نے بڑے احترام سے بلایا۔ ابوالفضل کی طبیعت میں نہایت آزادی اور استغنا تھی۔ دربار میں جانے سے قطعی انکار کر دیا۔ فیضی گئے اور شاہانہ نوازش سے بہرہ یاب آئے۔

فیضی کا تقرب روز بروز بڑھتا گیا۔ لیکن اس نے دربار کی کوئی خدمت اختیار نہ کی۔ طبیب تھا، مصنف تھا، شاعر تھا اور انہیں مشغلوں میں بسر کرتا تھا۔ شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا کام بھی اس سے متعلق تھا۔ ۲۴ جلوس میں شہزادہ دانیال کی تعلیم و تربیت سپرد ہوئی۔ اسی سنہ میں اکبر نے اجتہاد و امامت کے دعوے سے مسجد میں جا کر خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ فیضی ہی کا لکھا ہوا تھا۔

بنام آں کہ مارا سروری داد ۔۔۔ دل دانا و بازوے قوی داد
بود وصفش ز حد فہم برتر ۔۔۔ تعالیٰ شانہٗ اللّٰہ اکبر

اکبر نے شیخ عبدالنبی کا زور توڑ کر صدارت کے ٹکڑے کر دئیے تھے چنانچہ سنہ ۹۹۰ھ میں آگرہ۔ کالنجر اور کالپی کی صدارت فیضی کو دی گئی۔ سنہ ۹۹۳ھ ۳۰ جلوس میں جب یوسف زئی پٹھانوں پر اکبر نے فوجیں بھیجیں تو فیضی بھی اس مہم میں مامور کیا گیا۔ سنہ ۹۹۶ھ ۳۳ جلوس میں اکبر نے ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ سنہ ۹۹۹ھ ۳۶ جلوس میں دکن کی سفارت پر متعین ہوا۔ سفارت کے معاملات اس خوبی سے انجام دئے کہ خاندیس کا حاکم راجی علی خان حلقہ بگوش ہو گیا پھر احمد نگر میں برہان نظام شاہ سے ملا اور بحسن و خوبی سفارت کے مراتب انجام دئے۔ ایک برس آٹھ مہینے چودہ دن میں سفارت کا کام

ختم کرکے سنہ ۱۰۰۱ھ میں پائے تخت میں واپس آیا۔

ہندوستان۔ ایران اور روم کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ بہم پہونچاکر بادشاہ کو تحریر کئے۔

سنہ ۳۹ جلوس ۱۰۰۳ھ میں دمہ کا عارضہ ہوگیا۔ حکیم مصری نے جو اس زمانہ کا مشہور معالج تھا بڑی مستعدی سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج تھا عین نزع کے وقت آدھی رات کو اکبر کو خبر ہوئی بیتابانہ دوڑا آیا۔ فیضی کا سر ہاتھ میں لیکر کئی بار پکارا کہ میں شیخ علی کو علاج کے لئے لایا ہوں۔ آپ بولتے کیوں نہیں۔ لیکن وہاں کیا دھرا تھا۔ سنہ ۱۰۰۴ھ میں انتقال کیا۔

**عام حالات اور اخلاق و عادات۔** فیضی پر اگرچہ بظاہر شاعری کا احسان ہے کہ آج اس کو جو شہرت ہے اسی نام سے ہے۔ لیکن درحقیقت شاعری ہی نے اس کے تمام کمالات کو مٹادیا ملا عبدالقادر بدایونی جیسا اس کا دشمن اس کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔

"در فنون جزئیہ از شعر و معما و عروض و قافیہ و تاریخ و لغت و طب و انشا عدیل در روزگار نداشت" علوم متداولہ میں اس کو فقہ۔ مناظرہ۔ سیاق۔ اور تاریخ و محاضرات سے رغبت نہ تھی۔

ایشیائی درباروں میں خوشامد اور تملق کے بغیر کوئی شخص فروغ نہیں پا سکتا۔ لیکن فیضی نے علم کی آبرو باقی رکھی اوروں کی طرح عزت نفس کو برباد نہیں کیا۔ اسی بنا پر باوجود اس تقرب اور ہمنشینی کے اسکا منصب چار صدی سے نہ بڑھا۔

نہایت فیاض اور سخی تھا۔ اہل کمال کے لئے اس کا گھر مہمان سرائے عام تھا۔ عرفی ایران سے آیا تو اوّل اسی کا مہمان ہوا حیدر معمائی نے سورۃ قل ھواللہ سے اُس کی تفسیر کی تاریخ نکالی تو دس ہزار روپیہ صلہ میں دیا۔

وہ ریاکار مولویوں سے جلتا تھا لیکن فقرا اور اہل دل کا نہایت گرویدہ تھا اور اصلی مقدس بزرگوں سے نہایت عقیدت رکھتا تھا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی سے اس کو نہایت خلوص تھا۔ مدتوں فتحپور میں بلا کر مہمان رکھا۔ اکثر بزرگوں کے مزار پر حاضر ہوتا تھا خواجہ فرید الدین شکر گنج کی خدمت میں خاص ارادت تھی۔

رشک و حسد اور ناتواں بینی شعرا کا عام خاصہ ہے لیکن فیضی تمام معاصرین کا نام نہایت عزت اور محبت سے لیتا ہے اور دربار شاہی میں اُن کی سفارش کرتا ہے۔ چنانچہ ایک عرضداشت میں دکن سے ملک قمی اور ظہوری کی خوب خوب تعریف کی ہے اور اُنکے چیدہ چیدہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

عام طور پر مشہور ہے کہ فیضی عرفی سے جلتا تھا لیکن فیضی کے مکاتیب موجود ہیں۔ ایک دوست کو خط لکھا ہے اس میں عرفی کی اسقدر تعریف کی ہے کہ اس سے زائد نہیں ہوسکتی۔

نہایت حلیم اور نیک نفس تھا۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی گو فیضی کا سخت مخالف تھا لیکن فیضی کا سلوک مُلّا صاحب کے ساتھ یہ تھا کہ جب وہ

دربار اکبری سے معتوب ہوئے تو اُس نے احمد نگر سے اکبر کو ایک خط لکھا جس میں مُلّا صاحب کے کمالات کی بے انتہا تعریف کی اور سخت سفارش کی۔

فیضی کو اپنے خاندان سے نہایت محبت تھی۔ تفسیر میں کوئی موقع نہ تھا لیکن اپنے آٹھوں بھائیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ کا اصلی مذاق علم و فن کی خدمت تھی۔ کتابوں کا نہایت شایق تھا۔ ایک گرانبہا کتب خانہ جمع کیا جس میں طب نجوم موسیقی۔ حکمت تصوف ہیئت ہندسہ۔ تفسیر حدیث۔ فقہ وغیرہ تین قسم کے علوم و فنون کی کتابیں تھیں۔

مُلّا صاحب اور ان کے پیرؤوں نے متفقاً فیضی کو ملحد۔ بیدین زندیق اور کافر لکھا ہے۔ مُلّا صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ فیضی مرتے وقت کُتّوں کی طرح بھونکتا تھا اور اُس کے ہونٹ سیاہ ہو گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ فیضی کے رُتبہ کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ وہ جو حکیمانہ خیالات ظاہر کرتا تھا ان لوگوں کو الحاد اور زندقہ نظر آتا تھا دیکھو وہ خود کیا کہتا ہے۔

بر دانش ما انجم و افلاک بخندند ۔۔۔ گر صاحب لولاک لما را نشناسیم

صد شکر کہ ما پیرو اصحاب رسولیم ۔۔۔ در شرع دگر راہ نما را نشناسیم

(اس کے بعد چاروں خلفاء کے اوصاف بیان کئے ہیں)

(بدایونی وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کو شرع پر مقدم سمجھتا ہے۔ لیکن

وہ خود مرکز ادوار میں لکھتا ہے)

(معنیٔ قرآں چہ ادا میکنی — ایں ہمہ تاویل چرا میکنی)

(فہم تو از قول نبی اجنبی — بے خبر از سر حدیث نبی)

(دگر بہ میاں ور بہ طرف رفتہ اند — راہ چناں رو کہ سلف رفتہ اند)

با ایں ہمہ وہ فراخ مشرب اور آزاد خیال تھا۔ وہ جانتا تھا کہ متعصب مولویوں نے مذہب کی جو صورت بنا رکھی ہے یہ اسلام کی اصلی تصویر نہیں۔ شیعہ سُنّی کے جھگڑوں کو وہ اصل مذہب سے غیر متعلق سمجھتا تھا)

فیضی پر بڑا الزام یہ ہے کہ اُس نے اکبر کو لا مذہب اور ملحد بنا دیا۔ اس جھوٹ میں صرف اسقدر سچ ہے کہ ایک زمانہ میں شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک نے اسقدر تعصب پھیلا دیا تھا کہ غیر مذہب کے لوگ علانیہ قتل کئے جاتے تھے فیضی اور ابوالفضل نے اکبر کی اس تنگ خیالی کی اصلاح کی۔ لیکن عبدالنبی اور مخدوم الملک کا اثر ملک پر اسقدر غالب آچکا تھا کہ ان کا زور توڑنا سخت دشوار تھا۔ فیضی اور ابوالفضل نے علمی مجلسیں قائم کرائیں اور ہر موقع پر ان متعصبوں کو شکستیں دیں اور ان کا سارا بھرم کھل گیا۔ دُنیا نے جان لیا کہ سوائے لعن اور تکفیر کے ان کے پاس اور کوئی اوزار نہیں۔

(اس کے بعد ۹۸۷ھ (۲۴ جلوس) میں ایک محضر نامہ تیار کرایا جس کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ ظل اللہ ہے۔ اُس کو منصب حاصل ہے کہ مسائل مختلفہ

میں جس مجتہد کے قول کو چاہے اختیار کرے وہی حجت ہوگا۔ اس محضر کی عبارت شیخ مبارک نے لکھی۔ فیضی اور ابوالفضل نے اس پر دستخط کئے۔ لطف یہ کہ شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک کو بھی دستخط کرنا پڑے۔ اکبر نے بھی چاہا کہ اعلان عام کی غرض سے جمعہ کی نماز بھی پڑھائے تاکہ منصب امامت مسلم ہو جائے فیضی نے خطبہ لکھ دیا)

(بنام آں کہ ما را سروری داد — دل دانا و بازوے قوی داد)

(بود وصفش ز حد فہم برتر — تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر)

(ان کارروائیوں نے متعصب مولویوں کا زور توڑ دیا اور اکبر کو موقع ملا کہ وہ ایک ایسی وسیع اور آزاد سلطنت قائم کرے جس کے سایہ میں ہندو مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ سب آزادی کے ساتھ اپنے اپنے فرائض مذہبی ادا کر سکیں اور یہی طرز حکومت خلفائے راشدین نے قائم کیا تھا۔ لیکن اکبر اس عالم میں حد سے تجاوز کر گیا وسعت مشرب میں اس نے آتش پرستی اور آفتاب پرستی تک کی۔ لیکن اس میں فیضی کا کیا قصور ہے فیضی سے جہانتک ہو سکا اُس نے ہر موقع پر مذہبی پہلو قائم رکھا)

(جب اکبر کے حکم سے ابوالفضل نے توریت کا ترجمہ سُنانا شروع کیا اور یہ مصرع پڑھا)

(اے نامی وے ژرژو کرسٹو (جیزس کرائسٹ) تو فیضی برابر سے بولا)

(سُبحانک لا سِواکَ یا ہُو)

فیضی نے تفسیر ان واقعات کے بعد لکھی ہے لیکن ایک ذرہ مسلمات

عام کی شاہراہ سے نہیں ہٹا۔

سچ تو یہ ہے کہ فیضی کی مذہبی آزادی جو کچھ سنتے ہیں زبانی سنتے ہیں۔ تصنیفات میں تو وہ ملائے مسجدی نظر آتا ہے۔

**تصنیفات**۔ صاحب مآثر الامرا نے لکھا ہے کہ فیضی نے ایک سو ایک[101] کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے جن کا پتہ چلتا ہے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

**خمسہ**۔ یعنی نظامی کی پانچوں مثنویوں کا جواب۔ اوّل مرکز ادوار دوم **سلیمان بلقیس** سوم نلدمن چہارم **ہفت کشور** پنجم اکبر نامہ ان میں سے دو کتابیں مرکز ادوار اور نلدمن انجام کو پہونچیں (نلدمن چار مہینے میں تمام ہوئی اس میں چار ہزار شعر ہیں۔ مُلّا عبدالقادر بدایونی ہر جگہ جہاں فیضی کا ذکر آتا ہے بے نقط سناتے ہیں لیکن یہاں مجبور ہو کر ان کو بھی تعریف کرنا ہی پڑتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں)

"الحق مثنوی ست کہ دریں سہ صد سال مثل آں بعد از امیر خسرو شاید در ہند کسے دیگر گفتہ باشد"

(سلیمان بلقیس کا یہ انداز ہے)

الٰہی پردہ تقدیس بکشا ۔ سلیمان مرا بلقیس بنما
دل من با بتاں آذری چند ۔ سلیماں نے گرفتار پری چند

چنانم او بلندی دہ آواز ۔ کہ آید ہدہد شوقم بپرواز
گرہ شد ہفت دریا در گلویم ۔ کشایش نیست ممکن تا نگویم

اکبر کی مہم گجرات پر ایک مثنوی لکھی تھی وہ بھی ناپید ہے۔

**موارد الکلم**۔ تفسیر غیر منقوطہ لکھنے کا جب ارادہ کیا تو مشق کے طور پر

پہلے یہ کتاب لکھی اور بلاد عرب میں بھیجی۔ لوگوں نے اس کی بہت کچھ داد دی۔

**سواطع الالہام** یعنی تفسیر غیر منقوط ۱۰۰۲ھ میں تمام ہوئی کل مدت تصنیف دو ڈھائی برس ہے فیضی کے مخالفین نے اس موقع پر بھی اعتراض کیا تو یہ کیا کہ آجتک کسی نے بے نقط تفسیر نہیں لکھی۔ اسلئے یہ بدعت ہے فلہذا خلاف شریعت ہے۔ فیضی نے برجستہ جواب دیا کہ خود کلمہ توحید سرتاپا غیر منقوط ہے۔

**انشائے فیضی**۔ نورالدین محمد عبداللہ بن حکیم عین الملک جو نسلاً ایرانی اور ہندوستان زاد تھے فیضی کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ انہوں نے فیضی کے تمام مکاتیب اور خطوط مہیا کر کے ایک مجموعہ مرتب کیا اور لطیفہ فیضی نام رکھا۔ اسوقت تک خطوط اور مراسلات سے بیان واقع کے بجائے زیادہ تر اظہار انشاپردازی مقصود ہوتا تھا۔ فیضی پہلا شخص ہے جسنے سادہ نگاری کی ابتدا کی اس طرز میں اس کا کوئی نظیر ہے تو حکیم ابوالفتح ہے جس کے رقعات چار باغ کے نام سے مشہور ہیں۔

**دیوان غزلیات**۔ کچھ اوپر نو ہزار شعر ہیں۔ خود دیباچہ لکھا ہے۔ خاتمہ پر چند رباعیاں بھی لکھی ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح رکھا۔ دیوان جب مرتب ہوا ہے تو فیضی کی عمر ۴۰ سے کچھ اوپر تھی۔

**قصائد** مختصر سا مجموعہ ہے۔ حمد۔ نعت۔ مدح۔ فخر۔ تصوف۔ اخلاق وغیرہ مضامین پر الگ الگ قصیدے لکھے ہیں۔ تعداد کم ہے لیکن کئی کئی سو شعر کے ہیں۔ طرحیں بھی اپنے معاصرین سے جدا اختیار کی ہیں۔

بیٹے کا ایک مرثیہ بھی ہے۔ اور نہایت پُر درد ہے۔ خاتمہ پر قطعات بھی ہیں۔

ابوالفضل کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ فیضی کے کُل کلام کی تعداد ۵۰ ہزار ہے۔

**مہا بھارت**: ۹۹۰ھ میں اکبر نے مہا بھارت کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں کو الگ الگ ٹکڑے سپرد ہوئے دو فن فیضی کے حصّے میں آئے۔

**تذکرہ**: شعرا کا تذکرہ لکھنا شروع کیا لیکن اس کے سوا کہیں پتہ نہیں کہ ایک دوست کے خط میں اس کا کچھ ذکر آیا ہے۔

**لیلا وتی**: حساب میں ہے۔ فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

اتھروَن بید کا ترجمہ بھی فیضی کی طرف منسوب ہے۔ لیکن صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ اس کے ترجمہ کا کام پہلے بدایونی پھر فیضی اور بعد ازاں ابراہیم سرہندی کے سپرد ہُوا تھا۔

فارسی رامائن کو بھی عام لوگ فیضی کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن دراصل اس کا ترجمہ بدایونی نے چار برس کی محنت میں کیا تھا۔ پھر مسیحائے پانی پتی نے نظم کیا جو آج عام طور پر مشہور ہے۔

**فیضی کی شاعری**: فیضی فطرۃً شاعر تھا۔ اس کا خاندان شاعری سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ تعلیم و تربیت بھی شاعری کی حیثیت سے نہیں ہوئی تھی۔ تاہم وہ بچپن سے شعر کہتا تھا۔ لیکن چونکہ طبیعت مشکل پسند تھی اور

عربیت کا زور تھا۔ اسلئے زیادہ تر صنائع کی طرف مائل رہا (بچپن کے کلام میں صرف پانچ شعر کی ایک غزل مُلّا صاحب کی بدولت ہاتھ آئی ہے)

(اے قد نیکوے تو سرو روان  وے خم ابروے تو شکل کمان)
(حلقہ گیسوے تو دام جنون  طرۂ ہندوئے تو کام جنان)
(ہم لب جادوئے تو آب حیات  ہم خط دلجوئے تو خضر زمان)
(باوجود صنعت ترصیع کے ہر شعر چار بحروں میں پڑھا جاتا ہے)

(ابتدائی قصائد میں نامانوس عربی الفاظ بکثرت ہیں اور یہ وہی مُلّائیت کا زور ہے مثلاً

(بیچے معلمے شاہزادہ ہائے عظام  کہ برنہال فلک مے کنند اغصانی)
ایک قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفرج رونی کا تتبع کرتا تھا۔

چنانچہ کہتا ہے۔

ذوقے کہ تواں گرفت از شعر  از شعر ابوالفرج گرفتم

لیکن جسقدر اہل زبان سے اختلاط بڑھتا گیا۔ زبان سادہ اور صاف ہوتی گئی۔ عرفی۔ ظہوری۔ ملک قمی سے صحبتیں رہتی تھیں۔ خصوصاً عرفی کے زور طبع اور چاشنی سخن کا نہایت معترف ہے۔ محتشم کاشانی کی بھی تعریف کرتا ہے۔

فیضی نے قصیدہ۔ مثنوی۔ غزل۔ سب کچھ کہا ہے۔ لیکن قصیدے بے مزہ ہیں۔ ابتدائے کلام ایک طرف اخیر کے قصائد سے بھی مُلّائیت کی بُو آتی ہے البتہ مثنوی اور غزل لاجواب ہے۔

(۱) فیضی کی خصوصیات میں سب سے بڑھ کر جوش بیان ہے جس کا وہ موجد بھی ہے اور خاتم بھی جوش بیان خواجہ حافظ میں بھی ہے اور اعلے درجہ پر ہے لیکن رندانہ مضامین اور دُنیا کی بے ثباتی کے ساتھ مخصوص ہے۔ فیضی کے ہاں۔ فخریہ عشقیہ۔ فلسفیانہ۔ ہر قسم کے مضامین میں ہی جوش پایا جاتا ہے۔ یہ جوش بیان اس کے ذاتی حالات کا خاص اثر ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

(غور کرو ایک شخص جس کے سینے میں تمام علوم و فنون کے خزانے بھرے ہوئے ہیں فلسفہ اور حکمت کے نہایت دقیق نکتوں تک اس کی نظر پہونچتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اور حریف معمولی سطح سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آزاد خیالی اور بلند نظری اُس کو آسمان تک پہنچائے دیتی ہے۔ با اینہمہ قسمت کی یاوری نے اس کو تخت شاہنشاہی کے برابر کھڑا کر دیا ہے۔ ایسے شخص کے جوش مضامین کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جب وہ تخت شاہی کے پاس کھڑے ہو کر اکبر کو مخاطب کرتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سیہ مست جوش مستی میں آپے سے باہر ہوا جاتا ہے اور ںبکار رہا ہے)

(شاہنشاہا! خسرو پژوہا! دریا گہرا! فلک شکوہا!

بزمے ست جہاں بعیش پیوست دور تو شراب و آسمان مست)

(امروز باین نوائے چون شہد من یار بدم تو خسرو عہد

زین خامہ کہ کردہ ام فلک سائے پیش تو ستادہ ام بیکپائے)

(وایں نامہ کہ عشق بر زبان زد طغرائے ترا بآسمان زد

این چار ہزار گوہر ناب | کانگیختہ ام بآتشین آب (
رپذیر کہ آب گوہر تست | از بہر نثار افسر تست

(موخر) یہی جوش فلسفیانہ اور عشقیہ مضامین میں بھی ہے۔

از تف بادۂ ما بال ملائک بگداخت | وائے آنروز کہ برقے جہد از شیشہ ما
عشق صبر و خرد و ہوش ز فیضی بربود | دز درہ بین کہ بآن قافلہ سالار چہ کرد
(بادہ در جوش است و یاران منتظر | ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر)
(شدیم خاک ولیکن ببوئے تربت ما | تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد)
(ہیچ دانی دل ما خرد چرا بشکستند | آسمان آئینہ ہا ساخت ز سیارۂ ما

(مقدم) اقسام سخن میں فیضی فخریہ خوب کہتا ہے اور اس عالم میں اسکا جوش بیان حد سے گذر جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

امروز نہ شاعرم حکیمم | دانندۂ حادث و قدیمم
ہر موئے زمن تمام گوش است | خاموشی من بصد خروش است
تا تازہ و تر نغم رقم را | در بادہ کشیدہ ام قلم را
رمے ریخت ز سحر کاری آں حرف | از صبح ستارہ و ز من حرف
دروازہ صبح بر رخم باز | کلکم ز شگاف پرتو انداز)

(۲) فیضی کی ممتاز خصوصیات شاعری میں سے شوخی استعارات اور ندرت تشبیہات ہے اکبری دور کے شعرا میں یہ خصوصیت عام ہے لیکن نوعی شیرازی اور عرفی اس وصف میں اپنے معاصرین سے ممتاز ہیں اور فیضی ممتاز تر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(بزمے ست جہاں بہ عیش پیوست | دور تو شراب و آسمان مست)
زین خامہ کہ کردہ ام فلک سائے | پیش تو ستادہ ام بیکپائے
گر عشق چنیں بسوزدم پاک | مہتاب بروں برآرم از خاک
بگداختہ آبگینہ دل | آئینہ دہم بدست محفل

(۳) فیضی اکثر فلسفیانہ مضامین باندھتا ہے ساتھ ہی ادعا اور غرور کی جھلک بھی ہوتی ہے۔

عجب ترانہ زدل فیضی ندیدہ ایم طلسم | کہ ہم گہر بود و ہم محیط و ہم غواص
مسافران طریقت زمن جدا مشوید | کہ دور بینم و چشمم بہ منزل افتادہ است
(غافل نیم زراہ نے آہ چارہ چیست | زین رہزنان کہ بر دل آگاہ میزنند)
دگو بیند ہمرہان طریقت کہ اے رفیق | آگاہ شو کہ قافلہ ناگاہ میزنند
دروے کشادہ باید و پیشانی فراخ | آنجا کہ لطمہ ہائے یداللہ میزنند)

(اس شعر کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جہاں خدا کے ہاتھ کے طمانچے پڑتے ہیں وہاں کشادہ جبینی اور شگفتہ روئی درکار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صدمات قضا و قدر کی برداشت۔ یا تجلیات کی برق افگنی کے لئے نہایت صبر و استقلال درکار ہے)

(۴) غزل میں عام شعرا کا قاعدہ ہے کہ کوئی قدیم طرح سامنے رکھ لیتے ہیں۔ پھر ایک ایک قافیہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو قافیہ جس انداز سے بندھ سکتا ہے باندھتے جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ غزل پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ پہلے کوئی مسلسل یا مفرد خیال دل میں آئے اس کو شعر میں

ادا کریں پھر غزل پوری کرنے کے لئے اور اشعار بھی لکھتے جائیں۔ لیکن فیضی کی اکثر غزلوں میں صاف نظر آتا ہے کہ کسی واقعہ کے اثر سے کوئی خیال دل میں آتا ہے اور اُسی کو وہ ادا کر دیتا ہے۔ خطوط میں جا بجا لکھتا ہے کہ فلاں واقعہ کے اثر سے یہ خیال پیدا ہُوا اور وہ غزل کی صورت میں ادا ہُوا۔ مثلاً دکن کے سفر میں ایک دفعہ کچھ ہنگامہ ہُوا لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ فیضی نے بہت روکا کسی نے نہ سُنا اس وقت بے اختیار اس کی زبان سے یہ غزل ادا ہوئی ؎

بازیاران طریقت سفرے درپیش است | زہ نوردان بلا را خطرے درپیش است
ہمرہان این ہمہ نومید نباشید از من | کہ دعائے سحرم را اثرے درپیش است
ما نہ آنیم کہ نادیدہ قدم بگذاریم | شکر کن قافلہ را راہبرے درپیش است

(اسی طرح اکبر جب گجرات کی مہم سے آیا ہے تو ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے)

(نسیم خوشدلی از فتحپور مے آید | کہ بادشاہ من از راہ دور مے آید)

(احمد آباد گجرات میں پہونچا ہے تو وہاں کے دلفریب حُسن نے اس پر ایک خاص اثر کیا ہے۔ وہی غزل میں ادا کرتا ہے)

(منم کہ گشتہ گجراتیاں بیداد دم | خراب عشوۂ خوبان احمد آباد دم
سہی قدے ز سر ناز جلوۂ نمود | کہ ہمچو سایہ بدنبال آن فتادم)
(بہر طرف کہ خرامید سرو آزادے | غلام او شدم و خط بندگی دادم
چو رشک گلشن فردوس احمد آباد است | از و مباد برون کشند چون آدم)

بحسن مردم گجرات یا ذیست بلے　　　　　نمیرو ند جوانان دہلی از یادم
لیکن انصاف یہ ہے کہ ایک حکیم ۔ ایک فلسفی ۔ ایک ادیب ۔ عشق کی کڑیاں نہیں جھیل سکتا ۔ اس بنا پر فیضی کے عشقیہ اشعار میں وہ سوز و گداز نہیں جو عاشق تن شعرا کا خاصہ ہے (نظیری فتنہ گران گجرات کی شان میں کچھ کہتا تو تم دیکھتے کہ سُننے والے دل تھام کر رہ جاتے)۔

# عرفی شیرازی

محمد نام ۔ جمال الدین لقب عرفی تخلص ۔ باپ کا نام زین الدین ملوی اور دادا کا نام جمال الدین چادر باف ایران میں اُن عدالتوں اور محکمہ جات کو جو مذہبی صیغہ سے تعلق نہیں رکھتیں عرف کہتے ہیں ۔ عرفی کا باپ شیراز کی دار الحکومت میں ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھا ۔ عرفی نے اسی مناسبت سے اپنا تخلص عرفی رکھا تھا ۔

اس تخلص کے اختیار کرنے کے متعلق اسقدر اور کہنا ضرور ہے کہ عرفی فطرۃً مغرور اور خود ستا تھا ۔ چونکہ ایران کے اکثر شعرا معمولی خاندانوں سے تھے مثلاً خاقانی بڑھئی تھا فردوسی باغبانی کرتا تھا باقر کاشانی خردہ فروش تھا برخلاف اس کے عرفی ایک معزز خاندان کا آدمی تھا اور اس کا باپ سرکاری محکمہ سے بھی تعلق رکھتا تھا اسلئے تخلص میں بھی فخر کی ادا قائم رکھی ۔ عرفی نے نام و نسب پر اکثر فخر کیا اور یہ بھی اس کے

خصوصیات میں ہے ورنہ ایرانی شعرا میں نسب کا فخر بہت ہی کم ہے۔

عرفی کی تعلیم و تربیت شیراز میں ہوئی۔ اُسنے علاوہ معمولی علوم کے مصوری اور نقاشی کی بھی تعلیم پائی تھی اس نے جب ہوش سنبھالا تو سلطنت صفویہ کا شباب تھا طہماسپ اور عباس کی علم پروری نے تمام ایران کو علم و ہنر کی نمائشگاہ بنا دیا تھا۔ بالخصوص شاعری بڑے زوروں پر تھی۔ محتشم کاشی۔ وحشی یزدی غیرتی وغیرہ نے فغانی کی طرز کو اور زیادہ شوخ کر دیا تھا۔ عرفی نے بھی اپنے اظہار کمال کیلئے بھی میدان پسند کیا اور باوجود کمسنی کے بڑے بڑے پرانے اُستادوں کے ساتھ معرکہ آرائی شروع کر دی اور عام مشاعروں میں بیباکانہ غزلیں پڑھتا تھا وحشی یزدی یزد میں سکونت رکھتا تھا اسلیئے اس سے تحریری مناظرات رہتے تھے شیراز میں ان دونوں غیرتی کا بہت زور شور تھا۔ غیرتی اور عرفی سے مباحثہ ہوا۔ عرفی نے دعوے کے دونوں پہلو مخالف اور موافق لئے اور دونوں میں غیرتی پر غالب آیا۔

عرفی کی قدر دانی کے لئے اگرچہ ایران میں بھی کچھ کم سامان موجود نہ تھا۔ تاہم ہندوستان کی سی بات کہاں نصیب ہو سکتی تھی جسکی بدولت ایران کے ہر ہر گوشہ سے اہل فن کھنچے چلے آتے تھے۔

بعض تذکروں میں لکھا ہے کہ عرفی شہزادہ سلیم کے حسن پر غائبانہ عاشق ہو کر ہندوستان آیا۔ راستہ میں ڈاکہ پڑا اور اس کی کل کائنات جاتی رہی۔

ہندوستان میں اگرچہ سینکڑوں امرا اور اہل دول تھے لیکن عرفی نے ان سب میں فیضی کو انتخاب کیا جس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس کے دربار تک پہونچنا آسان تھا یا یہ کہ سخن شناسی کی توقع جو فیضی سے ہو سکتی تھی اور کسی سے ممکن نہ تھی عرفی فتحپور سیکری میں فیضی سے ملا فیضی نے اس کی پوری قدردانی کی۔ پنجاب کے سفر میں وہ اٹک تک فیضی کے ہمرکاب رہا اور اس کی تمام ضروریات فیضی ہی کی سرکار سے انجام پاتی رہیں لیکن عرفی کی نخوت پرستی کی وجہ سے صحبت برآر نہ ہو سکی اور بالآخر اس دربار سے قطع تعلق کرنا پڑا۔

اس زمانہ میں اکبری دربار کے نورتن سب موجود تھے ان میں حکیم ابوالفتح گیلانی اگرچہ ظاہری منصب واقتدار کے لحاظ سے سب سے کم پایہ تھا یعنی صرف ہزاری منصب رکھتا تھا لیکن بہت بڑا عالم اور علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔ معہذا عرفی کا ہموطن اور ہم مذہب بھی تھا۔ ان خصوصیات کی بنا پر اس نے اسی کو ترجیح دی اور مدحیہ قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ یہ پہلا دن تھا کہ عرفی کے غرور کی آن ٹوٹی۔ غالباً عرفی کو بھی اس کا سخت صدمہ ہوا حکیم ابوالفتح چونکہ بڑا نکتہ شناس اور نقاد فن تھا عرفی نے اس کے فیض صحبت سے بہت ترقی کی۔ عرفی نے بھی حکیم ابوالفتح کی احسانمندی کا پورا حق ادا کیا۔ جس زور کے قصیدے حکیم صاحب کی شان میں لکھے اکبر و خانخانان کی مدح میں بھی نہیں لکھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب تک ابوالفتح زندہ رہا خود اپنی خواہش سے کسی

دربار کی طرف رُخ نہیں کیا۔

حکیم ابوالفتح کے مرنے کے بعد عرفی خانخانان کے درباریوں میں داخل ہُوا اور پھر خاندان شاہی کے سوا اور کسی کے آستانہ پر کبھی سر نہیں جُھکایا۔ چنانچہ خود فخریہ کہتا ہے ؎

صد شکر کہ تقدیر چنیں راندہ قلم را ۔ یک منعم ویک نعمت ویک منت ویک شکر

چونکہ خانخانان کے دربار میں بڑے بڑے نامور شعرا مثلاً نظیری نیشاپوری شکیبی اصفہانی انیسی اور ظہوری وغیرہ سے مقابلہ رہتا تھا۔ عرفی کا کلام روز بروز ترقی کرتا گیا۔ یہانتک کہ تقرب اور اختصاص میں بھی وہ حریفوں کی صفوں کو چیرتا ہُوا آگے نکل گیا۔ یہ بات اسی کو نصیب ہوئی کہ دربار میں جاتا تو عام طریقہ پر آداب و کورنش نہیں بجالاتا تھا اور جس جگہ جس طرح چاہتا بیٹھ جاتا تھا۔

عرفی نے اگرچہ خانخانان کے سوا امرا اور اہل دربار میں سے کسی کی مدح سرائی نہیں کی لیکن فرمانروائے وقت سے یہ بے نیازی ممکن نہ تھی اسلئے خود اپنی خواہش سے یا خانخانان کی فرمائش سے اکبر کی مدح میں اُس نے متعدد قصائد لکھے۔

خانخانان اور اکبر کے سوا عرفی نے کسی اور آستانہ کی ناصیہ سائی کی تو وہ شہزادہ سلیم تھا اور عرفی کی تاریخ زندگی میں یہ واقعہ ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ تمام تذکرے متفق ہیں کہ عرفی شہزادہ مذکور کا جان ثار تھا یہ امر اگرچہ بظاہر بالکل خلاف قیاس ہے لیکن عرفی کے قصائد میں

بے شبہ یہ جھلک پائی جاتی ہے۔
شہزادہ موصوف کی شان میں اس کے جو قصیدے ہیں ان کے دیکھنے سے صاف نظر آتا ہے کہ یہ اور کوئی جوش ہے جس کا رنگ مداحی کے لباس میں بھی جھلک رہا ہے (عرفی کو اس خوش قسمتی پہ ناز ہو سکتا ہے کہ شہزادہ نے خود اس کو یاد کیا اور دربار میں بلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی)

**اخلاق وعادات**۔ عرفی کے اخلاق وعادات میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ فخر۔ غرور۔ کم بینی۔ خودستائی ہے اس کے معتقدین خاص تک اُس کے غرور سے نالاں ہیں اور اس کے ہمعصر بھی اس کے فخر و غرور سے بیزار ہیں (چنانچہ نظیری نیشاپوری جو ایک مرنج مرنجان شاعر تھا اس سے بھی ضبط نہ ہو سکا چنانچہ ایک قصیدے میں جو عرفی کے مرنے کے بعد اس کے جواب میں لکھا ہے کہتا ہے)

(دریں قصیدہ بہ گستاخی ارچہ عرفی گفت — بداغ رشک پس از مرگ سوخت خاقانی)
(کنوں بگور چناں اوبرشک می سوزد — کہ در تنور تواں گوسفند بریانی)

عرفی چونکہ حد سے سوا مغرور اور خودستا تھا اساتذہ سلف کا نام اپنے مقابلہ میں تحقیر سے لیتا ہے۔

(انصاف بدہ بوالفرج و انوری امروز — بہرچہ غنیمت نشمارند عدم را)
(بسم اللہ از اعجاز نفس جان شدہ باز — تامن قلم اندازم و گیرند قلم را)
(نازش سعدی بہ مشت خاک شیراز ارچہ بود — گر نمی دانست باشد مولد و ماوائے من)

دم عیسےٰ تمنا داشت خاقانی کہ برخیزد      بامداد صبا اینک فرستادم بشروانش)

اکبر نے کسی موقع پر ایک گھوڑا انعام میں دیا تھا۔ شکریہ کے بجائے اس کی ہجو لکھ ڈالی

شاہنشہا حقیقت اسپے کہ دادۂ      بشنو ز لطف تا برسانم بعز عرض

ہستم بر و سوار و بمعنی پیادہ ام      گامے بطول میروم اکنوں زنم بعرض

ظہوری سے اکثر دوستانہ خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ ظہوری نے کشمیر کی شال تحفہ میں بھیجی عرفی نے جواب میں رقعہ لکھا جس میں تین رباعیاں شال کی ہجو میں تھیں۔

نہایت حاضر جواب اور ظریف الطبع تھا۔ ایک دفعہ ابوالفضل کے گھر پر اس سے ملنے گیا۔ دیکھا تو ابوالفضل قلم دانتوں میں دابے ہوئے کچھ سوچ رہا ہے۔ سبب پوچھا۔ ابوالفضل نے کہا بھائی صاحب کی تفسیر بے نقط کا دیباچہ اسی صنعت میں لکھ رہا ہوں۔ ایک موقع پر والد کا نام آگیا ہے چاہتا ہوں کہ نام بھی آئے اور صنعت کا التزام بھی ہاتھ سے نہ جائے عرفی نے کہا تردد کی کیا بات ہے اپنے لہجہ میں ممارک لکھ دیجئے۔ (گنوار مبارک کو ممارک کہتے ہیں)

ایک دفعہ فیضی بیمار تھا۔ عرفی عیادت کو گیا۔ فیضی کو کُتوں سے بہت شوق تھا۔ چند سگ بچے گلے میں سونے کے پٹے ڈالے پھر رہے تھے عرفی نے کہا "مخدوم زادہ ہا بچہ اسم موسوم اند" فیضی نے کہا "باسم عرفی" یعنی معمولی نام ہیں عرفی نے کہا "مبارک باشد"

(عرفی کی بداخلاقی کے سب شاکی ہیں لیکن تعجب ہے کہ فیضی نے جو اُسکا سب سے بڑا حریف کہا جاتا ہے عرفی کی شریف النفسی کو بہت سراہا ہے اور اس کے کمالات کی اسقدر تعریف کی ہے کہ اس سے زائد نہیں ہوسکتی)

معلوم ہوتا ہے کہ عرفی بخلاف اور شعرا کے رند اور اوباش نہ تھا۔ کسی نے اس کو فسق کا الزام لگادیا تھا اس پر اس کو سخت صدمہ ہُوا ایک قطعہ میں اس کا اظہار کیا ہے اور خاتمہ میں اپنے دل کو اس طرح تسلی دی ہے۔

اہل دنیا ہمگی تہمت گیرند و فساد　　عیسیٰ ایں را متحمل شد و مریم برداشت

باوجود بدمزاجی اور غرور کے عرفی نے کسی کی ہجو سے زبان کو آلودہ نہیں کیا ایک قصیدہ میں بہت جل کر کہا ہے تو صرف اسقدر۔ ع

بامن از جہل معارض شدہ نامنفعلے

وفات۔ تذکرہ داغستانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ حاسدوں نے اسکو زہر دیدیا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ زہر دینے کی وجہ شاہزادہ سلیم کے ساتھ عشق کا اظہار تھا۔ انتقال کے وقت اس کی عمر ۳۶ سال تھی ۹۹۹ھ سنہ وفات ہے۔

تذکرہ داغستانی میں لکھا ہے کہ لاہور میں مدفون ہُوا اور چند روز کے بعد کوئی بزرگ درویش کسی اور بزرگ کے دھوکے میں اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر نجف لیگیا اور وہاں دفن کردیں لیکن یہ غلط ہے عبدالباقی نے جو خود عرفی کا معاصر تھا ماٰثر رحیمی میں لکھا ہے کہ میر صابر اصفہانی نے جو اعتماد الدولہ غیاث بیگ (وزیر اور خسر جہانگیر

بادشاہ) کا درباری تھا ایک قلندر کو رقم کثیر دی کہ عرفی کی ہڈیاں لاہور سے نجف لیجائے۔ بہرحال عرفی کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔

بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم    اگر بہند ہلاکم کنی وگر بہ تتار

**تصنیفات**۔ نفسیہ۔ تصوّف میں ہے۔ نام سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کے متعلق کوئی رسالہ ہے۔

**مثنوی**۔ بجواب مخزن اسرار۔ دیوان کے ساتھ چھپی ہے۔

**مثنوی**۔ بجواب شیریں خسرو۔ (مجمع الفصحا اور آتشکدہ میں اسکے اشعار نقل کئے ہیں)

**کلیات قصائد و غزلیات**۔ ۹۹۶ھ میں ایک دیوان ترتیب دیا تھا جس میں ۲۶ قصیدے ۲۷۰ غزلیں اور ۷۰۰ شعر کے قطعات اور رباعیاں ہیں۔ یہ اخیر کا کلام ہے اس سے پہلے چھ ہزار شعر کہے تھے وہ ضائع ہو گئے۔

(مرنے کے وقت اپنا دیوان جو اس کے ہاتھ کا مسودہ تھا عبدالرحیم خانخاناں کے کتب خانہ میں بھیجدیا تھا کہ مدون کر دیا جائے چنانچہ خانخاناں نے محمد قاسم مشہور بہ سراج کو اس کام پر مامور کیا۔ سال بھر کی شبانہ روز کی محنت میں دیوان کی ترتیب پوری ہوئی کل ۱۴ ہزار شعر تھے۔ خانخاناں نے اس محنت کے صلے میں سراج کو انعام و اکرام سے مالامال کر دیا)

**کلام پر رائے**۔ اسقدر مسلم ہے کہ اصناف سخن میں سے عرفی مثنوی اچھی نہیں کہتا تھا چنانچہ اس کے ایک معتقد خاص نے بھی اقرار کیا ہے

مثنویش رنگ فصاحت نداشت    کان نمک بود و ملاحت نداشت

اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے کلام میں جا بجا خامیاں پائی جاتی ہیں لیکن با ایں ہمہ وہ ایک طرز خاص کا موجد ہے اور آج تک تمام شعرا اس کی تقلید کرتے آتے ہیں۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کی شاعری کی شہرت قصیدے میں ہے لیکن وہ خود کہتا ہے

قصیدہ کار ہوس پیشگان بود عرفی　　　　تو از قبیلہ عشقی وظیفہ ات غزل است

مرزا صائب نے اس کا رتبہ نظیری سے کم قرار دیا ہے چنانچہ کہتے ہیں

صائب چہ خیال است شوی ہیچو نظیری　　　　عرفی بہ نظیری نرسانید سخن را

(نظیری نے ایک ہم طرح قصیدے میں عرفی کے اشعار کا رد لکھا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ نظیری جیسا شخص باوجود پوری کوشش کے عرفی کی شاعری پر اعتراض کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لطف یہ ہے کہ اعتراضات کے ساتھ ہی نظیری نے خود اخیر میں عرفی کے تتبع کا قصد کیا ہے چنانچہ کہتا ہے)

(بطرز وے دو سہ بیتے دگر ادا سازم　　　　کہ ہر دعوی او قاطع ست برہانی)

(عرفی کیلئے یہ فخر کیا کم ہے کہ نظیری جیسا شخص اس کے تتبع کا قصد کرتا ہے)

مُلا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ عرفی کا کلام گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں کتب فروش بیچتے پھرتے ہیں اور اہل عراق و ہندوستانی تبرکاً لیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حسن قبول کی کیا دلیل ہو گی۔

خصوصیات کلام۔ (۱) زور کلام جس کی ابتدا نظامی نے کی تھی

اس کو عرفی نے کمال تک پہنچا دیا۔ زور کلام ایک وجدانی چیز ہے جس کا اندازہ صرف مثالوں سے ہو سکتا ہے۔ مجملاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شوکتِ الفاظ۔ رفعت خیالات۔ بندش کی چستی۔ فقروں کا دروبست اس کے ضروری عناصر ہیں۔ عرفی کے کلام میں یہ سب باتیں موجود ہیں مثلاً

(آہنین پنجہ تعنیش بہ اجل گفت کہ من — موج بر موج شکستم چو بہ عمان رفتم)
(چمن آید بہ چمن بہر تماشائے جمال — بلبل آید بر بلبل بہ تمنائے غزل)
(اگر بعض چمن فی المثل شجاعت او — دہد نہیب کہ ہین یاسمین وہان نرگس)
(چو عکس لالہ زند یاسمین در آب آتش — چو شاخ بید کشد خنجر از میان نرگس)

نہیب۔ ہیں۔ ہاں۔ آتش در آب زدن۔ خنجر از میان کشیدن بہ الفاظ اور عکس لالہ و شاخ بید کی تشبیہ ان سب باتوں نے مل کر کلام میں کس قدر زور پیدا کر دیا ہے۔

(۱) **الفاظ کی نئی نئی ترکیبیں**۔ عرفی نے سیکڑوں نئی نئی ترکیبیں اور نئے نئے استعارے پیدا کئے جن سے جدت اور طرفگی کے علاوہ نفس مضمون پر خاص اثر پڑتا ہے مثلاً

بہ وش مہر فزا و بہ نگہ صبر گداز — مرحبا اے زرعنایات ازل مرفروش
رکہ گر شود رہ کوئے تو جملہ نشتر خیز — کنم بہ مردمک دیدہ طے نشتر زار
گل اندیشۂ من سحر غلط معجزہ رنگ — بلبل نطق من الہام غلط وحی سرائے

(۲) **جدت و طرفگی استعارات**۔ یہ مسلم ہے کہ انشا پردازی اسی قدر لطیف اور پرزور ہوگی جسقدر استعارات پرزور اور لطیف ہونگے۔ عرفی نے

استعارات کی جدت اور تنوع سے ایک گوناگون عالم پیدا کر دیا ہے ان میں
بعض بے مزہ اور دور از کار ہیں جیسا کہ صاحب آتشکدہ اور مجمع الفصحا کا
خیال ہے لیکن زیادہ تر ایسے ہیں جو ایوانِ شاعری کے نقش و نگار ہیں مثلاً

میر ابوالفتح کو سیاست او ‏ ‏ غمزۂ زہرہ خنجر انداز د
(بہ بر شگفتن امروز و غنچہ گشتن ‏ ‏ ۔یعنی آج کا دن گویا ایک پھول ہے جو کھل رہا
ہے اور کل کا دن کھل کر مرجھا گیا اور غنچہ بن گیا)

بہ نے فشانی شبنم بہ خود فروشی گل ‏ ‏ بہ نیزہ بازی سوسن بہ دشنہ سازی خار
(بزمگاہ تو مجلسہ یوسف ‏ ‏ رزمگاہ تو شانہ ضحاک)

(۴) عرفی کا زورِ طبع اور فصاحت و بلاغت کا زور شور وہاں نظر آتا ہے جہاں
وہ قصائد میں کوئی مسلسل مضمون ادا کرتا ہے اور یہ اس کا خاص انداز ہے
(مثلاً جب شاہزادہ سلیم نے دربار میں بلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمایش کی ہے تو
مدحیہ قصیدے کی ابتدا یوں کرتا ہے)

(صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم ‏ ‏ گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم
(جہان خوش خوش من خوشتر آنچناں بہ وثاق ‏ ‏ نشستہ با خود اندر تعلم و تعلیم)
(کہ ناگہان زدرم در رسید مژدہ دہے ‏ ‏ چنانکہ از چمن طالعم زمغز شمیم)
(چہ گفت ؟ گفت کہ اے مخزن جواہر قدس ‏ ‏ چہ گفت ؟ گفت کہ اے سطلب بہشت نعیم)
(بیا کہ از گہرت یاد میکند دریا ‏ ‏ بیا کہ تشنہ لبت را طلب کند تسنیم)

(۵) قصائد میں شعرا کی مجال نہ تھی کہ بادشاہ کی مدح و ثنا کے سوا اپنا ذکر
کر سکیں۔ اور کبھی ایسا کرتے تھے تو صرف اپنی بیچارگی اور بیکسی کا اظہار کرتے

تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ حضور اور شعرا کی زیادہ قدر کرتے ہیں حالانکہ میں اُن سے بڑھ کر ہوں عُرفی چونکہ بالطبع نہایت غیور اور خود دار تھا۔ اسلئے مجبوراً اور ضرورتاً امرا و سلاطین کی مدح کرتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے فضائل اور اوصاف اسقدر جی کھول کر بیان کرتا اور مزے لے لے کر کہتا تھا۔ شاید ہی کوئی ایسا قصیدہ ہو جس میں ایکدو شعر فخریہ نہ ہوں۔

شہزادہ سلیم کی مدح میں خودستائی کا بالکل موقع نہ تھا تاہم کہتا ہے۔

خدا یگانا گویم بمدح خویش دو بیت　　کزاں نیارد پرہیز کرد طبع سلیم

اس کے بعد دو شعر فخریہ لکھے ہیں۔ اکبر کے دربار میں خودستائی کی کس کو جرأت ہو سکتی تھی تاہم کہتا ہے۔

شہا ببزم تو چوں ایں قصیدہ برخوانم　　کہ ملک نظم ز فیضش گرفتہ است نظام

سزد بجائزہ باجیب پر گہر گردوں　　بدوشم افگند ایں جامۂ سمور فام

اہل ادب نے انواع شاعری میں فخریہ کو ایک خاص صنف قرار دیا ہے۔ فارسی میں اس صنف خاص میں عُرفی کا کوئی ہمسر نہیں۔ عجیب عجیب نئے نئے اسلوب سے کہتا ہے اور اس جوش سے کہ آپے سے باہر ہوا جاتا ہے۔

**نوٹ**۔ عرفی نے قصائد میں جس قسم کی خودداری کے خیالات کی ابتدا کی تھی اگر اُس کی طرف عام خیالات کا میلان ہو گیا ہوتا تو شاید یہ صنف کسی اچھے کام کا مصرف بن جاتی۔

(۶) عرفی کی مضمون آفرینی اور نازک خیالی کا دوست اور دشمن دونوں نے اعتراف کیا ہے۔ اس کی قوت تخیل نہایت زبردست تھی لیکن اُس زمانہ کے

حسب مذاق یہ قوت صرف مبالغہ۔ جدت تشبیہ اور حسن تعلیل وغیرہ پر صرف ہوئی ورنہ اگر اس سے بجا طور پر کام لیا جاتا تو شاعری کی سرحد کہیں سے کہیں جا پڑتی۔ (گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے)

(لوحش اللہ زشبگیر سمند تو کہ ہست — وو ومان کسل از شوخی او مستاصل)
(آں سبک سیر کہ گر گرم عنانش سازی — از ازل سوئے ابد وز ابد آید بہ ازل)
(قطرہا کش دم رفتن چکد از پیشانی — شبنم آساش نشیند گہ رجعت بکفل)

(۷) طرز ادا کی جدت - عرفی جدت ادا کا گویا موجد ہے۔ اس کا ہر شعر جدت کی ایک نئی مثال ہے۔

(۸) عشقیہ شاعری - عرفی ایک طرف تو نکتہ سنج۔ نکتہ شناس اور ذوق عرفان سے آشنا تھا۔ دوسری طرف شباب میں نہایت خوشرو اور حسین اور لوگوں کا منظور نظر رہ چکا تھا۔ ہندوستان میں آیا تو شہزادہ جہانگیر پر عاشق ہوا۔ ان اسباب کی بنا پر وہ عشق اور محبت کی ایک ایک ادا سے واقف تھا۔ کہیں وہ عشق حقیقی کے اسرار و دقایق بیان کرتا ہے اور کہیں عشق مجازی میں جو واردات اور معاملات پیش آتے ہیں اُن کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس عالم میں بھی وہ اپنے تمام ہمعصروں سے اسبات میں ممتاز ہے کہ وہ سطحی اور سرسری وارداتیں نہیں بیان کرتا۔ بلکہ گہرے اور دقیق معاملات پر اس کی نظر پڑتی ہے اور انہیں کو وہ شاعرانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔

(کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معشوقوں کے سامنے جب کوئی اُن کا ناز بردار نہیں ہوتا تو آپ ہی آپ بگڑتے ہیں اور گویا خود اپنے آپ پر ناز افشانیاں

کرتے ہیں اس مخصوص اور مخفی حالت کو بیان کرتا ہے)

(فغاں ز غمزہ شوخی کہ وقت تنہائی    بہانۂ بخود آغاز کردہ در جنگ است)

(جوش حسن میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معشوق آئینہ دیکھ کر خود اپنے آپ کو پیار کرنے لگتا ہے اس حالت کو دکھلاتا ہے)

(دہن خویش ببوسند ولب خویش مکند    چوں در آئینہ بہ بینند بتاں صورت خویش)

(معشوق اگر ہمیشہ ظلم اور بے اعتنائی ہی کیا کرے تو عاشق اس کا خوگر ہوکر ایک اطمینانی حالت پیدا کرے لیکن مصیبت یہ ہوتی ہے کہ معشوق کبھی کبھی لطف اور نوازش کی بھی چاشنی چکھا دیتے ہیں۔ اس کے بعد سرد مہری اور زیادہ چرکے دیتی ہے۔ اس کیفیت کو کس لطف سے ادا کرتا ہے)

(ازاں بہ دردِ دگر ہر زمان گرفتارم    کہ شیوہ ہائے ترا باہم آشنائی نیست)

(۹) فلسفہ۔ عرفی نے غزل میں جسقدر فلسفیانہ خیالات ادا کیے کسی شاعر نے ادا نہیں کئے۔ اس کے ساتھ خصوصیت ہے کہ شاعرانہ طرز ادا ہاتھ سے نہیں جاتا۔ سحابی۔ ناصر خسرو وغیرہ نے بھی دقیق فلسفی مسائل بیان کئے ہیں لیکن وہ محض فلسفہ ہے جو نظم میں ادا کر دیا گیا ہے۔ شاعری نہیں۔ بخلاف اس کے عرفی اس انداز سے ان باتوں کو ادا کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص فلسفہ کی حیثیت سے اس سے لطف نہ اٹھائے۔ تاہم شاعرانہ ذوق سے محروم نہ رہیگا۔

یہ سب کہتے آئے ہیں کہ حقایق اشیاء ہم کو معلوم نہیں سقراط نے کہا تھا "مجھ کو صرف اسی قدر معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا"، بعینہ اس خیال کو فارابی۔

ابن سینا وغیرہ نے اشعار میں ادا کیا لیکن عُرفی نے اس فلسفہ کو ایک قدم اور آگے بڑھا دیا۔ وہ کہتا ہے

حد کُنہ تو با دراک نشاید دانست ۔۔۔ وین سخن نیز باندازہ ادراک من است

(خدا کی ذات اور صفات کی جو تفسیر تمام اہل مذاہب نے کی ہے خوب غور کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے انہیں حالات۔ اُنہیں اوصاف اُنہیں اخلاق کو جو اُسنے انسانوں میں دیکھے ہیں زیادہ وسیع۔ زیادہ پاک۔ زیادہ بلند فرض کر کے ایک ذات کا تصوّر باندھ لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر قوم میں خدا کے اوصاف کے متعلق مختلف خیال ہیں۔ اس بنا پر کہتا ہے)

(فقیہان دفترے را می پرستند ۔۔۔ حرم جویان درے را می پرستند)

(برافگن پردہ تا معلوم گردد ۔۔۔ کہ یاران دیگرے را می پرستند)

(۱۰) اخلاق۔ عُرفی نے اخلاق کے اکثر مسائل بیان کئے لیکن وہ صرف ان اخلاقی اوصاف کو لیتا ہے جو عزّت نفس اور علو حوصلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہانتک کہ یہ اوصاف اگر غرور و نخوت کی حد تک بھی پہنچ جائیں تو اُسکے نزدیک ان اوصاف سے بہتر ہیں جن کی سرحد پست ہمتی سے مل جاتی ہے چنانچہ کہتا ہے۔

کفران نعمت گلہ مندان بے ادب ۔۔۔ در کیش من ز شکر گدایانہ بہتر است

علو نفس۔ بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کے خیالات جو عموماً شاعری میں نہایت کم تھے عرفی نے کثرت سے ادا کئے ۔

# نظیری نیشاپوری

محمد حسین نام۔ نظیری تخلص اور نیشاپور وطن تھا۔ شاعری کا ابتدا سے شوق تھا اور ابتدائے مشق ہی سے شہرت ہو چلی تھی خراسان میں جب اس کی شاعری مسلم ہو چکی تو کاشان میں آیا یہاں حاتم فہمی مقصود خردہ۔ شجاع رضائی۔ شاعری میں استاد تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کے مشاعروں میں جو طرحیں ہوتی تھیں۔ نظیری بھی ان میں طبع آزمائی کرتا تھا۔

عبد الرحیم خانخانان کی فیاضیوں کا شہرہ دُور دُور پھیل چکا تھا نظیری نے اس کے دربار کا قصد کیا اور آگرہ میں خانخانان سے ملا غالباً یہ ۹۹۲ھ ہوگا کیونکہ اسی سنہ میں خانخانان گجرات سے آگرہ گیا ہے۔ اور خانخانان ہی کی تقریب کرنے سے اکبر کے دربار تک اس کی رسائی ہوئی۔ ایک قصیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت نظیری کے بہت سے حاسد پیدا ہو گئے تھے جو اُس کی رسائی میں خلل انداز ہوتے تھے۔

اکبر کی مدح میں اُسنے وقتاً فوقتاً اکثر قصیدے لکھے اور غالباً مقبول بھی ہوئے لیکن اس کو دربار میں کوئی خاص امتیاز حاصل نہیں ہُوا۔ اسلئے اُس نے اپنا مستقل تعلق خانخانان کے دربار سے رکھا اور احمد آباد گجرات میں سکونت اختیار کی۔ چند برس کے بعد حج کا ارادہ کیا اور اس تقریب پر ایک قصیدہ لکھ کر خانخانان کی خدمت میں پیش کیا اور شاعرانہ

انداز سے مصارف سفر کی درخواست کی ؎

ہمہ عیش ایں جہانی بعنایت تو دیدم  چہ عجب اگر بیابم ز تو زاد آنجہانی

حج ۱۰۰۱ھ سے واپس آکر اُسنے مراد کے دربار میں رسائی حاصل کی اکبر نے شہزادہ مراد کو دکن کی مہم پر بھیجا تھا نظیری چلتا پھرتا اس طرف جا نکلا۔ ایک قدردان سخن کی وساطت سے دربار میں پہونچا۔ دربار میں سجدہ بجالانیکا دستور تھا لیکن دربار کی شان و شوکت دیکھ کر نظیری کے حواس جاتے رہے اسلئے آداب و آئین سب بھول گیا۔

۱۰۱۴ھ میں اکبر نے وفات پائی اور جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ وہ نہایت سخن شناس اور صاحب ذوق تھا۔ نظیری کا شہرہ سُن کر دربار میں طلب کیا۔ ۱۰۱۹ھ میں نظیری دربار میں حاضر ہُوا۔ جہانگیر کے فرمانِ طلبی کے بعد تین مہینے نظیری کو دوڑ دھوپ میں گذرے گو وہ تارک الدنیا ہو چکا تھا لیکن غلامی اور طماعی کی جو عادت راسخ ہو چکی تھی اس کا اقتضا یہ تھا کہ تین مہینے تک خاک چھانتا پھرا اور شاہی فرمان کو قرآن سے تشبیہ دی۔ گلزار ابرار میں لکھاہے کہ نظیری نے مرنے سے بارہ برس پہلے ترک دُنیا کر کے گوشہ عزلت اختیار کیا لیکن امرا کی مداحی اس حالت میں بھی جاری تھی۔

اخیر عمر میں اس کو علوم دینیہ کا شوق ہُوا۔ ۱۰۲۴ھ میں جب خانخانان کے ہمراہ دکن گیاہے تو راہ میں مندو سے گذرا یہاں شیخ غوثی مندوی سے ملاقات ہوئی۔ نظیری نے اُنہیں سے پہلے عربیت کی تحصیل کی پھر

مولانا حسین جوہری سے تفسیر اور حدیث پڑھی۔
۱۰۲۰ھ میں گجرات سے آگرہ آیا اور خانخانان کو اپنا دیوان حوالہ کر کے پھر گجرات واپس آگیا۔
سنہ وفات علی الاختلاف الروایات ۱۰۲۰ھ ۱۰۲۱ھ ۱۰۲۲ھ ۱۰۲۳ھ ہے مکان کے قریب ایک مسجد بنوائی تھی اسی میں دفن ہوا۔ جس محلہ میں قبر ہے اس کا نام تاجپورہ ہے قبر پر ایک گنبد بھی ہے عام حالات اور اخلاق و عادات۔ نظیری نے اگرچہ بہت سے درباروں کی آستان بوسی کی لیکن اُس کا اصلی تعلق خانخانان کے دربار سے تھا۔ خانخانان کو خان اعظم کوکہ کی بہن بیاہی تھی۔ اس تعلق سے خان اعظم کی مداحی بھی کی ہے اور باقی اکبر اور جہانگیر اور مراد تو حکمران وقت تھے اُن کی مداحی نہ کرتا تو کیا کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ مراد سے اس کو دلی محبت تھی شہزادہ موصوف کا جو مرثیہ لکھا ہے اس میں دلی جذبات نظر آتے ہیں۔
نظیری کو زرگری میں کمال تھا۔ ساتھ ہی تجارت بھی کرتا تھا۔ شاعری کی فتوحات الگ تھی۔ بنابریں امیرانہ زندگی بسر کرتا تھا اور امرا میں اُس کا شمار ہوتا تھا لیکن مزاج میں عُرفی کی سی آن بان تھی۔ مرتے مرتے بھی مداحی کا شغل نہ چھوڑا۔
بخلاف اور شعرا کے مذہب میں سخت تھا۔ اکبر کے دربار میں جن آزادانہ خیالات کے چرچے رہتے تھے اُن سے بہت جلتا تھا۔ سفر حج جس ذوق شوق سے کیا ہے اس سے بھی اُس کے مذہبی جوش کا پتہ چلتا ہے۔

جہانگیر اور شاہ عباس صفوی دونوں نے تمباکو کے استعمال کی ممانعت کردی تھی۔ نظیری بھی اس کا جاندادہ تھا چنانچہ تمباکو کی تعریف میں ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

نے سنبل تمباکوئے نے آتش رخسارہ　　دل بوئے خامی میدہد بے داغ آتشپارہ

اس زمانہ میں نظیر نام ایک شاعر تھا نظیری نے اس کو لکھا کہ اپنا تخلص بدلدو تاکہ دونوں تخلصوں میں اشتباہ نہ رہے چونکہ نظیری دراصل نظیر سے ماخوذ ہے صرف ایک حرف زائد ہے لہذا سرقہ کا الزام نظیری ہی پر عاید ہوسکتا ہے۔ پس نظیری نے دس ہزار روپیہ دے کر یہ حرف زائد (ی) خریدا۔ اور نظیر نے اپنا تخلص بدل ڈالا۔

(شعرا میں سے خاص جن لوگوں سے نظیری کے معرکے رہتے تھے عرفی ظہوری اور ملک قمی تھے عرفی نے تو نظیری کو قابل خطاب نہیں سمجھا لیکن نظیری نے اس کے مرے پیچھے قصیدہ میں اس کو گالیاں سنائیں۔ ظہوری اور ملک قمی نے ۱۰۲۰ھ میں نظیری کے پاس اپنے دیوان بھیجے اور نظیری نے ایک ایک غزل کا جواب لکھا یہ اوحدی کا بیان ہے (ماخوذ از عرفات) لیکن اس میں مبالغہ معلوم ہوتا ہے نظیری اس زمانہ کے دو ہی ایک سال بعد مرا ہے اسلئے اتنی قلیل مدت میں ظہوری اور قمی کی ہزاروں غزلوں کا جواب کیونکر لکھ سکتا تھا)

**خصوصیات کلام۔ نظیری۔** (۱) ابداع الفاظ۔ جدت ترکیب اور ندرت بندش کی شریعت کا اولوالعزم پیغمبر ہے اُسنے سیکڑوں نئے الفاظ اور

نئی ترکیبیں ایجاد کیں۔ الفاظ پہلے سے موجود تھے لیکن جس موقعہ پر اُسنے کام لیا۔ جس انداز سے اُن کو برتا۔ شاید پہلے اس طرح برتے نہیں گئے تھے مثلاً

(از کف نمی دہد دل آسان ربودہ را دیدیم زور بازوئے ناآزمودہ را)

(آسان ربودہ کی ترکیب بالکل نئی ہے اور اس سے ایک وسیع خیال ادا ہوگیا۔ دوسرے مصرعہ میں۔ زور بازو۔ ناآزمودہ۔ سب مستعمل الفاظ ہیں لیکن اُن سے نئی طرح سے کام لیا ہے۔ کہنا یہ تھا کہ معشوق کمسن ہے اور اُس کو کسی طرح کا تجربہ نہیں۔ تاہم جس شخص کا دل ایک دفعہ اس پر آجاتا ہے پھر اُسکے پنجہ سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اس مضمون کو یوں ادا کرتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک ناآزمودہ بازو میں کسقدر زور ہے)

چہ خوش است از دو یکدل سرِ حرف باز کردن سخن گذشتہ گفتن گلۂ دراز کردن

اثر عتاب بردن ز دل ہم اندک اندک بہ بدیہہ آفریدن بہ بہانہ ساز کردن

اشعار کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کیا لطف کا موقع ہوتا ہے جب کہ دو یکدل دوست آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ گفتگو چھیڑتے ہیں۔ پرانے تذکرے کرتے ہیں۔ شکائتیں شروع ہوتی ہیں۔ ایک دوست روٹھا ہُوا ہے۔ دوسرا دوست اس کو اس طرح آہستہ آہستہ مناتا جاتا ہے کہ جب وہ کوئی شکایت پیش کرتا ہے تو یہ جھٹ کوئی تاویل گڑھ لیتا ہے۔ فوری تاویل کرنے کے لئے "بدیہہ آفریدن" کسقدر موزون لفظ ہے جو ایک بڑے خیال کو اتنے سے مختصر الفاظ مین ادا کر دیتا ہے" ز دل ہم" اور "اندک اندک" کی ترکیب کس قدر واقعہ کی تصویر کھینچ دیتی ہے۔

(۲) وہ اکثر وجدانی باتوں کو ایسے طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ مجسم بن کر سامنے آجاتی ہیں اور اس سے عجیب خاص لطف پیدا ہوتا ہے مثلاً یہ امر کہ معشوق کا ایک ایک عضو یا ایک ایک ادا دلربا ہوتی ہے۔ یعنی ہر عضو اور ہر ادا کی طرف دل کھنچتا ہے اور اس طرح ادا کرتا ہے ؎

ز پائے تا بسرش ہر کجا کہ می نگرم     کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اس شعر سے یہ تصویر پیش نظر ہوتی ہے کہ معشوق کا سراپا ایک مجلس ہے جس میں بہت سے تماشائی جمع ہیں۔ انہیں میں دل بھی ہے۔ کرشمہ معشوق کے پیش خدمتوں میں ہے۔ دل اس مجلس میں جب آتا ہے تو جدھر اس کا گذر ہوتا ہے۔ کرشمہ دامن پکڑ کر کھینچتا ہے کہ یہیں بیٹھ جاؤ۔

(۳) اسی خصوصیت کے سلسلہ میں یہ بھی داخل ہے کہ نظیری اکثر حالات اور کیفیات کی تشبیہ مادیات اور محسوسات سے دیتا ہے اسلئے اس سے ایک خاص استعجاب کا اثر پڑتا ہے کیونکہ جب دو مخالف چیزوں میں تناسب اور تشابہ نظر آتا ہے تو طبیعت میں استعجاب پیدا ہوتا ہے مثلاً

ہمہ شب برلب و رخسار و گیسو میزنم بوسہ     گل و نسرین و سنبل را صبا و خرمن است منتب

---

رز اظہار محبت برزبان خلق افتادم     چو محتاجے کہ گنجے یابد و ظاہر کند دوش)

(۴) وہ اکثر عشق و عاشقی کی سچی اور صحیح وارداتیں بیان کرتا ہے اسلئے دل پر خاص اثر ہوتا ہے مثلاً

مردم از شرمندگی تا چند باہر نا کسے     مردمت از دور بنمایند و گویم یار نیست

ایک خاص واقعہ کی تصویر کھینچدی ہے۔ حالت یہ ہے کہ معشوق اکثر کمینوں اور ہوس پرستوں کے ساتھ رہتا ہے۔ لوگ جو اس کو کہیں راستہ میں کمینوں کے ساتھ جاتا ہُوا دیکھتے ہیں تو دور سے عاشق کو دکھا کر کہتے ہیں کہ دیکھو تمہارا یار جاتا ہے۔ عاشق غیرت کے مارے کہتا ہے کہ نہیں میرا معشوق نہیں کوئی اور ہو گا۔

(۵) نظیری کے کلام میں فلسفہ کم ہے لیکن جسقدر ہے نہایت خوبی سے ادا ہوا ہے مثلاً

| | |
|---|---|
| چنداز مؤذن بشنوم توحید شرک آمیز را | گو عشق تا بچشو نہم شرع خلاف انگیز را |
| حور و جنت جلوہ بر زاہد وہد در راہ دوست | اندک اندک عشق بر راہ آورد بیگانہ را |

تعجب یہ ہے کہ نظیری اگرچہ نہایت مذہبی آدمی تھا اور اکبر اور ابو الفضل کی لامذہبی پر نہایت لعن طعن کرتا ہے لیکن خود وہی خیالات ظاہر کرتا ہے جو اس زمانہ میں ابو الفضل وغیرہ کی طرف منسوب تھے۔ مثلاً

| | |
|---|---|
| بو البشر را قوائے ملائکہ اند | جزو و کل ست در سجود ایں جا |
| حضرت آدم کے قوی بھی فرشتے ہیں | اور جزو و کل کو سجدہ کر رہا ہے |
| نزد تو جبرئیل وحی آورد | عقل برقع ز رخ کشود اینجا |
| تمہارے نزدیک تو جبرئیل وحی لائے | لیکن دراصل وہ خود عقل تھی |

(۶) اس زمانہ کے تمام نامور شعرا کا اصلی جوہر طرز ادا کی جدت ہے۔ نظیری اس میدان میں اکثر حریفوں سے آگے ہے۔

| | |
|---|---|
| گرچہ میدانم قسم خوردن بجانت خوب نیست | ہم بجان تو کہ یادم نیست سوگند دگر |

اس شوخی کو دیکھو کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری جان کی قسم کھانا

اچھی بات نہیں لیکن تیری جان ہی کی قسم کہ مجھ کو اور کوئی قسم یاد ہی نہیں۔ شوخی اور بلاغت یہ ہے کہ قسم نہ کھانے پر بھی قسم کھائے جاتا ہے اور اس لطف سے کہ گویا اس کو خبر نہیں کہ اسنے قسم کھالی۔ اسی میں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اس کو اور کوئی قسم یاد ہی نہیں ؎

(۷) وہ اکثر غزلوں میں کسی خاص حالت کو مسلسل لکھتا جاتا ہے اور غزل کی غزل اسی ایک حالت کے بیان میں تمام ہو جاتی ہے۔ ان موقعوں پر اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک مضمون کی تمام جزئیات کو کس طرح احاطہ کرتا ہے اور تسلسل بیان کو کس خوبی سے قائم رکھتا ہے۔

(۸) نظیری نے روزمرہ اور محاورات نہایت کثرت سے برتے ہیں جس سے زباندانی میں بہت مدد ملتی ہے معہذا وہ اکثر محاورات ایسے استعمال کرتا ہے کہ جس مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے بغیر اس محاورہ کے وہ مطلب اس خوبی کے ساتھ ادا نہیں ہوسکتا مثالوں سے اس کا اندازہ ہوگا۔

| | |
|---|---|
| طفل بودیم کہ باز از شکر و شیر شدیم | از شیر باز شدن - دودھ چھڑایا جانا |
| شبنم بر روے بستر و نرگس بخواب گیر | بخواب گرفتن - سوتے میں جالینا |
| نیم بسمل شدۂ بر سر پرواز ہست | بر سر پرواز - اڑنے کو ہے |
| شرح سودائے ترا نسخہ زبسیار برداشت | نسخہ برداشتن - کتاب کا نقل کرنا |
| شب آخر گشتہ و افسانہ از افسانہ مے خیزد | افسانہ از افسانہ مے خیزد - بات میں بات نکلتی ہے |

# طالب آملی - ملک الشعرائے دربار جہانگیری

طالب آمل کا رہنے والا تھا جو ماژندران کا ایک شہر ہے۔ بچپن میں درسی علوم و فنون کی تعلیم پائی۔ اگر اُس کے دعوے پر اعتبار کیا جائے تو پندرہ سولہ برس کی عُمر میں اُسنے ہندسہ منطق۔ ہیئت۔ فلسفہ۔ تصوّف اور خوشنویسی میں کمال حاصل کیا اس زمانہ میں ماژندران کا حاکم جسکو ایران کی اصطلاح میں وزیر کہتے تھے۔ میرابوالقاسم تھا۔ اسکی مدح میں متعدد قصائد لکھے۔ معلوم نہیں کہ کن اسباب سے یہاں طبیعت سیر ہوئی اور کاشان میں آیا۔ یہاں مستقل سکونت اختیار کی اور شادی بھی کرلی۔ تذکرہ میخانہ میں لکھا ہے کہ اُس کی شاعری کا نشوونما یہیں ہُوا۔ لیکن چندروز کے بعد یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر مرو میں آیا یہ عباس شاہ صفوی کا زمانہ تھا اور ملکش خان صوبہ کا گورنر تھا طالب نے ملکش خان کے دربار میں رسائی حاصل کی اور مدحیہ قصائد لکھے۔ دو برس تک یہاں قیام کیا۔ ملکش خان نے قدردانی میں کمی نہ کی ہوگی لیکن طالب ہندوستان کی فیاضیوں کا خواب دیکھا کرتا تھا۔ ایک مثنوی لکھ کر ملکش خان سے وطن جانے کی اجازت حاصل کی۔ وطن کے بہانے رخصت لیکر طالب نے سیدھا ہندوستان کا راستہ لیا۔

امیخانہ کے مصنف نے جو خود طالب کا ہمعصر اور ہم صحبت تھا لکھا ہے کہ طالب مرو سے نکل کر سیدھا قندھار پہونچا۔لیکن یہ تعجب انگیز غلطی ہے۔قندھار جانے کا حال طالب نے خود ایک قصیدہ میں لکھا ہے اس سے صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ وہ برسوں ہندوستان میں رہکر قندہار گیا ہے )۔قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اول جب وہ ہندوستان میں آیا تو یہاں اس کو کامیابی نہیں ہوئی اور اسوجہ سے وہ تمام مشہور مقامات میں تلاش معاش پھرتا رہا۔ دلی۔ ملتان۔ لاہور۔ سرہند وغیرہ میں وہ رندانہ وضع سے رہا اور خرمن حسن کی خوشہ چینی کرتا رہا۔

غازی خان وقاری۔گورنر قندہار کی قدر دانی کی شہرت نے طالب کو قندھار جانے پر آمادہ کیا۔آگرہ سے لاہور۔ ملتان ہوتا ہوا قندھار پہونچا۔غازیخان نے خاطرخواہ قدردانی کی اور مقربان خاص میں داخل کر لیا۔طالب نے بہت سے پرزور قصیدے اسکی مدح میں لکھے ہیں جس میں مداحی سے گذر کر عاشقی کا دعویٰ کیا ہے۔

تکلف نیست معشوق من است او نیست ممدوحم     ازاں این شعر عشق آمیز در مدحش سرائیدم

بدقسمتی سے غازی خان ۱۰۲۱ھ میں جبکہ اس کی عمر صرف پچیس برس کی تھی اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے مسموم ہوا۔طالب کے لئے اب کوئی ٹھکانا نہ رہا۔مجبوراً اُسنے پھر ہندوستان کا رُخ کیا اور آگرہ آیا۔خواجہ قاسم دیانت خان نے جو امرائے جہانگیری میں حضور رس اور جہانگیر کی خدمت میں خاص تقرب رکھتا تھا۔اس کی قدردانی کی اور

**عبداللہ خاں فیروزجنگ** حاکم گجرات کو اس کی سفارش میں خط لکھا۔ عبداللہ خان نے خط بھیج کر طالب کو بلایا اور حد سے زیادہ اُس کی عزت کی اور انعام واکرام سے مالا مال کر دیا۔

**شاپور طہرانی**۔ ایک مشہور شاعر تھا اس کا باپ **اعتماد الدولہ** پدرِ **نور جہان** کا حقیقی چچا تھا۔ طالب نے اس کے ذریعہ اعتماد الدولہ کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ اعتماد الدولہ نے اس کو اپنے دامن تربیت میں لیا اور خاص توجہ مبذول کی۔

**دیانت خان** نے جہانگیر کے سامنے طالب کی اسقدر تعریف کی کہ جہانگیر نہایت مشتاق ہوا۔ دیانت خان خود ساتھ لیکر گیا لیکن طالب نے حماقت سے چلتے ہوئے **مفرح** کا استعمال کیا جس سے اس کے حواس جاتے رہے جہانگیر نے مہربانی سے باتیں کرنی چاہیں۔ لیکن طالب تصویر کی تصویر تھا۔

**اعتماد الدولہ** نے طالب کو مہرداری کی خدمت سپرد کی لیکن طالب شاعری کے سوا اور کسی کام کا نہ تھا۔ چونکہ بیدلی سے اس کام کو انجام دیتا تھا اسلئے ایسی بے عنوانیاں سرزد ہوتی تھیں کہ اُسے شرمندہ ہونا پڑتا تھا آخر اُسنے قصیدہ لکھ کر اعتماد الدولہ کی خدمت میں پیش کیا اور اس خدمت سے مستعفی ہوگیا۔ اعتماد الدولہ نے اس کی تقریب دربار شاہی میں کی۔ جہانگیر نے بلاکر زمرہ شعرا میں داخل کیا اور ۱۰۲۸ھ میں ملک الشعرائی کا خطاب دیا۔ اسوقت طالب کا سن بیس برس سے زیادہ نہ تھا۔ اس عمر میں یہ اعزاز

خاص اسی شاعر کا کارنامہ اقبال ہے۔ جہانگیر کے دربار میں اُس نے اخیر زندگی
تک نہایت عزت و احترام سے بسر کی۔ صرف ایک موقع ایسا پیش آیا کہ
جہانگیر کسی بات پر ناراض ہو گیا اور چند روز تک شرف حضور سے محروم رہا۔
طالب نے ۱۰۳۶ھ میں یعنی جہانگیر کے مرنے سے ایک سال قبل عین
شباب میں وفات پائی۔

**اعزہ و اولاد۔** طالب کی ایک بہن تھی **ستی النساء**۔ طالب اسکو ماں
کے برابر سمجھتا تھا۔ اس کو بھی طالب سے اسقدر محبت تھی کہ صرف اُس سے
ملنے کے لئے ایران سے آگرہ آئی۔ اس کی شادی **نصیرائے کاشی** سے
ہوئی تھی جو مرزا **صائب** کے استاد **مسیح کاشی** کا حقیقی بھائی تھا۔ شوہر کی
وفات کے بعد ستی النساء **ممتاز محل** کی پیش خدمت مقرر ہوئی۔ حسن استعدا
کے باعث **ممتاز محل** کی وفات کے بعد **شاہجہان** نے اس کو حرم سلطانی
کا **صدر کل** یعنی مدار المہام بنا دیا)

(طالب کے اولاد ذکور نہ تھی دو لڑکیاں تھیں۔ ستی النساء نے ماں کی
حیثیت سے پالا۔ بڑی کی شادی عاقل خاں اور چھوٹی کی ضیاء الدین خان
سے کی۔ ستی النساء چھوٹی لڑکی کے مرنے پر اس کے ماتم میں سوگ نشین
ہوئی شاہجہان نے خود اُس کے پاس لاہور جا کر ماتم پرسی کی اور محل میں
ساتھ لایا لیکن ستی النساء کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ حرم سے واپس آکر اسی دن
مرگئی۔)

**عام حالات اور اخلاق و عادات۔** طالب نہایت دوست پرور۔

وفاشعار اور خوش اخلاق تھا۔ زمانہ کی ضرورتوں نے اگرچہ اُسے دردر کی خاک چھنوائی۔ یہانتک کہ شیدا نے اس کی ہجو میں کہا۔

شب و روز مخدوم مناط لبا  پئے جیفۂ دنیوی در تگ است
مگر قول پیغمبرش یاد نیست  کہ دنیاست مردار طالب سگ است

لیکن درحقیقت وہ فطرتاً غیور اور خوددار تھا۔ غازیخان کی جوانمرگی نے اُسے دربدر پھرایا۔ اسنے ہر موقع پر اپنی آن قائم رکھی۔ جہانگیر نے ایک دفعہ نشہ کی ترنگ میں حکم دیدیا تھا کہ مقربان خاص ڈاڑھی منڈا کر شریک صحبت ہوں طالب نے اس حکم کی تعمیل سے سرتابی کی اور گھر میں بیٹھ رہا۔

**شاعری**۔ اس امر میں طالب تمام شعرا سے ممتاز ہے کہ وہ فطرتاً شاعر تھا۔ یعنی جب نہایت کمسن تھا اُسی وقت سے شعر کہتا تھا۔ ایک قصیدہ جو کلیات میں موجود ہے اسوقت کا ہے جب اس کی عمر تقریباً بارہ[۱۲] تیرہ[۱۳] برس کی تھی۔ وہ نہایت جلد شعر کہہ سکتا تھا قلیچ خان ناظم لاہور کی شان میں ۴۸ شعروں کا قصیدہ ایک رات میں کہا۔ جہانگیر کی مدح میں ۵۰۔ ۶۰ شعر کا ایک بڑا پرزور قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی صرف رات بھر کی کمائی ہے۔

شاعری میں **طالب** کا امتیازی وصف صرف دو چیزیں ہیں (۱) ندرت تشبیہ (۲) لطف استعارہ استعارات کی نزاکت اس کے دور سے قبل شروع ہوچکی تھی لیکن اُسنے اور زیادہ ندرت اور لطافت پیدا کر دی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:۔

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی  دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

عشق در اول و آخر ہمہ وجد است و سماع　　این شرابیست کہ ہم پختہ و ہم خام بہ است

---

مزہ در جہان نمی بینم　　و ہر گوئی دہان بیمار است

---

دو لب خواہم یکے در مے پرستی　　یکے در عذر خواہی ہائے مستی

---

بے نیازانہ ز ارباب کرم مے گذرم　　چوں سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشان گذرد

---

دشنام خلق راند ہم جز دعا جواب　　ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم

---

# مرزا صائب اصفہانی

صائب ایک معزز خاندان کا آدمی تھا۔ اس کا باپ مشہور تاجر تھا۔ مرزا کی ولادت تبریز میں ہوئی لیکن نشو و نما اور تعلیم و تربیت اصفہان میں حاصل کی۔ شعر و شاعری سے اس کو قدرتی مناسبت تھی (آغاز سن شعور میں جب اس کی شاعری کے چرچے ہونے لگے تو ایک شخص نے امتحاناً ایک مہمل مصرع پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجئے۔ مصرع یہ تھا) مصرع

(شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت)

(صائب نے پیش مصرع کہکر بامعنی شعر بنا دیا۔ شعر

امشب از ساقی زبس گرم ست محفل میتواں شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت)

باوجود شاعری کے صائب پر مذہبی خیالات بہت غالب تھے۔ آغاز شباب میں حرمین کا سفر کیا۔ واپسی کے بعد مشہد مبارک کی زیارت کی۔

صائب نے شاعری کی باقاعدہ تعلیم حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے حاصل کی۔ ہندوستان کی فیاضیوں کے غلغلہ سے تمام ایران گونج رہا تھا۔ صائب کے دلمیں بھی تحریک پیدا ہوئی اور تجارت کے ذریعہ سے دلی آیا اور شاہجہان کے دربار میں رسائی حاصل کی۔ ہزاری منصب اور مستعد خان کا خطاب عطا ہوا یہیں ظفر خان سے ملاقات ہوئی۔ ۱۰۳۹ھ میں شاہجہان نے دکن کا رخ کیا ظفر خان بھی اس سفر میں ہمرکاب تھا اور میرزا صائب اس کے ساتھ تھا۔

صائب کے باپ کو صائب سے نہایت محبت تھی۔ اس زمانہ میں ہندوستان کی آمد و رفت ایک معمولی بات نہ تھی تاہم جوش الفت میں ۷۰ برس کی عمر میں میرزا کے باپ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور پیارے بیٹے کو ساتھ لیجانا چاہا میرزا کو مجبوراً ظفر خان سے رخصت کی استدعا کرنی پڑی اسی زمانہ میں ۱۰۴۲ھ میں شاہجہان نے دکن سے آگرہ کا قصد کیا اور ظفر خان کشمیر کی صوبہ داری پر ممتاز ہوا۔ میرزا صائب اسکے ہمراہ کشمیر آیا اور بہشت بریں کی سیر کر کے باپ کیساتھ وطن کو واپس گیا۔ ایران میں ایسے جوہر قابل کیلئے قدردانی کی کیا کمی تھی سلاطین صفویہ نے بڑی عزت اور احترام سے لیا۔ میرزا نے بھی انکی مدح میں پر زور قصائد لکھے۔

شاہ عباس ثانی نے اسکو ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ لیکن جب اسکے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا تو مرزا صائب نے قصیدہ لکھ کر پیش کیا جسکا مطلع یہ تھا

احاطہ کرد خط آں آفتاب تابان را		گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی چونکہ نوخیز اور نوخط تھا۔ نہایت رنجیدہ ہوا۔ اور تمام عمر میرزا سے خطاب نہ کیا۔

میرزا نے اگرچہ اخیر زندگی تک ایران سے قدم باہر نہیں نکالا۔ تاہم ہندوستان کی فیاضیاں رہ رہکر یاد آتی تھیں۔ جب نواب جعفر خان آغاز عہد عالمگیری میں وزیر اعظم مقرر ہوا تو میرزا نے یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

دور دستاں را باحسان یاد کردن ہمت است		ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر می افگند

جعفر خان نے پانچہزار روپے اور بقول بعض پانچہزار اشرفیاں بھیجیں۔
۱۰۸۰ھ بمقام اصفہان وفات پائی "صائب وفات یافت" مادہ تاریخ ہے۔ مرزا کے حسب وصیت مرزا کا یہ مطلع

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو		عالم پرست از تو و خالیست جائے تو

لوح مزار پر کندہ کر دیا گیا۔

**عام حالات اور اخلاق و عادات۔** مرزا نہایت خوددار۔ پابند وضع۔ پاکیزہ خو اور منکسر المزاج تھا۔

شعرائے ایران کی عام عادت ہے کہ بجز امیر خسرو اور حسن کے ہندوستانی شعرا کو مطلق خیال میں نہیں لاتے لیکن مرزا اپنے ہمعصر ہندوستانیوں کا نام بھی غزل کے مقطعوں میں لاتا ہے اُن کی غزلوں پر غزلیں لکھنا گوارا کرتا ہے اور مقطع میں اُنکے پورے مصرعے نقل کر دیتا ہے اس سے اس کی صحت مذاق اور خوبی انتخاب کا اندازہ ہو سکتا ہے مثلاً

ایں آں غزل کہ فیضی شیریں کلام گفت		در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ ام

شعرا میں باہم رقابت اور حسد ہوتا ہے لیکن میرزا اس کو نہایت ناپسند کرتا تھا۔ چنانچہ

ایک نظم میں باہمی محبت اور اعانت کی ترغیب دی ہے۔

یوں تو مرزا تمام اساتذہ بلکہ ہمعصروں کو ادب سے یاد کرتا تھا لیکن خاص خاص اساتذہ کا نہایت معتقد تھا۔ سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معترف تھا اور یہ اُس کی صحیح المذاقی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

نظیری کو عرفی سے زیادہ مانتا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے۔

صائب چہ خیال است شوی ہمچو نظیری  عرفی بہ نظیری نہ رسانید سخن را

یہانتک مضائقہ نہیں لیکن افسوس ہے کہ عام خوش اعتقادی یا شہرت عام کی بنا پر ظہوری اور جلال اسیر کی بھی مداحی کرتا ہے۔ بدمذاقی کا یہ پہلا قدم تھا جسنے آخر ایک شاہراہ قایم کردی اور نوبت یہ پہنچی کہ آج لوگ ناصر علی۔ بیدل۔ اور شوکت بخاری وغیرہ کے کلام پر سر دُھنتے ہیں۔

میرزا صائب نے ہر قسم کی اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ قصائد متعدد ہیں ایک چھوٹی سی رزمیہ مثنوی بھی ہے۔ اور غزل تو اسکا خاص فن ہے لیکن قصائد اور مثنوی کم رتبہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس دور سے پہلے ابتر ہو چکی تھیں اور مرزا بھی اس کی کچھ تلافی نہ کرسکا۔ رزمیہ مثنوی کا ایک شعر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ شعر

چناں لرزہ در دشت کیں اوفتاد  کہ قارون بروں از زمین باد فتاد

مرزا نہایت پُرگو اور بدیہہ گو تھا۔ جب وہ برہانپور دکن میں تھا۔ ایک قصیدہ ساٹھ شعر کا صرف دوپہر میں لکھا۔ (ایک دفعہ اس کے ایک شاگرد نے ایک مہمل مصرع پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجیے۔ مصرع یہ تھا)

(از شیشہ بے مے مے بے شیشہ طلب کن)

(صائب نے فوراً کہا)  (حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن)

(ایک دفعہ راہ میں چلا جارہا تھا۔ ایک کُتّے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ چونکہ کُتّا جب بیٹھتا ہے تو گردن اونچی کرکے بیٹھتا ہے فوراً یہ مضمون خیال میں آیا۔ شعر

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس  سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر ست)

میرزا خاضع میرزا صائب کے شاگرد اور سید عبدالجلیل بلگرامی کے ہمنشین تھے اُنکی زبانی

منقول ہے کہ ایک دفعہ کسی نے مرزا صائب کے سامنے یہ مصرع پڑھا۔ مصرع۔ دویدن، رفتن، استادن۔ نشستن خفتن و مُردن مصرع بالکل مہمل تھا۔ مرزا نے پیش مصرع لگا کر عجیب فلسفیانہ مضمون پیدا کر دیا
بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را + دویدن۔ رفتن۔ استادن نشستن خفتن و مُردن
مرزا کی زندگی ہی میں مرزا کے کلام کو یہ حسن قبول حاصل ہو چکا تھا کہ سلاطین اور امراء شاہ ایران اسکے کلام کی استدعا کیا کرتے تھے۔ اور تحفہ و سوغات کی طرح اسکی غزلیں بھیجی جاتی تھیں۔
میرزا نے فن سخن کے متعلق ایک بڑا کام یہ کیا کہ قدما اور متاخرین کا کلام انتخاب کر کے ایک بیاض مرتب کی جو سخندان کیلئے دلیل راہ کا کام دیتی ہے۔ میرزا کا اپنا انداز گو خاص ہے اور وہ شاعری کا معمولی درجہ ہے لیکن چونکہ اس کا مذاق نہایت صحیح تھا اسلئے دلبند اور نادر اشعار انتخاب کئے ہیں۔)
(شعرائے عرب میں ابو تمام ایک مشہور شاعر گذرا ہے جو متنبی کا ہم پلہ خیال کیا جاتا ہے اسنے ایک مجموعا انتخاب کیا تھا جو حماسہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور فن ادب کی جان ہے۔ اہل فن کا بیان ہے کہ ابو تمام کی شاعری کا کمال جسقدر اس انتخاب سے معلوم ہوتا ہے۔ خود اسکے دیوان سے ظاہر نہیں ہوتا میرزا صائب کے انتخاب کا بھی بعینہ یہی حال ہے) جس شاعر کے جتنے شعر انتخاب کر دیئے ہیں، وہی اس کے تمام دیوان کا عطر ہے۔
میرزا کے لطائف و ظرائف بہت مشہور ہیں۔ ایک دن کشمیر میں ظفر خان کے دربار میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند تھی۔ ایک نوخیز نے حسد سے کہا تھا کہ یہ تمام مضامین قدما کے یہاں بندھ چکے ہیں موجودہ شاعروں کا صرف یہ کام رہگیا ہے کہ الفاظ کو الٹ پلٹ دیتے ہیں۔ صائب نے برجستہ کہا
اہل دانش جملہ مضمون ہائے رنگین بستہ اند ہست مضمون نہ بستہ...... شما
چونکہ اتفاقاً شعر حسب حال تھا ظفر خان بے اختیار ہنس پڑا اور میرزا کو انعام دیا۔ میرزا نے ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ تھا مطلع

سرو من طرح نو انداختہ یعنی چہ ۔۔۔ جامہ را فاختہ ساختہ یعنی چہ

ایک مولوی صاحب نے سنا تو کہا ردیف غلط ہے "یعنی چہ" غائب کا صیغہ ہے اور مخاطب

کے لئے استعمال کیا گیا ہے میرزا کے سامنے کسی نے تذکرہ کیا اُنہے کہا "شعر مرا بمدرسہ کہ برد"
کلام پہ رائے۔ میرزا صائب کا خاص انداز تمثیل ہے۔ تمثیل کا طریقہ پہلے بھی
تھا لیکن صائب نے اس کثرت سے اس کو برتا کہ اس کی خاص چیز ہو گئی۔ علاوہ ازیں اور
شعرا عام مضامین میں تمثیل سے کام لیتے تھے۔ صائب نے اخلاقی مضامین کیلئے خاص کر دیا
جا بجا خیال بندی اور مضمون آفرینی بھی پائی جاتی ہے اور یہ خاص متاخرین کا انداز ہے۔
اگرچہ صائب کے ہاں وہ لطیف خیالات اور عشق و محبت کے اسرار نہیں پائے جاتے جو عرفی
اور نظیری کے ہاں بکثرت موجود ہیں تاہم زبان کی فصاحت۔ ترکیب کی بندش۔ محاورات کا
استعمال ہاتھ سے نہیں جانے پاتا۔ بخلاف اور متاخرین کے کہ جنکے کلام کو پڑھ کر زبان کی
خوبیوں کی طرف ذہن مطلق متوجہ نہیں ہوتا۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:۔

قمریاں پاس غلط کردۂ خود می دارند ۔۔۔ ورنہ یک سرو دریں باغ بہ اندام تو نیست

---

دوشب کہ صحبت یہ حدیث سر زلف تو گذشت ۔۔۔ ہر کہ برخاست زجا سلسلہ بر پا برخاست

---

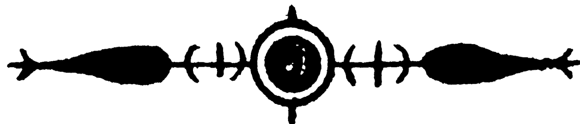
کو گذشت ست ازیں بادیہ دیگر کام وز ۔۔۔ نبض رہ می طپد و سینہ صحرا گرم است

---

عالم بیخبری طرفہ بہشتے بودہ ست ۔۔۔ حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

---

ہم اینجا صلح کن با من چہ لازم ۔۔۔ کہ در محشر ز ما شرمندہ باشی



# ابو طالب کلیم

## ملک الشعرائے شاہجہانی

یہ یگانہ فن صحیفہ شاعری کا اخیر ورق ہے ہمدان میں پیدا ہوا لیکن کاشان میں زیادہ قیام رہا آغاز جوانی میں شیراز جاکر علوم درسیہ کی تحصیل کی۔ جہانگیر کے عہد حکومت میں ہندوستان آیا۔ اول شاہ نواز خان صفوی کے دربار میں رسائی پیدا کی۔ لیکن ۱۰۲۸ھ میں وطن کی یاد نے بےچین کیا۔ اس زمانہ کا ہندوستان وہ چیز تھا کہ کلیم گو وطن جاتا تھا لیکن حسرتوں کا انبار لئے جاتا تھا۔ اسی حالت میں ایک غزل لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

زشوق ہند زانساں چشم حسرت بر قفا دارم  کہ رو ہم گر بہ رہ آرم نمی بینم مقابل را

اس حالت کیساتھ وطن میں کیا جی لگتا۔ دو برس بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ پھر ہندوستان واپس آیا۔ ابکی اُسنے میر جملہ شہرستانی کا دامن پکڑا۔ جہانگیر تک اسکی رسائی نہ ہوسکی کیونکہ دربار کا ملک الشعرا طالب آملی تھا اُسکے سامنے کلیم کا فروغ پانا ممکن نہ تھا۔ کلیم کی ناکامیابی کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ نور جہاں بیگم اسکی شاعری کی معتقد نہ تھی۔ اکثر اُسکے اشعار پر حرف گیری کیا کرتی تھی۔ ایکدفعہ کلیم نے ایک شعر کہا اور خوب دیکھ لیا کہ کہیں حرف رکھنے کی گنجائش نہیں۔ شعر یہ تھا۔

زشرم آب شدم آب را شکستے نیست  بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

کلیم نے یہ شعر نور جہاں بیگم کے پاس بھیجا وہ فوراً بول اُٹھی "یخ بست و پس شکست"

معلوم ہوتا ہے کلیم نے دربار میں پہنچنے سے قبل جا بجا خاک چھانی شاہجہان نامہ میں لکھا ہے کہ وہ دکن میں مارا مارا پھرا۔ اسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ کلیم کا ایک قصیدہ ابراہیم عادل شاہ کی مدح میں بھی ہے اور ایک قصیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیجاپور کے ارادہ سے چلا تھا راہ میں جاسوسی کے شبہ میں پکڑا گیا اور قلعہ شاہدرگ میں قید رکھا گیا۔ بہرحال رفتہ رفتہ شاہجہان کے دربار میں رسائی ہوئی اور ملک الشعرا کا خطاب ملا۔ ۱۰۴۴ھ میں جب شاہجہان نے کروڑ روپیہ کی لاگت سے تخت طاؤس تیار کرایا اور آگرہ میں جشن نوروز کے دن اس پر جلوس کی

رسم ادا کی تو کلیم نے قصیدہ لکھا۔ شاہجہان نے اسکے صلے میں کلیم کو روپے کے برابر تلوایا ۵۵۰۰ روپے
وزن میں آئے وہ اس کو عطا کئے۔

کلیم شاہجہان کیساتھ کشمیر گیا تو وہاں کی رنگینی اور آب و ہوا کی دلاویزی کا اسقدر شیفتہ
ہُوا کہ بادشاہ سے وہیں رہنے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ یہیں اطمینان سے بیٹھ کر فتوحات شاہی
نظم کروں گا۔ درخواست منظور ہوئی۔ ۱۰۵۵ھ میں جب شاہجہان پھر کشمیر گیا تو کلیم نے
قصیدہ تہنیت لکھ کر پیش کیا خلعت اور دو سو اشرفیاں انعام میں پائیں۔ ۱۰۶۱ھ میں
وفات پائی غنی نے سال تاریخ لکھا۔

مصرع "طور معنی بود روشن از کلیم"

عام حالات اور اخلاق و عادات۔ کلیم بخلاف اور شعرا کے نہایت صاف دل سیر چشم۔
فیاض طبع تھا معاصر اور حریف شعرا کی عزت کرتا تھا اور گرمجوشی سے ملتا تھا میرزا صائب
اور میر معصوم ابن حیدر معمائی سے خاص محبت تھی اسیر جلال کا بہت معتقد تھا۔

اکثر شعرائے ایران باوجود اسکے کہ ہندوستان آکر خاک سے آسمان پر پہنچے لیکن ہندوستان
کو گالیاں دیتے ہیں بخلاف انکے کلیم ہندوستان کا مداح اور افسانہ خوان ہے (ایک قصیدہ
کی پوری تمہید ہندوستان کی مدح ہے اسکا ایک شعر یہ ہے)

(توان بہشت دوم گفتنش باین معنی — کہ ہر کہ رفت ازین بوستان پشیمان شد)

نہایت حاضر جواب اور مضمون یاب تھا قیصر روم نے شاہجہان کو خط لکھا کہ آپ صرف
ہندوستان کے بادشاہ ہیں شاہجہان کا لقب کیوں اختیار کیا ہے شاہجہان کو بھی
خیال ہُوا کہ یہ غلط بیانی ہے۔ یمین الدولہ سے کہا کہ کوئی اور خطاب اختیار کرنا چاہیے۔ کلیم
کو خبر ہوئی اسی وقت یہ قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس میں لقب کی یہ توجیہ کی۔

(ہند و جہان ز روئے عدد (۵۹) ہر دو چون یکیست — شہ را خطاب شاہجہانی مبرہن ست)

(خان جہان لودی نے جسکا اصلی نام پیرا تھا جب بغاوت کی اور شکست کھا کر مقتول ہُوا تو
اُسکا اور اسکے شریک بغاوت دریا خان کا سر ایک ساتھ دربار میں آیا کلیم نے برجستہ رباعی کہی)

(این مژدۂ فتح از پئے ہم زیبا بود — این کیف دو بالا چہ نشاط افزا بود)

(از کشتن دریا سر پیرا ہم رفت رباعی گویا سراو حباب این دریا بود)

شاعری کلیم نے شاعری کی تمام صنفوں کو لیا ہے قصائد بکثرت ہیں۔ کئی مثنویاں ہیں۔ غزلوں کا دیوان الگ ہے۔ مثنوی مدت سے اپنے پایہ سے گر چکی تھی کلیم کی مثنویاں بھی کم رتبہ بلکہ عامیانہ ہیں۔ اتنی بات ہے کہ وہ نہایت چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نظم لکھتا ہے اکثر شعرا کے نزدیک یہ بھی ابتذال میں داخل ہے

(مثلاً انگوٹھی۔ قلمدان کشتی۔ بندوق وغیرہ کی شان میں قطعات اور رباعیاں لکھیں۔ ایک دفعہ گرمی دانے نکلے اس پر ایک بڑا قطعہ لکھ دیا۔ تپ آگئی اس پر بھی نظم لکھدی۔ اس جزئی واقعہ نگاری کا اثر ہے کہ اور ایرانیوں کے برخلاف ہندوستان کے بہت سے پیشوں صنعتوں۔ پھولوں پھلوں وغیرہ کے نام لکھ دیئے ہیں جن کا نام بھی زبان قلم پر لانا اور شعرا گناہ سمجھتے تھے)

عرفی عمر بھر ہندوستان میں رہا لیکن عمر بھر میں صرف ایک ہندی لفظ جھکڑ زبان سے نکلا وہ بھی اس طرح کہ گویا فارسی ہے۔ طالب آملی نے رام رنگی ایک شعر میں باندھ دیا اس کو لوگوں نے تعجب سے دیکھا لیکن

کلیم سیکڑوں ہندی الفاظ بولتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً

منہ بر وعدہ تنبولیان دل — کہ جز خون خوردن از وے نیست حاصل
ز حسن شستہ دھوبی چہ گویم — ازاں بے پردہ مجبوبی چہ گویم)
غرور حسن با جہل ٹھہانی — چو گردد جمع نتواں زندگانی
(گل گڈھل نہ فہمید ست موسم — شگفتہ چوں رخ یار است دایم)

(جو قابل ذکر واقعات اس کے زمانہ میں پیش آئے سب پر اُسنے کچھ نہ کچھ لکھا ہے)

(عالمگیر شہزادگی کے زمانہ میں جبکہ اس کی عمر چودہ سال کی تھی مست ہاتھی سے لڑا تھا کلیم بھی اس موقعہ پر موجود تھا لہذا ایک قطعہ اور ایک مثنوی اس واقعہ کی پوری کیفیت پر لکھ ڈالی۔)

قصائد۔ قصیدہ میں حاجی محمد جان قدسی کا انداز ہے یعنی عرفی اور نظیری کی

پیچدار اور مشکل بندشیں صاف کر دیں مبالغہ اور حسن تعلیل کو وسعت دی لیکن اسکے ساتھ ہی قصیدہ کی متانت۔ زور۔ اور بلندی کم ہو گئی اور غزلیت کا رنگ غالب آ گیا۔

اس زمانہ میں قصائد کا کمال صرف مبالغہ تشبیہ حسن تعلیل۔ اور مغالطہ شعری پر محدود تھا۔ یہ اوصاف کلیم کے قصیدوں میں بافراط موجود ہیں مضمون آفرینی کی انتہا نہیں۔ طالب آملی سے وہ جدت استعارات اور شوخی میں کم ہے لیکن اور اوصاف میں اس سے بہت آگے ہے

غزل۔ کلیم کا اصلی کمال غزل گوئی ہے جس میں اسکے پیش رووں نے خاص خاص باتیں پیدا کی تھیں مثلاً عرفی نے فلسفہ۔ نظیری نے تغزل طالب آملی نے شوخی استعارات وحشی اور میلی نے معاملہ بندی۔ کلیم کے ہاں گو تغزل کے سوا اور سب کچھ موجود ہے لیکن اسکا خاص رنگ مضمون بندی اور خیال آفرینی ہے مثالیہ جو صائب کا خاص انداز ہے اسکی ابتدا بھی کلیم ہی نے کی۔ فلسفہ میں وہ زیادہ دقیق باتیں نہیں پیدا کرتا۔ اس کی غزل کے خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

مضمون آفرینی اور خیال بندی مضمون آفرینی کی اگر تحلیل کیجائے تو وہ یا کوئی نیا استعارہ یا تشبیہ ہوتی ہے یا کوئی انوکھا مبالغہ اور حسن تعلیل۔ یہ سب باتیں کلیم کے ہاں نہایت اعلےٰ درجہ پر پائی جاتی ہیں مثلاً

بسکہ زدیدہ ریختم خون دل خراب را      گریہ گرفت در حنا پنجہ آفتاب را

---

(می نہم وزیر پائے فکر کرسی از سپہر      تا بکف مے آورم یک معنی برجستہ را)

---

(حدیث ہجر فراموش شد کہ دور از تو      زبس گریستہ ام آب برد دریا را)

---

مثالیہ۔ مثالیہ مضامین پہلے بھی خال خال پائے جاتے تھے لیکن کلیم نے اس صنف کو بہت ترقی دی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مرا سوز کہ نازت ز کبریا افتد      جو خس تمام شود شعلہ ہم ز پا افتد

دور روزگار دیدم از راستی نشان نیست صبحش که صادق آمد در شیر آب دارد)

---

صبر گوارا کند ہر چہ ترا ناخوش است ساعتے از کف بنہ آب گل آلود را

قوت تخیل۔ اکثر لوگوں کے نزدیک شاعری صرف قوت تخیل کا نام ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو کلیم ہمہ تن شاعری ہے اُس کا ہر شعر قوت تخیل کا ایک منظر ہے۔ مثلاً

بعد از یں تاریکی شبہا بخود خوش کن کلیم شکوہ کم کُن در چراغ اختران روغن نماند

---

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست رو پس نکرد ہر کہ ازیں خاکدان گذشت

---

ایں قدر فرق میان خط یک کاتب چیست سرنوشت ہمہ گر از قلم تقدیر است

---

روزمرہ اور محاورہ۔ اس زمانہ میں مضمون آفرینی اور خیال بندی کے استیلا نے روزمرہ اور محاورہ کی طرف سے شعرا کو غافل کر دیا تھا چنانچہ ناصر علی۔ غنی۔ بیدل اسی چکر میں پڑکر لطف زبان سے بیگانہ ہو گئے لیکن کلیم باوجود انتہا درجہ کی نازک خیالی کے یہ سر رشتہ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ مثلاً

| | |
|---|---|
| با عارض تو چہرہ شدن حد شمع نیست | چہرہ شدن۔ مقابل ہونا۔ حد نیست۔ مجال نہیں |
| از دبستان برد ہر کہ سبق روشن کرد | سبق روشن کرد۔ سبق یاد کرلیا |
| بچشم روشنی داغہائے کہنہ روم | چشم روشنی۔ مبارکباد |
| (عجب پیرے کہ می مالد جوان را | مالیدن۔ پچھاڑنا) |

## تمام شد

ہو الجلیل

# الایجاز

یعنی

## خلاصۂ شعر العجم حصّۂ پنجم

مرتّبہ

جناب مولوی وجاہت حسین صاحب عندلیب منشی فاضل (جزو اوّل)، صدیقی شادانی امروہوی

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بار دوم سنہ ۱۹۲۵ء

(۷۸۶)

# قصیدہ

جس زمانہ میں شاعری کا آغاز ہوا۔ عرب کی شاعری مدحیہ قصائد پر محدود تھی۔ لہذا ایرانی شعرا نے بھی انہی کی تقلید کی۔ اس کے ساتھ ہی صلہ اور انعام کی توقع صرف قصیدہ سے ہو سکتی تھی۔ یہ اسباب تھے کہ ایران نے سب سے قبل قصیدہ گوئی سے ابتدا کی۔ عرب میں مدحیہ قصائد کا یہ انداز تھا کہ تمہید میں عشقیہ اشعار ہوتے تھے جن کو تشبیب کہتے ہیں۔ پھر کسی تقریب سے ممدوح کا ذکر کرتے تھے اس کو اصطلاح میں تخلص یا گریز کہتے ہیں۔ پھر مدح ہوتی تھی اور دعا پر خاتمہ ہوتا تھا۔ فارسی نے بھی سراپا اسی کی تقلید کی۔ قصیدہ کے حسن کا معیار تین چیزیں سمجھی جاتی تھیں (۱) مطلع یعنی قصیدہ کا پہلا شعر کس شان کا ہے (۲) گریز یعنی ممدوح کا کس طرح بظاہر بلا قصد ذکر آ گیا ہے کہ گویا بات میں بات پیدا ہو گئی ہے (۳) مقطع یعنی خاتمہ کس عمدگی سے کیا گیا ہے۔ یہی تینوں چیزیں فارسی میں بھی قصیدہ کا معیار کمال قرار پائیں ۔

قصیدہ گوئی کے تین دور ہیں جن کے خصوصیات علانیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ قدما۔ متوسطین۔ متاخرین۔ قدما کے زمانہ کی خصوصیات

حسب ذیل ہیں۔ (۱) تکلف۔ مبالغہ اور آورد نہ تھی۔ سادہ اور صاف خیالات کو سادہ لفظوں میں ادا کر دیتے تھے (۲) زیادہ تر الفاظ کی صنعت گری پر مدار تھا جس کی متعدد صورتیں تھیں۔ (الف) ایک مصرع میں جو الفاظ آتے تھے دوسرے میں بھی اکثر انہیں کے مرادف الفاظ آتے تھے (ب) اس سے بڑھ کر یہ کہ ہموزن اور اکثر ہم قافیہ الفاظ لاتے تھے مثلاً (اے منور بہ تو نجوم جمال + وے مقرر بہ تو رسوم کمال) (ج) میر معزی اور عبد الواسع جبلی اکثر قصیدوں میں لف ونشر کا التزام کرتے ہیں اور بعض قصیدوں میں اس کے ساتھ صنعت اعداد بھی شامل کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے اس طرز میں کسی قدر تبدیلی انوری نے کی۔ الفاظ کے خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ بہت سے سادہ اشعار لکھے جن میں لفظی خصوصیات کی رعائیت نہ تھی ساتھ ہی مضمون آفرینی پر توجہ کی جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی۔ اور خیال دوسری طرف رجوع ہو سکا۔ ظہیر فاریابی نے دقت آفرینی اور مضمون بندی کا آغاز کیا۔ متوسطین اور متاخرین کی دقیق خیال بندیاں اسی نمونہ پر قائم ہوئیں۔ ظہیر فاریاب کا رہنے والا تھا جو ترکستان کا ایک شہر ہے۔ علوم درسیہ میں بکمال پیدا کیا چنانچہ قوم کی زبان سے صدر الحکماء کا لقب ملا۔ آغاز شاعری میں نیشاپور آیا اور طغان شاہ بن موید کی مداحی کی پھر مازندران گیا۔ اور یہاں کے سلاطین کی مدح میں قصائد لکھے بالآخر آذربائیجان پہنچکر جہان پہلوان محمد یلدگز کے دربار میں رسائی حاصل کی اس نے ظہیر کی نہائیت قدردانی کی۔ اسکے مرنے کے بعد قزل ارسلان کی مداحی کی کسی بات پر قزل ارسلان سے

ناراض ہوکر اتابک ابوبکر بن جہان پہلوان محمد یلدگز کے درباریوں میں داخل ہُوا اخیر عمر میں ترک دُنیا اختیار کیا اور تبریز میں گوشہ نشین ہوگیا۔ ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔ خاقانی کے پہلو میں مدفون ہُوا الوری اور خاقانی کا ہمعصر اور ہم عہد تھا۔ اُس نے قصیدہ میں چند باتیں اضافہ کیں۔

(۱) دقت آفرینی اور خیال بندی کی بنیاد قائم کی (۲) ترکیب اور بندش میں چُستی بلندی اور زور پیدا کیا چنانچہ اس وصف میں کمال اسمٰعیل اور سلمان ساوجی بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکے (۳) زبان میں زیادہ صفائی اور گھلاوٹ پیدا کی چنانچہ اس کے قصائد نے الوری اور خاقانی کی طرح کبھی شرح نویسی کا احسان نہیں اُٹھایا (۴) اکثر نازک اور لطیف تشبیہیں ایجاد کیں اسی زمانہ میں خاقانی نے قصیدہ گوئی میں بہت شہرت حاصل کی اور ایک خاص طریقہ ایجاد کیا جس کی کسی نے تقلید نہیں کی خاقانی کا وطن شروان تھا۔ اصلی نام ابراہیم افضل الدین بن علی ہے۔ باپ بڑھئی تھا اسی بنا پر ابوالعلا گنجوی نے کہا ہے :-

درودگر پسر بود نامت بشروان — بخاقانیت من لقب برنہادم

ابتدا میں علوم درسیہ کی تحصیل کی پھر شاعری کا شوق پیدا ہُوا ابوالعلا گنجوی کی شاگردی اختیار کی اور حقائقی تخلص رکھا۔ جب شاعری میں کمال پیدا ہُوا تو رئیس شروان خاقان کبیر منوچہر اخستان کے دربار میں رسائی حاصل کی اُس نے نہایت قدر دانی کی اور حکم دیا کہ ہر قصیدہ پر ہزار اشرفیاں انعام دی جائیں۔ اخیر عمر میں گوشہ نشین ہونا چاہا شروان شاہ کی اجازت

نہ تھی۔ مجبوراً ایک دن چھپ کر نکل آیا۔ بادشاہ کو خبر ہوگئی۔ خاقانی بیلقان تک پہنچ چکا تھا سرکاری آدمیوں نے وہیں گرفتار کیا۔ بادشاہ نے بلا اجازت چھپ کر چل دینے کے جرم میں شاہران کے قلعہ میں قید کر دیا۔ لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ اصل یوں ہے کہ ملک لور را خواجہ جمیل الدین موصلی نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی تھی جس کے نگینہ پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور عہد لیا کہ کسی کو نہ دینا شروانی شاہ نے خاقانی سے یہ انگوٹھی طلب کی اُس نے انکار کیا۔ اس گستاخی اور نافرمانی کی پاداش میں سات مہینے قید رہا بادشاہ کی ماں نے سفارش کی تب چھوٹا۔ شکرانہ میں حج کا قصد کیا۔ حج سے واپس آکر عراق میں قیام کیا۔ بادشاہ نے طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن خاقانی شاہی تعلقات سے سیر ہو چکا تھا۔ معذرت کا قصیدہ لکھ کر بھیجدیا چند روز قزل ارسلان کے پاس رہا پھر تبریز میں گوشہ نشین ہوگیا۔ سنہ ۵۸۲ھ یا سنہ ۵۹۵ھ میں یہیں وفات پائی۔ تبریز میں ایک مقام ہے سرخاب یہاں مدفون ہوا۔ اُستاد سے کسی بات پہ بگڑ گئی۔ دونوں نے سخت فحش ہجویں کہیں۔ خاقانی سے

بنی سگ گنجہ را در بن گوئے ہم زرد قفا و ہم سیہ رو

رشید الدین وطواط جس سے نہائیت محبت تھی جس کی مدح میں سیر حاصل قصیدہ لکھا ہے ایک شعر یہ ہے:۔

اگر بگوہ رسیدے روائیت سخنش زہے رشید بو آب آمدے بجائے سلا

اس سے بھی نہ نبھہ سکی۔ اور نہائیت فحش ہجو لکھی اور تو اور خود اپنی ہی شان میں فرماتے ہیں ؎

شبہت حوا نو بسیم تہمت ہا جر نہم
چادر مریم ربایم پردہ زہرا درم

اِس کے کلام کے خصوصیات یہ ہیں (۱) مختلف علوم و فنون کی اصطلاحیں اور تلمیحات اور اشارات بکثرت لاتا ہے۔ جب تک کوئی شخص تمام علوم و فنون سے واقف نہ ہو اس کے کلام کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا (۲) یہ بات قابل تعریف ہے کہ تمام معاصرین کے خلاف واقعہ نگاری پر مائل ہے۔ ساتھ ہی اس پر تخیل کا رنگ بھی چڑھایا ہے۔ حج کے سفر میں طاق کسریٰ کو شکستہ حالت میں دیکھ کر نہایت پُر جوش اور پُر درد قصیدہ کہا۔ چند شعر یہ ہیں:۔ ؎

ہاں اے دل عبرت بیں از دیدہ نظر کن ہاں
ایوان مدائن را آئینہ عبرت دان

گویہ کہ تو از خاکی ما خاک تو ایم اکنوں
گامے دو سہ بر ما نہ اشکے دو سہ ہم بفشاں

از نوحہ جغد الحق مائیم بہ درد سر
از دیدہ گلابے کن درد سر ما بفشاں

ما بارگہ داریم ایں رفت ستم بر ما
بر قصر ستمگاران آیا چہ رود خذلان

(۳) کئی کئی سو شعروں کا قصیدہ لکھتا ہے۔ اور کہیں زور طبع کم نہیں ہوتا۔ نہائیت مشکل اور دشوار گذار ردیفوں میں بڑے بڑے قصیدے لکھے ہیں اور جو باتیں اس کے خواص کلام ہیں اس کے التزام میں فرق نہیں آتا۔ خاقانی

نوٹ:۔ یہ عجیب بات ہے کہ خاقانی اور نظامی دونوں ایک زمانہ میں تھے اور دونوں کو دعویٰ ہے کہ خضر نے ان کو تعلیم دی۔ خاقانی نے اپنی مثنوی تحفۃ العراقین میں خضر کی ملاقات کا حال بالتفصیل لکھا ہے۔ خدا جانے کون صاحب تھے جنکو وہم پرستی سے خاقانی نے خضر سمجھ لیا۔

کے بعد کمال اسمٰعیل نے قصیدہ کو بہت ترقی دی اور اسی پر قدما کے دَور کا خاتمہ ہو گیا۔ قدما کے دَور کے قصیدہ گویوں میں ابوالفرج رونی۔ عبدالواسع جبلی۔ میر معزی نیشاپوری سار زنی اور رشید الدین وطواط خاص امتیاز رکھتے ہیں +

قصیدہ میں رفتہ رفتہ جو ترقی ہوتی جاتی تھی وُہ رفتار جاتی رہی۔ کیونکہ ہنگامۂ تاتار نے دفعتاً وہ سارا دفتر اُلٹ دیا۔ ممدوح نہ رہے تو مدح خوان کہاں سے آتے۔ ہلاکو کا پوتا اسلام لایا اور مدتوں اس خاندان میں حکومت رہی لیکن دربار شاعرانہ لطافت سے خالی تھا اور تین سو برس تک سلمان کے سوا جو قصیدہ کے مجددین میں سے ہے اَور کوئی مشہور قصیدہ گو نہیں پیدا ہُوا۔ سلاطین صفویہ نے نئے انداز سے دربار سجایا تو اس قالب مُردہ میں پھر جان آئی۔ حسین ثنائی۔ محتشم کاشی۔ سنجر کاشانی وغیرہ نے قصیدہ گوئی کو بہت ترقی دی۔ عُرفی نے اس زمین کو آسمان تک پہنچا دیا۔ اکبری دَور کے شعرا کے بعد طالب آملی اور محمد جان قدسی نے قصیدہ کو بہت ترقی دی قدسی مشہد کا رہنے والا تھا۔ سنہ ۱۰۴۲ھ میں شاہجہان کے دربار میں پہنچا سنہ ۱۰۴۵ھ میں ایک قصیدہ کے صلے میں شاہجہان نے اسے چاندی میں تلوایا ۵۵۰۰ ہُوئے۔ یہ رقم انعام میں ملی۔ جہاں آرا بیگم کے شفا پانے پر جو مبارکباد لکھی تو خلعت اور دو ہزار روپیہ عنایت ہوئے۔ ایک قصیدہ پر سات مرتبہ جواہرات سے مُنہ بھرا گیا۔ شاہجہان کے دربار میں ملک الشعرا کا خطاب اوّل قدسی ہی کو ملا تھا سنہ ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔

عرفی کا زورِ طبع اور طالب آملی کی جدت استعارات قدسی نے

کلام میں نہیں۔ لیکن متاخرین جیسے مضمون آفرینی کہتے ہیں اس کے دریا بہا دیتے ہیں وہ تمام انواع سخن پر قادر تھا قصائد کثرت سے لکھے ہیں مثنویاں متعدد ہیں۔ غزلوں کا دیوان مختصر ہے مگر جس قدر ہے انتخاب ہے۔ قدسی کے بعد قصیدہ کی متانت اور شان و شوکت میں فرق آ گیا۔ رنگینی مضمون آفرینی جدت تشبیہات و استعارات کو ترقی ہوئی۔ تکلف اور عیش پرستی کی روز افزوں ترقی کے اثر سے اخیر میں قصائد غزل بن کر رہ گئے۔ نکتہ دانوں کو آخر کار قصیدہ گوئی بلکہ شاعری کے حضیض کا اندازہ ہوا سب سے پہلے مشتاق اصفہانی کو اس کا احساس ہوا اس کے ہم بزم بھی اس کے خیالات سے متاثر ہوئے۔ چنانچہ لطف علی آذر اور سید احمد ہاتف وغیرہ نے قدما کا تتبع شروع کیا اور ایک دورِ جدید پیدا کر دیا۔ اس دور نے ترقی کرتے کرتے قاآنی جیسا قادر الکلام پیدا کیا جس سے قدما کا دور دوبارہ واپس آ گیا قاآنی کا نام مرزا حبیب ہے باپ بھی شاعر تھے گلشن تخلص کرتے تھے قاآنی شیراز میں پیدا ہوا۔ علوم درسیہ کی تحصیل کے بعد شاعری اختیار کی اور شجاع السلطنت کی مداحی کرتا رہا۔ جب زیادہ شہرت حاصل کی تو شاہی دربار میں پہنچا۔ محمد شاہ اور ناصر الدین قاچار نے اس کی نہایت قدردانی کی ۱۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ قاآنی کے تمام قصیدے قدما یعنی فرخی۔ منوچہری سنائی اور خاقانی کے جواب میں ہیں۔ الفاظ کی بہتات۔ مترادف الفاظ کا اجتماع۔ صنعت ترصیع اور لف و نشر جو قدما کے خصائص ہیں ان باتوں

ہیں وُہ قدما کا ہمسر ہے معہذا جو قدرت کلام صفائی اور روانی اس کے کلام میں ہے قدما میں بھی نہیں۔ اس کے خصوصیات یہ ہیں:-

(۱) تشبیہات اکثر نیچرل ہوتی ہیں۔

(۲) واقعہ نگاری میں کوئی شاعر آج تک اس کے رُتبہ کا نہیں ہُوا وُہ طول طویل واقعات لکھتا ہے۔ ایک ایک جزئیات کو ادا کرتا ہے اور پھر سلاست۔ صفائی اور روانی میں مطلق فرق نہیں آتا۔

(۳) قدما کے جو الفاظ سینکڑوں برس سے متروک ہو گئے تھے۔ اور شعر کے ترک شدہ زحافات بھی۔ قاآنی بے تکلف استعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے قاآنی کا طرز تمام ایران پر چھا گیا۔ لیکن اس کے بعد پھر ایران میں کوئی نامور پیدا نہیں ہُوا۔

عجب بات ہے کہ ایران کے انقلاب کی اگرچہ ہندوستانیوں کو خبر نہ تھی لیکن خود بخود یہاں بھی انقلاب پیدا ہُوا۔ یعنی مذاق شاعری جو ناصر علی وغیرہ کی بدولت سینکڑوں برس سے بگڑتا چلا آتا تھا درست ہو چلا مرزا غالب نے شاعری کا انداز بالکل بدل دیا۔ ابتدا میں وُہ بھی بیدل کی پیروی کی وجہ سے غلط راستہ پر پڑے تھے۔ لیکن عرفی، نظیری، طالب آملی، ابوطالب کلیم کی پیروی نے اُن کو سنبھالا۔ اُنہوں نے قصیدہ میں متوسطین اور قدما کی روش اختیار کی اگرچہ اکثر قصائد میں متاخرین کی بدعتیں، بلکہ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن اخیر میں سب کج پیچ نکل گئے اور بالکل اساتذہ کا رنگ آگیا ہے۔ ان کی طبیعت میں اجتہاد اور جدت

کا مادہ نہایت شدت سے تھا۔ اس لئے قدما کی پیروی کی وجہ سے اگرچہ نہایت احتیاط کرتے ہیں تاہم اپنا خاص انداز بھی نہیں چھوڑتے +

**قصائد سے کیا کام لیا گیا** قوموں کا بننا۔ ابھرنا۔ ان کے جذبات کا تازہ اور مشتعل ہوتے رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان کے اوصاف کی صحیح داد دی جائے۔ ان کے کارنامے نمایاں اور اجاگر کئے جائیں۔ قصیدہ درحقیقت اسی کام کے انجام دینے کا ایک آلہ تھا۔ عمدہ اوصاف۔ شریفانہ اخلاق اور جذبات کو قوم میں پھیلانا ہو تو اس کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ان کی محسوس اور زندہ مثالیں پیش کی جائیں۔ اس بناء پر قصیدہ جس کا اصلی موضوع مدح ہے بڑے کام کی چیز ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ

(۱) جس کی مدح کی جائے وہ درحقیقت مدح کے قابل ہو۔

(۲) مدح میں جو کچھ کہا جائے وہ سچ ہو۔

(۳) مدحیہ اوصاف اس انداز سے بیان کئے جائیں کہ جذبات کو تحریک ہو فارسی قصائد میں یہ شرطیں کبھی جمع نہیں ہوئیں یا تو ایسے لوگوں کی مدحیں لکھی گئیں جو سرے سے مدح کے مستحق نہ تھے یا تھے تو ان کے واقعی اوصاف نہیں لکھے گئے بلکہ تمام قوت مبالغہ اور غلو میں صرف کر دی گئی۔ اکبر خانخانان۔ شاہجہان کے سینکڑوں معرکے تاریخی یادگار ہیں جن کے بیان سے مردہ دلوں میں جنبش پیدا ہو سکتی ہے۔ عرفی۔ نظیری۔ فیضی وغیرہ نے ان لوگوں کی مدح میں سینکڑوں پرزور قصیدے لکھے۔ لیکن ان معرکوں کا کہیں ذکر تک نہ آیا۔ اس کے مقابلہ میں عرب کی شاعری پر نظر ڈالو تو

تو عرب کسی کی شاعرانہ مدح کرنا عار سمجھتے تھے اور مدح کرتے تو صلہ لینا گوارا نہ کرتے پھر جو کچھ کہتے سچ کہتے تھے۔ عرب کے اکثر شعرا اسی وقت قصیدہ لکھتے تھے جب ممدوح کوئی معرکہ سر کرتا اور وہ قصیدے معرکہ کی پوری تاریخ ہوتے تھے اور معرکہ جنگ کا پورا سماں کھینچ دیتے تھے (دیکھو خلاصہ چہارم باب اوّل "شاعری کا استعمال")

قصیدوں میں اکثر اپنے ذاتی اور واقعی کارناموں کا ذکر اور اس پر فخر کا اظہار کرتے تھے۔ شعرائے فارس اس کے مقابلہ میں کس بات پر فخر کر سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہم اقلیم سخن کے بادشاہ ہیں مضامین ہمارے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ مختلف شاعرانہ مضامین کے لئے قصیدہ بہت وسیع میدان ہے۔ مثنوی کے لئے مسلسل طول طویل قصّہ کی ضرورت ہے۔ غزل میں چھوٹے چھوٹے مفرد خیال ادا کئے جاتے ہیں۔ باقی ہر قسم کے مضامین جو ان دونوں قسموں کے بین بین ہیں وہ صرف قصیدہ کے ذریعہ سے ادا کئے جا سکتے ہیں مثلاً کوئی دوست جُدا ہو رہا ہے۔ کوئی مؤثر منظر نظر سے گذرا۔ کسی نے ناموری کا کام کیا۔ کسی گروہ کے معاشرت و تمدن کی تصویر کھینچنا ہے۔ عرب کے قصائد انہیں مضامین سے مملو ہیں۔ چنانچہ یہی جذبات سے لبریز ہیں۔ بخلاف اس کے ایران میں اس صنف سے کبھی یہ کام نہیں لیا گیا۔

قصیدہ کا گو صحیح استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کہ قصیدہ گوئی نے قوم میں خوشامد اور دولت پرستی پیدا کر دی۔ مادح اور ممدوح دونوں

بلکہ سب لوگ جانتے تھے کہ یہ مدح مبالغہ اور لفاظی کے سوا نہیں قصیدہ گوئی بالکل بیکار نہیں گئی ہزار برس کی متصل زور آوری اور طباعی بالکل بیکار نہیں گئی۔ قصیدے سے گو اصلی کام نہیں لیا گیا تاہم شاعری کو اس نے بہت کچھ ترقی دی +

(۱) قصیدہ کی ایک خاص زبان بن گئی یعنی بندش بہت چستی اور زور۔ الفاظ میں متانت اور شوکت۔ خیالات میں بلندی اور رفعت یہاں تک کہ قصیدہ کے شروع میں جو غزلیہ اشعار ہوتے ہیں وہ بھی عام غزل کی زبان سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ متین اور سنجیدہ اور پُر زور خیالات کے ادا کرنے کا ایک ذخیرہ مہیا ہو گیا۔ آج اگر قومی اور ملکی مضامین لکھنا چاہیں تو قصائد کی زبان ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے پہلے سے تیار ہے +

(۲) شعرا مدح کرتے کرتے تھک گئے تھے لہذا وسعت خیالات کے لئے اور راستے نکالے مثلاً تمہید میں غزل کے بجائے طرح طرح کے مضامین داخل کئے۔ اسدی طوسی نے یہ خاص روش اختیار کی کہ قصائد کی تمہید میں مناظرات قائم کئے یعنی دو چیزوں کو لیکر ان کی زبان سے اُن کے فضائل بیان کئے اس طرح مختلف چیزوں کی خوبیوں کے تمام پہلو دکھانے کا موقع ملا +

(۳) حکیم ثنائی اوحدی۔ سعدی۔ امیر خسرو۔ خاقانی اور جامی نے بہت سے قصائد میں صرف پند و موعظت اور حکمت کے مضامین ادا کئے

اور کسی کی مدح و ستائش ان میں نہیں۔

# غزل یا عشقیہ شاعری

عشق و محبت انسان کا خمیر ہے اور کوئی قوم عشقیہ شاعری سے خالی نہیں۔ لیکن ایران اس خصوصیت میں تمام دُنیا سے بڑھا ہوا ہے۔ تین ہزار برس کی متصل عیش و نعمت اور جاہ و ثروت نے لطافت اور نفاست کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ آب و ہوا، سبزہ زار، آب رواں۔ لالہ و گل دماغوں اور طبیعتوں کو ہمہ وقت نشاط انگیز اور ولولہ خیز رکھتے تھے سب پر مستزاد یہ کہ حُسن و جمال کے لحاظ سے ملک کا ملک یوسف ستان تھا۔ ذرا سی تحریک سے شعلہ عشق مشتعل ہو کر دل و دماغ کو آتش فشاں بنا دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایران میں جس قدر عشقیہ شاعری کو ترقی ہوئی اور اصناف سخن کو نہیں ہوئی۔

ایران میں شاعری کی ابتدا قصیدہ سے ہوئی اور ابتدا غزل جوشِ طبع سے نہیں بلکہ اقسام شاعری کو پورا کرنے کے لئے وجود میں آئی۔ قصیدہ کی ابتدا میں عشقیہ اشعار کہنے کا دستور تھا۔ اس حصّہ کو الگ کر لیا تو غزل بن گئی۔ فارسی شاعری کا آدم رودکی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے زمانہ میں مستقلاً غزل کی صنف وجود میں آ چکی تھی۔ رودکی نے ۳۰۴ھ میں وفات پائی لہٰذا اس کا کلام تیسری صدی کی یادگار سمجھنا چاہیے۔ چوتھی صدی کا سب سے

بڑا شاعر دقیقی تھا۔ غزل گو قصیدہ سے الگ چیز ہے لیکن غور سے دیکھو تو اس زمانہ کی غزل کا اصلی عنصر قصیدہ ہے۔ قصیدہ میں ممدوح کے جود و سخا۔ جبروت واقتدار۔ عدل و انصاف کی تعریف کرتے تھے۔ غزل میں محبوب کے حسن وجمال۔ ناز و ادا۔ جور و جفا کا بیان ہوتا تھا +

غزل نے ایک مدت کوئی نمایاں ترقی نہیں کی جس کے مختلف اسباب تھے

(۱) شاعری کا کمال قصیدہ گوئی سمجھا جاتا تھا۔ قصیدہ ہی میں ہر قسم کی قدر دانی اور ترجیح و امتیاز کا موقع مل سکتا تھا۔ دربار میں قصیدہ گویوں پر زر و گوہر کی بارش ہوتی تھی۔ جشن وغیرہ میں دھوم دھام کے قصائد لکھنے پڑتے تھے۔ اور مسابقت کے جوش میں زور طبع دکھانا پڑتا تھا +

(۲) غزل کی تحریک عشق و محبت کے جذبات سے ہوتی ہے۔ لیکن ایران میں مدتوں جنگی جذبات کا زور رہا +

غزل کی ترقی تاریخ تصوف سے شروع ہوتی ہے تصوف کا تعلق تمام تر واردات اور جذبات سے ہے اس کی تعلیم کی ابجد عشق و محبت ہے۔ تصوف کی ابتدا اگرچہ تیسری صدی کے آغاز میں ہوئی لیکن پانچویں صدی اس کے اوج شباب کا زمانہ ہے اور یہی زمانہ غزل کی ترقی کا پہلا نوروز ہے۔ سب سے پہلے حکیم سنائی نے غزل کو ترقی دی ان کے بعد اوحدی مراغی نے غزل کو جذبات سے لبریز کر دیا۔ یہ بہت بڑے صوفی اور عالم تھے۔ مدتوں سیاحت کی تھی۔ پھر اصفہان کو وطن بنا لیا اوحدالدین کرمانی سے بیعت کی تھی ان کی مثنوی جام جم مشہور ہے۔ انہوں نے زبان میں نزاکت

صفائی - روانی اور سلاست بھی پیدا کی - ان کے بعد خواجہ فریدالدین عطار مولانا روم اور عراقی وغیرہ نے غزل کو نہایت ترقی دی لیکن یہ لوگ چونکہ عشق حقیقی کے جاندادہ تھے اس لئے ان کے کلام میں حقیقت کا پہلو غالب رہتا تھا - لہذا ان کی غزلیں عام نہ ہوئیں - اسی زمانہ میں تاتار کی بادِ صرصر نے امن و امان کا شیرازہ ابتر کر دیا - تمام سلطنتیں اور حکومتیں برباد ہوگئیں - نتیجہ یہ ہوا کہ قصیدہ کا زور دفعتاً گھٹ گیا - چونکہ شجاعانہ جذبات کو زوال آچکا تھا لہذا صرف درد اور سوز کے جذبات رہ گئے اور اس کے اظہار کا ذریعہ سوائے غزل کے اور کیا ہو سکتا تھا - اس زمانہ میں شیخ سعدی پیدا ہوئے وہ ایک مدت تک عشق و عاشقی میں بسر کر چکے تھے - اخیر اخیر تصوف کے حلقہ میں آئے وہ فطرتاً شاعر تھے - زبان خداداد تھی - ان باتوں نے مل کر ان کی غزل میں یہ اثر پیدا کر دیا کہ تمام ایران میں آگ لگ گئی - ان کے بعد خسرو اور حسن نے اس شراب کو اور تیز کر دیا - اس دور کے بعد شاعرانہ حیثیت سے سلمان اور خواجو نے غزل کو ترقی دی لیکن یہ دونوں تصوف سے محروم تھے اس لئے ان پھولوں میں رنگ تھا بو نہ تھی - ابھی سلمان اور خواجو زندہ ہی تھے کہ حافظ نے غزل گوئی شروع کی اور اس جوش سے یہ نغمہ چھیڑا کہ زمین سے آسمان تک گونج اٹھا - چند خصوصیات یہ ہیں :-

(۱) حسن بیان - خوبی ادا - شستگی اور لطافت خواجہ حافظ کے برابر کسی کو نصیب نہیں ہوئی - قناعت - گوشہ نشینی - واعظوں کی پردہ دری دنیا سے اجتناب - رندی اور مستی ان کے مہات مضامین ہیں جو پانسو برس سے

پامال ہوتے آتے ہیں لیکن آج تک خواجہ حافظ کا جواب نہ ہو سکا (۲)
خواجہ صاحب سے پہلے غزل عشقیہ مضامین کے لئے مخصوص تھی۔ خواجہ
صاحب نے غزل کو یہ وسعت دی کہ اخلاق۔ فلسفہ۔ تصوف۔ پند موعظت
سیاست ہر قسم کے مضامین ادا کئے۔ ساتھ ہی یہ خصوصیت ہاتھ سے نہ گئی
کہ غزل کی جو زبان ہے اور جس قسم کی رنگینی اور لطافت و شیرینی اس کیلئے
درکار ہے سب باتیں قائم رہیں معارف و حقایق کے علاوہ ہر قسم کے قومی
ملکی۔ تمدنی۔ معاشرتی مسائل خواجہ صاحب نے ادا کئے پھر بھی غزل کی
لطافت اور نازک ادائی میں فرق نہ آیا۔ اس طرح خواجہ صاحب نے غزل
کو مجموعہ شاعری بنا دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عرفی۔ نظیری۔ صائب۔ کلیم
نے غزل ہی میں تمدنی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ پند موعظت ہر قسم کے مضامین
ادا کئے اور غزلیت کی شان میں فرق نہ آیا۔

(۳) خواجہ صاحب نے جو مضامین ادا کئے ہیں سو سو دفعہ بندھ چکے
ہیں لیکن جو مضمون جس طرح انہوں نے ادا کر دیا اس پر آجتک اضافہ نہ ہو سکا۔

(۴) فارسی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ گو ایک چیز کو ہزاروں
دفعہ باندھتے ہیں لیکن بار بار وہی باتیں کہتے ہیں اگر یہ چاہیں کہ ان سب خیالات
کو یکجا کر کے اس چیز پر ایک بسیط اور وسیع مضمون تیار کر لیا جائے تو نہیں
کر سکتے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ مضمون کے تمام پہلو نہیں آتے بلکہ اکثر وہی
باتیں ہیں جو مختلف الفاظ میں بار بار ادا کر دی گئی ہیں۔ بخلاف اسکے خواجہ صاحب نے
جن مضامین کو مرکز شاعری قرار دیا ہے ان کا ایک ایک نکتہ اس طرح ادا کیا

ہے کہ کوئی پہلو باقی نہیں رہا۔ اب چاہیں تو اُن سے اس عنوان پر مستقل مضمون لکھا جا سکتا ہے ۔

(۵) شاعری کی اصلی حقیقت جذبات کا اظہار ہے یعنی شاعر پر کوئی جذبہ طاری ہو اور وُہ ان جذبات کو اس طرح ادا کرے کہ دوسروں پر بھی وہی اثر چھا جائے۔ خواجہ صاحب کے کلام کو دیکھو تو اندازہ ہوگا کہ جذبات کے اظہار میں اس سے بڑھ کر جوش کا اظہار نہیں ہو سکتا ۔

خواجہ حافظ کے بعد اصُول ارتقا کے خلاف غزلیہ شاعری کی ترقی ڈیڑھ سو برس تک رُک گئی لیکن ارتقا میں اتفاقی سکون ہو جاتا ہے سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ خواجہ صاحب کے راستہ پر چلنا تو ممکن نہ تھا لہذا اور راہیں نکلیں اسی زمانہ میں حکومت صفویہ کا آغاز ہُوا اور کچھ ہی مدت کے بعد تمام ایران سے طوائف الملوکی مٹ کر ایک وسیع اور پُرامن سلطنت قایم ہوئی۔ اس دَور میں غزل کی جس قدر طرزیں ممکن تھیں تصوف کے سوا سب کی بنیاد پڑ گئی کیونکہ شیعیت کو تصوّف سے ضد ہے۔ تاہم تصوّف میں کچھ ایسی بات ہے کہ لوگ نقالی کی کوشش کرتے تھے چنانچہ شفائی وغیرہ نے اس رنگ میں کہا لیکن یہ نری نقالی اور کاغذی پھُول تھے۔ اس دَورِ جدید کے آدم فغانی ہیں ان سے پہلے جو طریقہ تھا اور جس کو انھوں نے بدلا اس کے نمایاں خصوصیات یہ تھے کہ کلام میں سادگی و صفائی تھی کسی بات کو زیادہ پیچ دیکر نہیں کہتے تھے ۔

(۱) فغانی نے اس طرز کو بدلا اور ان کے پیروؤں نے انتہا تک پہنچا دیا۔
(۲) تشبیہات اور استعارات میں زیادہ جدت پیدا کی (۳) سب سے بڑی خصوصیت

فغانی کی اختصار کلام ہے یعنی ایک بڑے وسیع مضمون کو مختصر الفاظ میں لوا کرتا ہے
اوّل اوّل لوگوں کو فغانی کا طرز بیگانہ معلوم ہوا اور کسی نے کچھ قدر نہ کی۔
بنابریں وُہ اُن درباروں کو چھوڑ کر تبریز میں چلا آیا۔ اور یہیں اس کی نشو و نما
ہوئی۔ جس زمانہ میں دولت صفویہ کا آغاز تھا تبریز میں سلطان یعقوب
فرمانروا تھا وُہ ترک تھا اور صفویہ کا حریف مقابل ساتھ ہی نہایت سخن فہم
اور قدر دان فن تھا لہذا ظاہری حسن و جمال سے بھی بہرہ ور تھا بعض شعرا اسکے
دلدادہ تھے ان میں شیخ نجم الدین یعقوب بھی ہیں قاضی مسیح الدین عیسیٰ جو
بہت بڑے فاضل اور سلطان یعقوب کے صدر الصدور تھے وُہ بھی سلطان کے
عشاق میں سے تھے۔ سلطان یعقوب جس طرح اور باتوں میں سلاطین صفویہ
کا حریف تھا اُس کا مذاق بھی اُن سے جُدا تھا اس لئے فغانی جو اور دربار
میں مردود تھا یہاں آکر مقبول ہوا۔ فغانی کے سلسلہ میں جن لوگوں نے زیادہ
شہرت حاصل کی عُرفی۔ نظیری وغیرہ ہیں جو ہندوستان چلے آئے اور یہاں
کے مذاق نے ان میں اور زیادہ لطافت اور رنگینی پیدا کردی۔ جو شعرا خاص
ایران کے شمار کئے جاتے ہیں ان میں محتشم کاشی اور شفائی نہائیت نامور
ہیں محتشم کو طہماسپ صفوی اور عباس شاہ صفوی کے دربار میں
نہایت اعزاز حاصل تھا۔ اکثر مشاہیر اس کے تربیت یافتہ ہیں۔ تمام
ایرانی تذکرہ نویس اس کا نام بڑی عزت سے لیتے ہیں لیکن فی الحقیقت
یہ محتشم کی خوش اقبالی ہے ورنہ عرفی اور نظیری کی صف میں وُہ حقیر نظر
آتا ہے۔ شفائی کا منتخب کلام البتہ نظیری وغیرہ کے لگ بھگ کہا

جا سکتا ہے۔

سلطان الجایتو کے زمانہ میں سید سیف الدین ایک معزز رئیس اور حکمران تھے۔ ان کے نواسے قاضی جہان تھے اُن کے بیٹے شرف جہان نے نہایت فضل و کمال حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ طہماسپ صفوی کے دربار میں پہنچے اور سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے۔ کربلا میں جو نہر ہے انہی کی بنوائی ہوئی ہے۔ یہ شاعر بھی تھے اور صرف غزل کہتے تھے۔ غزل میں وقوع گوئی یعنی معاملہ بندی گو خسرو اور سعدی کے ہاں خال خال پائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اس کو ایک خاص فن بنا دیا۔ ہزار شعر کا دیوان ہے جو سرتاپا اسی انداز میں ہے مثلاً ؎

به هر جا می روم اوّل حدیث نیکواں پرسم | که حرف آں مه نامهرباں را در میاں پرسم
زند هوشی نه ضم هر چه گوید آں پری با من | چو از بزم شوم مضمون آں از دیگراں پرسم

یہ طرز فغانی کے طرز سے زیادہ مقبول ہوا۔ اس زمانہ کے اکثر ممتاز شعرا اسی انداز میں کہتے تھے ان میں سے جن لوگوں نے زیادہ شہرت حاصل کی وہ یہ ہیں

علی قلی میلی قزلباش امراء میں سے تھا نہائیت خوشرو اور خوش مزاج تھا۔ مدت تک مشہد مقدس میں سلطان ابراہیم مرزا کے دربار میں رہا پھر ہندوستان آیا۔ یہاں حسین ثنائی۔ غزالی۔ وحشی وغیرہ سے معرکے رہے۔ مشہور ہے کہ اکبر کے دربار میں غزالی سے مناظرہ ہوا۔ غزالی نے حکمت علمی سے اس کو مغلوب کیا۔ جس کا اُس کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اسی وقت تپ چڑھ آئی اور بالآخر بیمار رہ کر مر گیا۔

ولی - قاین ایران کا ایک صوبہ ہے - اس کے مضافات میں ایک مقام ہے وہاں کی خاک سفید ہوتی ہے اس لئے اس کو دشت بیاض کہتے ہیں ولی یہیں کا رہنے والا تھا میلی اور وحشی کا معاصر تھا اور حریف مقابل بھی - ہندوستان بھی آیا تھا - کلام میں معاملہ بندی کے سوا سوز و گداز نہایت ہے اس کو فارسی کا میر تقی سمجھنا چاہیئے۔

وحشی یزدی مشہور شاعر ہے - عرفی وغیرہ کا معاصر ہے - چونکہ تمام عمر شاہدان بازاری کے عشق میں گرفتار رہا اس لئے ہوس پرستی کی واردا تیں بہت پیش آئیں اور اس نے وہ سب ادا کر دیں واسوخت بھی اسی کی ایجاد ہے اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو گیا - آتشکدہ میں لکھا ہے کہ اس نے شراب خواری کی حالت میں جان دی - یہ غزل مرتے وقت لکھی ہے

عزیزاں را نہانی آستین بر چشم تر اشب مگر در من نشان مرگ ظاہر شد کہ می بینم

فغانی کے سلسلہ میں رفتہ رفتہ خیال بندی مضمون آفرینی دقت پسندی پیدا ہوئی اس کی ابتداء عرفی نے کی - ظہوری جلال اسیر - طالب آملی کلیم وغیرہ نے اس طرز کو ترقی دی اور یہی طرز مقبول ہو کر تمام دنیائے شاعری پر چھا گیا - چونکہ اس طرز کی بے اعتدالی سخت مضر نتائج پیدا کرتی ہے اس لئے ملک سخن ناصر علی اور بیدل وغیرہ کے قبضہ اقتدار میں آ گیا اور اس طرح ایک عظیم الشان سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا - اس انقلاب سے اگرچہ غزل کو نقصان پہنچا یا - کیونکہ غزل دراصل عشقیہ جذبات کا نام ہے اور اس طرز میں عشقیہ جذبات بالکل فنا ہو گئے لیکن شاعری کو فی نفسہ ترقی ہوئی

عُرفی نے نہائیت بلند فلسفیانہ مسائل ادا کئے۔ کلیم اور صائب نے تخیل کو بے نہتا ترقی دی۔ بعض شعراء نے اخلاق و موعظت کو نہائیت خوبی سے ادا کیا +

# غزل پر ریویو

غزل کے معائب (۱) غزل کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ عشق و محبت کے کسی معاملہ یا واردات کا مسلسل بیان نہیں ہوتا۔ ہر شعر الگ ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی سفر و خیال یا واقعہ ادا کردیا جاتا ہے۔ عربی اور یورپین زبانوں میں غزل اکثر مسلسل ہوتی ہے جس میں محبوب کا مفصل سراپا یا وصل و ہجر کی داستان یا کوئی دلچسپ واردات کوئی تفصیلی واقعہ بیان کرتے ہیں +

(۲) ایران کا محبوب اکثر شاہد بازاری اور مبتذل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو ہاتھ آسکتا ہے۔ بخلاف اس کے عرب کا معشوق عفت و عصمت کا حرم نشین ہے کوئی شخص ادھر کا رُخ کرے تو خون کی ندیاں بہ جائینگی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عرب میں پردہ نشین اور باعفت عورتوں سے عشق کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عرب کے عاشقانہ جذبات نہائیت پُرجوش اور سچے ہوتے ہیں محبوب کی شان اور عفت عشق کو مشتعل کرتی ہے لیکن ابتذال نہیں آنے پا۔ یہ بات ایران کو نصیب نہیں (۳) ایران میں عاشق ہر طرح کی ذلّت خواری اور بیقدری کو فخر خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کمالِ عشق اسی کا نام ہے بخلاف اسکے عرب میں خودداری اور عزّتِ نفس کے جذبات ہر حالت میں قائم رہتے

ہیں (۴) جن جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے ان میں تصنع اور مبالغہ ہوتا ہے واقعیت کم ہوتی ہے اس لئے الفاظ اور طرز ادا میں اصلی جوش نہیں ہوتا۔ فارسی عشقیہ اشعار پڑھ کر دل پر کبھی اثر نہیں ہوتا کہ یہ ایک جانباز عاشق کے دلی جذبات ہیں۔ بخلاف اس کے عرب کا شاعر جو کچھ کہتا ہے اسی حد تک جس قدر اصلی واقعیت ہے اس لئے اس میں جوش اور اثر ہے (۵) فارسی شاعری میں معشوق حسنِ صورت کے لحاظ سے جس قدر بے مثل و بے نظیر ہے اسی قدر اخلاق کے لحاظ سے دُنیا کے تمام عیوب کا مجمُوعہ ہے۔

غزل کے محاسن اگرچہ بلحاظ اغلب فارسی غزل گوئی میں سچے جذبات کم نظر آتے ہیں تاہم حضرات صوُفیہ کا کلام تمام تر جوش اور اثر سے لبریز ہے جو خیالات اور مضامین غزل کے عناصر اصلی ہیں۔ ان غزلوں میں نہایت پُرجوش طریقہ سے ادا ہوئے ہیں۔

تصوّف نے فارسی غزل گوئی کو بلند تر کردیا عشق کا مبدءِ حُسن ہے اور جس قدر حُسن کامل تر ہوگا اسی قدر کشش بھی زیادہ قوی اور سخت ہوگی۔ اور چونکہ حُسن کامل صرف شاہد حقیقی میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے عشق بھی وہی کامل ہوگا جو شاہد حقیقی سے تعلق رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صوُفیہ کی شاعری میں جو جذبہ اور اثر ہے اور وں کے کلام میں اُس کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا مجازی حسن ناکامل اور سریع الزوال ہے اس لئے عشق مجازی میں وُہ زور وُہ جذبہ اور وُہ استقلال نہیں جو عشق حقیقی کا خاصہ ہے۔ عشقیہ شاعری کا کمال چونکہ عشق حقیقی پر موقوف ہے جو تصوّف کے ساتھ مخصوص ہے

چونکہ اور زبانوں میں صوفیانہ شاعری کم ہے اس لئے عشقیہ شاعری میں کوئی زبان فارسی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ صوفیانہ شاعری میں یہ خصوصیتیں عموماً پائی جاتی ہیں۔

(۱) چونکہ تصوف میں جن جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے وہ واقعی اور حقیقی ہوتے ہیں اس لئے شاعری میں نہایت جذب۔ جوش اور اثر ہوتا ہے۔ یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ عشق میں جو واردتیں پیش آتی ہیں عشق حقیقی میں ان کا کیا موقع ہے۔ شاہد حقیقی زمان۔ مکان۔ صورت۔ شکل۔ سمت اور جہت سے مطلقاً بری ہے۔ دیدار۔ وصال۔ فراق۔ انتظار۔ شوق محویت۔ جذبات کا کیا محل ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ عارف پر ذاتی اور صفاتی تجلیات اور مشاہدات میں جو کیفیتیں گذرتی ہیں وہ عشق مجازی کی واردات سے بالکل ملتی جلتی ہیں اس لئے اسی قسم کے لیکن زیادہ لطیف زیادہ پُرجوش اور زیادہ پاک جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) صوفیانہ شاعری کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ان الفاظ اور خیالات سے بالکل پاک ہوتی ہے جو پاکیزگی نزاہت اور تہذیب و متانت کے خلاف ہیں۔ مثلاً بوس و کنار و آغوش وغیرہ۔ کیونکہ تصوف میں عشق حقیقی کا بیان ہوتا ہے اور عشق حقیقی کو ان باتوں سے تعلق نہیں۔ جو خیالات مجاز کے پیرایہ میں ادا کئے جاتے ہیں وہ وہیں تک محدود رہتے ہیں جہاں تک تشبیہ و استعارہ کے ذریعہ سے عشق حقیقی پر بھی محمول کئے جاسکتے ہیں اور آلودگی کی حد تک نہیں پہنچتے۔

عشق کی حقیقت اور اُس کے آثار۔ عشق ایک فطری کشش ہے جو انسان میں پائی جاتی ہے وہ آ کر دل میں ایک خاص ذوق و شوق اور شورش پیدا کرتا ہے۔ دل میں ایک کرید اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے زبان سے خود بخود پُر جوش الفاظ نکلتے ہیں۔ عشق کی منزل اگرچہ دُور دراز ہے تمام عمر صرف کرنے پر بھی یہ راہ طے نہیں ہوتی سینکڑوں نئی نئی واردات اور مقامات پیش آتے ہیں۔ رنج و مسرت۔ جوش و ضبط۔ وصل و ہجر۔ گلہ و شکر۔ صبر و بیقراری۔ مستی و ہشیاری۔ ان سب مرحلوں سے گذرنا ہوتا ہے لیکن کوئی حالت لطف و مزہ سے خالی نہیں ہوتی۔ عشق دلیرانہ جذبات یعنی جانبازی۔ جان نثاری۔ عزم و ثبات۔ پامردی و استقلال۔ ایثار نفس پیدا کرتا ہے۔ تمام اخلاق ذمیمہ کو اخلاق شریفہ سے بدل دیتا ہے ہر قسم کی خود پرستی۔ خویشتن بینی کبر و غرور۔ مال و دولت اور جاہ و حشمت کی طمع کو مٹا دیتا ہے عشق اور ہوس (یعنی شاہد بازی اور رندی) بظاہر اگرچہ ہمصورت ہیں لیکن دونوں میں بڑا فرق ہے عشق کی پہلی شرط وحدت اور دوام ہے +

# صوفیانہ شاعری

فارسی شاعری اس وقت تک قالب بیجان تھی جب تک اس میں تصوّف کا عنصر شامل نہیں ہوا۔ شاعری اصل میں اظہار جذبات کا نام ہے۔ تصوّف سے پہلے جذبات کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ قصیدہ مداحی اور خوشامد کا نام تھا۔ مثنوی واقعہ نگاری تھی۔ غزل زبانی باتیں تھیں تصوّف کا اصلی مایۂ خمیر عشق حقیقی

ہے۔ جو سرتاپا جوش اور جذبہ ہے۔ سب سے پہلے صوفیانہ خیالات حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر نے ادا کئے وُہ شیخ بوعلی سینا کے معاصر تھے ان سے اور شیخ سے اکثر مراسلت رہتی تھی شیخ مشکل مسائل اُن سے دریافت کرتا تھا اور وُہ جواب دیتے تھے یہ مراسلات آج بھی موجود ہیں۔ وُہ ابتدائی حال میں چودہ برس تک مجذوب رہے سلوک میں آئے تب بھی جذب کا اثر باقی تھا۔ ۴۴۰ھ میں وفات پائی سلطان صاحب کے بعد حکیم سنائی نے اس باغ کی آبیاری کی وُہ ابتداء میں قصیدہ گو تھے اور شاعری میں ان کی زبان خوب صاف ہو چکی تھی۔ چونکہ دل قابل تھا اس لئے ایک مجذوب کے ایک طنزیہ فقرہ نے ان کو دفعتہً دُنیا سے بیزار کر دیا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صوفی بن گئے۔ شاعری اور علم و فضل کا سرمایہ پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے صرف صوفیانہ جذبات نہیں بلکہ تصوف کے مسائل بھی ادا کئے اس زمانہ میں امام غزالی کی بدولت فلسفہ منطق اور علم کلام عام ہو گیا تھا ابوعلی فارمدی جو امام غزالی کے پیر تھے حکیم سنائی کے دادا پیر تھے اس نسبت سے سنائی امام غزالی کے بھتیجے تھے۔ یہ بھی اس بات کا سبب ہوا ہو گا کہ سنائی کو علم کلام کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ چنانچہ صوفیانہ مسائل کے ساتھ علم کلام کے دلائل بھی قصائد میں درج کرتے ہیں۔ تصوف میں دو مستقل کتابیں لکھیں حدیقہ اور سیر العباد۔ حدیقہ چھپ گئی ہے اُس میں تصوف کے اکثر مقامات مثلاً صبر۔ رضا۔ توکل۔ قناعت وغیرہ کے مستقل عنوان قرار دیئے ہیں اور ان کی حقیقت بتائی ہے۔ لیکن چونکہ تصوف سے پہلے علم کلام کا اثر زیادہ غالب تھا اس لئے شورش انگیز مباحث بھی شامل کر دیئے ہیں مثلاً امیر معاویہ کی لعن طعن

حالانکہ جب دل میں محبت کا گھر ہو اس میں دشمنی کو دخل کو وہ کسی کی ہو، کہاں گنجائش ہے سیر العباد میں اس قسم کے عنوانات ہیں نفس ناطقہ۔ مراتب نفس انسانی گوہر خاک۔ جوہر باد۔ جوہر آب۔ صورت حرص۔ صورت مکر۔ ارباب تقلید۔ ارباب ظن۔ قرّاء (یعنی علماء) عقل کل۔ سالکان طریقت۔ اہل رضا۔ اہل توحید۔ ان مضامین پر نہائیت خوبی سے لکھا ہے اس کے معتد بہ اشعار مجمع الفصحا میں نقل کئے ہیں۔

۵۲۵ھ میں وفات پائی ان کے بعد اوحد الدین کرمانی المتوفی ۵۳۶ھ نے تصوف میں مصباح الارواح لکھی اسی زمانہ میں ان کے مرید اوحدی اصفہانی بڑے صوفی شاعر پیدا ہوئے ۶-۷ ہزار اشعار کا دیوان ہے۔ ان کی غزلیں سلاست اور صفائی میں تمام پیش روؤں سے ممتاز ہیں یہ مشہور شعر انہی کا ہے۔

خاکساران جہان را بحقارت منگر　　　توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مثنوی جام جم ان کی مشہور تصنیف ہے یہ بحر خفیف یعنی حدیقہ کی بحر میں ہے اور حدیقہ سے زیادہ فصیح اور سلیس ہے۔

حکیم سنائی کے بعد حضرت خواجہ فرید الدین عطار نے اس شاعری کا دائرہ نہائیت وسیع کر دیا۔ ان کی بدولت قصیدہ۔ رباعی۔ غزل تمام اصناف سخن تصوف سے مالا مال ہو گئے اُن کے اشعار کی تعداد لاکھ سے زیادہ ہے مثنویاں کثرت سے ہیں جن میں منطق الطیر زیادہ مشہور ہے۔ وحدت وجود کا مسئلہ بادۂ تصوف کا نشہ ہے۔ خواجہ صاحب پر یہ نشہ بہت چھایا ہوا ہے اور اس

دور میں انہوں نے سب سے زیادہ اس راز کو فاش کیا ہے۔ خواجہ صاحب کے کلام میں حیرت کے مضامین بھی کثرت سے ہیں یہ مقام جب عارف پر طاری ہوتا ہے تو لااور یہ بن جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے بعد صوفیانہ شاعری کی ترقی کے بہت سے اسباب پیدا ہو گئے +

(۱) تاتاریوں کے ہنگامہ نے جو اسی زمانہ میں شروع ہوا تمام اسلامی دنیا کو زیرو زبر کر دیا اینٹ سے اینٹ بج گئی مشرق سے مغرب تک سناٹا ہو گیا تصوف کی بنیاد دنیا و ما فیہا کی بیقدری اور بے حقیقی ہے یہ سب کو آنکھوں سے نظر آگئی اس حالت میں جو دل متاثر اور قابل تھے ان کو خدا سے زیادہ لو لگی۔ انابت خضوع۔ تضرع۔ رضا بالقضا۔ توکل جو تصوف کے خاص مقامات ہیں خود بخود دل پر طاری ہوئے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جس کثرت سے صوفی شعرا اس زمانہ میں پیدا ہوئے کسی زمانہ میں نہیں پیدا ہوئے۔ مولانا روم۔ سعدی۔ اوحدی۔ عراقی سب انہیں اسباب کے نتائج ہیں +

(۲) صوفیانہ شاعری کی ترقی کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ تصوف میں ابتدا ہی سے اخلاق کے مسائل شامل ہو گئے تھے کیونکہ اخلاق کو تصوف سے ایک خاص تعلق ہے۔ فن اخلاق اس زمانہ میں نہایت وسیع ہو گیا تھا احیاء العلوم نے اس فن کے دقیق اسرار عام کر دیئے تھے محقق طوسی نے اخلاق ناصری میں ارسطو کی فلسفیانہ اخلاق ادا کئے اس کے اثر سے شاعری میں اخلاق کا ایک سرمایہ مہیا ہو گیا اور یہ سب تصوف کے حصہ میں آیا۔ چھٹی صدی میں فلسفہ کا عام رواج ہوا اور مذہبی گروہ میں بھی فلسفہ کی کتابیں درس میں داخل ہو گئیں

چنانچہ اس دَور کے جس قدر مذہبی علما ہیں فلسفہ سے بھی آشنا ہیں۔ صُوفیا کے گروہ میں مولانا روم اور شیخ محی الدین اکبر فلسفہ کے پُورے ماہر تھے اس لئے خود بخود ان کی تصنیفات میں فلسفہ کا امتزاج ہو گیا۔ تصوّف کے اکثر مسائل کی سرحد فلسفہ سے ملتی ہے۔ مثلاً وجود باری۔ وحدت وجود جبر و اختیار حقیقت روح وغیرہ اس لئے ان مسائل میں فلسفہ کا آنا ضرور تھا غرض اب تصوّف اور صوفیانہ شاعری اسی طرح فلسفہ سے ممزوج ہو گئی جس طرح اس زمانہ کا علم کلام طبیعیات اور فلکیات سے مملو ہے۔ اس عہد کے مشہور صوفی شعرا میں عراقی۔ سعدی اور مولانا روم ہیں عراقی نے بہاءالدین ذکریا مُلتانی سے تعلیم پائی تھی ۶۸۹ھ میں بمقام دمشق ان کا انتقال ہُوا۔ ان کا دیوان چھپ گیا ہے ایک مثنوی بھی ہے جس کا نام دہ فصل ہے۔ غزل میں دقیق خیالات نہیں صرف عاشقانہ جذبات ہیں اکثر وحدت وجود کے مسئلے کو صاف تمثیلوں میں ادا کرتے ہیں ان کے بعد محمود شبستری۔ امیر خسرو۔ حسن صُوفیانہ شاعری میں مشہور ہوئے لیکن خسرو اور حسن کے کلام میں مجاز کا رنگ اس قدر غالب ہے کہ ان کی شاعری کو عشقیہ شاعری کہنا زیادہ موزون ہے۔ محمود شبستری شبستر کے رہنے والے تھے۔ جو تبریز سے آٹھ میل پر ایک قصبہ ہے وُہ علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے اُن کی مثنوی گلشن راز تصوّف کی مشہور کتاب ہے۔ ان کی ایک اور مثنوی حدیقہ کی بحر میں ہے۔ ۷۲۰ھ میں وفات پائی۔ اس دَور کے بعد بہت سے صُوفی شعرا پیدا ہوئے جن میں شاہ نعمت اللہ ولی المتوفی ۸۲۷ھ مغربی المتوفی ۸۰۹ھ جامی المتوفی ۸۹۸ھ زیادہ مشہور ہیں۔ شاہ نعمت اللہ میں شاعری

کم ہے۔ مغربی کا کلام سرتاپا مسئلہ وحدت کا بیان ہے۔ چونکہ تخیل اور جدت کم ہے اس لئے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ جامی نے بہت کہا اور تصوف کا بہت بڑا ذخیرہ تیار کر دیا سلسلۃ الذہب میں اکثر مقامات تصوف کی نہایت تفصیل سے شرح لکھی ہے لیکن اس میں شاعری نہیں بلکہ تصوف کے مسائل نظم کر دیئے ہیں جس طرح نام حق فقہ میں ہے۔ غزلوں میں بھی تصوف کا رنگ ہے اور شاعری سے غالب ہے۔ خواجہ حافظ صوفی شعرا میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ جامی کے بعد صفویہ کا آغاز ہوا۔ صفویہ شیعہ تھے اس لئے دفعتہً صوفیانہ شاعری کو زوال آ گیا۔

تصوف کا اثر۔ تصوف نے شاعری پر گوناگوں اثر کئے۔

(۱) صوفی شعرا دنیا طلبی سے آزاد تھے اس لئے قصیدہ گوئی جو سرتاپا خوشامد تھی موقوف ہو گئی۔ مولانا روم عراقی۔ مغربی۔ سحابی ان لوگوں کے دیوانوں میں قصائد بالکل نہیں جامی نے بہت قصیدے لکھے لیکن امرا کی مدح میں بہت کم زبان آلودہ کی (۲) مثنوی کے لئے یہ لازمی تھا کہ حمد و نعت کے بعد بادشاہ وقت کا نام لیا جائے اور جب نام آیا تو نام کے ساتھ اس کے لوازمات یعنی مداحی و بادخوانی بھی ضروری تھی صوفی شعرا نے یہ داغ مٹا دیا۔ مثنوی مولانا روم۔ منطق الطیر وغیرہ سلاطین کے ذکر سے بالکل خالی ہیں (۳) دور اول کے ختم ہوتے ہوتے سوسائٹی کی خرابی سے زبان نہایت فحش ہو گئی تھی سوزنی الوزی وغیرہ کی فحاشی نے زبان کو سخت نجس کر دیا تھا۔ تصوف کی بدولت زبان مہذب اور شائستہ ہو گئی۔ ابتدا میں تو کچھ کچھ پچھلے آثار نظر

آتے ہیں مثلاً مثنوی مولانا روم میں بعض بعض حکایتیں فحش ہیں گلستان بھی اس آلودگی سے پاک نہیں لیکن رفتہ رفتہ یہ داغ بالکل مٹ گیا۔ خواجہ حافظ عراقی مغربی اوحدی کا کلام بے داغ ہے۔ یہانتک کہ آگے چلکر گو تصوّف خود نہیں رہا لیکن زبان کی شائستگی قایم رہی۔ عرفی۔ نظیری، وحطالب آملی۔ ولی۔ یہ اہل ہوس ہیں ہیں لیکن ان کے کلام میں ایک حرف خلاف تہذیب نظر نہیں آتا۔

(۴) عام قاعدہ ہے کہ شاعری میں جب عاشقانہ خیالات آتے ہیں تو بہت ہی جلد ہوا و ہوس کی طرف منجر ہو جاتے ہیں۔ عاشقانہ شاعری چھٹی صدی میں شروع ہوئی اور چونکہ ایران کو رندی اور عیش پرستی سے خاص مناسبت ہے اس لئے احتمال تھا کہ بہت جلد اُس کے خمیر میں عفونت آجائے لیکن تصوف نے کئی سو برس تک اس کی لطافت میں فرق نہ آنے دیا۔ تصوّف کا یہ اعجاز تھا کہ وہ الفاظ جو رندی اور عیاشی کے لئے مخصوص تھے حقایق و اسرار کے ترجمان بن گئے (۵) تصوّف کی راہ میں شاعری میں فلسفہ شامل ہو گیا (۶) تصوّف کا اصلی مقام عشق و محبت ہے اس عالم میں دوست دشمن کی تمیز اُٹھ جاتی ہے ہر چیز میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے ہر چیز سے محبت کی بو آتی ہے۔ ہر چیز کی طرف دل کھنچتا ہے۔ تمام عالم ایک معشوق بن کر نظر آتا ہے اور دُنیا کی مکروہات اور مخالف چیزیں معشوق کی دلدوز ادائیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا اخلاق پر عمدہ اثر پڑا۔ فقہا۔ اور علماء نے ظاہر نے اختلاف خیالات کی بنا پر جو دشمنی پھیلائی تھی اور جس کی بدولت نہ صرف غیر اہل مذاہب بلکہ خود اسلامی فرقوں میں ایک ابدی جنگ قایم ہو گئی تھی وہ حالت بدل گئی

عام محبت اور ہمدردی کے خیالات پھیل گئے۔

(۷) تصوف کے مقامات میں سے اکثر مقامات ایسے ہیں جن سے جذبات کو تعلق ہے مثلاً رضا۔ فنا۔ محویت۔ وحدت۔ استغراق اس لئے ان مقامات کے ادا کرنے میں خود بخود کلام کرنے میں زور اور جذبہ اور اثر پیدا ہوتا ہے اور یہی چیزیں شاعری کی روح ہیں ✦

(۸) تصوف نے بہت سے نئے الفاظ اصطلاحات۔ تلمیحات۔ زبان میں داخل کر دیئے جن میں سے ایک ایک لفظ نے بہت سے گوناگوں خیالات کے لئے راستہ پیدا کر دیا اور اس طرح شاعری کو نہایت وسعت حاصل ہو گئی۔ مثلاً حال۔ خرابات۔ سالک۔ قلندر وغیرہ ✦

(۹) ایک مدت سے شخصی حکومت کے تسلط اور اثر نے عام طبیعتوں میں عزت نفس کا خیال مٹا دیا۔ معمولی خط و کتابت میں لوگ اپنی بنسبت بندہ اور حقیر وغیرہ الفاظ لکھتے تھے۔ بادشاہ کے سوا ہر شخص گویا ماں کے پیٹ سے غلام پیدا ہوتا تھا کسی کو خودداری۔ رفعت نفس۔ اپنی عزت آپ کا خیال نہیں آسکتا تھا۔ سلاطین اور امراء سے دبنا۔ ان کے آگے غلامانہ تعظیم بجا لانا کوئی عیب نہ تھا تصوف میں چونکہ انسان کو اشرف المخلوقات اور عالم اکبر مانا ہے اس لئے صوفیانہ شاعری نے عزت نفس کا خیال پیدا کیا۔ تصوف نے بتایا کہ زمین و آسمان اور کون و مکان سب انسان کے آگے ہیچ ہیں تصوف نے بتلایا کہ فرشتے اور افلاک انسان کا مرتبہ جاننے کے قابل نہیں۔ یہ بات اگرچہ مقامات تصوف سے تعلق رکھتی ہے تاہم ہو سکتا ہے تو اخلاق اور شاعری پر بھی پڑا صوفیانہ شاعری میں زبان بدل گئی اور انسان اتنا ذلیل نہ رہا جسقدر سمجھا جاتا تھا

# اخلاقی شاعری

اخلاقی شاعری پر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے (۱) ابتدا اور نشو ونما (۲) وسعت (۳) معیار کمال ؛

اخلاق کے جستہ جستہ عنوان پند و موعظت کے طریقہ پر ابتدا ہی سے شعرا کے کلام میں آجاتے تھے لیکن مستقل لٹریچر کی بنیاد بدالیعی بلخی نے ڈالی - اسکا نام محمد بن محمود ہے - وہ سلطان محمود کے زمانہ میں تھا - نوشیروان نے مسائل اخلاق کے متعلق اپنے خیالات قلمبند کرائے تھے جو پند نامہ کے نام سے موسوم ہیں اور فارسی علم ادب کی بہترین یادگار خیال کئے جاتے ہیں بدالیعی نے اس کو نظم کا جامہ پہنایا - اس کے بعد اخلاقی شاعری روز بروز ترقی کرتی گئی جس کے مختلف اسباب تھے ؛

(۱) تصوف کو اخلاق سے نہایت قریب کا تعلق ہے - اس لئے صوفیانہ شاعری کا بڑا حصہ اخلاقی شاعری کے حصہ میں آیا (۲) اکابر شعرا مثلاً سنائی - نظامی - سعدی محض شاعر نہ تھے بلکہ صوفی اور عارف بھی تھے - اس لئے ان کی شاعری کا اخلاق سے خالی ہونا ممکن نہ تھا - ان اسباب سے اخلاقی شاعری کا جو بے پایاں ذخیرہ پیدا ہوا اُسکا اندازہ اس سے کرنا چاہیئے کہ نظامی نے مخزن اسرار تصوف اور اخلاق میں لکھی تھی اسکے تتبع میں سینکڑوں مثنویاں لکھی گئیں جن میں زیادہ تر اخلاقی مسائل ہی ہیں ؛

(ریویو) آزادی کی تعلیم - ہر قسم کی عمدہ تعلیم عمدہ تربیت عمدہ اخلاق اس پر موقوف ہیں کہ انسان محسوس کرے کہ وہ اپنے افعال و اقوال میں آزاد اور خود مختار ہے لیکن شخصی حکومتوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے کہ جو کچھ ہے بادشاہ ہے وہ کوئی چیز

نہیں اسلئے انسان کے تمام سچے جذبات مر کر رہ جاتے ہیں۔ اس لئے سب سے مقدم یہ ہے کہ حکومت کی جباری کا اثر کم کیا جائے۔ اس امر میں ایران صرف شعرا کا ممنون ہے۔ ایران بلکہ کل ایشیائی ممالک میں ہر در و دیوار سے حکومت پرستی کی صدائیں آتی ہیں۔ بادشاہ خدا کا سایہ ہے من اکرمہ اکرمہ اللہ و من اھانہ اھانہ اللہ ان فقروں نے مذہبی حیثیت حاصل کر لی تھی اور ہر جمعہ کو خطبوں کے ذریعہ سے یہ صدا آسمانی صدا بنکر ہزاروں لاکھوں کانوں میں پڑتی تھی اس آواز کے مقابلہ میں کوئی مخالف صدا بلند کرنا آسان نہ تھا لیکن شیخ سعدی نے خود اپنے بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے کہا ؎

خزاین پر از بہر لشکر بود | نہ از بہر آئین و زیور بود
چو دشمن خر روستائی برد | ملک باج و دہ یک چرا می خورد

انکیانو چنگیزی خاندان کی یادگار اور بادشاہ وقت تھا شیخ اس سے خطاب کر کے کہتے ہیں ؎

سعدیا چندانکہ میدانی بگوئے | حق نشاید گفتن الا آشکارا
ہر کرا خوف و طمع در بار نیست | از خطا باکش نباشد و ز تتار

جابر بادشاہوں کے مقابلہ میں اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے جو طریقے اختیار کئے جا سکتے تھے یہ تھے :۔

(۱) بادشاہوں کو تواضع ۔ حلم اور انکسار کی تعلیم دی جائے۔

(۲) ثابت کیا جائے کہ بادشاہت کا مقصود رعایا کا راحت و آرام ہے۔ اور سلطنت کی آمدنی بادشاہ کی ملک نہیں بلکہ قوم کی ملک ہے ۔

(۳) بادشاہوں کے مقابلہ میں حق گوئی اور آزادی کی موثر مثالیں پیش کی جائیں +

(۴) خود سلاطین کی زبان سے ان خیالات کا اعتراف کیا جائے +

(۵) حکومت اور سلطنت کی بے ثباتی اور بے استقلالی مختلف پیرایوں میں ثابت کی جائے +

(۶) نوکری اور ملازمت کی برائی بیان کی جائے۔

(۷) پبلک کو ترک خوشامد۔ احسان پذیری۔ درباداری۔ جوڑ توڑ اور سازش کی ترغیب اور قناعت۔ گوشہ نشینی۔ کم طلبی اور عزت نفس کی تعلیم دی جائے۔ شعرا نے یہ تمام باتیں نہائیت موثر طریقہ سے ادا کیں اور اُس کا خاطر خواہ اثر پڑا +

# فلسفیانہ شاعری

فارسی شاعری میں فلسفہ کا جو سرمایہ ہے اسکے حسب ذیل حصّے ہیں:-

(۱) تصوف (۲) الٰہیات و نبولت (۳) اخلاق +

شاعری میں فلسفہ تصوّف کی راہ سے آیا۔ چونکہ اکثر تصوّف کی ہر حد فلسفہ سے ملتی ہے اِس لئے صوفی شعرا فلسفہ کے مسائل بھی ادا کیا کرتے تھے امام غزالی کی بدولت فلسفہ کو عام رواج ہُوا۔ صوفیہ میں اکثر علماء مثلاً مولانا روم۔ سعدی۔ سنائی نے صُوفی ہونے سے پہلے باقاعدہ فلسفہ کی تعلیم پائی تھی صُوفی ہونے کے بعد فلسفیانہ خیالات نے قالب بدل دیا اور تصوف کے پیرایہ میں ادا ہُوا۔ سب سے پہلے ناصر خسرو نے فلسفیانہ خیالات کو شاعری

ہیں داخل کیا وُہ فرقہ اسمٰعیلیہ میں سے تھا جو اس بات کے قائل ہیں کہ شریعت کے دو رُخ ہیں۔ ظاہر۔ باطن۔ باطن صرف امام وقت سمجھ سکتا ہے اور وہی مقصود اصلی ہے اس فرقہ کا دستور تھا کہ جب کسی کو اپنے طریقہ میں داخل کرنا چاہتے تھے تو قرآن اور حدیث کے منصوصات اور احکام کے متعلق اسکے دل میں شکوک پیدا کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ روزہ سے کیا فائدہ۔ غسل جنابت کے کیا معنی۔ حجر اسود کو چومنا اور رمی احجار کرنا بظاہر بے سود ہے جب یہ شبہے دل میں جگہ پکڑ لیتے اور وُہ تسکین چاہتا تو کہتے کہ یہ رمز کی باتیں ہیں ان کو امام وقت کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو یہ مسائل حل ہونگے۔ ناصر خسرو کی شاعری کا ایک بڑا عنصر اسی قسم کے خیالات ہیں وُہ افلاک اور ستاروں کے قدیم ہونے کا قائل تھا اور ستاروں کو ذی رُوح اور مدبر عالم مانتا تھا اور یہ باتیں اس نے بکثرت بیان کی ہیں۔ ناصر خسرو کا دیوان چھپ گیا ہے۔ اگرچہ اس میں فلسفہ کے بہت سے مسائل ہیں لیکن انداز بیان شاعرانہ نہیں۔ ناصر کے بعد نظامی نے فلسفیانہ شاعری کو ترقی دی سکندر نامہ بحری میں حکمائے یونان کے علمی مباحثے تفصیل سے لکھے ہیں اور اس خوبی سے ان کو ادا کیا ہے کہ ایک طرف تو شاعرانہ انداز بیان ہاتھ سے نہیں جانے پاتا دُوسری طرف اکثر فلسفیانہ اصطلاحیں جو عربی زبان کے ساتھ مخصوص تھیں فارسی میں آگئیں نظامی کے بعد فلسفیانہ خیالات عام ہوگئے لیکن تاتاریوں اور تیمُور کے حملوں کی وجہ سے تین سو برس تک ایران میں امن وامان نصیب نہ ہوسکا۔ اِس لئے فلسفیانہ شاعری کی رفتار رُک گئی

صفویہ کا دور آیا تو گھر گھر فلسفہ پھیل گیا اور اب گو فلسفہ کی حیثیت سے کسی نے شاعری نہیں کی لیکن اکثر شعرا جو کہتے تھے فلسفیانہ رنگ میں ہوتا تھا۔ خصوصاً سحابی۔ عرفی۔ نظیری۔ جلال اسیر کے کلام میں ہر جگہ فلسفہ کا رنگ جھلکتا ہے اور فلسفیانہ الفاظ بکثرت زبان میں داخل ہو گئے جن کو اگر جمع کیا جائے تو فلسفہ کا ایک مختصر سا لغت ہو جائے گا۔ مثلاً جوہر فرد۔ ممکن واجب۔ ممتنع۔ عرض جوہر۔ جزء لایتجزیٰ۔ رصد۔ ہیولیٰ۔ جوہر فعال وغیرہ وغیرہ

# تمام شُد



([illegible] پریس لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] رام [illegible] پرنٹر کے چھپا)

٦٨٦

# حل لطیف

## شعر العجم چہارم

از

جناب مولوی ابو الثنا عبدالرحمن غازی موگا

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ - لاہور

# حل لطیف

میں اس ناچیز تحفہ کو کمال علم وفضل کے لحاظ سے
اپنے علم دوست مہربان مولانا مولوی ابوالفضل
محمد لطیف انصاری محزوںؔ جگرانوی کے نام نامی سے
معنون کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

غازیؔ انبالوی

حامداً و مصلیاً

## سرمۂ مفت نظر ہوں میری قیمت کیا ہے
## کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

# دیباچہ

پنجاب یونیورسٹی کی موجودہ ۲۱۔۱۹۲۰ء کی اورنٹیل سکیم کے مطابق منشی فاضل کے امتحان میں بجائے سخندانِ پارس کے مولانا شبلی کی مصنفہ شعر العجم حصہ سوم چہارم پنجم داخل نصاب ہوئیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہ ہر ایک کتاب ۳۰۰ صفحہ کے انداز میں ہے۔ طرفہ یہ کہ ان سب کا تعلق پہلے پرچہ کے ساتھ ہے کہ جس میں عربی کورس جیسی مشکل کتاب اور حدائق البلاغت جیسی دماغ سوز کتاب شامل ہے۔ ایسی مشکل کتابوں کے ہوتے ہوئے شعر العجم جس کے محض ۲۵ نمبر یونیورسٹی کی طرف سے مقرر ہیں حاصل کرنے کے لئے ۹۰۰ صفحہ کا مطالعہ کرنا اور حفظ کرنا ایک زیادہ ہی اہم کام ہوجاتا ہے۔ حالانکہ خود اصل کتاب ایسی دلچسپ ہے کہ مطالعہ کئے بغیر رہا نہیں جاتا۔ لیکن تیاری امتحان کیلئے محض مطالعہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کا یاد رکھنا بھی شعر العجم حصہ چہارم ایک نہایت ہی ضروری ۲۴۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اہمیت رکھتی ہے۔ لہذا اس کا سب سے پہلے شائع کرنا ضروری سمجھا۔ گو حصہ پنجم کی طرف بھی بشرطِ زندگی توجہ کرونگا۔ میری دلی تمنا ہے کہ طلبار کا نہالِ آرزو میرے اس حلِ لطیف کے سینچنے سیراب ہو کر بار آور ہو تب میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

غازی

(۷۸۶)

نحمدہٗ ونصلی

# تمام افعال و ارادت کا سرچشمہ دو قوتیں ہیں

## ادراک احساس

**ادراک کا کام** } اشیا کا معلوم کرنا اور استدلال اور استنباط سے کام لینا۔ ہر قسم کی ایجادات۔ تحقیقات۔ انکشافات اور تمام علوم و فنون اسی کے نتائج عمل ہیں

**احساس کا کام** } کسی چیز کا ادراک کرنا یا کسی مسئلہ کا حل کرنا یا کسی بات پر غور کرنا اور سوچنا نہیں ہے بلکہ اس کا کام صرف یہ ہے کہ جب کوئی موثر واقعہ پیش آتا ہے تو وہ متاثر ہوجاتا ہے۔ غم کی حالت میں صدمہ ہوتا ہے خوشی میں سرور ہوتا ہے۔ حیرت انگیز بات پر تعجب ہوتا ہے۔ اسی قوت کو انفعال یا فیلنگ بھی کہتے ہیں۔

**شعر**:- یہی احساس جب الفاظ کا جامہ پہن لیتا ہے تو شعر کہلاتا ہے۔

**شعر کی تعریف** } جو کلام انسانی جذبات کو برانگیختہ کرے۔ اور ان کو تحریک میں لائے وہ شعر ہے۔

**شعر کی تعریف اور یورپین خیال** } ہر چیز جو دل پر استعجاب حیرت۔ جوش یا کسی قسم کا اثر پیدا کرے شعر ہے۔

یہ آجکل کا خیال ہو لیکن شیخ فریدالدین عطار نے آج سے چھ سو برس پہلے کہا تھا

بس جہاں شاعر بود چوں دیگراں

جو چیزیں دل پر اثر کرتی ہیں بہت سی ہیں۔ (۱) موسیقی (۲) مصوری (۳) صنعت گری۔

موثر اشیا اور شاعری کا فرق۔

**موسیقی**۔ صرف قوت سامعہ کو محظوظ کر سکتی ہے۔

**مصوری**۔ تصویر سے متاثر ہونے کے لئے بینائی ضروری ہے۔

شاعری تمام حواس پر اثر ڈال سکتی ہے۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ شامہ۔ لامسہ

فرض کرو شراب آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ اس لئے آنکھ اس وقت اس سے حظ نہیں اٹھا سکتی۔ لیکن جب ایک شاعر اسے آتش سیال سے تعبیر کرتا ہے تو ان الفاظ سے ایک موثر منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

# شاعری اور سائنس

| شاعری | سائنس |
|---|---|
| ۱۔ شاعری کا تخاطب جذبات سے ہے۔ | ۱۔ سائنس کا تخاطب یقین سے ہے۔ |
| ۲۔ شاعری محرکات کو استعمال کرتی ہے۔ | (۲) سائنس استدلال سے کام لیتا ہے۔ |
| ۳۔ شاعری احساسات کو دلکش مناظر دکھاتی ہے۔ | ۳۔ سائنس عقل کے سامنے کوئی علمی مسئلہ پیش کرتا ہے۔ |

# شاعری اور افسانہ

## شاعری

۱- اندرونی جذبات اور احساسات کی تصویر ہوتی ہے۔

۲- شاعر اندرونی جذبات اور احساسات کی نیرنگیوں کا ماہر بلکہ تجربہ کار ہوتا ہے۔

## افسانہ نگاری

۱- افسانہ افسانہ ہی جہانتک اسمیں خارجی واقعات اور زندگی کی تصویر ہوتی ہے

۲- افسانہ نگار بیرونی اشیاء کا استقصا کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے۔

# علم تاریخ و شعر کا فرق مندرجہ ذیل تمثیل سے سمجھ میں آ سکتا ہے

## شاعری

ایک شخص جنگل میں جا رہا ہے کسی گوشہ سے ایک مہیب شیر ڈکارتا ہوا نکلتا ہے۔ اس کی پر رعب گونج۔ بھیانک چہرہ خشمگیں آنکھوں نے اس شخص کے دل کو لرزا دیا۔ یہ شخص کسی کے سامنے شیر کا حلیہ اور شکل و صورت جن موثر الفاظ میں بیان کرے گا وہ شعر ہے۔

## تاریخ

علم الحیوانات کا ایک عالم کسی عجائب خانے میں جاتا ہے۔ وہاں ایک شیر کٹہرہ میں بند ہے۔ یہ عالم شیر کے ایک ایک عضو کو علمی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ اور علمی طریقے سے کسی مجمع کے سامنے شیر پر لیکچر دیتا ہے یہ تاریخ ہے۔

*

# شاعری سپیکری یا خطابت کا فرق

## شاعری

(۱) شاعر کو دوسروں سے غرض نہیں ہوتی وہ یہ نہیں جانتا کہ کوئی اُس کے سامنے ہے بھی یا کہ نہیں۔ اس کے دل میں جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بے اختیار ان جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح درد کی حالت میں بیساختہ آہ نکل جاتی ہے۔ بے خبر یہ اشعار اگر دوسروں کے سامنے پڑھے جائیں تو ان کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن شاعر کا یہ مقصود نہیں۔

(۲) شاعری تنہا نشینی اور مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے۔

(۳) اگر ایک شخص کے اندرونی احساسات تیز و مشتعل ہیں تو وہ شاعر ہے۔

## خطابت یا سپیکری

(۱) خطابت سے مقصود حاضرین سے خطاب کرنا ہوتا ہے سپیکر حاضرین کے مذاق معتقدات اور میلان طبع کی جستجو کرتا ہے۔ تاکہ اس کے لحاظ سے تقریر کا ایسا پیرایہ اختیار کرے جس سے ان کے جذبات کو برانگیختہ کر سکے اور اپنے کام میں لائے۔

(۲) خطابت لوگوں سے ملنے جلنے اور راہ و رسم رکھنے کا ثمرہ ہے۔

(۳) اگر دوسروں کے جذبات اور احساسات کا نباض ہے تو خطیب ہے۔

# شاعری کے اصلی عناصر

(۱) محاکات (۲) تخیل

ان میں سے ایک بات بھی پائی جائے تو شعر شعر کہلانے کا مستحق ہے۔

# شاعری کے عوارضات یا مستحسنات

## (۱) سلاست (۲) صفائی (۳) حُسنِ بندش ۔

**محاکات:**۔ محاکات کے معنی کسی چیز یا کسی حالت کا اس طرح ادا کرنا کہ اُس شے کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔

## فرق محاکات و تصویر

| تصویر | محاکات |
|---|---|
| (۱) تصویر میں مادی اشیاء کی تصویر ہوتی ہے بعض اوقات حالات و جذبات کی بھی تصویر کھینچی جاسکتی ہے لیکن یہ بالعموم نہیں۔ | (۱) محاکات میں جذبات۔ خیالات اور کیفیات کا ادا کرنا ہوتا ہے۔ |
| (۲) تصویر کی اصلی خوبی یہ ہے کہ جس چیز کی تصویر کھینچی جائے۔ اس کا ایک ایک خال و خط دکھلایا جائے۔ | (۲) محاکات میں شاعر صرف اُن چیزوں کو لیتا ہے اور اُن کو نمایاں کرتا ہے جن سے ہمارے جذبات پر اثر پڑتا ہے۔ |
| (۳) مصور کسی چیز کی تصویر کھینچنے سے زیادہ سے زیادہ وہ اثر پیدا کر سکتا ہے جو خود اس چیز کے دیکھنے سے ہوتا ہے | (۳) شاعر باوجود اس کے کہ تصویر کا ہر جزو نمایاں کر کے نہیں دکھلاتا۔ تاہم اس سے زیادہ اثر پیدا کر سکتا ہے جو اصل چیز کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ |

سبزۂ پر شبنم کو دیکھکر وہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا جو اس شعر سے ہو سکتا ہے :-

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزہ ہرا ہوا
تھا موتیوں سے دامن صحرا بھرا ہوا

| تصویر | محاکات |
| --- | --- |
| (۴) تصویر کا اصل کمال یہ ہے کہ اصل کے مطابق ہو | (۴) محاکات میں چاہئے کہ نہ اصل کی پوری پوری تصویر ہو اور نہ اصل سے زیادہ دور ہو۔ اس موقع پر اسکو تخیل سے کام لینا پڑتا ہے |

## تخیل اور ہنری لوئیس

ہنری لوئیس نے تخیل کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے :-

وہ قوت جس کا یہ کام ہے کہ ان اشیا کو جو مرئی نہیں ہیں۔ یا جو ہمارے حواس کی کمی کی وجہ سے ہم کو نظر نہیں آتیں ہماری نظر کے سامنے کردے ۔

یہ تعریف مولانا شبلی کے نزدیک جامع و مانع نہیں اور ان کے خیال میں اس قسم کی چیزوں کی منطقی جامع و مانع تعریف ہو بھی نہیں سکتی ۔

تخیل دراصل قوت اختراع کا نام ہے۔ فلسفہ اور شاعری میں قوت تخیل کی یکساں ضرورت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ

| فلسفہ | شاعری |
| --- | --- |
| (۱) فلسفہ میں قوت تخیل کا استعمال اس غرض سے ہوتا ہے کہ ایک علمی مسئلہ حل کردیا جائے | (۱) شاعری میں تخیل سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ جذبات انسانی کو تحریک ہو ۔ |

| شاعری | فلسفہ |
| --- | --- |
| (۲) شاعر ان موجودات سے بھی کام لیتا ہے جو مطلق موجود نہیں۔ مثلاً ہما سیمرغ وغیرہ ایوان شاعری کی نقش و نگار ہیں | (۲) فلسفی کو صرف ان موجودات سے غرض ہے جو واقع میں موجود ہیں مثلاً فلسفہ میں ہما سیمرغ کی مطلق قدر نہیں۔ |

## محاکات کی تکمیل کن کن چیزوں سے ہوتی ہے

(۱) وزن کا تناسب مثلاً فارسی میں بحر تقارب رزمیہ نظموں کیلئے مناسب ہو

(۲) محاکات کا اصلی کمال یہ ہے کہ اصل کے مطابق ہو۔ کیونکہ نقل کا اصل سے مطابق ہونا خود ایک مؤثر چیز ہے۔

(۱) یعنی جس شے کا بیان کرنا ہے۔ اس کی جزئیات کا اس طرح استقصا کیا جائے کہ پوری شے کی تصویر نظر کے سامنے آجائے۔ مثلاً فردوسی ایک موقع پر ایک دعوت کے جلسہ کا حال لکھتا ہے:-

دگر بارہ ابلہ آراستند زمیں داد بوس | چنیں گفت زیں بادہ پرنوشے طوس
سراں جہاندار بر خاستند | ابر پہلواں خواہش آراستند

(۳) محاکات میں ٹھیک وہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ جو ان خصوصیات پر دلالت کرتے ہوں۔ مثلاً معشوق کی ادا ایک عام چیز ہے۔ لیکن الگ الگ خصوصیتوں کی بنا پر ان کے جدا جدا نام ہیں۔ یعنی ناز۔ غمزہ۔ شوخی۔ دنیا کی جو زبانیں وسیع اور لطیف ہیں۔ ان میں ان دقیق فرقوں کی بنا پر ہر چیز کے لئے الگ الگ الفاظ پیدا ہو جاتے ہیں تو ان خصوصیات کا نظر انداز نہ کرنا باعث تکمیل محاکات ہے۔

(۴) جب کسی قوم یا کسی ملک یا کسی مرد یا عورت یا بچہ کی حالت بیان کی جائے تو ضرور ہے کہ ان کی تمام خصوصیات کا لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً اگر کسی بچہ کی بات نقل کرنی مقصود ہو تو بچوں کی زبان کا۔ طرز ادا کا۔ خیالات کا۔ لہجہ کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ مثلاً ہمارے استاد الاستاد (مؤلف خلاصہ) میر انیس صاحب قبلہ کے کلام کو دیکھئے۔

چلاتی ہے سکینہ کہ "اچھے میرے چچا محل میں گھٹ گئی" "مجھے گودی میں لو ذرا"
بابا سے کہدو اب کہیں خیمہ کریں بپا ٹھنڈی ہوائیں لیکے چلو تم پہ میں فدا
سایہ کسی جگہ ہے نہ چشمہ نہ آب ہے
تم تو ہوا میں ہو میری حالت خراب ہے

اسی لئے محاکات کے کمال کے لئے عالم کائنات کی ہر قسم کی چیزوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ شاعر کبھی لڑائیوں کا حال لکھتا ہے کبھی قوموں کے اخلاق عادات کی تصویر کھینچتا ہے کبھی جذبات انسانی کا حال دکھاتا ہے۔ کبھی شاہی درباروں کا حشم کبھی ٹوٹے پھوٹے جھونپڑوں کی سیر کراتا۔ اسی وجہ سے اسے عالم کائنات کا مشاہدہ ضروری ہے۔

(۵) دقائق اور باریکیاں کلام میں لانا۔

(۶) مخالف پہلو کا دکھلانا مثلاً فردوسی کا شعر

برہنہ رواں رخت افراسیاب
بر رستم آمد دو دیدہ پر آب

(۷) تشبیہ (اس کی بحث آیندہ تفصیل سے آئے گی)

(۸) مبہم طریقہ سے محاکات کیونکہ بعض اوقات انسان پر ایک شے کی عظمت کا اثر اس وقت زیادہ پڑتا ہے۔ مثلاً سکندر نامہ کا مصرعہ ملاحظہ ہو:۔

بیک تاختن تا کجا تاختیم

# تخیل

شاعری دراصل تخیل کا نام ہے۔ اگرچہ محاکات اور تخیل دونوں شعر کے عنصر ہیں

(۱) **محاکات**:۔ محاکات نقالی سے زیادہ نہیں۔ قوت محاکات کا یہ کام ہے کہ جو کچھ دیکھے یا سُنے اُس کو الفاظ کے ذریعہ سے بعینہٖ ادا کر دے۔

(۲) **تخیل**:۔ لیکن ان چیزوں میں ایک خاص ترتیب پیدا کرنا تناسب و توافق کو کام لانا ان پر آب و رنگ چڑھانا قوت تخیل کا کام ہے۔

# تخیل کیا کیا کچھ کرتی ہے

## قوت تخیل ایک نیا عالم پیدا کرتی ہے

ہم کائنات کی دو قسمیں کرتے ہیں۔ حساس اور غیر حساس۔ لیکن شاعر کے عالم تخیل کا ذرہ ذرہ جاندار اور ہوش و عقل و جذبات سے لبریز ہے۔ آفتاب ماہتاب ستارے۔ صبح۔ شام شفق۔ باغ پھول۔ پتے سب ہم زبانی کرتے ہیں۔ سب اس کے رازدار ہیں۔ عالم فطرت شاعر کے اثر میں ہے۔ وہ سب پر حکومت کرتا اور ان سے کام لیتا ہے۔ افراد کائنات اس سے عجیب عجیب راز کہتے ہیں۔ بلبل نے اس سے زمزمہ سنجی کی تعلیم پائی۔ پروانے اس کے ساتھ کھیلے ہوئے ہیں۔ غیرہ ما شتاسہ

ہم پر کش اے آفتاب بلند خراماں شو اے ابر مشکیں پرند

(۲) تخیل صرف خیالی صورتوں کا ہی نام نہیں۔ تخیل نے اکثر وہ راز کھولے ہیں جو نہ صرف عوام بلکہ خواص کی نظر سے بھی مخفی تھے۔ دقت آفرینی اور حقیقت سنجی جو فلسفہ کی بنیاد ہے تخیل ہی کا کام ہے۔

گیزو جو فرانس کا مشہور مصنف ہے ہومر پر اس طرح ریویو کرتا ہے:۔

ہومر کے شعر میں جو یہ باتیں نظر آتی ہیں کہ وہ خیر اور غیر ضعف اور قوت فکر اور جذبات کو ساتھ ساتھ دکھلاتا ہے۔ اور خیالات اور اقوال کا تنوع اور فطرت کے حالات کو اس وسعت اور رنگ برنگ طریقوں سے لکھتا ہے کہ شاعرانہ جذبات کو اشتعال ہوتا ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکے کلام میں ہر اصل کی اصل اور انسان اور عالم کائنات کی حقیقت مندرج ہے۔

(۳) تخیل مسلم اور طے شدہ باتوں کو سرسری نظر سے نہیں دیکھتی۔ بلکہ دوبارہ اُن پر تنقید کی نظر ڈالتی ہے سینکڑوں مسائل کو لوگ بدیہی اور یقینی سمجھتے تھے لیکن آج جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ وہ غلط تھے۔ اس لئے غور و فکر کے محتاج تھے۔

ایں جہاں جنگ است کل چوں بنگری

(۴) قوت تخیل کی استدلال کا طریقہ عام استدلال سے الگ ہوتا ہے۔ وہ ان باتوں کو جو اور طرح سے ثابت ہو چکی ہیں نئے طریقے سے ثابت کرتی ہے مثلاً شعر

قطع امید کردہ نخواہد نعیم دہر　　　شاخ بُریدہ را نظرے بر بہار نیست

(۵) علت و معلول اور اسباب و نتائج کا عام طرح پر جو سلسلہ تسلیم کیا جاتا ہے شاعر کی قوت تخیل کا سلسلہ اس سے بالکل الگ ہے۔ وہ تمام اشیاء کو اپنے نقطۂ خیال سے دیکھتا ہے مثلاً شعر

در عدم ہم ز عشق شورے ہست　　　گل گریباں دریدہ مے آید

(۶) قوت تخیل ایک چیز کو سو سو دفعہ دیکھتی ہے۔ اور ہر دفعہ اس کو اس میں

ایک نیا کرشمہ نظر آتا ہے۔ مثلاً پھول کو دیکھ کر کبھی اس کی بُو کا کبھی رنگ کا کبھی بے بقائی کا۔

(۷) شاعر قوت تخیل سے تمام اشیاء نہایت دقیق نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ ہر چیز کی ایک ایک خاصیت اور وصف پر نظر ڈالتا ہے۔ ان کے مشترک اوصاف کو ڈھونڈھ کر ان سب کو ایک سلسلہ میں مربوط کرتا ہے۔ کبھی اس کے برخلاف جو چیزیں یکساں اور متحد خیال کی جاتی ہیں اُن کو زیادہ نکتہ سنجی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور۔ ان میں فرق اور امتیاز پیدا کرتا ہے۔ مثلاً شعر

چناں با دولت آمیزم بہ دل گرمی جانسوزی ۔۔۔ کہ در ہنگام جانبازی بہ دشمن دشمن آمیزد

# تخیل کے لئے مواد

تخیل کے لئے معلومات ہشاہدات کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ کوئی خیال مشاہدات و واقعات کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔

# قوتِ تخیل کی بے اعتدالیاں

(۱) قوت تخیل کو سب سے زیادہ موقعہ مبالغہ میں ملتا ہے۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مبالغہ کے لئے اصلیت اور واقعیت کی ضرورت نہیں۔ اس بنا پر قوت تخیل جی کھول کر بلند پروازی دکھاتی ہے۔ ایک شاعر گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے ؎

بہ کشور کہ در و نام تازیانہ برند ۔۔۔ بہ لوح سنگ نگیر د شبیہ او آرام

لیکن یہ قوت تخیل کی سخت بے اعتدالی ہے۔ قوت تخیل کی خوبی یہ ہے کہ

محال بات اس انداز سے ادا کی جائے کہ بظاہر ممکن بن جائے۔ مثلاً اُستاد الاُستاد (مولف خلاصہ) حضرت میر انیس اعلی اللہ مقامہٗ اُس موقعہ پر جہاں حضرت عباس علمبردار علیہ السلام کا نہر کے پاس پہنچنا لکھا ہے لکھتے ہیں:۔

اُبھریں درود پڑھتی ہوئی مچھلیاں بہم ۔ بولے حباب آنکھوں پہ شاہا ترے قدم
دریا میں روشنی ہوئی جسم حضور سے ۔ لے لیں بلائیں پنجہ مرجاں نے دور سے

(۲) وہ تخیل اکثر بیکار اور بے اثر ہوتی ہے جس میں تمام عمارت کی بنیاد کسی لفظی تناسب یا ایہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً

مستانہ کشتگان تو ہر سو فتادہ اند ۔ تیغ ترا مگر کہ بہ مے آب دادہ اند

یا مرزا دبیر فرماتے ہیں ؎

تلواروں پر وہ سیف جو شعلہ فشاں ہوئی ۔ جل بھن کے آب تیغوں کی ان میں دھواں ہوئی

(۳) تخیل کی بے اعتدالی کا بڑا موقعہ استعارات اور تشبیہات ہیں۔ جب تخیل کو بے اعتدالی کا موقعہ ملتا ہے تو وہ دوراز کار اور فرضی استعارات اور تشبیہیں پیدا کرتی ہے مثلاً مرزا بیدل کہتے ہیں ؎

تبسم کہ ! بہ خون بہار تیغ کشید ۔ کہ خندہ بر لب گل نیم بسمل اُفتاد است

(۴) تخیل کی ایک بے اعتدالی یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دیتے ہیں۔ پھر اس شئے کو جسقدر اوصاف اور لوازم ہیں سب ہیں ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی۔ مثلاً ناسخ لکھتے ہیں ؎

ابھی ہر چند وہ بُت نوجواں ہے ۔ سفید اسکا مگر موئے میاں ہے

(۵) تخیل کی ایک بڑی جولانگاہ حسن تعلیل ہے یعنی شاعر قوت تخیل سے ایک چیز کو ایک چیز کی علت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ دراصل وہ اس کی علت نہیں ہوتی۔ مثلاً ؎

کسی کے آگے کوئی ہات پساری کیا دخل ۔ مٹھی باندھے ہوئے پاتا ہے تو لڑکو دک

# تخیل کے استعمال کی غلطی

مناظرِ قدرت کے بیان اور مدحیہ شاعری میں محاکات کو استعمال کرنا چاہیئے۔ تخیل کا استعمال غلطی ہے۔

## بحث تشبیہہ و استعارہ

تشبیہہ و استعارہ شاعری کے خط و خال ہیں۔ جن کے بغیر انشا پردازی کا جمال قائم نہیں رہ سکتا۔

## تشبیہہ و استعارہ دراصل فطری طرزِ ادا ہیں

ایک عامی سے عامی بھی جب جوش و غضب یا رنج و غم وغیرہ میں ہوتا ہے تو جو کچھ اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ استعارات کا قالب بدل کر نکلتا ہے۔ مثلاً کسی کا عزیز مر جاتا ہے تو کہتا ہے "سینہ پھٹ گیا" "آسمان ٹوٹ پڑا" "دل میں چھید پڑ گئے" وغیرہ

## تشبیہہ و استعارہ کی تعریف تمثیلی طور پر

اگر ہم کسی شخص کو شجاع یا بہادر کہنا چاہیں اور کہہ دیں کہ وہ شخص شیر کے مثل ہے تو یہ تشبیہہ ہو گی۔ اگر اس شخص کا مطلق ذکر نہ کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ میں نے ایک شیر دیکھا اور اس سے مراد وہی شخص ہو تو استعارہ ہے۔

## تشبیہہ و استعارہ کی ضرورت

ا۔ کلام میں وسعت اور زور پیدا کرنا۔ مثلاً آدمیوں کی کثرت کو اس پیرایہ میں

بیان کیا جائے کہ "وہاں آدمیوں کا جنگل تھا"

۲- بعض موقعوں پر جب شاعر کوئی غیر معمولی دعویٰ کرتا ہے۔ تو اس کے ممکن الوقوع ثابت کرنے کے لئے تشبیہ کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً ؎

بہ سوز عشق شاہاں راچہ کاراست          کہ سنگ لعل خالی از شرار است

۳- جب کسی نہایت نازک اور لطیف چیز یا حالت کا بیان کرنا ہوتا ہے تو الفاظ اور عبارت کام نہیں دیتی۔ اور یہ نظر آتا ہے کہ الفاظ نے اگر ان کو چھوا تو ان کو صدمہ پہنچ جائیگا۔ جس طرح حباب چھونے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر شاعر کو تشبیہ سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ اسی قسم کی لطیف اور نازک صورت کو ڈھونڈھ کر پیدا کرتا ہے اور پیش نظر کر دیتا ہے مثلاً نظیری کہتا ہے

ہمہ شب برلب و رخسار و گیسو میزنم بوسہ          گل و نسرین و سنبل را صبا در حرمن است امشب

# تشبیہ میں حُسن کیونکر پیدا ہوتا ہے

۱- اچھوتی تشبیہوں اور نئے نئے استعاروں کا ہونا جیسا عرفی کے کلام میں ہے ؏

بہ بر شگفتن امروز و غنچہ گشتن دی

۲- تشبیہ مرکب یعنی کئی چیزوں کے ملنے سے جو مجموعی حالت پیدا ہوتی ہو وہ تشبیہ کے ذریعہ سے ادا کی جائے مثلاً

دو زلف تابدار او بہ چشم اشکبار من          چو چشمہ کہ اندرو شنا کنند مارہا

# جدت و لطف ادا

شاعری کے لئے یہ سب سے مقدم چیز ہے بلکہ بعض اہل فن کے نزدیک

جدتِ ادا ہی کا نام شاعری ہے۔ ایک بات سیدھی طرح کہی جائے تو ایک معمولی بات ہے۔ اسی کو اگر جدید انداز اور نئے اسلوب سے ادا کر دیا جائے تو یہ شاعری ہے جدتِ ادا کی منطقی تعریف اور اُس کے اصول و قواعد کا انضباط ناممکن ہے کیونکہ وہ ایک ذوقی چیز ہے۔ تفہیم کے لئے چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) ساقی تو ئی وسادہ دلی ہیں کہ شیخ شہر | باور نمی کند کہ ملک مے گسار شد
(۲) اے ہمراہ موافق بہ جہاں مے طلبی | آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید
(۳) زخمہا بر داشتیم و فتحہا کردیم لیک | ہرگز از خون کسے رنگیں نشد دامان ما

**حسنِ الفاظ** یہ ایک نہایت ضروری بحث ہے۔ اس لئے ہم اس کو تفصیل سے لکھتے ہیں۔ کتاب العمدہ میں باب فی اللفظ والمعنی ایک خاص عنوان قائم کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ لفظ جسم ہے اور مضمون روح ہے۔ دونوں کا ارتباط باہم ایسا ہے جیسا روح اور جسم کا ارتباط کہ وہ کمزور ہوگا تو یہ بھی کمزور ہوگی۔ پس اگر معنی میں نقص نہ ہو اور لفظ میں ہو تو شعر میں عیب سمجھا جائیگا جس طرح لنگڑے یا لنجے میں روح موجود ہوتی ہے۔ لیکن بدن میں عیب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر لفظ اچھے ہوں لیکن مضمون اچھا نہ ہو تب بھی شعر خراب ہوگا۔ اور مضمون کی خرابی الفاظ پر بھی اثر کریگی۔ اگر مضمون بالکل لغو ہو اور الفاظ اچھے ہوں تو الفاظ بھی بیکار ہونگے۔ جس طرح کہ مُردے کا جسم یوں دیکھنے میں سب کچھ سلامت ہے۔ لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس طرح مضمون گو اچھا ہو لیکن الفاظ اگر برے ہیں تب بھی شعر بیکار ہوگا۔ کیونکہ روح بغیر جسم کے پائی نہیں جا سکتی۔

(۱) اہل فن کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ الفاظ کو ترجیح دیتا ہے۔ عرب کا اصلی انداز یہی ہے۔

(۲) بعض لوگ مضمون کو ترجیح دیتے ہیں اور الفاظ کی پرواہ نہیں یہ ابن الرومی اور

متنبی کا مسلک ہے۔

زیادہ تر اہل فن کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کو مضمون پر ترجیح ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مضمون تو سب پیدا کر سکتے ہیں لیکن شاعری کا معیار کمال یہی ہے کہ مضمون ادا کن الفاظ میں کیا گیا ہے اور بندش کیسی ہے۔ حقیقتاً شاعری اور انشا پردازی کا مدار زیادہ تر الفاظ ہی پر ہے۔ گلستاں اور سکندر نامے کو متانت و شان و شوکت الفاظ ہی کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ شوکت الفاظ ملاحظہ ہو۔

چو نیلو فر افگند زورق در آب      دراں دجلہ خوں بلند آفتاب

دجلہ اور زورق قابل ملاحظہ ہیں۔

اس لئے شاعر کو یہ سوچ لینا چاہئے کہ جو مضمون اس کے خیال میں آیا ہے اسی درجہ کے الفاظ اس کو میسر آسکیں گے یا کہ نہیں۔ اگر نہ آسکیں تو اس کو بلند مضامین چھوڑ کر انہیں سادہ معمولی مضامین پر قناعت کرنی چاہئے جو اس کے بس ہیں اور جن کو وہ عمدہ پیرایہ اور الفاظ میں ادا کر سکتا ہے کسی نے نہایت سچ کہا ہے۔

کہ مرغ و ماہی باشند خفتہ و بیدار      برائے پاکی لفظے شبے بہ روز آرد

بہت سے شاہنامے لکھے گئے لیکن شوکت الفاظ ہی تھی کہ فردوسی کے شاہنامے کو ایک بھی نہ پہنچا۔

# الفاظ کے انواع اور اُن کے مختلف اثر

(بحث لفظ کی حیثیت یعنی آواز صوت اور لہجہ کے لحاظ سے)

**انفرادی**:۔ نازک۔ لطیف۔ شستہ۔ صاف۔ رواں۔ شیریں الفاظ عشق و محبت کے مضامین کے ادا کرنے کے لئے موزوں ہیں۔ عشق و محبت انسان کے لطیف و نازک جذبات ہیں۔ اس لئے ان کے ادا کرنے کے لئے الفاظ بھی لطیف

نازک درکار ہیں۔ یہی بات ہے کہ قدما کی نسبت متاخرین کی غزل اچھی ہوتی ہے۔ قدماء کے زمانے تک فوجی تمدن باقی تھا۔ اس لئے اس کا اثر تمام چیزوں میں پایا جاتا تھا۔ فردوسی کے شاہنامہ کے بعد یوسف زلیخا لکھی تو وہ کوئی عشقیہ نظم معلوم نہیں ہوتی۔ نظامی نے جہاں اس قسم کے مضامین ادا کئے ہیں۔ ایسے لب و لہجہ میں ادا کئے ہیں کہ پتھر کا دل پانی ہو جاتا ہے۔ سعدی جو غزل کے بانی خیال کئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے کہ انہوں نے غزل میں رقیق۔ نازک شیریں اور پُر درد الفاظ استعمال کئے ہیں متنبّی کے کلام پر جو علامہ ثعلبی نے نکتہ چینیاں کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ غزل اور تشبیب میں ایسے الفاظ لاتا ہے جو عاشقانہ خیالات کے لئے موزوں نہیں۔

۲۔ پر شوکت بندش۔ بلند رزمیہ مضامین اور قصائد وغیرہ کیلئے موزوں ہیں۔ متاخرین یعنی کلیم۔ صائب وغیرہ کی نسبت یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ قصیدہ اچھا نہیں لکھتے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان کے زمانے میں تمدن اور معاشرت میں نزاکت پرستی آگئی تھی اور عشقیہ جذبات عام ہو گئے تھے۔ جس کا اثر زبان پر بھی پڑا۔ نظیری کے کلام میں غزل کا مذاق غالب تھا۔ اس لئے اس کے قصیدوں میں زور نہیں ہے۔ اور تشبیب تو صاف غزل معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ تشبیب ان عشقیہ مضامین کو کہتے ہیں جو قصیدہ کے ابتدا میں لکھے جاتے ہیں۔ تاہم اہل فن اس امر کا لحاظ رکھتے ہیں کہ چونکہ یہ جزو قصیدہ ہے اس لئے اس کی زبان غزل کی زبان سے نہ ملنے پائے۔ اسی لئے عرفی تشبیب اور ہی انداز میں لکھتا ہے۔ چنانچہ شعر ملاحظہ ہو

منم آں سیر زجان گشتہ کہ با تیغ و کفن ۔۔۔ تا در خانۂ جلاد غزل خواں فرستم

قصیدہ کے علاوہ مثنوی میں بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہئے۔ مگر عشقیہ مثنویاں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

**ترکیبی** علاوہ انفرادی حیثیت کے ترکیبی الفاظ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ نہایت ضروری ہے کہ جو الفاظ ایک ساتھ کسی کلام میں آئیں۔ ان میں باہم ایسا توافق۔ تناسب۔ موزونی اور ہم آوازی ہو کہ سب مل کر گویا ایک لفظ یا ایک ہی جسم کے اعضا بن جائیں۔ یہی بات ہے جس کی وجہ سے شعر میں وہ بات پیدا ہوتی ہے جس کو عربی میں انسجام کہتے ہیں۔ اور جس کا نام ہماری زبان میں سلاست۔ صفائی اور روانی ہے۔ یہی چیز ہے جس پر خواجہ حافظ کو ناز ہے اور جس کی بنا پر اپنے حریف کی شان میں کہتے ہیں ع

صنعت گر است اما شعر رواں ندارد

یہی وصف ہے جس کی وجہ سے شعر میں موسیقیت پیدا ہو جاتی ہے اور شاعری اور موسیقی کی سرحدیں مل جاتی ہیں :-

## معنی کے لحاظ سے الفاظ کا اثر

(۱) ہر زبان میں مترادف الفاظ ہوتے ہیں جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن جب غور سے دیکھا جائے تو ان الفاظ میں بھی باہم فرق ہوتا ہے یعنی ہر لفظ کے مفہوم اور معنی میں کوئی ایسی خصوصیت ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً آواز۔ بانگ۔ صریر۔ مترادف ہیں لیکن ہر لفظ میں ایک خاص بات اور خاص اثر ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے شاعر کی نکتہ دانی یہ ہے کہ جس مضمون کے ادا کرنے کیلئے خاص جو لفظ موزوں یا موثر ہے وہی استعمال کیا جائے۔ ورنہ شعر میں وہ اثر نہ پیدا ہوگا فیضی کے شعر میں موزونیت ملاحظہ ہو۔

بانگ قلم دہن شب تار | بس معنی خفتہ کرد بیدار

بانگ۔ آواز۔ صریر میں بانگ کے لفظ کی موزونیت ظاہر ہے۔ قلم۔ خامہ۔ کلک

لیکن قلم میں جو ضخامت ہے اور لفظوں میں نہیں۔ پھر میم ضمیر متصل نے اس کے رعب کو اور چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تار۔ تیرہ۔ تاریک مترادف ہیں لیکن اس مصرعہ میں تار کا حسن پوشیدہ نہیں۔

بس۔ بسے۔ خیلے۔ بسیار لیکن بس کے لفظ میں جو کثرت کی توضیح ہے اور میں نہیں۔

(۲) معنی کے لحاظ سے بعض وقت ایک ہی لفظ وہ اثر پیدا کر سکتا ہے۔ کہ بڑی بڑی عبارات سے ممکن نہیں۔ ملاحظہ ہو یہ شعر جو اہل بیت کی شان میں ہے۔

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز؟      آں ناکساں کہ دست بر اہل حرم زنند

حرم کا لفظ قابل ملاحظہ ہے۔

(۳) فصیح اور مانوس الفاظ کا انتخاب شاعر کے لئے ضروری ہے۔ بعض الفاظ کا ایک زمانے میں تنافر احساس نہیں کیا جاتا۔ لیکن بالآخر جب کسی قوم کا احساس نازک ہو جاتا ہے تو وہ الفاظ صاف کھٹکنے لگتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ متروک ہو جاتے ہیں لیکن نکتہ داں اور لطف المذاق شاعر فتویٰ عام سے پہلے اس قسم کے الفاظ ترک کر دیتا ہے۔ خواجہ حافظ نے معلوم نہیں کہ سو برس کے آئندہ احساسات کا اندازہ کر لیا تھا۔ کہ آج تک ان کی زبان کا ایک لفظ متروک نہیں ہوا۔

**سادگی ادا** سادگی ادا کے یہ معنی ہیں کہ جو مضمون شعر میں ادا کیا گیا ہے۔ بے تکلف سمجھ میں آ جائیگا۔ یہ بات اسباب ذیل سے حاصل ہوتی ہے

(۱) جملوں کے اجزا کی وہ حالت قائم رکھی جائے جو عموماً اصلی حالت میں ہوتی ہے۔ وزن بحر اور قافیہ کی ضرورت سے اجزائے کلام اپنی جگہ سے زیادہ نہ ہٹنے پائیں۔

(۲) مضمون کے جسقدر اجزا ہیں ان کا کوئی جزو رہ نہ جائے جسکی وجہ سے یہ معلوم ہو کہ بیچ میں خلا رہ گیا ہے جس طرح زینہ کا کوئی پایہ الگ کر لیا جاتا ہے مثلاً انوری کا یہ شعر ہے

تا خاک کف پائے ترا نقش نہ بستند  اسباب تپ لرزہ ندادند قسم را

اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہئیے کہ اکثر موقعوں پر بعض اجزائے مضامین کا چھوڑ دینا خاص لطف پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ؎

سخت خبر یائے میں اتنا نہ سمجھتا تھا نہیں  چھیڑ نا تھا تو کوئی شکوہ بے جا کرتا

یہ شاعری کا خاص ایک نازک پہلو ہے اور مرزا غالب کا یہ خاص انداز ہے۔

(۳) استعارے اور تشبیہیں دور از فہم نہ ہوں۔

(۴) غیر متعارف تلمیحات نہیں ہونی چاہئیے جیسا کہ خاقانی کا شیوہ ہے۔

(۵) سادگی ادا میں اس بات کو بہت دخل ہے کہ روزمرہ اور بول چال کا زیادہ لحاظ رکھا جائے داغ نے منازل سلوک کے دشوار گذار مرحلوں توکل۔ رضا۔ ترک خودی کو کس سادگی سے نبھایا ہے۔

رہبر ہو راہ محبت کا خدا حافظ ہے  اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

خواجہ حافظ کس سادگی سے مضمون کو ادا فرماتے ہیں ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم  اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

**اشکال** شاعری کی بڑی خوبی جدت ادا ہے۔ جدت ادا میں خواہ مخواہ بات کو کسی معمولی پیرایہ سے بدل کر اور اصلی راستہ سے ہٹکر بیان کرنا ہوتا ہے اس صورت میں سادگی ادا کو قائم رکھنا اجتماع النقیضین ہوتا ہے۔

**حل** اس کی صورت یہ ہے کہ جدت کے سوا سادگی اور تمام باتیں موجود ہوں یعنی الفاظ سہل ہوں تشبیہات قریب الفہم ہوں۔ ترکیب میں پیچیدگی نہ ہو روزمرہ۔ محاورہ موجود ہو۔ ان سب باتوں کے سوا جدت ادا میں اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس صورت میں جدت کی وجہ سے سادگی میں کسیقدر فرق پیدا ضرور ہو گا تو اور باتیں اس کی تلافی کردینگی۔

**جملوں کے اجزا کی تراکیب** } الفاظ کے تقدم و تاخر کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ اس سے تجاوز جائز نہیں۔
لیکن شعر میں وزن بحر اور قافیہ کی ضرورت سے اصلی ترتیب پوری پوری قائم نہیں رہ سکتی۔ تاہم شاعر کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ الفاظ اپنی جگہ سے زیادہ نہ ہٹنے پائیں جسقدر یہ وصف شاعر کے کلام میں زیادہ ہوگا۔ اُسیقدر شعر میں زیادہ روانی اور سلاست ہوگی۔ یہی وصف ہے جس نے سعدی کے کلام کو تمام شعرا سے ممتاز کر دیا مثلاً

اے تماشہ گاہ عالم روے تو ۔۔۔ تو کجا بہر تماشا مے روی

**واقعیت اور مبالغہ** } فن ادب کا یہ معرکۃ الآرا اور مبالغہ انگیز مسئلہ ہے۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ محاسن شعری میں مبالغہ شاعری کا زیور ہے۔ نابغہ ذبیانی سے لوگوں نے پوچھا کہ اشعر الناس کون ہے؟ اُس نے کہا من استجیدہ کذبہ یعنی جس کا جھوٹ پسندیدہ ہو۔ نظامی ؎

درشعر مپیچ و در فن او ۔۔۔ چوں اکذب اوست احسن او

(۲) تمام بڑے بڑے شعرا جنکی فارسی شاعری مسلمۂ عام ہے ان کے کلام میں عموماً مبالغہ اور غلو موجود ہے۔

(۳) اکثر وہی اشعار کارنامۂ شاعری خیال کئے جاتے ہیں جن میں کذب اور مبالغہ ہے مثلاً فردوسی کے یہ اشعار

(۱) فرو شد بہ ماہی و بر شد بہ ماہ ۔۔۔ بُنِ نیزہ و قبہ بارگاہ
(۲) زبس گرد میداں کہ بر شد بہ شت ۔۔۔ زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

**فریق دوم کی طرف سے تردید** } (۱) احسان بن ثابت کہتے ہیں وان اشعر بیت انت قائلہ بیت یقال اذا انشدتہ صدقا
اچھا شعر وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ بول اُٹھیں کہ سچ کہا۔

(۲) ابن رشیق نے کتاب العمدہ میں اساتذہ کے بہت سے اقوال اس کے موافق نقل کئے ہیں۔

(۳) جو شعرا بلاغت کے نکتہ شناس ہیں۔ وہ زور طبیعت کی وجہ سے مبالغہ کرنا چاہتے ہیں تو ساتھ ہی کوئی شرط لگا دیتے ہیں۔ جس سے مبالغہ مبالغہ نہیں رہتا۔ بحتری نے متوکل کی مدح میں کہا ہے۔

فلوان مشتاقاً تکلف فوق ما　　فی وسعہ لمشی الیک المنبر

**نکتہ** شاعری اور انشا پردازی تمدن کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ قوم کی ابتدائی ترقی کے زمانے میں خیالات بھی سادہ ہوتے ہیں۔ جب قوم ترقی کرتی ہے تمام شریفانہ جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں۔ تو گو شاعری میں جوش اور زور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اب بھی سچائی اور راستی کے مرکز سے نہیں ہٹتے۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے کہ جب قوم ہمہ تن عمل ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب عیش اور ناز و نعم کی نوبت آتی ہے تو ہر ہر بات میں تکلف ساخت اور آورد پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی زمانہ ہے جب شاعری میں مبالغہ شروع ہوتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قدمائے اولین کے کلام میں بالکل مبالغہ نہیں۔ جب عباسیہ دور آیا اور عیش پرستی کی ہوا چلی تو مبالغہ کا زور ہوا

اس تقریر سے غرض یہ ہے کہ جن شعرا کے کلام سے مبالغہ کی خوبی پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اگر متاخرین میں ہیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ تمدن کی خرابی ہے جس کا اثر مذاق پر بھی پڑا۔ تمدن کی خرابی نے شاعر اور سامعین دونوں کے مذاق کو خراب کر دیا ہے۔

اصل امر یہ بھی ہے کہ کذب و مبالغہ میں تخیل کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مبالغہ میں اگر کوئی حسن پیدا ہوتا ہے تو تخیل کی بنا پر ہوتا ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ جھوٹ اور مبالغہ ہے۔ بعض مبالغوں میں تخیل کی بجائے اور کوئی

شاعرانہ حسن ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو؎

تنم از ضعف چناں شد کہ اجل جست و نیافت ۔۔۔ نالہ ہر چند نشاں داد کہ در بستر ہست

اس شعر میں مبالغہ نے حسن نہیں پیدا کیا ہے بلکہ حسن ادا کی خوبی ہے۔

**شبلی کی رائے** } شعر کی دو قسمیں ہیں۔ تخیلی۔ غیر تخیلی۔ تخیلی میں واقعہ سے غرض نہیں ہوتی۔ بلکہ مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ قوت تخیل کسقدر پُرزور اور وسیع ہے۔ اس بنا پر اگر اس قسم کی شاعری میں مبالغہ سے کام لیا جائے تو چنداں بدنما نہیں۔

غیر تخیلی یعنی فلسفیانہ۔ اخلاقی۔ تاریخی۔ عشقیہ۔ نیچرل ان میں مبالغہ بالکل لغو چیز ہے۔ اس لئے اگر شعر میں مبالغہ جائز بھی ہو تو صرف شعر کی ایک خاص نوع تخیل میں ہوگا۔ اس سے عام خوبی نہیں ثابت ہو سکتی۔

(۲) شاعری سے اگر صرف تفریح خاطر مقصود ہو تو مبالغہ کام آسکتا ہے لیکن وہ شاعری جو ایک طاقت ہے جو قوموں کو زیروزبر کر سکتی ہے۔ جو ملک میں ہلچل ڈال سکتی ہے۔ جس سے عرب قبائل میں آگ لگا دیتے ہیں۔ جس سے نوحہ کے وقت در و دیوار سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ وہ واقعیت اور اصلیت سے خالی ہو تو کچھ کام نہیں کر سکتی۔ یہ ضروری نہیں کہ شعر میں جو کچھ کہا جائے وہ سرتاپا واقعیت ہو بلکہ غرض یہ ہے کہ اصلیت کے اثر سے خالی نہ ہو۔ مثلاً ایک واقعہ واقع میں نہیں ہوا۔ لیکن شاعر کو اس کا پورا یقین ہے یہ واقعہ شعر میں ادا ہوگا تو اثر سے خالی نہ ہوگا۔ میر انیس فرماتے ہیں؎

حملہ غضب ہے بازوئے شاہ حجاز کا ۔۔۔ لنگر نہ ٹوٹ جائے زمیں کے جہاز کا

اس شعر میں بظاہر مبالغہ ہے۔ لیکن جب یہ تصور کیا جائے کہ یہ کلام کس کی زبان سے نکلا ہے تو کلام میں واقعیت کا اثر آجاتا ہے۔

**مبالغہ کے پیدا ہونیکا اصلی سبب** } شعر میں مبالغہ کے پیدا ہونے کا اصلی

سبب یہ ہوا کہ شاعر کا احساس عام لوگوں کی نسبت زیادہ قوی اور مشتعل ہوتا ہے۔ اسلئے ہر واقعہ اس پر اوروں کی بہ نسبت زیادہ اثر کرتا ہے۔ شاعر اسی اثر کو ادا کرتا ہے لیکن چونکہ عام فہم لوگ اس درجہ کا احساس نہیں رکھتے اُن کو وہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اب جو لوگ دراصل شاعر نہیں اور شاعر بننا چاہتے ہیں وہ بہ تکلف مبالغہ شروع کرتے ہیں اور اصلی حد سے نکل جاتے ہیں۔

## بلاغت کے بہت سے اسالیب میں واقعیت کی وجہ سے حسن اور اثر پیدا ہوتا ہے

(۱) موقع۔ جہاں شاعر کسی بات کو شک اور اشتباہ کے طور پر بیان کرتا ہے مثلاً

دارد جمال روئے تو امشب تماشائے دگر — یا آں کہ من سے مینمش بہتر ز شبہائے دگر

(۲) موقع۔ جہاں کسی چیز کو کچھ گھٹا کر بیان کیا جاتا ہے وہاں ایک خاص لطف پیدا ہوتا ہے مثلاً ؎

پاس ادب سے رہ گئی فریاد کچھ ادھر — میں کیا کہوں کہ چرخ بریں کتنی دور تھا

غرض شعر اس وقت تک کچھ اثر پیدا نہیں کر سکتا۔ جبتک اس میں واقعیت نہ ہو۔ تخیل میں بظاہر واقعیت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن دراصل تخیل بھی اسی وقت پُر لطف اور پُر اثر ہوتی ہے جب اس کی تہ میں واقعیت ہو۔ مثلاً یہ شعر

کہ بہر نامہ نے چاک جگر خواہم نمود — منکہ زحمت راہنماں از جشم سوزن داشتم

## شعر کیوں اثر کرتا ہے

ارسطو نے کتاب الشعر میں اس کی جو وجہ لکھی ہے اس کا حاصل یہ ہے (۱) محاکات ایک لطف انگیز اور مؤثر چیز ہے۔ اور چونکہ شعر بھی ایک قسم کی نقالی اور مصوری ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ اس سے طبیعت پر اثر پڑتا ہے (۲) موسیقی اور راگ بالطبع موثر چیز ہے اور شعر بھی موسیقی کا جزو شامل ہے اس لئے موثر ہے۔ لیکن شعر کی تعریف انہیں باتوں پر موقوف

نہیں بلکہ (۳) انسانی معاشرت کی کل جذبات سے چل رہی ہے۔ شاعری کو جذبات ہی سے تعلق ہے۔ اس لئے تاثیر اس کا عنصر ہے۔ شاعری ہر قسم کے جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے۔ اس لئے رنج۔ خوشی۔ جوش۔ استعجاب۔ حیرت میں جو اثر ہوتا ہے شعر میں بھی وہی اثر ہوتا ہے (۴) شاعری محسوسات کی ہی تصویر نہیں کھینچتی بلکہ جذبات اور احساسات کو بھی پیش نظر کر دیتی ہے۔

# سائنس فلسفہ اور شاعری

## (۵) وجہ اثر۔ سائنس و فلسفہ عمل

(۱) دنیا کا کاروبار جس طرح چل رہا ہے اس کا اصلی فلسفہ خودغرضی اور اصول معاوضہ ہے۔ اور جب اسکو زیادہ وسعت دی جائے تو ہمارے تمام افعال و اعمال ایک دادو ستد بن جاتے ہیں۔ اس فلسفہ سے بے شبہ عمل کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ تجارت کو ترقی۔ کاروبار وسیع۔ دولت کی ترقی ہو جاتی ہے۔ لیکن دل مردہ لطیف و نازک احساسات فنا ہو جاتے ہیں اور تمام دنیا ایک بیجس کل بنجاتی ہے جو خودغرضی کی قوت سے چل رہی ہے۔

## شاعری

شعر شریفانہ جذبات کو تروتازہ کرتا ہے اور وسیع اور دلفریب عالم میں لے جاتا ہے وہ ہم کو بے لاگ اور بے غرض دوستی کی تعلیم کرتا ہے ہم کو سچی خوشی اور مسرت دلاتا ہے۔ جبکہ کاروبار کے ہجوم۔ مقابلہ کی کشمکش۔ معاملات کی الجھن۔ تردد کی دار وگیر۔ سے دل بالکل ہمت ہار دیتا ہے۔ تو شعر مجسم سکون اور اطمینان بن کر ہمارے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے

شراب تلخ دہ ساقی کہ مرد افگن بود زورش ۔۔۔ کہ تا یکچند بیاسائم ز دنیا و شر و شورش

اس لئے شعر موثر ہوتا ہے۔

## (۶) سائنس

جب سائنس ہم کو سخت دل اور کرخت بنا دیتی ہے۔ تمام مسلمات عامہ سے حقارت پیدا کر دیتی ہے۔ مادہ کے سوا تمام چیزوں کی حکومت دل سے اُٹھ جاتی ہے۔

## شاعری

اس وقت شاعری ہمارے دل کو رقیق اور نرم کرتی ہے جس سے تسلیم اثر پذیری اور اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔ مادیت کی بجائے روحانیت قائم ہوتی ہے۔ وہ ہم کو عالم تخیل میں لے جاتی ہے جہاں تھوڑی دیر کے لئے مشاہدات کی بیرحم حکومت سے ہمکو نجات ملجاتی ہے اسی لئے موثر ہے۔

## شاعری کا استعمال

شعر ایک قوت ہے جس سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اسکا استعمال صحیح طور سے کیا جائے۔

عرب کی شاعری کی ابتدا "رجز" سے ہوئی۔ اس کے بعد "مرثیہ" شروع ہوا۔ مرثیہ کے بعد قصیدہ آیا۔ شعرائے عرب اکثر صاحب تیغ و علم ہوتے تھے۔ اسلئے قصائد میں اپنے معرکے لکھتے تھے۔ شاعری کے جسقدر اقسام ہیں سب سے مفید کام لئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ فلسفیانہ شاعری دقیق خیالات کو آسانی کیساتھ ذہن نشین کر سکتی ہے۔

۲۔ اخلاقی شاعری اخلاق کو سنبھالتی ہے۔ اخلاقی تعلیم کے لئے ایک ایک شعر ایک ضخیم کتاب سے زیادہ کام دے سکتا ہے استقلال و پامردی کی تعلیم

من آنگہ عناں باز پیچم ز راہ — کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

اخلاق کی کتابوں میں ریاکاری کی برائی کے دفتر ہیں۔ لیکن یہ ایک رباعی ان سب سے زیادہ اثر کر سکتی ہے۔

زاہد بہ زن فاحشہ گفتا مستی — کز خیر گسستی و بہ شر پیوستی

زن گفت چنانکہ مے نمائیم ہستیم | تو نیز چناں کہ مے نمائی ہستی
---|---

۳۔ عشقیہ شاعری سے زندہ دلی اور تازگی روح پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ تخیل سے طبیعت کو اہتزاز اور انبساط ہوتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر شعرائے ایران نے شاعری کا صحیح استعمال نہیں کیا۔ شاعری صرف دو کام کے لئے مخصوص ہوگئی۔

(۱) سلاطین اور امرا کی مداحی جس میں کذب و افترا کا طومار باندھا جاتا تھا (۲) عشق و عاشقی جو دور از کار مبالغوں اور فضول گوئیوں سے معمور تھی۔

**شاعری کی عظمت** (۱) عرب میں ایک ایک شعر ایک قبیلہ یا ایک شخص کا نام قیامت تک کے لئے زندہ کر دیتا تھا

(۲) شاعر جس کی مدح کہدے وہ معزز ہو جاتا تھا۔ جس کی ہجو کہدے ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ سلطان محمود کی عظمت و شان محتاج اظہار نہیں لیکن فردوسی نے ہجو کے جو شعر لکھ دیئے محمود کسی طرح اُن کو مٹا نہ سکا (۳) عرب میں شاعر کا یہ رتبہ تھا کہ شاعر کسی کی مدح کہنا عار سمجھتا تھا۔ سب سے پہلا شخص جس نے مدح لکھی نابغہ ذبیانی ہے اس سے نابغہ اگرچہ دولتمند ہوگیا۔ لیکن عرب میں اس کی عزت جاتی رہی۔

# باب دوم

## فارسی شاعری کی تاریخ

ڈاکٹر براؤن کے خیال میں فارسی کا سب سے پہلا شاعر بار بد ہے۔ لیکن بار بد نے راگ باندھے تھے وہ شعر نہ تھے۔

مولانا آزاد کے نزدیک فارسی زبان کا سب سے پہلا شاعر بہرام گور ہے۔ لیکن ان کے اس خیال کو کئی ایک اعتراض ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فارسی شاعری کا آغاز خلیفہ مامون کے زمانہ میں ہوا۔ جبکہ عباس مروزی نے اس کی مدح میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ جس کے صلہ میں ہزار اشرفیاں پائیں۔ چنانچہ وہ خود اس قصیدہ میں کہتا ہے ؎

کسی بدیں منوال پیش از من چنیں شعری نگفت  مرزبان پارسی راہست با ایں نوع بیں
لیک زاں گفتم من ایں مدحت ترا تا ایں لغت  گیرد از مدح وثنائے حضرت تو زیب وزیں

پھر اس کے بعد خاندان طاہریہ کے زمانے میں جن کا دار الخلافہ خراسان تھا حنظلہ۔ محمود وراق۔ فیروز مشرقی جیسے بہت سے شعرا پیدا ہوئے۔

المختصر ایرانی شاعری کے متعلق ہم مندرجہ ذیل بات کہنے کا حق رکھتے ہیں
(۱) ایران میں شاعری کی ابتدا مداحی اور قصیدہ گوئی سے ہوئی۔ زر طلبی کے لئے شاعری شروع۔ برخلاف اس کے عربی شاعری رجز سے شروع ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے (۲) جو شخص ایران میں شاعر ہونا چاہتا تھا کتابوں کے ذریعہ سے اس کی تعلیم حاصل کرتا تھا لیکن عرب کا شاعر صرف صحیفہ فطرت پڑھکر شاعر بنتا تھا۔

## شاعری کی تدریجی رفتار

(۱) شاعری میں ابتدا میں بے تکلف اور سیدھے سادے خیالات ہوتے ہیں۔ تشبیہات اور استعارات کہیں کہیں آجاتے ہیں۔ جس مضمون کو ادا کرنا ہوتا ہے بغیر ایچ پیچ کے بے تکلف ادا کر دیتے ہیں (۲) خیالات میں بلندی شروع ہوتی ہے۔ استعارے رنگین ہو جاتے ہیں تشبیہوں میں نزاکت آجاتی ہے۔ مبالغوں میں زور پیدا ہو جاتا ہے جس مضمون کو ادا کرتے ہیں استعاروں کے رنگ میں ادا کرتے ہیں (۳) دقیقہ آفرینی اور باریک بینی شروع ہوتی ہے۔ مبالغہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ بال کی کھال نکالی جاتی ہے۔ استعارہ میں استعارہ پیدا کرتے ہیں۔ محسوسات سے گذر کر صرف خیالی چیزوں پر مدارہ جاتا ہے۔ یہی حال فارسی شاعری کا ہوا۔ اجمالی طور پر قدما اور متاخرین کا فرق دیکھ لو۔ قدما

احوال دلم مپرس کاں بیچارہ ۔ چوبے است در و فتادہ آتش نیست

متاخرین

یک پارہ آتشے است دلش نام کردہ اند

فرخی

ہمہ دشمنی از تو دیدم و لیکن ۔ نگویم کہ تو دوستی را نشائی

اب تفصیل سنیئے۔

(۱) اتنی سادگی تھی کہ ابتدائی حالت میں صحت الفاظ کی بھی پروا نہ تھی۔ چنانچہ ہرگز بجائے ہرگز۔ ناخون بجائے ناخن۔ ابلاہ بجائے ابلہ وغیرہا متقدمین کے کلام میں اکثر پایا جاتا ہے (۲) عروض کے قواعد کا چنداں لحاظ نہ تھا۔ مثلاً

سد بجائے آراندریں کار احتیاط ۔ زاں کہ جز بر تو ندارم اعتماد

اس میں ط اور د کو ہم قافیہ کیا ہے۔

ایطائے جلی تا حد صحت معیوب ہے۔ قدما کے ہاں عام طور پر شائع ہے۔

(۳) تشبیہیں نہایت سادہ اور نیچرل ہوتی تھیں۔ قدما دہن کو غنچہ بستہ کہتے تھے۔

# واقعہ نگاری کے نقائص

(۱) اکثر شعراء جب کسی چیز کا بیان کرتے ہیں تو اُس کے ایسے عام اور مبہم اوصاف بیان کرتے ہیں جو قریباً ہر چیز کی نسبت بیان کئے جا سکتے ہیں شاعری درحقیقت ایک قسم کی مصوری ہے۔ اس لئے جب تک واقعہ نگاری میں خصوصیات نہ دکھائی جائیں کسی واقعہ کی اصلی اور صحیح تصویر ذہن میں نہیں آسکتی۔

(۲) واقعہ نگاری کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں۔

(۳) جب واقعہ نگاری کی جائے تو ناممکن یا مشکوک واقعہ بیان نہ کیا جائے۔

# شاہنامہ پر ریویو

## شاہنامہ کی تاریخی حیثیت

وہ یورپین محقق جو ایران کی قدیم زبانوں کے ماہر ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ فردوسی کا بیان قدیم ایرانی تاریخوں سے حرف بہ حرف مطابق ہے۔

نیز فردوسی خود بھی اپنی تاریخی ذمہ داری کا اسقدر لحاظ کرتا ہے کہ واقعات کے بیان میں سب سے پہلے وہ اپنا ماخذ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

## شاہنامہ ایران کی ایک مبسوط و جامع انسائیکلوپیڈیا ہے

اس میں مذہب۔ فلسفہ۔ اخلاق۔ نظام حکومت وغیرہ کی تفصیل (آگہی) مل سکتی ہے۔

# ایرانی نظام حکومت کے متعلق شاہنامہ سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلتا ہے

(۱) بادشاہ باوجود شخصی حکومت کے خودمختار نہیں تھا۔ بلکہ اُسے مذہبی پیشوا مؤبد سے مشورہ کرنا پڑتا تھا۔

(۲) جب نیا بادشاہ تخت حکومت پر بیٹھتا تھا تو سب سے پہلے کھڑا ہو کر اسپیچ دیتا تھا جس میں اپنی پالیسی اور اصول حکومت کا اظہار کرتا تھا۔ اس کے بعد پند و نصائح کرتا تھا۔

(۳) فوجی خدمت جبری اور عام تھی۔

(۴) تمام کا تمام ملک فوج بن گیا تھا۔

(۵) بے خانماں مفلس آدمیوں کو سرکار کی طرف سے مکان بنوا کر دیئے جاتے تھے اور روزینہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔

(۶) جہاں آبپاشی نہیں ہو سکتی تھی وہاں کا خراج معاف کر دیا جاتا تھا۔

(۷) نادار کاشتکاروں کو آلات زراعت اور نقدی دی جاتی تھی۔

(۸) تعلیم صرف شرفا کے لئے مخصوص تھی۔ چنانچہ نوشیرواں کے زمانے میں ایک کفش گر نے لاکھوں روپے پیش کئے مگر اس کے بیٹے کو پڑھنے کی اجازت نہ ملی۔

## شاہنامہ ایرانی تہذیب و تمدن کا پورا نمونہ ہے

### ایرانی تہذیب کی ابتدا

کیومرث نے } (۱) بالوں سے کپڑے بنوائے (۲) بستر اور فرش ایجاد کیا۔

(۳) گھوڑے پالے اور وحشی جانوروں کو رام کیا۔

جمشید نے } (۱) لڑائی کا لباس بنوایا (۲) تنو کی طرح لوگوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا (۳) عمارت کے فن کو ترقی دی۔ یہ سب باتیں شاہنامہ میں درج ہیں۔

# ایرانی تمدن کی تفصیل جو شاہنامہ سے معلوم ہوتی ہے

(۱) دربار میں بادشاہ طلائی تخت پر بیٹھتا تھا۔ جس کے پائے بلور کے ہوتے تھے (۲) ایک شخص سالار دربار ہوتا تھا جو لوگوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کرتا تھا (۳) امرا جب دربار میں تخت کے پاس آتے تھے تو زمین کو بوسہ دیتے تھے۔ اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہتے تھے (۴) دربار کے سلام کا یہ طریقہ تھا کہ ہاتھ سینہ پر رکھتے تھے اور سر جھکاتے تھے (۵) دربار میں جس پر نوازش ہوتی تھی اسکے چہرہ اور ڈاڑھی پر مشک چھڑکواتے تھے (۶) جب فوجی کسی معرکہ پر جاتے تھے تو دربار میں بلائے جاتے تھے اور مختلف طریقوں سے انہیں صلہ کی ترغیب دی جاتی تھی (۷) صلہ و انعام کے مختلف پر لطف طریقے تھے کبھی لعل و یاقوت سے منہ بھرواتے تھے کبھی روپیوں اور اشرفیوں کا سر تک انبار لگواتے تھے۔ (۸) شادی اور استقبال وغیرہ کے موقعوں پر گھوڑوں کے ایال پر مشک اور [illegible] اور سم پر شکر چھڑکتے تھے (۹) خون کے انتقام میں عہد کرتے تھے کہ جبتک انتقام نہ لیں گے بدن سے ہتھیار نہ اتارینگے اور منہ پر پانی نہ ڈالیں گے۔ رستم نے سیاوش کے قتل ہونے پر یہی عہد کیا تھا (۱۰) کبھی کبھی قتل عام کا حکم دیتے تھے لیکن بہت کم چنانچہ رستم نے سیاوش کے انتقام میں قتل عام کا حکم دیا تھا (۱۱) مذہبی آزادی نہ تھی (۱۲) دشمن کا خون پی لیتے تھے۔ چنانچہ گودرز نے پیران ویسہ کی زخمی لاش دیکھی تو خون چلو میں لیکر پیا اور چہرہ پر مل لیا (۱۳) عورتوں کو موسیقی کی تعلیم دی جاتی

تھی۔ (۱۴) تجہیز و تکفین کے یہ مراسم تھے کہ لاش کو آلائش سے صاف کرکے مشک اور کافور بھرتے تھے۔ تابوت میں تاج شاہی۔ گلاب کے شیشے اور زعفران و مشک و کافور رکھتے تھے (۱۵) بچہ جب پیدا ہوتا تھا تو باپ اُس کے کان میں آہستہ سے کسی کا نام لیتا تھا پھر ایک اور نام پکار کر کہتا تھا (۱۶) آگ کی پرستش کرتے تھے تو سفید کپڑے پہنتے تھے (۱۷) عورتوں کی طرح مرد بھی زیور پہنتے تھے (۱۸) عورتوں میں پردے کا عام رواج تھا

## جنگی معلومات کو شاہنامہ میں اس طرح دکھلایا ہے

(۱) فوج کو اکثر ایسے موقعہ پر قائم کرتے تھے کہ دائیں بائیں طرف پہاڑ یا نہر ہوتی تھی۔ صرف سامنا کھلا ہوتا تھا (۲) فوج اس طرح جماتے تھے کہ سب سے پہلے پیدل فوجیں جن کے ہاتھوں میں برچھے ہوتے تھے۔ اُن کے پیچھے رسالے۔ رسالے کے پیچھے ہاتھیوں کی صفیں (۳) طلایہ یعنی حفاظتی فوج الگ ہوتی تھی جس کا کام ہر طرح کی دیکھ بھال رکھنا تھا (۴) میدان میں لوہے کے گھوکھرو بچھاتے تھے کہ دشمن قدم نہ بڑھانے پائے (۵) نہر کی حفاظت پر دستے متعین ہوتے تھے (۶) اونچے مقام پر دیدہ بان متعین ہوتا تھا کہ مخالف فوجوں کی آمد اور نقل و حرکت کی خبر دیتا رہے اُس کو رات جاگتے رہنا پڑتا تھا (۷) جب دو حریف لڑتے تھے تو دونوں کے ساتھ ایک ایک ترجمان ہوتا تھا جو لڑائی کی ایک ایک ادا کو دیکھتا تھا اور بادشاہ کو اکثر مفصل رپورٹ سناتا تھا۔ یہ قاعدہ تھا کہ ان ترجمانوں کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا تھا جس طرح آجکل کے نامہ نگار ہیں (۸) مختلف زبانوں کے جاننے والے ترجمانی کے کام پر مقرر تھے کہ دونوں کے پیغام کا ترجمہ کرکے سنائیں (۹) ڈاک کا یہ انتظام تھا کہ ہر منزل پر گھوڑے تیار رہتے تھے جو چیز جلد پہنچانی ہوتی تھی سوار لیکر جاتے تھے اور ہر منزل میں گھوڑے بدلتے جاتے تھے (۱۰) فوج میں طبیب و جراح

ساتھ ہوتے تھے (۱۱) دو حریف جب لڑتے لڑتے تھک جاتے تو گھوڑے سے اُتر کر دم لیتے تھے اور ترجمان گھوڑے تھامے رہتے تھے (۱۲) کبھی کبھی آپس کی رضامندی سے جاکر پانی پی آتے تھے۔

# مفید معلومات

شاہنامہ کی ہر داستان ایک ناول یا افسانہ ہے جو کہ ادبی۔ اخلاقی علمی تاریخی معاشرتی۔ تمدنی معلومات کا خزانہ ہے۔ زال کی رودابہ سے شادی ایک معمولی واقعہ تھا لیکن فردوسی نے اس کے ضمن میں ایران کے تمدن۔ تہذیب۔ معاشرت۔ اخلاق تعلیم۔ فنون جنگ۔ سیاست۔ آداب سلطنت۔ عشقیہ جذبات۔ پدرانہ محبت۔ فرزندانہ ناز۔ مستورات کی حالت اس قسم کی سب باتوں کو بیان کر دیا ہے۔

# کیرکٹر

فردوسی کیرکٹر کے فن میں بے نظیر ہے۔ اس کے کلام سے ہر شخص کا امتیازی وصف صاف الگ نظر آتا ہے۔ مثلاً اس کے مشہور ہیروز کا کیرکٹر حسب ذیل ہے:۔

(۱) کیکاؤس۔ جاہ و عظمت و حوصلہ مندی کے ساتھ حماقت اور زود اشتعالی۔
(۲) کیخسرو۔ علو ہمت۔ شجاعت۔ رحم۔ عدل و انصاف۔
(۳) رستم۔ پہلوانی اور تخت کی وفاداری۔
(۴) سہراب۔ شجاعت کی بدمستی اور البیلاپن۔
(۵) اسفندیار۔ شجاعت کے ساتھ تخت حکومت کی سخت حرص۔
(۶) افراسیاب۔ جور و ظلم و شجاعت۔
(۷) بیژن۔ شجاعت و دوستانہ وفاداری

moral philosophy فلسفۂ اخلاق

فردوسی نے شاہنامہ میں اکثر فلسفۂ اخلاق کی تعلیم پیرایہ سے دی ہے جدت ادا کا خاتمہ ہے مثلاً (۱) انگریزی میں ضرب المثل ہے Knowledge is power فردوسی کہتا ہے ع توانا بود ہر کہ دانا بود۔

(۲) سخاوت کو کس طرح افراط و تفریط سے بری دکھلایا ہے ؎

بنوش و بپوش و ببخش و بدہ     برائے دگر روز چیزے بنہ

(۳) بلند مرتبی جانبازی سے حاصل ہوتی ہے ؎

نشان بزرگی ہر آنکس کہ جست     نخستیں بخوں بایدش دست شست

(۴) عزت سے مرنا بدنامی کی زندگی سے بہتر ہے ؎

بنام بلند ار بغلطی بخوں     بہ از زندگانی بہ ننگ اندروں

(۵) دولت حقیقت میں خوشی کا نام ہے ؎

توانگر شود ہر کہ خوشنود گشت     دل آرزو خانۂ دود گشت

(۶) سیاست۔ موعظت اور آزادانہ خیال و آزادانہ طرز عمل کی تعلیم سے سارا شاہنامہ بھرا پڑا ہے۔

(۷) فردوسی پہلا اور پچھلا شخص ہے جس نے عورتوں کے مظلوم گروہ کی قدر کی ہے ان کے رتبہ کو سمجھا اور ان کو بلند رتبہ ثابت کیا ہے۔ چنانچہ رودابہ۔ تہمینہ۔ سودابہ وغیرہ کے کیرکٹروں سے اس امر کا اثبات کیا ہے۔ ایک مقام پر عورت کی تعریف میں بہرام کی زبان سے کہلواتا ہے ؎

ہم از مے بود دین یزداں بپائے     جواں را بہ نیکی بود رہنمائے



# مذہب کے متعلق جو باتیں اہم فردوسی نے بیان کی ہیں حسب ذیل ہیں

(۱) مذہب اور سلطنت آپس میں بھائی بھائی ہیں بلکہ لازم و ملزوم کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے (۲) مذہب کی حقیقت عدل ہے (۳) تمام مذاہب حق ہیں اور جو باتیں آج بری نظر آتی ہیں ان کی تعبیر لوگوں نے غلط کر دی (۴) مذہبی تعصب اور مذہبی جھگڑنا جائز نہیں (۵) خدا زمان و مکان سے پاک ہے۔ وہ کسی حاسہ سے محسوس نہیں ہو سکتا۔ کسی کی عقل میں نہیں آسکتا (۶) ثبات باری کے متعلق فردوسی نے متعدد دلائل قائم کئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) ہر چیز خدا کے وجود پر شہادت دیتی ہے۔ بے سو بر ہستی او گواہ ست

(۲) جہان میں جسقدر چیزیں موجود ہیں کوئی مختار اور حاکم مطلق نظر نہیں آتی۔ اس سے ثابت ہے کہ کوئی اور وجود ہے جو اس سلسلۂ کائنات کا موجد اور فرمانروائے عام ہے (۶) با ایں ہمہ فردوسی کا یہ فلسفہ ہے کہ خدا کے متعلق اس امر کے سوا کچھ نہیں معلوم ہو سکتا کہ ہے اور یکتا ہے۔

**بلاغت** شاہنامہ ایک وسیع نظم ہے تاہم یہ کمال بلاغت ہے کہ شروع سے آخر تک تناسب اور ائتلاف میں ذرہ بھر فرق نہیں آنے پایا وہ ایک رزمیہ نظم ہے۔ ایک قومی نظم ہے۔ ایک تاریخی نظم ہے۔ ایک شاعرانہ نظم ہے۔ ان سب حیثیتوں کے لحاظ سے بلاغت کے جدا جدا فرائض اس طرح ادا کئے ہیں کہ ہر حیثیت کا فرض جدا جدا ادا ہو۔ اور پھر باہم کسی قسم کا عدم تناسب پیدا ہونے نہیں پاتا۔ تخیل کا عالم اگر دیکھنا ہو تو بیژن کی داستان کی تمہید دیکھو جو یہ ہے۔

**جذبات اور احساسات** فارسی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ اس نے جذبات اور احساسات کے وسیع عالم میں سے صرف عشق و محبت کا ایک جذبہ لیا ہے۔ اور اسی کے گوناگوں عالم دکھلائے ہیں۔ محبت کا دائرہ بھی نہایت محدود ہے۔ یعنی عشق و عاشقی سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہ اعتراض ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن فردوسی اس نکتہ چینی سے بری ہے۔ اس نے ہر قسم کے جذبات اور احساسات کو نہایت مؤثر طریقہ سے ادا کیا ہے۔ احباب کی محبت۔ بچوں کا پیار۔ میاں بیوی کی گرم جوشیاں۔ والدین کی اطاعت۔ انتقام کا جوش۔ غرور کی شان۔ عاجزی کا انداز۔ فردوسی نے ان احساسات کی نہایت کامل تصویر کھینچی ہے۔ مثلاً دیکھو سیاوش۔ فرنگیس رودشنک و سکندر۔ رستم۔ ورودابہ وغیرہ کے قصص اس پر دال ہیں۔

تمت بالخیر الحمد للہ رب العالمین

---

# التماس

متاخرین نے درہ۔ نقطہ۔ جوہر۔ فرد بنایا پھر سر سے غائب کر دیا۔ قدما گرکو شاخ گل کہتے تھے پھر بال کہنے لگے۔ متاخرین نے رگ گل۔ تار نظر کہتے کہتے معدوم کر دیا۔

(۴) مدح میں سادگی تھی اور واقعیت تھی۔ ابوالفرج کہتا ہے۔ مدح شاہ

ہمت بلند باید کردن کہ تو ہنوز بر پایہ نخستیں از نرد بانیا

(۵) عاشقانہ خیالات بھی نہایت سادہ اور نیچرل تھے مثلاً

ہر جز قصد جفائے نکنی حاجتم ہیچ روائے نکنی

نکنی بر من بیچارہ سلام در کنی اجز بہ ریائے نکنی

تیمور کے حملوں نے ملک کو تہ و بالا کیا۔ اس لئے خواجہ حافظ کے بعد ایک مدت تک شاعری کی ترقی رکی رہی۔ جب سلاطین صفویہ کا دور شروع ہوا شاعری کا چشمہ ابلا۔ محتشم۔ شفائی۔ عرفی۔ نظیری نے شاعری کو اوج کمال پر پہنچا دیا۔

# عربی شاعری کا اثر فارسی شاعری پر

اہل عجم خود اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے استاد عرب ہیں۔

## انوری

شاعری دانی کدامے قوم کردند آنکہ بود اول شاں امرء القیس و آخر شاں بو فراس

## منوچہری

گو جریر و فرزدق کو لبید و کو بشر رو بہ عجاج و دویک الجن سیف ذویزن

اثرات (۱) فارسی شاعری میں تلمیحات اکثر عربی کے ہیں مثلاً فارسی شاعری نے لیلا کو ایسا انتخاب کیا کہ معشوق اور لیلا کے مترادف ہو گئے انبیائے بنی اسرائیل کے قصوں سے ایرانی شاعری کا بڑا سرمایہ تیار ہوا ہے

طوفان نوح۔ قربانی اسمٰعیل تعمیر کعبہ۔ صبر ایوب۔ حاتم فارسی شاعری میں بھی ضرب المثل ہے۔

(۲) مذہبی اعتقادات اور خیالات کے متعلق اصطلاحات سب عربی سے ماخوذ ہیں۔ شراب۔ طہور۔ حور۔ غلمان۔ نامۂ اعمال۔ صبح محشر۔ روح القدس وغیرہ۔

(۳) صنائع بدائع جسقدر ہیں سب عرب سے لئے ہیں۔

(۴) تشبیہات میں عرب کا اثر کم ہے۔ کیونکہ ایران کا شوخ اور رنگین طبع شاعر بنفشہ۔ سنبل۔ یاسمن۔ نرگس سے تشبیہ دے سکتا ہے۔ یہ چیزیں عرب نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔ پھر بھی قدما کے کلام میں خال خال عربی تشبیہیں نظر آتی ہیں۔ زلف کو صلیب سے تشبیہہ دینا۔

(۵) قدما کے قصیدے پر بھی عربی رنگ تھا۔ اگرچہ متاخرین نے ترک کر دیا۔

(۶) اخذ مضامین بھی عربی شاعری سے ہوتا تھا۔ چنانچہ فارسی کے اکثر اشعار محض عربی اشعار کا ترجمہ ہیں جن کا یہاں لکھنا اطناب محل ہے۔ ایک دو اشعار پر قناعت کی جاتی ہے۔

| عربی شعر | فارسی شعر |
|---|---|
| لیس من اللہ بمستنکر | کس اشخدا اندار دعجب اگر دارد |
| ان یجمع العالم فی واحد | ہمہ جہاں را اندر یکے تن تنہا |
| (ابونواس) | (عنصری) |
| اذا رایت نیوب اللیث بارزۃ | نبا ید شد از خندۂ شیر دلیر |
| فلا تظنن ان اللیث تبتسم | نہ خندہ است دنداں نمودن ز شیر |
| (متنبی) | (اسدی طوسی) |

**شاگرد کا اثر استاد پر** عجم گو عرب کے شاگرد تھے۔ مگر انہوں نے یہانتک ترقی

کی کہ عربوں کو بھی عجم سے استفادہ کرنا پڑا۔ چنانچہ چوتھی صدی کے آغاز میں عربی شعرا فارسی ضرب الامثال مشہور جملے اور نادر مضامین ترجمہ کی صورت میں ادا کرنے لگے۔ جو آج مشہور ہیں مثلاً

| فارسی | | عربی | |
|---|---|---|---|
| (۱) | آفتاب بہ گل اندودن نتواں | الشمس بالتطین لا تغطّٰی | (۱) |
| | شب ست آبستنی بنیم چہ زائد | اللیل حبلی الیس یدری ما یلد | |
| (۲) | خاک از تودہ کلاں برادر | اذا وضعت علی الراس التراب فضع | (۲) |
| (۳) | چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست | من اعظم التل ان النفع منہ البقع | |
| | | اذا لماء فوق غریق طما | (۳) |
| | | فقاب قناة وانف سواءٌ | |

## فارسی شاعری نے عرب کی اصل شاعری کی تقلید نہیں کی

فارسی شاعری نے جس شاعری کی تقلید کی وہ اصل میں عربی شاعری نہ تھی۔ عربی شاعری اسلام سے بہت پہلے شروع ہو کر بنو امیہ کے زمانے تک ختم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد عربی حکومت کا مرکز بغداد قرار پایا۔ جہاں عجم سے اس قدر اختلاط ہوا کہ عرب کا سارا تمدن بدل گیا۔ اس کے ساتھ ان کی شاعری بھی سر سے بدل گئی۔ اس لئے ایران کی شاعری نے بظاہر عرب کی تقلید کی اصل میں وہ اپنی ہی تقلید تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی شاعری ان تمام اوصاف سے محروم رہ گئی۔ جو عرب کی اصلی شاعری کا خاصہ تھا۔ مساوات آزادی۔ ترفع۔ بلند حوصلگی بہادری۔ جنگ آزمائی۔ مہمان نوازی۔ فیاض دلی کے مضامین فارسی شاعری میں نہیں ملتے۔ اگر ملتے ہیں تو شاعر نے ذاتی واقعات نہیں بلکہ اوروں کے واقعات

بیان کرتا ہے۔ فخر وادعا ایرانی شاعری میں بھی ہے۔ لیکن وہ شاعری مضمون طرازی اور امتیاز علمی پر محدود ہے۔ بخلاف اس کے عرب کا شاعر ایک فاتح۔ ایک سپہ سالار ایک جنگ آزمائی حیثیت سے فخر کا اظہار کرتا ہے وہی کہتا ہے جو کر چکا ہے۔

تاہم بعض شعرا نے تقلیداً قدیم عربی شاعری کا انداز اختیار کیا ہے۔ مثلاً

شد زاغ و کرگس را مکاں شد بوم و ماہی را وطن — جائیکہ بود آں دلستاں با دوستاں در بوستاں

بر جائے چنگ و نا و نے آواز زاغ است و زغن — بر جائے رطل و جام مے گوراں نہادستند پے

## فارسی شاعری کو ترقی نظام حکومت کا اثر

ایشیا میں علم و فن صنعت و حرفت سب چیزیں سلطنت کی تابع ہوتی ہیں۔ سلطنت کا جو مذاق ہوتا ہے تمام چیزوں میں اثر کر جاتا ہے۔

ایرانی شاعری حکومت کی ہی بدولت پیدا ہوئی اور مندرجہ ذیل امور نے فارسی شاعری کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔

۱۔ حکومت کی طرف سے شعرا کی عزت و تعظیم چنانچہ شاہ سنجر سلجوقی انوری سے اس کے گھر ملنے جاتا تھا وغیرہ۔

۲۔ لاتعداد اور گرانبہا صلہ جو اکثر درباروں سے شاعروں کو عطا ہوتے تھے۔ چنانچہ دارا شکوہ نے دانش مشہدی کو ایک شعر پر لاکھ روپے دیئے اور ایسے صلوں کی اسقدر مثالیں ہیں جن کے لکھنے کے لئے دفتروں کے دفتر چاہئیں۔

۴۔ حکمرانوں کا خود شاعر ہونا جیسا کہ شاہ شجاع۔ حسام مرزا۔ جہانگیر وغیرہ۔

۵۔ بادشاہوں کا بدیہہ گوئی کا شائق ہونا۔

۶۔ بادشاہوں کا حریف سلاطین کے مقابلے میں اشعار سے مفاخرت کرنا اور اس غرض کے لئے شعرا کا دربار میں موجود ہونا

۷۔ درباری شاعر کا اسباب فخر میں شمار ہونا۔ اسی بنا پر کسی دربار میں جب کوئی مشہور شاعر پہنچ جاتا تھا تو حریف بھی اس درجہ کا شاعر ڈھونڈھ کر پیدا کرتا تھا۔

۸۔ واقعہ نگاری کا کام شعرا سے لیا جاتا چنانچہ شاہجہان نامہ۔ اقبال نامہ تیمور نامہ اشعار میں لکھی ہوئی تاریخیں اس امر کا ثبوت ہیں۔ لیکن شعرا کو دربار تک یا شاید حکمراں تک رسائی بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ چنانچہ معزی و ظہیر فاریابی وغیرہ کے قصے مشہور ہیں۔ اس ناکامی پر مدحیہ شاعری سے بالکل دست بردار ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن سفلہ طبعی نے ہجو ایجاد کی۔

کمال اسمٰعیل کا شعر قابل ملاحظہ ہے:۔

سر آں شاعرے کو نباشد ہجاگو　　چو شیر یست چنگال و دنداں ندارد

ہجو کی وجہ اور اس کا ارتقا اس وجہ سے تھا کہ کمینہ لوگوں نے بھی شاعری اختیار کرلی۔ مثلاً خاقانی۔ سوزنی وغیرہ کمینہ لوگ تھے۔ اسی لئے فحاشی میں انہیں کمال تھا۔ فن ہجو اور فحاشی نے ملک پر نہایت برا اثر ڈالا اور یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی جبتک صوفیانہ شاعری نے ملک پر پورا قبضہ نہیں کرلیا۔

۹۔ شعرا کے باہمی معرکوں نے فارسی شاعری کو بہت ترقی دی۔ اس بنا پر کلام کے جواب اور رد پر رد لکھی جانے لگی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اعلیٰ پایہ کے شاعر ایسی تنگ زمینوں اور ایسے تنگ قافیوں میں کلام کہنے لگے کہ دوسرے سے اس کا جواب نہ بن آئے۔ غرضیکہ اس جد و جہد نے فارسی شاعری کو بہت ہی فائدہ پہنچایا

## فارسی شاعری پر حکومت کا دوسرا اثر

سلاطین کی غیر معتدل اور ناہموار حکومت نے اخلاقی شاعری پر نہایت خراب اثر ڈالا۔ ملاحظہ ہو:۔

اگر شہ روز را گوید شب است ایں       بباید گفت اینک ماہ و پروین

اس قسم کی غلامانہ تعلیم طرز حکومت کا اثر ہے۔ یہ اثر شاعری میں ایک اور ذریعہ سے آیا ہے۔ بنو امیہ نے جب ظالمانہ حکومت کی تو بغاوتیں ہوئیں اس کے لئے ایک طرف تو حجاج جیسے ظالم گورنر مقرر کئے گئے کہ آزادی و خودسری کو پامال کردیں۔ دوسری طرف مذہبی آدمیوں کو رشوتیں دی گئیں کہ قضا و قدر کا مسئلہ پھیلائیں واہ بھائی شبلی بات تو پتہ کی کہی ہے۔ انسان کو چاہئے۔ مصرعہ

حق نباید گفت الا آشکار

# احقر مؤلف خلاصہ عفی عنہ

یہی وجہ ہے کہ اخلاقی شاعری میں آزادی و حریت کا عنوان ہی نہیں (اس کمی کو ڈاکٹر محمد اقبال نے مثنوی لکھ کر پورا کردیا ہے) (مؤلف)

یہ حالت تاتاری حملہ تک قائم رہی اس کے بعد شعراکسیقدر حکومت کے اثر سے آزاد ہوگئے۔ ادھر تصوف نے زور پکڑا۔ فارسی شاعری میں اخلاق و موعظت کے اہم مضامین یہ ہیں :۔

دنیا کی بے ثباتی۔ زمانے کا انقلاب اور بے اعتباری۔ آسمان کی شکایت نیک و بد قابل و نا قابل میں عدم تمیز کا گلہ۔ قناعت۔ زہد اور توکل کی ترغیب اور یہ مضامین ایشیائی سیاست دان کا نتیجہ ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی کے مضامین نے شعرا کو دو طرح سے مؤثر کیا۔

۱۔ پہلے گروہ نے اس سے موثر ہو کر گوشہ نشینی۔ قناعت۔ توکل۔ زہد عبادت اختیار کرنا چاہی اور اسی قسم کے مضامین کو کلام میں بیان کیا۔

۲۔ دوسرے گروہ نے جدوجہد۔ فکر و تلاش۔ سعی و کوشش کو چھوڑ کر کہا

کہ چار دن کی زندگی کے لئے کیا ضرورت ہے۔ اس لئے عیش وعشرت۔ نفع وسرور رندی وشاہد پرستی اختیار کی۔ اور حافظ و خیام پیدا کئے۔

## تمدن اور فوجی زندگی کا اثر

رزمیہ شاعری کے اسباب (۱) ایرانی شاعری کا آغاز ایسے وقت ہوا جبکہ قومی زندگی تمام کی تمام فوجی زندگی تھی۔ فتوحات کا زور شور تھا۔ ہر طرف لڑائیاں برپا تھیں (۲) سلاطین وقت کا شجاع و بہادر ہونا اور اشعار میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار (۳) شاعری کے پایہ تخت بخارا۔ غزنی۔ بلخ۔ سمرقند۔ خوارزم تھے یہاں کی آب وہوا سپہ گری۔ جانبازی اور بہادری کا اثر رکھتی تھی۔ ان مجموعی باتوں کا شاعری پر جو اثر پڑا اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

شاعری کے اصناف میں دو صفتیں پیدا ہوئیں (۱) قصیدہ ذریعۂ معاش تھا جس میں سلاطین کی مدح کرتے اور انعام لیتے تھے (۲) مثنوی میں واقعات ہوتے تھے اور زیادہ تر رزمیہ ہوتے تھے۔ غزل کی طرف لوگوں نے توجہ نہ کی۔

(۲) قصیدہ میں اکثر سلاطین کے ملکی فتوحات کا ذکر کرتے تھے۔

(۳) ممدوح کے اوصاف میں سپاہیانہ ہنروں یعنی تیر افگنی شمشیر بازی اسپ تازی کا ذکر بھی کرتے تھے۔

(۴) چونکہ اسباب سپہ گری میں شکار بھی تھا۔ اس لئے ممدوح کی تعریف میں شکار کا ذکر اکثر کرتے تھے۔

(۵) لطف کی بات یہ ہے کہ اُس زمانے میں شعرا بزم کا سروسامان کرتے تھے تو اس میں بھی لڑائی کا سماں دکھاتے تھے۔

میسرہ مطربان خوش سازیم    میمنہ دوستاں بس دلخواہ

(۶) غرضکہ شاعری کی زبان بالکل فوجی بن گئی یعنی جو کچھ کہنا چاہتے ہیں رزمیہ انداز میں کہتے ہیں خواہ بہاریہ کا مضمون ہو۔
(۷) جنگی حالت کا یہ اثر ہوا کہ اکثر محاورات و مصطلحات انہیں الفاظ سے بنے جو لڑنے بھڑنے مرنے مارنے کے لئے موضوع ہیں جیسے کشتن تیغ۔ تیر۔ تاب وغیرہ۔
(۸) عشقیہ شاعری پر بھی یہی رنگ چڑھ گیا۔ دیکھئے زلفیں کمند۔ ابرو خنجر۔ پلکیں تیر۔ آنکھیں قاتل۔ انسان کی اصلی فطرت کے مطابق مرد عاشق اور عورت معشوق ہو۔ ہندی زبان میں مرد کو عاشق قرار دیا ہے۔ لیکن چونکہ عاشق عورت ہے اس لئے یہ بھی فطرت کے قریب قریب ہے۔ لیکن ایرانی شاعری پر یہ بدنما دھبہ ہے کہ عاشق و معشوق دونوں مرد ہیں یہ بھی فوجی زندگی کا اثر ہے۔ جب ایرانی شاعری کا آغاز ہوا ہے تو فوجی صفوں میں ترک ہی ترک نظر آتے تھے۔ یہ نوجوان سپاہی حسین اور خوبرو ہوتے تھے جو کہ مکتب عشق کے مرکز بنتے تھے۔ تاتاریوں نے فوجی طاقت کا استیصال کر دیا تو اس فوجی جذبات کے تنزل نے زبان میں مندرجہ ذیل اثرات پیدا کئے۔
(۱) رزمیہ شاعری گویا فنا ہوگئی (۲) رزم بھی رنگین الفاظ اور استعارات میں کہی جانے لگی (۳) قصائد میں ممدوح کی سپہ سالاری۔ معرکہ آرائی، لشکر کشی وغیرہ کا ذکر مفقود ہوگیا (۴) قصیدہ اور مثنوی میں تنزل آگیا چونکہ متاخرین کی زبان، غزل کی زبان بن گئی (۵) تشبیہات اور استعارات بدل گئے۔ جہاں زلف کو کمند اور چوگان سے تشبیہ دیتے تھے سنبل تار نظر۔ خوشۂ انگور سے دینے لگے۔ اور ابرو کو کمان اور تلوار کی بجائے ماہ نو۔ طاق اور محراب سے (۶) ہجو۔ ہزل گوئی اور فحش گوئی نے ظہور کیا۔ شیخ سعدی اس زمانے کے اخلاقی رفارمر ہیں لیکن گلستان کے باب پنجم کی حکایتیں آج کسی مہذب آدمی کی زبان سے ادا نہیں

ہوسکتیں۔ مولانا روم کی مثنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

لیکن کنیزک اور خاتون کا قصہ بھی اسی میں داخل ہے وغیرہا۔

## لیکن ہندوستانی فارسی شاعری پر یہ اثر نہیں پڑا

ہندوستان میں فارسی شاعری کی ابتدا مسعود سعد سے ہوئی۔ امیر خسرو، حسن دہلوی وغیرہ اور پھر ہزاروں شاعر ایران سے آکر دربار میں باریاب ہوئے۔ اس گروہ میں کسی کی زبان فحش سے آلودہ نہیں ہوئی۔ اگر کسی نے ہجو کہی بھی تو عجیب پیرایہ سے۔ عرفی

بامن از جہل معارض شدہ نامنفعلے	کہ گرش ہجو کنم او بودش مدح عظیم

شیری نے اکبر بادشاہ کی ہجو میں کہا۔

شاہ امسال دعوئے نبوت کردہ است	گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

## اختلاف معاشرت کا شاعری پر اثر

اختلاف معاشرت کا اثر بھی شاعری پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دیہات کا رہنے والا شاعر سادہ بے تکلف اور دلیرانہ مضامین باندھے گا اور شہری رنگین، نازک اور لطیف مضامین باندھے گا۔ چنانچہ ایرانی شاعری ایران کے علاوہ غزنی، سیستان، بلخ، سمرقند وغیرہ میں بھی تھی۔ وہاں بھی نامور شاعر پیدا ہوئے رشید الدین وطواط بلخی، فرخی سیستانی، حکیم سنائی غزنوی۔ ان ممالک کے شعراء اور شیراز و اصفہان کے شعراء کے کلام میں صاف یہی فرق نظر آتا ہے کہ ان ممالک کے شعراء کا کلام سادہ اور بے تکلف ہے۔ اور ایرانیوں کا نازک اور رنگین خواہ اسے ملکی فرق کہو۔

آب و ہوا کا فرق کہو یا قومی فرق کہو۔ کیونکہ ان ممالک کے شاعر ترک ہوئے جو سپاہیانہ زندگیاں بسر کرتے تھے۔ برخلاف اس کے ایرانی نازک طبع تھے۔

## خصوصیّت ہندوستان

ایرانی شاعری نے جو لطافت ہندوستان میں آکر پیدا کی ایران میں اسے نصیب نہیں ہوئی۔ خاکِ پاکِ ہندوستان کی آب و ہوا کی یہ تاثیر ہے۔ جو چیز یہاں باہر سے آتی ہے چند روز کے بعد اس میں ایسی موزونی اور لطافت آجاتی ہے کہ خود اس کے وطن میں نہ تھی۔ مثلاً

**مادیات** کشمیری۔ ترک۔ ایرانی ہر ایک کے حسن میں کچھ نہ کچھ ناموزونی ہوتی ہے یہی قومیں ایک دو پشت، جب ہندوستان میں رہ جاتی ہیں تو نکھر کر عجیب جادو نما بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اور چیزوں کو لو۔ قورمہ۔ قلیہ۔ پلاؤ ایران سے آیا۔ لیکن ہندوستان میں جو مزہ۔ رنگ اور بو پیدا ہوا ایران کو نصیب نہیں۔ کمخواب اور مشجر ے ایران سے آئے لیکن آج بنارس کی کمخواب و مشجرہ سے ایران کو کیا نسبت۔ اسی طرح جو شاعر ایران سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ان کا کلام اصل ایرانی شاعروں سے ہزار گنا بڑھ گیا۔

## شاعری پر آب و ہوا اور مناظرِ قدرت کا اثر

ایران ایک قدرتی چمن زار ہے۔ ملک پھولوں سے بھرا پڑا ہے۔ بہار آئی اور تمام سرزمین تختۂ زمرد بن گئی۔ شاعری پر اس کا اثر یہ ہوا کہ:۔

(۱) ہر قسم کی تشبیہات۔ استعارات۔ مجازات۔ محاورات میں باغ و بہار کے لوازمات داخل ہو گئے (۲) عرب کا انداز یہ تھا کہ قصائد کی ابتدا تشبیب عشقیہ شاعری

سے کرتے تھے لیکن ایران کے قصائد کے مطلع اکثر بہاریہ ہوتے ہیں (۳) اسی کا اثر ہے کہ معشوق کا سراپا تمام چمن زار ہے۔ قد سرو ہے۔ بال سنبل ہیں۔ چہرہ پھول ہے۔ آنکھیں نرگس ہیں۔ دہن غنچہ ہے وغیرہ۔

ایک نکتہ:۔ آنکھ کی تشبیہ نرگس سے عام ہے لیکن نرگس کو دیکھا تو اسکا پھول ایک گول سی کٹوری ہوتا ہے۔ جس کو آنکھ سے مناسبت نہیں۔ تفحص سے معلوم ہوا کہ ابتدائی شاعری میں ترک معشوق تھے ان کی آنکھیں چھوٹی اور گول ہوتی ہیں۔ جب مغبچہ اور ایرانی معشوق بنے تو بادام آہو وغیرہ اور تشبیہیں پیدا ہوئیں

(۴) ہر زبان میں انسان کے علاوہ اور چیزوں کو بھی عاشق و معشوق باندھتے ہیں۔ ایرانیوں نے بلبل و گل قمری و سرو کو انتخاب کیا (۵) یہ آب و ہوا کا اثر ہے کہ فارسی میں قاصد کا کام بادنسیم سے لیتے ہیں ۔

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را　　　کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ ما را

## حُسن کا اثر شاعری پر

ایران کی شاعری میں عشقیہ شاعری تمام اصناف سخن پر غالب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک حُسن سے لبریز ہے۔ ایرانی خود حسین تھے۔ سامانیوں کے زمانے میں ترکی خون کی آمیزش ہوئی۔ غلامی کے رواج نے دُور دُور ممالک کی نسلیں ایران میں لاکر جمع کر دیں۔ ان کے اختلاط سے شراب حُسن دو آتشہ سہ آتشہ بن گئی۔ ایران چونکہ تمام حسینوں کا مجموعہ تھا اس لئے یہاں ہر رنگ معمول ہے۔ اور ہر ایک کے جدا جدا نام ہیں حُسن گندم گون حسن سبز حسن لیموی حسن مہتابی حسن صندلی حسن شستہ حسن نیم رنگ حسن فرنگ حسن برشتہ۔ حسن تنک حسن کی عالمگیری نے تمام ملک میں عشق کی آگ لگا دی اور ذرہ ذرہ

عشق سے مشتعل ہوگیا۔ انسان پر موقوف نہیں تمام کائنات عاشق و معشوق ہر ذرہ و آفتاب۔ کاہ و کہربا۔ کبک و آتش۔ سرو قمری۔ گل و بلبل۔ پروانہ و شمع۔ نیلوفر و آفتاب۔ ماہ کتاں یہی جذبۂ عشق کا تخیل ہے کہ خود عاشق نہیں تو تمام عالم عشق زار نظر آتا ہے۔ اس حالت میں عشقیہ شاعری کو جو وسعت ہوئی لازمی و ضروری تھی۔ اس پر مزید یہ کہ تمام ممالک میں مرد و عورت عاشق و معشوق ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں پردہ کی وجہ سے ہمہ وقت اختلاط ممکن نہیں۔ اس لئے عشقیہ جذبات ہر وقت تحریک میں نہیں آسکتے۔ لیکن ایران میں امارد اور نوخط معشوق تھے جن سے ہر وقت کا ملنا جلنا رہتا تھا۔ اس لئے ملک کا ملک پاگل ہوگیا۔ دیندار بزرگوں سے امید ہوسکتی تھی کہ ان کا دامن اس آگ سے محفوظ رہے گا۔ لیکن وہاں عشق مجازی کی قدردانی نے یہ حکم دیا ؎

متاب از عشق او گرچہ مجازی است      کہ آں بہر حقیقت کارسازی است

نتیجہ یہ ہوا کہ خانقاہوں میں اس جنس کی اور زیادہ مانگ ہوئی اور سعدی کو کہنا پڑا

محتسب در قفائے رنداں است      غافل از صوفیان شاہد باز

یہ برا ہوا یا اچھا اس سے غرض نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ ایران میں عشقیہ شاعری اور غزل گوئی کو جو یہ ترقی ہوئی اُس کے یہ ناگزیر اسباب تھے ؛



# باب سوم

## فارسی شاعری پر اجمالی ریویو

### عربی شاعری کے خصوصیات جن سے فارسی شاعری خالی ہے

(۱) عربی شاعری میں بہادری جانبازی۔ آزادی۔ بیباکی۔ مہمان نوازی۔ ایثار وغیرہ مضامین کثرت سے ہیں۔ فارسی میں یہ مضامین نہایت کم ہیں (۲) عرب کی شاعری سے ملک کا تمدن۔ معاشرت۔ خانگی حالات۔ رہنے سہنے کے طریقے پوشش اور لباس۔ وضع قطع۔ اسباب خانہ داری۔ طریق ماندو بود تفصیل سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ فارسی میں یہ باتیں نابید ہیں (۳) عرب میں عورت سے عشق کرتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے سچے جذبات ادا ہوسکتے ہیں۔ ایران میں عورت کی بجائے امرد ہیں۔ اس لئے بہت سے نامردانہ مضامین پیدا ہو گئے چنانچہ رقابت کے بیہودہ خیالات اسی کا نتیجہ ہیں (۴) مرثیہ کا جوش و خروش جو عرب میں ہے ایران میں نہیں۔

### فارسی شاعری کی خصوصیات جو عرب میں نہیں پائی جاتیں

(۱) فارسی میں تاریخی نظمیں کثرت سے ہیں۔ عربی میں ایک بھی نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ تاریخی واقعات مثنوی کے بغیر ادا نہیں ہوسکتے عربی میں مثنوی سرے سے نہیں، ورنہ اگر ہے تو برائے نام (۲) برسات اور بہار وغیرہ کے مناظر

جو ایران نے ادا کئے عرب نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ اختلاف آب و ہوا ہے۔ (۳) عشق و محبت کے خیالات میں ایران عرب سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ اختلاف تمدن کا اثر ہے (۴) فلسفہ اور تصوف جسقدر فارسی شاعری میں ہے عربی میں نہیں (۵) اخلاقی نظمیں جسقدر فارسی میں ہیں عربی میں نہیں (۶) ریاکاری کی ہجو جس کی خیام اور سعدی نے ابتدا کی اور خواجہ حافظ نے ریاکاری کا سارا طلسم توڑ دیا۔ نظم کی یہ صفت عربی میں نہیں (۷) لطافت الفاظ۔ الفاظ کی نزاکت و نفاست کا خاتمہ ہوگیا (۸) حسن ترکیب الفاظ۔ ایک ایک لفظ کو ایسے طریقہ سے ترکیب دیا کہ وہ حامل مطالب و خیالات کثیرہ ہوگئے۔ دور گردی۔ قاصد بے تصرف وغیرہ نمونہ مشتے از خروار ہیں (۹) ایک شعر بلکہ ایک مصرعہ میں وسیع خیال کا ادا کرنا (۱۰) لطافت خیال۔ اس میں فارسی زبان اپنی آپ ہی نظیر ہے (۱۱) بدیع الاسلوبی۔ یہ بھی فارسی زبان کا خاص حصہ ہے۔ اسکی مثالیں پہلے باب میں نظیراً پیش ہو چکی ہیں۔

## فارسی شاعری پر تفصیلی ریویو

**شاعری کے اقسام:** بلحاظ (وزن۔ قافیہ۔ ردیف) (۱) قصیدہ (۲) غزل (۳) مثنوی

**مصوری کے لحاظ سے شعرا کے اقسام** { عالم میں جو کچھ ہے ان کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

مادیات۔ زمین۔ آسمان۔ چاند ستارے۔ باغ۔ جنگل وغیرہ (۲) کیفیات باطنی۔ رنج و مسرت۔ محبت و بغض۔ حسرت و غم۔ غیظ و غضب وغیرہا۔ اسی لحاظ سے شعر کی دو قسمیں ہیں

(۱) ایک جس میں مادیات اور اُس کے متعلقات کی تصویر کھینچی جائے۔ رزمیہ مثنویاں۔ تاریخی افسانے۔ مناظر قدرت۔

(۲) دوسری قسم جذبات کی شاعری ہے جس میں جذبات انسانی کی

تصویر کھینچی جاتی ہے۔
(۱) غزل۔ جس میں محبت کے جذبات کا بیان ہوتا ہے (۲) عشقیہ مثنویاں
(۳) مرثیہ (۴) وہ اشعار جن میں فخر۔ غرور۔ انتقام۔ مسرت۔ غم۔ حب وطن اس قسم کے جذبات کا اظہار کیا جائے۔

**مثنوی** } انواع شاعری میں یہ صنف تمام انواع شاعری کی نسبت زیادہ مفید زیادہ وسیع۔ زیادہ ہمہ گیر ہے۔ شاعری کے سب انواع اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں۔ جذبات انسانی۔ مناظر قدرت۔ واقعہ نگاری تخیل۔ اخلاق۔ فلسفہ۔ تصوف۔

**اس آسانی و وسعت کی وجہ** } (۱) مثنوی کا ہر شعر جدا ہوتا ہے۔ اسلئے یہ پابندی نہیں ہوتی ہے کہ پوری نظم ایک ہی قافیے میں ادا کی جائے۔
(۲) مثنوی میں اشعار کی تعداد بھی محدود نہیں جسقدر وسعت چاہیں دے سکتے ہیں۔
(۳) مضامین کی بھی تخصیص نہیں رزمیہ۔ عشقیہ۔ تصوف۔ فلسفہ۔ واقعہ نگاری جو چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مثنوی کی ابتدا ایران میں کیونکر بنا ہر یا تو ایران نے اسے ایجاد کیا یا عربوں کی رجز کی تقلید کی۔ کیونکہ مثنوی ای عرب میں مستقل طور پر نہیں تھی۔ اگر رودکی کو شعر کا آدم کہا جائے تو مثنوی کا موجد بھی اُسے ہی کہنا چاہئے۔

رودکی کے بعد بہت سی مثنویاں لکھی گئیں۔ فردوسی نے شاہنامہ لکھا۔ اس پر رزمیہ مثنوی کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اس کے بعد رزمیہ مثنوی سکندر نامہ لکھی گئی مگر وہ بات پیدا نہیں ہوئی۔ مضامین کے اعتبار سے اگر مثنوی کی تقسیم کی جائے تو تمام مثنویاں ذیل کے عنوانوں میں داخل ہو سکتی ہیں:۔

(۱) رزمیہ یا تاریخ۔ شاہنامہ۔ سکندر نامہ وغیرہ۔
(۲) عشقیہ۔ شیریں خسرو وغیرہ۔
(۳) اخلاقی۔ حدیقۂ سنائی۔ بوستاں وغیرہ۔
(۴) قصہ و افسانہ۔ ہفت پیکر۔ ہشت بہشت وغیرہ۔
(۵) تصوف و فلسفہ۔ مثنوی مولانا روم و جام جم اوحدی۔

## مثنوی رزمیہ پر ریویو

رزمیہ کو انگریزی میں ایپک کہتے ہیں، ہومر کی ایلیڈ جس کو تمام یورپ مذہب شاعری کی کتاب آسمانی سمجھتا ہے، رزمیہ ہی ہے اس لئے اس صنف پر ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔
فارسی میں قابل ذکر رزمیہ نظمیں (۱) شاہنامہ (۲) گشتاسب نامہ (۳) سکندر نامہ لیکن شاعری کا معیار کمال صرف شاہنامہ ہے۔

## مثنوی کا معیار کمال

۱۔ حسن ترتیب۔ یعنی اجزائے واقعہ کا بہترین طریقہ پر ترتیب دینا۔
۲۔ کیرکٹر۔ مثنوی میں مختلف قسم کے اور کیرکٹر ہوتے ہیں۔ شاعر کا کمال یہ ہے کہ ان تمام کی امتیازی خصوصیات کو قائم رکھے۔ مثلاً مرد۔ عورت۔ بوڑھا۔ بچہ۔ جوان۔ امیر۔ غریب۔ ہر ایک کو اس کی خاص خصوصیت میں دکھلایا جاوے۔
۳۔ کیرکٹر کا تحفظ۔ اس امر کا لحاظ نہایت ضروری ہے کہ ہر شخص کا ایک خاص کیرکٹر قائم کیا جائے۔ اور جہاں اس کا ذکر آئے یہ کیرکٹر بدلنے نہ پائے۔
۴۔ واقعہ نگاری۔

۷۸۶

# خلاصہ

# کشف المحجوب

از علی بن عثمان الہجویری

جناب مولانا لسان الشعرا مولوی سید اولاد حسین صاحب شاعر لکھنوی

مصاحب خاص و واعظ دربار حامدی

ریاست رامپور

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر کے چھپا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خلاصہ کشف المحجوب

نحمدہ ونصلی علی نبیہ محمد وآلہ العلیم

مصنف (علی ابن عثمان جلالی) سائل سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تیری خواہش کے مطابق میں نے خدا سے مدد طلب کی اور اغراض نفسانی سے چھٹکارا حاصل کر کے اور اس کتاب کو تیرے لئے رسائل مفید جانکر تصنیف کا مصمم ارادہ کیا۔ اور کشف المحجوب نام رکھ کر تیرے سوالات کو کئی قسموں پر تقسیم کر دیا۔ اس کے اہتمام کی توفیق خدا سے چاہتا ہوں۔ اور اپنی (ناکارہ طاقت بشری) کو ہیچ جانتا ہوں۔ کیونکہ اس کی توفیق بہترین مددگار اور وہ توفیق دینے والا ہے۔

**فصل اول** دیباچہ میں اظہار نام کے دو سبب ہیں خاص و عام۔ سبب عام یہ ہے۔ کہ جس کتاب پر مصنف کا نام نہ ہو تو جاہل اس کو اپنا کر لیتے ہیں جیسا کہ دو بار مجھ پر گذرا۔ دیوان شعر اور منہاج العارفین کو نااہلوں نے اپنے نام سے منسوب کر لیا۔ اور غرض مصنف جو بقائے نام و حصول دعائے خیر تھی اس سے محروم رہا۔ سبب خاص یہ ہے کہ کتاب مصنف کے نام سے طلباء میں مرغوب یا غیر مرغوب ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مصنف کامل ہے یا نہیں بیں لئے معتبر مصنفین کی کتابیں زیادہ شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہی ہر مصنف کی مراد ہے۔

**فصل دوم** خدا سے طلب خیر (مدد) کا سبب حکم خدا اور سول ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے: اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور استخارہ و استعاذہ و استعانت ایک ہی معنے کے

الفاظ ہیں۔ یونہی آنحضرتؐ نے صحابہ کو حکم استخارہ دیا ہے۔ دوسرے بندہ کے معاملات سے خدا خوب واقف اور وہ سب کچھ مقدر بھی کر چکا ہے۔ پھر امور کو حوالہ بخدا کرنے اور راضی برضا رہنے کے سوا کیا چارہ ہے۔ کیونکہ رضا سرکشی نفس کو دور اور صلاح امور کو شریک حال کرتا ہے۔ لہذا استخارہ ضروری ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

**فصل سوم** نفسانی اغراض ترک کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اغراض نفسانی برکات خدا سے محروم اور راہ خدا سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اغراض پورے ہونگے یا نہیں اگر حاصل ہوئے تو خود غرضی کلید جہنم ہے اور اگر نہ حاصل ہوئے تو عذاب بھی اور ناکامی بھی۔ اور ترک خود غرضی کلید جنت ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ونھی النفس عن الھوی فان الجنة ھی الماویٰ۔ اور جو خواہشات بھی رضائے الٰہی سے خالی ہوں وہ سب خود غرضانہ ہیں۔

**فصل چہارم** مراد سائل کا جواب دینے سے یہ مقصود ہے کہ اوّل تو سائل ایسے ہی سے سوال کرتا ہے جس کو جواب کا اہل پاتا ہے۔ دوسرے سائل سے معلومات پر منہ چوری کرنا جرم اخلاقی ہے۔ لہذا سائل کے سوال پر جواب مجھ پر واجب ہوگیا۔ اور حسب مراد سائل میں نے جواب کی مصمم نیت کرلی کیونکہ نیت ہر کام کی جڑ ہے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے نیة المؤمن خیر من عملہ۔ جس وقت تک کہ مسافر کسی شہر میں ارادہ قیام نہ کرلے اس کو مقیم نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ مدت تک کیوں نہ رہے۔ اس لئے کہ نیت قیام نہیں ہے۔

**فصل پنجم** وجہ تسمیہ کتاب یہ ہے کہ کشف المحجوب نام دیکھ کر لوگ اس کے مقاصد معلوم کرلیں کیونکہ دراصل تمام خلقت اولیاء وعرفا کے علاوہ ایک پردے میں ہے۔ اور یہ کتاب اس پردہ کو اٹھانے والی ہے۔ اس لئے اس کو کشف المحجوب کہا اور جس طرح پردہ کا وجود خفیات کی حیات ہے اسی طرح پردہ کا اٹھنا مخفی کی موت یونہی مفرحیات اشیاء اپنے مخلوق کو ہلاک نہیں کیا کرتے سرکے میں جو جانور گرتا ہے مرجاتا ہے اور سرکے کا جانور اسی طرح سرکے سے باہر نکل کر مرجاتا ہے۔ لہذا جو جس کام کے لئے بنا ہے اس کام کو وہی خوب کرتا ہے۔ اور حضور ولی علم

معرفت اسی کے لئے ہے۔ جو جستجو کرے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کل میسر لما خلق لہ پردۂ حجاب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجاب ۔ وہبی اس حجاب کو حجاب فطری کہنا چاہیئے۔ ایسے لوگوں پر ہدایت کا کبھی اثر نہیں ہوتا۔ جیسے پتھر ہزار تدبیروں پر آئینہ نہیں بنتا۔ اس لئے قرآن مجید میں ہے۔ کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ اور رین وطبع وختم ہم معنے ہیں۔ یا فرمایا۔ ہے ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم دوسرا حجاب غینی ہے اس کو حجاب عارضی سمجھنا چاہیئے۔ جو کسی سبب سے ہوگیا ہو۔ جیسے میلا آئینہ کہ جلد صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طبقہ کی ہدایت مقصود ہوا کرتی ہے۔ اور ہم نے بھی اس کتاب سے انہی کی ہدایت چاہی ہے۔ مشائخ نے ان معنوں کو استعارہ بیان کیا ہے۔ جیسے جنید کا قول الرین من جملۃ الوطنات والغین من جملۃ الخطرات رین مقیم اور زائل پردہ ہے۔ اور غین عارضی پردہ ہے جو اٹھایا جا سکتا ہے۔

**فصل ششم** مراد سائل کو معلوم کرکے جواب دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ سوال پر ایسا عبور ہو جائے کہ الفاظ سوال دوسری طرف دھوکہ نہ دے سکیں اور مراد سائل سے کافی اشتغال ہوتا جواب ٹھیک سا ہو ورنہ فائدہ نہیں ہے۔ یہ جو کہا گیا کہ شرح غرض کر دی گئی ہے۔ یہ اسلئے کہ جیسے سوال ہیں ویسا ہی جواب دیا گیا ہے۔ مجمل ہوں یا مفصل اور جواب کو ابواب وفصول پر سہولت فہم کے لئے تقسیم کر دیا ہے کیونکہ مقصود تیاری کتاب سے تھا۔ اور کتاب کے لئے ابواب وفصول ضروری ہیں۔

**فصل ہفتم** طلب توفیق الہی اس لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ بندہ کا وہی اکیلا مددگار ہے جو اسے خیر پر اعتماد سعی کرتا ہے۔ اور توفیق آیہ تائید غدا مقصود ہوا کرتی ہے۔ اس پر [illegible] قول سے سوا تمام امت کا اجماع ہے ہے مشائخ صوفیہ توفیق کو طاقت وھبیہ علی الطاعۃ جانتے ہیں التوفیق ہو القدرۃ علی الطاعۃ عند الاستعمال۔ یوں تو تمام حرکت وسکون تخلیق الہی سے ہے۔ لیکن مطیع بنانے کی جو مدد خاص دی جاتی ہے اس کو توفیق کہتے ہیں۔

**صورت السوال** ابو سعید نے علی بن عثمان جلالی سے ذیل کے سوال کئے تھے۔ (۱) طریقہ صوفیہ کی حقیقت (۲) کیفیت مقامات (۳) اقوال ومذاہب صوفیہ مع رموز واشارات۔ (۴) محبت الٰہی کی کیفیت اور اس کے آثار ظہوری (۵) حجاب عقول کا سبب وتحقیق کنہ میں انکار نفس کے وجوہ (۶) محبت الٰہی سے آرام وسکون روح اور ان سب کے متعلقات بیان فرمائے۔ **الجواب** علی بن عثمان ہجویری نے یہ جوابات دیئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ [illegible] تو دنیا سے علم صوفیہ عموماً اٹھ گیا ہے۔ خاص کر ہمارے ملک سے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ عوام [illegible] نے نافہمی سے اور بھی مٹا یا ہے۔ ہاں علم گم شدہ کی جستجو کرنا چاہتے [illegible] کے ہاتھ اب سلسلہ تک پہنچنے والے ہیں۔ یہ سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور خواہان حقیقت بے بس کر دیئے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے تحقیق غائب اور تقلید [illegible] بار ہو گئی ہے [illegible] کے لئے یہ ہی غنیمت ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم نے حق کو پہچان لیا۔ اور اہل خصوص [illegible] خوش ہیں کہ دل میں تمنا، نفس میں محبت، سینہ میں میلان، توت قریب تصور و مشاہدہ ظن خیر کو سوز محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اہل دعویٰ دلیل سے دور مریدی، سعی عبادت و مجاہدہ ریاضت سے کنارہ کش ہو کر گمان کو مشاہدہ جانتے ہیں۔ میری پہلی تصانیف کو اپنا کر لیا۔ درانحالیکہ نہ پڑھا اور نہ سمجھے۔ الفاظ سے وقار علمی حاصل کرنا چاہا۔ اگرچہ الفاظ بھی اکتساب معانی ہوتے ہیں۔ مگر معانی کو گوگرد احمر کی طرح ہر ایک نہیں پا جایا کرتا۔ اور یہ لوگ کیونکر پاتے۔ ان کی طلب ہی اتنی نہ تھی۔ مریض وردجواہر نہیں دوا چاہتا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎ فکل من فی فؤادہ وجع یطلب شیئا یوافق الوجعا اور سچ تو یہ ہے کہ صوفیہ رموز سب کول بھی نہیں سکتے۔ اس سے پہلے بھی بعض نااہل مشائخ کی کتابوں کو [illegible] کے جلد سازوں کے حوالے کر چکے ہیں۔ جنہوں نے ٹوپی کے استر اور دیوان ابونواس وغیرہ کے [illegible] خط کی جلدوں میں ان کے ورق صرف کر دیئے۔ واقعاً ہم ایک ایسے ناقدرشناس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جب لوگوں نے خواہشات کو شریعت، جاہ وریاست طلبی و تکبر

کو عزت و علم، خوشامد کو خوف خدا، کینہ پوشی کو حلم، مجادلہ کو مناظرہ، لڑائی جھگڑے کو فضیلت، نفاق کو زہد، امید کو اطاعت، لغویات کو معرفت، فرمائشات دل کو محبت، بیدینی کو فقیری، انکار کو صاف دلی، کفر و زندقہ کو فنافی اللہ، ترک شریعت کو طریقت، جانا ہے جو قابل لوگ تھے وہ رہ گئے۔ اور ان ایسوں نے ان پر اس طرح غلبہ پالیا جس طرح ابتدائے اسلام میں اہلبیت رسول خدا پر آل مروان و بنی امیہ نے فتح پائی تھی۔ ابوبکر واسطی نے کہا ہے ابتلینا بزمان لیس فیہ اداب الاسلام ولا اخلاق الجاهلیة ولا احکام ذوی المروۃ۔ اور شبلی کا قول ہے سبحان اللہ ذوی الدنیا منا خالراکب ذکل بعید الھم فیھا معذب ۰

**فصل ہشتم** اہل بصیرت کے لئے دنیا محل اسرار و موجودات و ثابت الذات ہستیاں ودائعت گاہ خداوندی ہیں اور جوہر و عرض عناصر و جسم انہی لطائف کے حجاب، محل توحید ہیں اگرچہ ان کا خیال بھی شرک ہے۔ لیکن دنیا انہی حجابات میں پڑ کر معرفت توحید سے محجوب اور ارواح عالم طبعیات میں مبتلا اور مقام خلوص و قربت سے دور ہوگئی۔ طبعیات کے الجھاؤں نے الہیات سے ایک حد تک بے خبر کر دیا۔ کیونکہ رازہائے الٰہی کا علم و ادراک عقلوں کے لئے دشوار تھا۔ لہذا انسان تاریکی میں پھنس گیا اور گھاٹا اٹھایا۔ قرآن شریف میں ہے والعصر ان الانسان لفی خسر اور دوسری جگہ ارشاد ہے انہ کان ظلوما جھولا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے خلق اللہ الخلق فی ظلمۃ ثم القی علیہ نورہ۔ یہ سب کچھ طبعیات کے ابتدا کا سبب اور عقل فرسائیوں کا نتیجہ تھا۔ عالم طبعیات کی تحقیق نے مشاہدہ سے محروم کیا۔ جذبہ حیوانی کے غلبہ نے اسرارہائے ربانی سے روگرداں بنا کر دنیا کو (جو مقام سکونت حیوان ہے) قیام گاہ ابدی سمجھایا اور عالم آخرت سے غافل کر دیا۔ فی الحال دنیا نہ بوئے توحید سے آشنا نہ اس کے ذوائقہ سے واقف ہے۔ نہ چشم بصیرت کو جلوہ حق کی جستجو ہے۔ نہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ حیوانیت میں مبتلا اور کھانے سونے اور صرف شہوۃ کے سوا سب سے لاعلم ہے۔ دراں حالیکہ یہ راہ دوستان خدا کے لئے منور کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ذرھم یاکلوا و

یتمتعوا ویلھھم الامل فسوف یعلمون آب وغذا میں مبتلا ہونے والے توفیقات الٰہی سے محروم کردیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سب کچھ نفس امارہ کی فرمانبرداری ہے۔ اور نفس امارہ زبردست حجاب ہے جیسا کہ فرمایا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء اب میں تیرے مقصود کا جواب تفصیلی مع اقوال وکلام مشائخ وحکایات پر معنی وفوائد مذہب صوفیہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اس مذہب میں ہمیشہ علم کو پسند کیا گیا ہے اور خود علما نے حاصل کیا ہے۔ اور مریدین کو تحصیل کا حکم دیا ہے

**باب الاوّل فی اثبات العلم** ارشاد جناب باری ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور آنحضرت کا ارشاد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ اطلبوا العلم ولو کان بالصین لیکن علوم ہزاروں ہیں۔ ان میں بعض مفید اور بعض غیر مفید ہیں جیسے نجوم وہندسہ وطب وغیرہ یہ غیر ضروری ہیں۔ ان میں سے اتنا حاصل کرنا چاہیے جس قدر ضرورت ہو۔ مثلاً نجوم سے وقت شناسی اور طب سے حفظان صحت کے قواعد باقی سب بیکار ہیں اور ان کی تحصیل سے روکا گیا ہے یتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم آنحضرت غیر مفید علوم سے پناہ مانگتے تھے اعوذ باللہ من علم لا ینفع ہم دائرہ عمل کی وسعت دیکھ کر علم حاصل کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ علم وہی ہے جس پر عمل بھی کیا جا سکے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے المتعبد بلا فقہ کالحمار فی الطاحونۃ اس میں اختلاف ہے۔ علم وعمل میں کون افضل ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے والے گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ عمل بغیر علم درست نہیں ہوتا۔ جیسے نماز عمل ہے لیکن اس عمل کا علم عذاب یا ثواب میں موجود ہیں لایا۔ یونہی نماز بغیر علم طہارت وارکان وضو وغیرہ کے صحیح نہیں۔ اسی طرح علم بے عمل کو عمل نہیں کہا جاتا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے فنبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون اس قول میں عالم بے عمل کی نفی کی گئی ہے۔ دراصل علم کے لئے پڑھنا یاد کرنا وغیرہ ضروری ہیں۔ اور یہی تمام کا عمل ہے۔ اور وہ دونوں گروہ جو عمل وعلم میں ایک ایک دوسرے پر افضلیت دیتے ہیں۔ وہ دونوں سے ناواقف ہیں ان کی تحصیل علم صرف وقار دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے۔ ابراہیم ادھم کے واقعات میں ہے کہ ان کو راستے کے کسی پتھر نے آواز

دی اور کہا کہ میری پشت کی تحریر پڑھتے جاؤ۔ اولٹ کر جو پڑھا تو لکھا تھا انت لا تعمل بما تعلم فکیف تطلب ما لا تعلم۔ انس بن مالک کہتے ہیں ہمۃ العلماء الدرایۃ وہمۃ السفہاء الروایۃ۔ علم سے بہتر کوئی مرتبہ نہیں۔ اسی سے مدارج الٰہی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن تحصیل عزت کے لئے حاصل نہ کرنا چاہئے۔

**فصل اول** علم کی دو نسبتیں ہیں۔ (۱) علم خدا (۲) علم عبد۔ علم خدا اس کے صفات میں سے ہے۔ اور صفات قائم بالذات اور ذات قدیم ہے۔ لہٰذا اس کے علم کی انتہا نامعلوم ہے۔ ہمارا علم ہماری ذات کی طرح حادث و محدود و قلیل ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ علم کی تعریفیں بہت ہیں۔ لیکن بہترین تعریف یہ ہے العلم صفۃ یصیر الجاھل بھا عالما۔ علم خدا کا پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اس کی ذات محیط ہے۔ واللہ محیط بالکٰفرین۔ واللہ بکل شئ علیم اور معدومات و موجودات دونوں کا عالم ہے۔ علم عبد ان صفات سے خالی ہے۔ اس کے علم پر مختصر دلیل اس کا فعل ہے۔ فاعل اپنے فعل سے ناواقف والا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے افعال اسرار علمی سے لبریز اور وہ تمام سے واقف ہے۔ افعال عبد اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بندہ کو اپنے دل میں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

**حکایت** بصرہ کا ایک امیر کسی عورت پر اپنے باغ میں عاشق ہوگیا۔ اس کے شوہر کو کسی حیلہ سے باہر بھیج دیا۔ اور اس کو بلا کر دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ عورت نے کہا۔ سب دروازے تو میں بند کردوں گی مگر وہ دروازہ ظلم جس سے خدا دیکھ رہا ہے۔ اس کو کون بند کرے گا۔ یہ سن کر امیر کانپ گیا۔ اور اپنے فعل سے باز آیا۔

حاتم اصم کہتے ہیں کہ مجھے ان چار علوم نے تمام علوم سے مستغنی کر دیا۔ (۱) میرا رزق مقرر ہو چکا۔ طلب زیادہ سے نجات پا گیا۔ (۲) خدا کا فرض صرف میں ہی ادا کر سکتا ہوں (۳) موت سے گریز نہیں ہو سکتی (۴) ایسا خدا رکھتا ہوں جو میرے افعال سے واقف ہے۔

**فصل دوم** بندہ پر معرفت معبود، وقت کے لحاظ سے ظاہر و باطن عمل، علم فروع د

اصول،، فرض ہیں علم دو قسم ہیں۔ اصول و فروع۔ اور عمل بھی دو طرح کے ہیں۔ ظاہر و باطن
اور ان میں ہر ایک بغیر اپنے ساتھی کے مہمل ہے۔ مثلاً اصول ظاہر کلمہ گوئی اور باطن معرفت
یا ظاہر درستی معاملات باطن نیت بغیر اور ظاہر ہو اور باطن نہ ہو۔ نفاق اور باطن ہو اور ظاہر
نہ ہو تو بیدینی ظاہر شریعت بے باطن نقص اور باطن بے ظاہر ہوس ہے۔ علم حقیقت یعنی
(باطن) کے تین رکن ہیں (۱) توحید بغیر اعتقاد شریک و تشبیہ (۲) علم صفات و احکام خدا
(۳) علم افعال و حکمت اسی طرح علم شریعت کے بھی تین رکن ہیں (۱) قرآن (۲) سنت رسول
(۳) اجماع امت۔ اگر بحیثیت اجماع ہو۔ ثبوت باری (توحید) کی بہت سی دلیلیں ہیں فاعلم
انه لا اله الا الله یا واعلموا ان الله هو مولٰکم یا الم تر الی ربک کیف مد الظل یا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت
اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا من علم ان الله ربه وانی نبیه حرم الله لحمه ودمه علی النار شرط علم یہ ہے کہ عاقل وجود
و قدم وغیرہ مانے اور جسم و جسمانیت و مکان و سمت سے اس کو بری جانے۔ موت و فنا
زن و فرزند سے منزہ سمجھے۔ وہ فرماتا ہے لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر اس کے صفات کو جاننا بھی
ضروری ہے۔ جو اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ علم قدرت حیات ارادت
سمع بصر۔ کلام و بقا۔ ان پر آیات ذیل دلیل ہیں۔ انه علیم بذات الصدور، والله علی کل شئ قدیر،
هو السمیع البصیر، فعال لما یرید، هو الحی لا اله الا هو، قوله الحق وله الملک اس کے افعال کا جاننا اور خالق اشیاء
سمجھنا و شریعت کو من الله و انبیاء کو صادق و پاک پاکیزہ و معجزہ نما و مدعی حق ماننا ضروری
ہے۔ شریعت کی پہلی چیز قرآن شریف فیه ایٰت محکمٰت هن ام الکتٰب اور دوسری چیز سنت
ہے ما اتٰکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا تیسری چیز اجماع ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا۔
لا یجتمع امتی علی الضلالة علیکم بالسواد الاعظم اور احکام حقیقت کا احصا ناممکن ہے۔

**فصل سوم** ملاحدہ میں سے ایک فرقہ سوفسطائی ہے۔ جس کا قول ہے۔ کہ نہ علم کوئی شے ہے
نہ کسی شے کا علم درست ہو سکتا ہے۔ لیکن ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ تمہارا یہ قول خود بھی
درست ہے یا نہیں۔ اگر کہیں کہ صحیح ہے تو بھی اقرار علم ہے۔ اور اگر کہیں صحیح نہیں ہے تو

غیر صحیح سے بحث بے معنی ہے۔ اسی اعتقاد کے بعض صوفیہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ترک علم اثبات سے ہے۔ اس لئے کہ ہمارا علم درست نہیں۔ لیکن یہ جہالت ہے۔ اور اس کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی ترک علم جہالت سے ہے یا علم سے اگر علم سے ترک ہے تو علم اپنی ذات کا منفی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر جہالت سے ترک ہے تو جہالت مذموم اور قرینۂ کفر و باطل ہے۔ اگرچہ صوفیہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ لیکن لوگوں نے زبردستی شہرت دیدی ہے مجھ سے مصنف ایک جاہل عالم سے صورت سے مناظرہ ہوا۔ جس نے کہا تھا کہ ملاحدہ کے بارہ فرقے ہیں۔ ان میں سے ایک صوفیہ بھی ہے۔ جس کا عقیدہ یہی ہے۔ میں نے کہا کہ خیر گیارہ کا اس سے خلاف ہے۔ (یعنی علم کو ضروری جانتے ہیں) اور ایک پر گیارہ کا غلبہ ظاہر ہے۔ دراصل یہ زمانے کی خرابیوں کا نتیجہ ہے۔ علی بن بندار نے خوب کہا ہے فساد القلوب علی حسب فساد الزمان واھلہ غنیمت ہے کہ خداوند عالم ہر عہد میں اپنے دوستوں کو باقی رکھتا ہے۔ کہ وہ ایسے خیالات فاسدہ کو مٹاتے رہتے ہیں۔

**فصل چہارم** محمد بن فضل بلخی کہتے ہیں کہ علم کی تین قسمیں ہیں (۱) علم باللہ اور یہ محض عطائے الٰہی ہے۔ کیونکہ بندہ جن مدرکات کو ادراک شئے میں صرف کرتا ہے وہ یہاں بیکار ہیں دوسرے علم بشر کا عادت معرفت خدا ہونا کیا معنے (۲) علم من اللہ یعنی علم شریعت و سنن اور ان پر اعتقاد کہ یہ تکلیف خدا ہی کی طرف سے ہے۔ (۳) علم مع اللہ یہ درجات و مراتب اولیا کا علم ہے۔ جو شریعت و حقیقت مقامات کے علم پر منحصر ہے۔ ابو علی سقفی کا قول ہے۔ العلم حیٰوۃ القلب من الجھل و نور العین من الظلمۃ لہٰذا جو علم معرفت سے بے بہرہ ہے۔ وہ مردہ اور جو بے خبر ہے وہ بیمار ہے۔ کفار مردہ اور شریعت سے غافل بیمار ہیں۔ ابوبکر وراق ترمذی کہتے ہیں من اکتفی بالکلام من العلم دون الزھد تزندق ومن اکتفی بالفقہ دون الورع تفسق غرض معرفت توحید عقلی ہے۔ اور اس کے لئے کوشش چاہئے۔ وحدت پرستی جبر نہیں۔ اس بوڑھے آدمی نے خوب کہا ہے توحید دون الجبر و فوق القدر علم وحدت پر عمل اور اس کے مخالف کا ترک ضروری ہوگا۔ ورنہ یہی

زندقہ ہے۔ یونہی علم فقہ پر ممنوعات سے پرہیز سہل تلاشی سے گریز لازم ہے ورنہ یہی فسق ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں۔ اجتنب صحبة ثلاثة اصناف من الناس العلماء الغافلین والمتصوفین الجاھلین۔ علمائے غافل متوجہ شاہ رس وظالم کے خوشامدی شریعت میں سہل طلب لوگ ہیں۔ فقراء مداہنین وہ ہیں جو فعل کو موافقت زمانہ کا خیال کرکے اچھا یا بُرا کہیں۔ متصوفین جاہلین وہ ہیں جنھوں پیر سے اکتساب نہ کیا ہو نہ ملامت کے ذائقہ سے واقف نہ بےعزتی دنیا پر راضی ہوا ہو۔ (کیونکہ صوفیہ میں ایک گروہ ملامتیہ ہے جو ملامت کو پسند کرتا ہے جیساکہ آگے بھی ذکر آئیگا) ان ہرسہ اقسام کے لوگ مکار و کاذب ہوتے ہیں۔ علم کے بعد عمل ضروری مگر دشوار ہے۔ ابویزید بسطامی کا قول ہے عملت فی المجاھدة ثلاثین سنة فما وجدت اشد علی من العلم ومتابعته پل صراط پر ہزار جگہ یا آگ پر سے گذر ایک مسئلہ علمی کے حصول سے آسان ہے۔ مگر حصول علم ضروری ہے۔ اور علم میں بھی درجہ کمال اور درجہ کمال یہ ہے کہ سب کچھ جاننے پر بھی یہ جانے کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے کہ علم بشر کے سامنے علم واجب الوجود ہے جس کے سامنے اس کے علم کو ہستی نہیں ہے۔ اور حقیقتاً بندہ سوائے علم بندگی کے ادراک کیا جاتا ہے۔ اور بندگی حجاب اعظم ہے۔ اسی سے کہا گیا ہے العجز عن درك الادراك ادراك والوقف علی طریق الاخبار افتراق عالم اسی سے متکبر نہیں ہوتا کہ اس کو معلوم کہ عجز ہی انحصار علم اور زیادتی علم سبب ہے۔ اور جو اپنے جہل پر اصرار کرے وہ مشرک ہے ⁂

# باب اوّل

راہ خدا میں فقیری مرتبہ عظیم ہے۔ جابجا کلام مجید میں اس کی مدح ہے۔ (۱) الفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف (۲) ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء مما کسبوا (۳) تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا۔

اس طرح دعائے رسول صلعم اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اور آنحضرت صلعم حشر میں بھی انہی کے صحبت وملاقات کے خواہاں ہو گئے اور توامتی احبائی فیقولی الملائکۃ من احبائک فیقول فقراء المساکین اس قسم کی حدیثیں کثیر ہیں۔ خدا بھی ایسے لوگوں کی عزت اور ان کی نگہداشت کا آنحضرت کو حکم فرماتا ہے۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ (۲) ولا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ان لوگوں کو دیکھ کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے ماں باپ ان پر نثار یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے مجھے عتاب فرمایا گیا ہے۔ خدا نے متوکل فقراء کو عظیم مرتبہ دیا ہے۔ یہانتک کہ آنحضرت صلعم کا قول تھا الفقر فخری اگرچہ ظاہر میں فقر افلاس و اضطرار ہے۔ لیکن سرمایۂ قبول و اختیار ہے۔ یہ اور بات ہے کہ باطن سے متحیر رہ کر ظاہر کو برا سمجھا جائے۔ اصل فقر یہی ہے کہ کچھ نہ ہو اور ہو تو فقر میں خلل انداز نہ ہو۔ اسباب نہ غنی کریں نہ بے اسبابی محتاج بنائے۔ یہاں تک کہ ناداری وجہ شادمانی ہو جائے۔ کیونکہ مشائخ نے کہا ہے کہ فقیر تنگدست کی راہ زیادہ کھلی ہوتی ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ وجود اسباب اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ غیر از خدا ہے۔ اور اپنی طرف توجہ چاہتا ہے اور یہی فکر رہتا ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ مال و منال دنیا رضائے خدا سے مانع ہے۔

**حکایت**۔ کسی بادشاہ نے کسی فقیر سے کہا مجھ سے کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ ذلت سوال بھی گوارا کردں اور پھر اس شخص سے جو میرے غلاموں کا غلام ہے۔ بادشاہ نے کہا میں غلاموں کا غلام کیونکر ہوں۔ اس نے کہا میں حرص و آرزو کا مالک ہوں۔ یہ دونوں میرے غلام اور تیرے مالک۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے الفقر عز لاھلہ فقر ان ہی کے لئے عزت ہے جو اس کے لائق ہیں نہ کہ غیر کے لئے۔ اصلی فقیر کی یہی عزت ہے کہ اسباب دنیا سے بچا رہے۔ تاکہ اس کی حالت محفوظ رہے۔ یعنی حب عالم ناسوت کی دلکشی سے فراغت ہو جائے گی تو آپ سے آپ ملکوتی نسبت پیدا ہو جائے گی۔ اور اس سے بھی اونچا درجہ یہ ہے کہ دنیا کی طرح نعمات آخرت

کی بھی حرص نہ کی جائے۔ کیونکہ جنت کے لئے عبادت کرنا مزدوروں کا کام ہے (یہ فقرہ
سیدان صدیقین امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام کا ہے) جب یہ حالت پیدا ہو
جائیگی تو فقر کی ہر سانس کی لذت کونین سے بلند تر ہوگی۔

**فصل دوم** مشائخ میں فقر و غنا کی ترجیح میں اختلاف ہے۔ (۱) یحیی ابن معاذ رازی
(۲) احمد بن ابی الحواری (۳) حارث محاسبی (۴) ابو العباس بن عطار (۵) ابو الحسن بن شمعون
متقدمین میں سے اور شیخ المشائخ ابو سعید فضل اللہ بن محمد المہنی متاخرین سے اس کے قائل
ہیں۔ کہ غنا فقر سے افضل ہے۔ اور دلیل یہ ہے کہ ایک صورت میں اگر دو دوست شریک
ہوں تو کمال محبت ہے۔ (کیونکہ غنی صفت الٰہی ہے) لیکن یہ شرکت اسمی ہے نہ کہ حقیقی"
کیونکہ وہ غنا کے ساتھ قدیم بھی ہے اور ہم حادث ہیں۔ مصنف علی بن عثمان کہتے ہیں کہ غنی
نام خدا ہے۔ اور وہ اسی کی قابل اور فقر شان عبد ہے۔ یہ اسی کے لائق ہے۔ اور اطلاق
اسم غنی بھی عبد کے لئے مجازاً ہے دلیل یہ ہے۔ ہماری غنا کثرت اسباب کا نام ہے اور وہ
خود مسبب ہے۔ اس کی غنا بے نیازی کے معنوں میں ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ لہذا
شرکت باطل ہوئی۔ دوسرے اس کی ذات میں شرکت ناجائز ہے تو صفات میں کیونکر ممکن
ہوگی (یہ جواب صفات کو عین ذات مان کر مصنف نے دیا ہے۔ اور یہی صحیح بھی ہے)
رہی شرکت رسمی و مجازی وہ بھی درست نہیں ہے۔ بندہ کا نام غنی رکھنا نشان کے طور پر ہے
اور اس کو (خدا) کو غنی کہنا اظہار بے نیازی و اختیار کامل کے لئے ہے۔ کیونکہ ہر خیر و کل
پر وہ متصرف ہے۔ اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اور بندہ غنی ہونا اسباب مسرت کے
اجتماع یا اسباب خوف کے انتشار و حصول نجات سے ہوتا ہے۔ لہذا وہ تمام چیزیں فنا سے
دور اور یہ تمام اشیا چونکہ حادث ہیں۔ اس لئے فنا پذیر ہیں اور اسم غنی خدا کا اسم حقیقی ہے۔
جیسا کہ فرمایا ہے۔ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید (۲) واللہ الغنی وانتم الفقراء بعض عوام
کہتے ہیں کہ غنا فقر سے افضل ہے۔ کیونکہ غنی کو دارین میں اور نعمت دی ہے۔ اور نعما

نعمت کا احسان بھی جتاتا ہے۔ اور حکم شکر بھی دیا ہے۔ اور فقر کے لئے مقابلتہً صرف حکم صبر
ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ شکر نعمت کا اور صبر بلا میں ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کا فرق واضح ہے
لئن شکرتم لازیدنکم اور ان اللہ مع الصابرین سے ظاہر ہے مصنف کہتے ہیں کہ انہی آیتوں سے
ہمارے قول کی تائید پیدا ہے۔ کیونکہ نعمت دراصل غفلت ہے۔ اور غفلت پر شکر ازدیاد
غفلت کا باعث ہوگا۔ اور فقر بلا ہے مگر اس پر صبر مقام قربت تک پہنچانیوالا ہے۔ مگر
عوام الناس حصول نعمت کو غنا کہتے ہیں۔ اور مشائخ جس کو غنا کہتے ہیں وہ دراصل
نعمت سے خود منعم کو مراد جانتے ہیں۔ لہذا حصول غفلت اور شے ہے۔ اور وصول
وصلت اور چیز۔ ابوسعید کا قول ہے الفقر ھو الغنی باللہ ان کے نزدیک غنا سے کشف ابدی
مع مشاہدہ مراد ہے۔ لیکن مکاشفہ ممکن الحجاب ہے۔ اگر اس صفت سے محجوب ہو جائے
تو محتاج مشاہدہ ہوگا۔ یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا
جب محتاج مشاہدہ ہوگا تو غنی نہ رہے گا۔ یونہی غنا یا ادنٰہ قائم الصفتہ وثابت المراد
کے لئے ہے۔ انسان وجودی تقاضوں سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حادث
ہے۔ اور حادث محتاج ہے۔ لہذا باقی الصفتہ خدا کو غنی کہا جا سکتا نہ کہ فانی الصفتہ
اس کے لئے کوئی نام موزوں نہیں الغنی من اغناہ اللہ اور الغنی باللہ یہ دو جملہ (ترکیب نحوی)
ہے۔ پہلے میں غنی مفعول اور دوسرے میں فاعل واقع ہوا ہے۔ فاعل قائم بالذات
ہے۔ اور مفعول اقامت فعل میں محتاج فاعل لہذا اقامت ذاتی صفت بشری اور
اقامت بحق محو صفت ہے۔ مصنف کہتے ہیں یہ طے ہو جانیکے بعد اگر انسان کو باقی الصفتہ
بھی فرض کر لیا جائے تو بھی غنا کا اطلاق صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بقا صفت ہے۔ اور صفت
فرع موصوف اور یہ ظاہر کہ موصوف فانی ہے۔ لہذا صفت بھی اصل کے ساتھ فنا ہو جائیگی
جب موصوف نہ رہا تو صفت کیونکر رہی۔ اور جب محل باقی نہ رہا تو نام رکھنا بے محل ہوگیا
لہذا بندہ فقر اور خدا غنا کے لئے ہیں۔ اور اکثر مشائخ جو خود بھی عوام ہی سے ہیں۔ آیات

واحادیث وارادہ کا خیال کر کے فقر کو غنا سے افضل جاننے لگے ہیں۔ اور قریب قریب یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا ہے۔ بعض حکایات میں ہے کہ افضیلت فقر و غنا کا قضیہ جنید و ابن عطا کے درمیان اتفاق سے چھڑ گیا۔ ابن عطا نے کہا کہ غنا اس لئے افضل ہے کہ حساب یوم قیامت اسی سے متعلق ہے۔ اور حساب کے ساتھ ساتھ خدا اب بے واسطہ بھی اگرچہ اس کلام میں عتاب بھی سہی۔ لیکن بے جا نہیں ہے۔ کیونکہ عتاب دوستی کو اور گہرا کرتا ہے جنید نے کہا اس طرح فقر بھی اس سے کم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقرا سے حساب کی جگہ عذر پوچھا جائیگا۔ اور عذر حساب سے برتر ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ عجیب لطیفہ ہے۔ اس لئے کہ جس طرح عتاب یگانیت سے دور ہے۔ یونہی عذر اہل محبت سے بیگانگی ہے۔ یہ دونوں صحیح نہیں ہیں۔ اور یہ قصہ مدت سے یونہی چلا آتا ہے۔ اور اسی طرح نعمت پر شکر اور بلا پر صبر بھی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک دوست ایک دوست سے نہ احسان کے صلہ (شکر) کا طالب ہوگا۔ نہ ایک دوست دوسرے کے حکم کو ٹال سکے گا۔ جو عذر کی نوبت آئے اصل چیز رضا ہے لہذا ظلم من سمی امیرا او من سماہ ربہ فقیرا کسی تخت نشین کو امیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا نے اس کا نام فقیر رکھا ہے۔ فقیر و امیر میں ایک صاحب صدقہ دوسرا صاحب صدقہ ہوتا ہے۔ اور دونوں کا فرق ظاہر ہے۔ مگر جب دونوں رضا کے لئے ہوں تو برابری پیدا ہو جائے گی۔ جیسے سلیمانؑ مالک اور رنگ سلیمانی اور ایوبؑ مبتلائے بلا تھے مگر رضا حاصل تھی۔ لہذا دونوں کو نعم العبد کا لقب دیا گیا۔ سلیمانؑ کی شاہی مثل فقر سلیمانؑ ہوئی۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا ہے۔ کہ ان دونوں مرتبوں میں اپنا اپنا مختار لوگ خود تجویز کرتے ہیں۔ میں اس اختیار ہی کو خدا کے سپرد کئے دیتا ہوں۔ اگر وہ مجھے غنی کر دیگا۔ تو غفلت سے بچونگا۔ اور اگر وہ فقر عطا کرے گا تو حرص سے پرہیز کرونگا۔ حرص و غفلت ہی دراصل انسان کے لئے آفت ہیں۔ اور جب یہ دونوں نہ ہوں تو انسان فارغ ہوگا۔ اور غیر سے فراغت بھی اصل فقر ہے۔ لہذا غنی و فقیر برابر ہوں گے ؏

## فصل سوم فقر و غنا میں مشائخ کے لطیف اقوال

متاخرین میں سے کسی کا قول ہے۔ لیس الفقر من خلا من الزاد وانما الفقر من خلا المراد یعنی حصول مال و ترک مال دونوں سے ہوتا ہے۔ اور مال کے لئے حفاظت شرط ہے۔ ادھر حصول و ترک ملک غیر میں حفاظت ملک غیر میں تصرف ہے۔ اور فقر حفاظت و تصرف دونوں کے عدم کا نام ہے۔ یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے۔ علامة الفقر خوف الفقر کمال ولایت یہ ہے کہ فنائے غنا کا بھی خوف نہ ہو۔ رویم بن محمدؒ کا قول ہے من نعت الفقیر حفظ سره وصیانة نفسه واداء فریضة اس لئے کہ اظہار باطن راضطرار پر شکوہ خوانی اور راز اور حالت ظاہری پر پردہ داری پروا ہے اور ان کشاکش کی وجہ سے ترک فرائض موجب گناہ ہے۔ اگرچہ بشریت ان علامات سے محجوب ہے۔ لیکن رویم بن محمدؒ کی یہ فرمائشات بھی درست ہیں۔ بشر حافی کہتے ہیں افضل المقامات اعتقاد الصبر علی الفقر الی القبر قول کے معنی ظاہر ہیں لیکن مصنف کے نزدیک چونکہ فقر عدم اسباب ہے۔ اس لئے اعتقاد صبر بھی ایک سبب ہے۔ لہذا یہ بھی نہ چاہیئے۔ اس لئے مصنف کہتے ہیں کہ اس قول کے معنے اظہار فضل فقر علی الغنا ہے۔ شبلی کہتے ہیں الفقیر من لا یستغنی بشیئ من اللہ یعنی بغیر اس کو پائے فقر و غنا حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا واضح ہو گیا کہ ہماری ہستی سے وہ جدا ہے۔ دوسرے جب ترک ناسوتی پر غنا منحصر ہے تو راہ طلب بھی غیر ہے۔ اس سے بھی گریز چاہیئے ہوگا۔ یہ قول نہایت دشوار اور لطیف ہے۔ دراصل اس کے معنے یہ ہیں الفقیر ان لا یستغنی عنه بغیر اسکے غنا نہ ہو۔ اس کی تائید پیر عبداللہ انصاری نے بھی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری فکر دائمہ ہے۔ اس لئے کہ ہماری ہمت کا مقصود مل نہیں سکتا۔ اور ہماری کلیت فنا پذیر نہیں۔ کیونکہ دریافت و ادراک کے لئے مجانست لازم ہے۔ اور وہ نہ اجناس سے ہے نہ اعراض سے۔ لہذا دریافت محال ٹھیری۔ جب دریافت محال ہے تو ہم کو جستجو سے غافل ہو جانا چاہیئے۔ مگر یہ بھی نہیں ممکن اس لئے کہ ناقابلیت کا غافل نہیں ہوتا۔ لہذا یہ فکر ہمیشہ رہنے والی فکر ہے۔ نہ وہ دوست ایسا ہے کہ اس تک وسیلہ طلب پہنچ سکے۔ نہ اس کا وصال قدرت بشری میں ہے۔ اور ہو تو کیونکر وہ باقی اور ہم

فانی نہ فانی باقی کے درجہ پر پہنچ سکتا ہے نہ باقی فانی کے لباس میں سما سکتا ہے۔ لہذا اُس
کے دوستوں کے لئے محنت ابدی ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ تسلی کے لئے مزخرف باتیں بنا
لیں۔ رہے اس کے مقامات وصفات، وہ ایسے مقامات ہیں جو ہم نے اس سے منسوب کئے ہیں ورنہ
ذات بلند و عالی ہے۔ ابو الحسن نوری کہتے ہیں۔ نعت الفقیر السکون عند العدم والبذل عند الوجود
وقال ایضاً الاضطراب عند الوجود اس قول کے یہ معنے ہیں کہ عدم رضا میں سکوت اور وجود محبت میں بذل
(تعلیم) یہی معنے رضا ہیں۔ اور اس مرتبہ پر پہنچنے والا قابل خلعت ہے۔ لیکن خلعت میں خود
دو معنے ہیں۔ قربت و فرقت قربت بوسیلہ انعام اور فرقت اس لئے کہ عطائے خلعت
سے وہ غیر مراد لیا جاتا ہے۔ اور یہی فرقت ہے۔ دوسرے معنے جو اضطراب کے ساتھ
مربوط ہوتے ہیں۔ کہ عدم انتظار وجود میں سکوت اور عالم وجود میں اضطراب اس لئے
کہ اس کا وجود غیر ہے۔ اسی لئے شیخ المشائخ ابو القاسم جنید بن محمد کا قول ہے۔ الفقر خلو القلب
عن الاشکال۔ اسلئے کہ تصور میں ایک صورت لازمی ہے۔ اور ہر شکل اس کی غیر ہے۔ جس
کو نہ ہونا چاہئے۔ شبلی کہتے ہیں۔ الفقر بحر البلاء وبلائہ کلہ عز۔ لہذا جو مبتلائے بلا ہے۔ وہ
عزیز ہے اور عین عزت میں ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ بلا نازل کرنیوالے پر ہے۔ اور اس
کا حصہ نورانیت و دماغ ہے۔ جو محل جلوہ ہے۔ اور اس جلوہ کے وجود میں سماعت و
بصارت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس بندہ کو عزیز ہونا چاہئے۔ کیونکہ بلائے دوست
گویا مردی سے جھیل رہا ہے۔ یہیں سے بلا عزت معلوم ہونے لگی۔ اور جب بلا عزت ہو
تو نعمت ذلت ٹھہری بلا محل قربت اور نعمت مقام ذلت فرقت ہوئی ہیں فقر و غنا کے مراتب بھی واضح
ہوگئے جنید کہتے ہیں۔ یا معشر الفقراء انکم تعرفون باللہ وتکرمون اللہ فانظروا کیف تکونون مع اللہ اذا خلوتم
یعنی تم جس اسم تعریفی فقر سے پہچانے جاتے ہو اس کا حق ادا کردو۔ اس لئے کہ وہ بدترین شخص ہے
جو کسی کام کے لائق تصور کیا جاتا ہو۔ لیکن وہ قابل نہ ہو اور بہترین اشخاص وہ ہے جو کسی
کام کے لائق نہ مانا جاتا ہو۔ مگر وہ اس کے قابل ہو۔ جیسے ایک وہ حکیم جو مشہور نہ ہو لیکن قابل عدم

علاج سے ناواقف ہو اور نہ اپنا علاج کر سکے نہ دوسروں کا۔ اور ایک وہ حکیم جو اپنے نام سے
مشہور نہ ہو لیکن تمام بیمار مریضوں کو اچھا کر سکے۔ اور اگر اس گم نامی کی وجہ سے دوسروں
کو فائدہ نہ بھی پہنچا سکے لیکن کم از کم اپنی حفظ صحت کر سکے۔ متاخرین میں سے کسی نے کہا ہے
الفقر عدم بلا وجود اگر فقر کو لاشیء مان لیا تو لاشے سے بحث عبث اور فقر پر جو اجماع اولیاء ہے
وہ بھی باطل ہو جائے گا۔ لیکن در اصل یہاں عدم ذات فقر مقصود نہیں ہے۔ بلکہ عدم
آفت مراد ہے۔ اس لئے کہ صفات محل آفت ہیں اور فنائے آفت فنائے صفت ہے۔
جو کشف حجاب ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں نے اس فقرہ پر بعض کو ہنستے دیکھا۔ اور بعض
کو اسرار بے محل کرتے پایا۔ کیونکہ آخر الذکر فرقہ کی اصطلاح میں عدم و فنا سے ضعف اللہ مذموم
مراد ہے۔ یہ فرقہ رزائل کو اکتساب فضائل کے لئے حاصل کرنا بُرا نہیں جانتا۔ مگر فقیر کا فقر عاریتی
اور اسباب سے خالی ہے۔ اگرچہ اسرار الٰہی کا جادہ گذر بھی ہے۔ اسی لئے اس کے تمام
افعال و اعمال منسوب الی اللہ ہیں جب تک کہ کسب فقر سے منسوب ہے اور بعض زبان آور
لوگ جو خود درک کمال نہیں رکھتے وہ ذات فقر میں نفی وجود کرتے ہیں۔ یعنی فقر میں فنا ہیں
اور یہ خود پسندیدہ بات ہے ان کی نفی حقیقتِ فقر میں نفی صفت ہے۔ یونہی نفی طلب کو
حق و حقیقت میں فقر و تصوف جانتے ہیں۔ لیکن در اصل ان کی خواہش کا اثبات نفی کلی ہے
اور ان تمام مدارج میں حجاب ہے۔ لہٰذا اس راز کا پہچاننا ضروری ہے۔ اور بھی کمالات
ولایت ہے۔ لہٰذا ہم تصوف کے اصول و فروع کو دوسرے فرقوں سے جداگانہ کر کے اور
اس کے اشارات اور رموز اور مشائخ کے نام اور صوفیہ کے اندرونی اختلافات و آداب و
مقامات وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں +

اس سے آگے دیکھو صفحہ ۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# باب فی ذکر اختلافھم فی الفقر والصفوۃ

فقر وصفوت میں کون قابل تقدیم ہے۔ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ قائلین تقدیم فقر صفوت کو مقامات فقر میں سے ایک مقام جانتے ہیں۔ اور فقر کی تفسیر فنائے کل ہے۔ لہٰذا مقامات کی فنا تسلیم کر لینے کے بعد یہ مسئلہ فقر وغنا کے گذشتہ قصہ کی طرف رجوع ہو جائے گا۔ اور قائلین تقدیم صفوت فقر کو شے موجود قابل تسمیہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور صفوت کو صفائے کل موجودات اور انتہائی درجہ کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ اختلاف ابوالحسن سمنون کے وقت سے چلا آتا ہے۔ لیکن اولیا کا مرتبہ صفات وتسمیہ سے بلند تر ہے۔ جہاں یہ منسوبات نہیں پہنچتے۔ اصل چیز حصول معنے ہے۔ وہ حاصل ہو جائیں تو پھر کیا پڑی ہے کہ اس کا نام فقیر رکھا جائے یا صوفی۔ کیونکہ یہ دونوں نام اضطراری ہیں ابوالحسن سمنون کسی فقر کو کسی صفت پہ مقدم کر دیا کرتے تھے۔ لیکن جواب میں کہا کرتے تھے کہ فطرت بشری جانبین فنا وبقا سے متعلق ہے۔ لہٰذا میں جس محل پر ہوتا ہوں۔ اسی محل کو مقدم کر دیتا ہوں۔ چونکہ فقر بقا ہے۔ اور صفوت اس کی فنا۔ لہٰذا حال بقا میں بقا کو فنا اور عالم فنا میں فنا کو فنا کرنا میرا مختار ہے۔ ان کا یہ قول حسب معنے کچھ بھی سہی لیکن نہ فنا کو فنا ہے۔ اور نہ باقی کو فنا ہے۔ اس مسئلہ کو میری کتاب فنا وبقا میں دیکھنا چاہیئے۔ رہا ان دونوں کا فرق باطن تو سمجھ لینا چاہیئے کہ فقر دنیا سے تہی دستی کا نام ہے مگر فقر کو اثر تہی دستی نہ سمجھنا چاہیئے۔ وہ اور ہی چیز ہے۔ اگرچہ فقر ومسکنت میں بھی اختلاف ہے۔ فقر کو بہتر جاننے والے الفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ اور مسکنت کو افضل جاننے والے حدیث آنحضرت ﷺ اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا

وحشرنی فی زمرۃ المساکین کو استدلالاً پیش کرتے ہیں

**باب الملامۃ** طریقت میں ایک طریقہ ملامت پسندی ہے۔ اور اُس ملامت کا اثر محبت الٰہی پر کافی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ قبل بعثت آنحضرت صلعم کفار میں عزیز تھے مگر خلعت دوستی (نبوت) ملتے ہی کفار کے نشانہ ملامت بن گئے۔ (معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبل بعثت آپ میں صفات محبوبیت نہ تھی) اور خدا نے بھی ایک گروہ کی تعریف انماط ذیل میں کی ہے ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم اور یہ ایک سنت جاریہ بھی ہے۔ کہ خدا کے چاہنے والے دنیا کی طرف سے نشانہ ملامت ہی رہتے آئے ہیں۔ اور یہ شاید اس لئے ہو کہ ان کا جمال باطن ان کو مغرور نہ کردے۔ اس لئے کہ اسباب غرور میں جاہ کی طرح مدح بھی ہے۔ عزیز خدا عزیز خلق۔ عزیز خلق عزیز خدا نہیں ہوا کرتے ابلیس پسندیدہ ملائک تھا۔ لعنت ملی اور آدم سے یہ ناخوش تھے۔ جیسا کہ ان کا قول ہے۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا لیکن خلافت الٰہی پائی۔ یہ انتخاب الٰہی کی انتخاب جمہور پر فتح تھی۔ یہاں تک کہ خدا یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے اولیا سے کوئی واقف ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے زبان جبرئیل سے قول الٰہی نقل فرمایا ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری الا اولیائی

فصل ملامت کی تین قسمیں ہیں۔ صراط مستقیم کے اختیار پر دنیا کا ملامت کرنا (۲) جاہ دنیا سے فراغت حاصل کرنے کو قصد حصول ملامت کرنا (۳) حصول ملامت ترک شریعت سے جب کوئی ضلالت طبعی میں گرفتار ہو۔ لیکن اس کو بتا دیا جاتا ہے۔ کہ یہ طریق ملامت ہے۔ حکایات میں ہے کہ شیخ ابوطاہر حرانی گدھے پر سوار بازار سے گذر رہے تھے اور مرید لگام تھامے ساتھ تھا۔ ناگاہ ایک راہ گیر نے کہا وہ زندیق آپہنچا۔ مرید نے اس سے لڑنا چاہا۔ شیخ واپس لے آئے اور گھر پر لاکر چند خط دکھلائے۔ جن میں کسی نے شیخ زکی اور کسی نے شیخ الاسلام وغیرہ ان کو لکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب القاب کاتب کے عقیدہ کی بنا پر ہیں۔ لہذا اس شخص نے اگر اپنے عقیدہ کی بنا پر زندیق

کہہ دیا تو جنگ کی کیا وجہ ہے۔ اس طرح ملامت قصدری میں حضرت عثمان کا واقعہ ہے
کہ باوجود چارسو غلاموں کے اپنے سر پہ بار خربزہ لارہے تھے۔ لوگوں کے اعتراض پر
جواب دیا اجربت نفسے یونہی ابو یزید کی حکایت ہے کہ زمانہ صیام میں کسی شہر میں پہنچے۔
جہاں کے اشخاص کی گرویدگی نے یاد خدا کا وقت ضائع کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے
ایک دن دوپہر کو بازار میں روٹی نکال کر کھانا شروع کر دی۔ لوگوں کا اعتقاد بدل گیا
درانحالیکہ یہ سفر میں تھے۔ اور روزہ سفر میں ساقط ہے۔ جب تک کہ قیام نہ کرے۔
میں کہتا ہوں کہ آجکل اس قسم کے ملامت کا حاصل کرنا آسان ہے۔ شریعت کو پورا برتو۔
یا نماز کو طول دے کر پڑھو اور کفر کے فتوے مفت میں لے لو۔ لیکن صورت ترک میں
مخالفت شریعت ضلالت واضح ہے۔

**فصل** ابو حمدون قصار کے لطائف ملامت بہت کچھ ہیں۔ جیسے کہا ہے الملامۃ ترک
السلامۃ ترک سلامت قطع امید خلق ہے و ترک وصف ہے اور یہی اخلاص وحدت اور
وجہ وجدان جیسا کہ احمد بن فاتک سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا من الصوفی قال وحدانی
الذات احمد بن حمدون کا قول ہے کہ راہ ملامت اگرچہ دشوار گزار ناگزیر ہے مختصر یہ کہ طالب
ملامت کو رجاء المرجیۃ و خوف القدریہ حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ملامت محبت میں بہت ہی عمدہ چیز ہے۔
اجد الملامۃ فی ھواک لذیذۃ لان الملامۃ روضۃ العاشقین و فرحۃ المحبین و راحۃ المشتاقین
و سرور المریدین و تعلیم ملامت اہل اسلام کا حصہ ہے جو اور کسی امت کو یہ حصہ خیر نہیں ملا۔ یہاں
تک کہ ملائکہ بھی اس سے محروم ہیں۔ مگر میرے نزدیک طلب ملامت ریا اور ریا نفاق
ہے۔ فقر کو دنیا سے دل ہٹا لینا چاہیئے۔ تاکہ نفی و اثبات ملامت سے فارغ و سبکدوش
ہو جائے۔ اور ادا التقصیر میں نے ایک ملامتی سے پوچھا کہ یہ شوریدہ سری کیوں ہے
اس نے کہا کہ دنیا اور افعال دنیا کو اپنے میں محو کر رہا ہوں۔ میں نے کہا چونکہ یہ کثیر ہیں
اس لئے تم کو خود جذب ہو جانا پڑے گا۔ کلیہ یہ ہے کہ تم یوں محو ہو کہ نہ خلق تم کو دیکھے

نہ تم اپنی ذات کو۔ ابراہیم کی حکایات میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میری خوشی اس روز پوری ہوئی جب میں ایک کشتی میں سوار اور اہل کشتی مجھ سے ناواقف تھے۔ اولاً انہوں نے مجھ سے مذاق کیا پھر میرے اوپر پیشاب کر دیا تو میری خوشی انتہا کو پہنچ گئی۔ اسی طرح اور ایک روز میں اپنی مراد کو پہنچا۔ جب سردی میں اہل قریہ نے مجھ کو مسجد میں گھسنے نہ دیا۔ اور میں بیتاب ہوکر ایک حمام کے آتش دان میں جا گھسا۔ جس نے میرا لباس میلا اور منہ کالا کر دیا۔ اور مجھے بھی بیحد مسرت و انبساط ازدیہ ون نصیب ہوا جب میں سفر کرتا ہوا ایک خانقاہ صوفیہ میں پہنچا۔ جہاں انہوں نے نہ پہچان کر خربزہ کے چھلکے مجھے مارے میں اس گمنامی اور ان کی طعن و تشنیع پر خوش رہا۔

**باب فی ذکر ائمتہم من الصحابہ** اب صحابہ میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو راس و رئیس صوفیہ گذرے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق ہیں۔ مشائخ نے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر میں مشاہدہ و مجاہدہ کا فرق بالترتیب بتایا ہے۔ اور اس پر ترتیباً قلت روایت و سخت گیری دلیل بتائی ہے۔ صحاح میں ہے کہ یہ دونوں بزرگ نماز شب پڑھتے تھے۔ مگر حضرت ابوبکر نرم آواز سے اور حضرت عمر بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم کے سوال پر حضرت ابوبکر نے کہا اسمع من اناجیۃ اور حضرت عمر نے کہا اوقظ الوسنان واطرد للشیطان مرتبہ مشاہدہ بہت بلند ہے۔ اور درجہ مجاہدت ادنیٰ ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے۔ جیسے دریا کے سامنے قطرہ یعنی حضرت ابوبکرؓ کے سامنے حضرت عمر کی کوئی ہستی نہ تھی۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے خود حضرت عمرؓ سے فرمایا ہے ھل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکر۔ حضرت ابوبکر کے کلمات میں ہے۔ دارنا فانیہ واحوالنا عاریۃ وانفاسنا معدودۃ و کسلنا موجودۃ مقصود یہ ہے کہ جب فنا پذیر موجودات سے مشغولیت ہوگی تو شے باقی سے خود بخود حجاب ہوگا۔ اس کلام کو دیکھتے ہوئے آپ کی مشغولیت خلافت پر اعتراض کرنا خوش عقیدگی کے خلاف ہے۔ آپ کی دعا تھی اللھم ابسط لی الدنیا وزھد نی شیئاً۔ طلب دنیا

شکر کیلئے اور زہد صبر کے لئے تھا۔ تاکہ دونوں جزائیں حاصل ہو جائیں۔ دوسرے
دوست داری کے فقر کو ترجیح ہے۔ کیونکہ فقر تہی دستی اضطراری صفت فقر ہے۔ اور
فقر اختیاری صانع فقر ہے۔ ان کے فقر اختیاری پر انہی کا قول دلیل ہے جو روز خلافت
خطبہ میں فرمایا تھا۔ واللہ ماکنت حریصا علی الامارۃ یوما ولیلۃ قط ولا کنت فیہا راغبا ولا سالتہا اللہ قط فی سر و علانیۃ
ومالی فی الامارۃ راحۃ۔ انسان کو ہر حال میں راضی برضا رہنا چاہیئے۔ خواہ وہ امیر کرے یا فقیر جیسا کہ
حضرت ابوبکرؓ نے کیا ترک ریاست پر اصرار کرنا اسی دلیل سے باطل ہے۔ (۲) حضرت عمر
ابن الخطاب ہیں آنحضرتؐ سے روایت کیگئی ہے الحق ینطق علی لسان عمرؓ اسی طرح دوسری
جگہ ہے قد کان فی الامم محدثون فان یک منہم فی امتی فعمرؓ حضرت عمرؓ کے اقوال میں سے ہے۔
العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء عزلت کی دو قسمیں ہیں ایک اعراض دوسرے انقطاع۔ پہلا
ظاہریات اور دوسرا باطنیات سے متعلق ہے۔ اور یہ مقام نہایت بلند ہے۔ حضرت
عمر ظاہراً تو خلیفہ تھے۔ مگر باطناً انقطاع تھا۔ اور یہ اس پر دلیل ہے کہ خدا رسیدہ لوگ
مخلوق سے ملتے ہیں۔ مگر باطناً ان کا دل خدا کی طرف ہوتا ہے۔ اگرچہ مختصر سا لوث بھی
بلا و آفات سے خالی نہیں ہے۔ جیسا کہ انہی کا دوسرا قول یہ ہے دار اسست علی البلوی
بلا بلوی محال۔ آپ آنحضرتؐ کے خواص اصحاب سے تھے کہا گیا ہے کہ آپکے اسلام لانے
کے دن حضرت جبرئیلؑ نے خبر دی قد استبشر اہل السماء باسلام عمر۔ پیوند پوشی میں
اس گروہ کا اقتدا انہی سے ہے (۳) حضرت عثمان ہیں۔ قتادہ وغیرہ نے روایت کی ہے
کہ۔ وزحرب الدار (جس روز مصریوں نے آپ کو آپ ہی کے مکان میں بارادہ قتل یہ کہہ
کر گھیر لیا تھا کہ آپ خلاف قران حکم کرتے ہیں اور جو عہدہ دیتے ہیں وہ اپنے عزیزوں کو
اور یہ منافی مساوات اسلام ہے) حضرت عثمان کے غلام لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے لیکن
حضرت عثمان نے کہا مجھے خوف دشمن نہیں ہے۔ جو آج ارادہ جنگ سے باز رہے گا۔
وہ دانعاً آزاد ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ کے ساتھ ہم ان دونوں کی گفتگو

سننے کو آئے۔ مگر حضرت عثمان نے یہ کہہ کر پلٹا دیا یا ابن اخی ارجع الی بیتک واجلس فیہا حتی
یاتی اللہ بامرہ مالنا حاجۃ فی احراق الدماء یہ آپ کا مرتبہ تسلیم تھا۔ حضرت ابراہیم نے
بھی حضرت جبرئیل کو پلٹا دیا تھا۔ آخر امین وحی نے کہا کہ اگر مجھ سے حاجت نہیں کہتے تو
تو خدا ہی سے فرمائے آپ نے فرمایا۔ حسبی من سوالی علمہ بحالی (۲) امیر المؤمنین
حضرت علی بن ابی طالب "آپ کا مرتبہ ہمارے گروہ عظیم تر ہے۔ یہاں تک کہ جنید ایسا
شخص تو اس کا قائل ہے۔ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضی۔ یعنی اصول
و فروع میں آپ ہی امام ہیں۔ آپ کے نصائح میں ہے لا تجعلن اکبر شغلک باھلک
وولدک فان یکن اھلک وولدک من اولیاء اللہ فان اللہ لا یضیع اولیائہ وان کانوا اعداء
اللہ فما ھمک وشغلک لاعداء اللہ۔ حق یہ ہے کہ انقطاع دل انہی کو کہتے ہیں
یہ ویسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ نے اپنے عیال (دختر شعیب) اور حضرت ابراہیم نے
اپنے زن و فرزند (ہاجرہ و اسمٰعیل) کو خدا کے لئے بے حیل و حجت چھوڑ دیا تھا۔ ایک سائل
کے سوال پر آپ نے فرمایا کہ بہترین چیز غناء القلب باللہ ہے۔ اس فقرہ کو فقر و صفوۃ میں
کافی مداخلت ہے۔ اور جمیع اہل اسلام کی اقتدا حقائق و دقائق و اشارات و معاملات
میں آپ ہی کے دامن علم و ورع سے وابستہ ہے۔ آپ کا کلام قوت سے باہر ہے۔

**باب فی ذکر ائمتھم من اھل البیت** آنحضرت کے اہل بیت صرف وہی لوگ ہیں
جن کے لئے آیہ تطہیر خدا نے کلام حق میں نازل فرمائی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطہرکم تطہیرا انہیں (۱) امام حسن مجتبیٰ ہیں آپ اسرار دنیا سے اس حد پر واقف تھے۔
کہ آخر آپ کے نانا رسول اکرم کو وصیتاً منع فرمانا پڑا علیکم بحفظ السرائر فان اللہ مطلع
علی الضمائر انسان کے لئے ان دونوں کی حفاظت ضروری ہے۔ حفظ اسرار کی تعریف اغیار
سے عدم التفات ہے۔ اور حفظ الضمائر شاہاں جبر و جور سے عدم اظہار مخالفت ہے چنانچہ
حسن بصری نے آپ سے مسئلہ قدر کو ایک خط میں دریافت کیا ہے۔ کیونکہ مذہب معتزلہ

کا زور شور تھا۔ وہ لکھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ وقرۃ عینہ اما بعد فانکم معاشر بنی ہاشم (آنحضرت اسی قبیلہ سے تھے) کالفلک الجاریۃ فی لجج اللجی ومصابیح الدجی واعلام الہدیٰ والائمۃ القادۃ الذین من تبعھم نجی کسفینۃ نوح المشحونۃ التی یؤل الیھا المؤمنون وینجوا فیھا المتمسکون (یہ حدیث آنحضرتؐ کی طرف اشارہ ہے جو جامع ترمذی میں موجود ہے۔ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی) فما قولک یا ابن رسول اللہ عند حیرتنا فی القدر واختلافنا فی الاستطاعۃ لتعلمنا بما تاکد علیہ رایک فانکم ذریۃ بعضھا من بعض (یہ الفاظ آیت میں جس افضلیت ذریت رسولؐ کا خداوند عالم نے ذکر فرمایا ہے) بعلم اللہ علمتم وانتم شہداء علی الناس (یہ بھی الفاظ آیت ہیں۔ یعنی اہلبیت دوسرے درجہ پر اور تمام دنیا تیسرے درجہ پر ہے) والسلام

حضرت امام حسن نے جو کچھ ان کو تعلیم فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ آپ جواب میں لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد فقد انتہی علیّ کتابک عند حیرتک وحیرت من زعمت من امتنا والذی علیہ رای ان من لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ فقد کفر ومن حمل المعاصی علی اللہ فقد فجر ان اللہ لا یطاع بالاکراہ ولا یعصی بغلبۃ ولا یمل العباد فی ملکہ لکن المالک لما ملکھم والقادر علی ما علیہ قدرھم فان ائتمروا بالطاعۃ لم یکن لھم صادا ولا لھم عنھا متبعا وان اتوا بالمعصیۃ وشاء ان یمن علیھم فیحول بینھم وبینھا فعل وان لم یفعل فلیس ھو حملھم علیھا اجبارا ولا الزمھم اکراھا ایاھا باحتجاجہ علیھم ان عرفھم ومکنھم وجعل لھم السبیل الی اخذ ما دعاھم الیہ وترک نھاھم عنہ وللہ الحمد البالغ والسلام روایت میں ہے کہ آپ ایک روز دولت سرا پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عرب آپ کو اور آپ کے آبائے طاہرین کو دشنام دیتا ہوا گذرا۔ آپ نے بجائے مخاصمہ کی جگہ اس کے گھر والوں اور اس کی خیریت وحالت پوچھی۔ اور پھر ایک ہزار درم عطا فرمائے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہیں۔ میں آپ کے

حلم کا امتحان لینے آیا تھا۔ یہ صفت محققین کی ہے۔ (۲) شہید کربلا و مظلوم بینوا حضرت امام حسینؓ ہیں۔ جنہوں نے اثبات حق کے لئے اپنے جان و مال و اولاد سے دریغ نہ کیا۔ آپ کی مدح میں بہت سی حدیثیں ہیں جیسے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ الحسن والحسین سید الشباب اہل الجنۃ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے امام حسین کو دوش آنحضرتؐ پر سوار اور آنحضرتؐ کو ایک رشتہ (مثل لجام) منہ لئے دیکھا۔ جس کا سرا امام حسین کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے کہا نعم الجمل جملک یا ابا عبد اللہ آنحضرتؐ کو صرف اپنی تعریف اچھی نہ معلوم ہوئی۔ اور آپ نے فرمایا نعم الراکب ھو یا عمرؓ آپ کے محققانہ کلمات میں ہے اشفق الاخوان علیک دینک کیونکہ دین کی متابعت وجہ نجات و مخالفت وجہ ہلاکت ہے۔ آپ نے ایک سائل کو پانچ ہزار اشرفی عطا فرمائی اور وہ چند لمحے جو اس کو گذرے اتنی تاخیر پر شرمندگی ظاہر فرمائی۔ آپ کے مناقب حصر بیان سے باہر ہیں۔ اور کون مسلمان ہے جو آپ سے واقف نہ ہو۔ (۳) سید الساجدین زین العابدین امام علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب آپ کا صبر کربلا سے شام تک روشن ہے۔ آپ سردار عبادت کنندگان زمانہ تھے۔ اور کشف حقائق اور بیان دقائق میں آپ کا مرتبہ افہام سے بلند تر تھا۔ آپ نے کسی کے جواب میں فرمایا ہے اذا رضی لم یحملہ رضاہ علی الباطل واذا سخط لم یخرجہ سخطہ من الحق فھو سعید فی الدنیا والاخرۃ یہ صفت مخصوص مستقیمان کمال کی ہے۔ روایت میں ہے کہ بعد شہادت امام حسین کوئی باقی نہ تھا کہ اہل بیت رسولؐ کی نگرانی کرتا۔ آپ کو گرفتار کر کے جب یزید کے سامنے لایا گیا تو اس نے طنزاً اس طرح حالات دریافت کئے۔ جس کی خبر خود اس کو تھی۔ اس نے پوچھا کیف اصبحتم یا علی و یا اھل بیتہ الرحمۃ قال علی اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ موسیٰ من آل فرعون یذبحون ابنائہم ویستحیون نسائہم فلا تدری صباحنا من مسائنا من حقیقۃ بلائنا ۔

اور ان تمام حالتوں پر بھی ہم مصروف صبر و شکر ہیں۔ واقعات میں ہے کہ ہشام بن

عبدالملک (خلیفہ آل امیہ) ایک سال حج کے لئے گیا اور جب اژدہام حجاج سے سنگ اسود تک رسائی نہ پائی تو اپنے مصاحبوں کے ہمراہ کرسی پر دروازۂ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھ کر وقت کا انتظار کرنے لگا۔ یکایک کنارہ مجمع سے امام زین العابدین آتے نظر آئے اگرچہ آپ کسی کو ہٹانا نہ چاہتے تھے۔ مگر ہیبت امامت رہبری کر رہی تھی۔ اور جو آپ کو دیکھتا تھا راہ دے دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ آہستہ آہستہ سنگ اسود تک گئے اور یونہی واپس تشریف لائے آپ کی حرمت بینظیر کو دیکھ کر مصاحبین ہشام میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جس کو یوں راستہ مل گیا ہشام نے نام بتانے سے گریز کیا تو فرزدق شاعر بول اٹھا کہ اگر ہشام نہیں جانتا تو مجھ سے سنو اور فی البدیہہ اس نے ایک قصیدہ امام کی تعریف میں پڑھا جس کا مطلع یہ ہے :۔ ھذا الذی تعرف البطحا وطأتہ ✦ والبیت یعرفہ والحل والحرم ہشام نے آزردہ ہوکر فرزدق کو قید کر دیا۔ امام نے خبر پاکر بارہ ہزار درم بھیجے اور کہلوا بھیجا کہ اے ہشام ابو فراس ۔ ہم سے زمانہ ناموافق ہے ورنہ اور بھی دیتے۔ اس نے کہا میں روپیہ کے لئے بادشاہوں کی تعریف کرتا ہوں آپ سے آخرت کا طالب ہوں فرمایا اس کے بھی ہم ضامن ہیں (۵) امام الائمہ باقر العلوم امام محمد باقر بن علی ابن الحسین علیہم السلام آپ کی کنیت ابو عبداللہ لقب باقر ہے آپ حل دقائق علوم و تفسیر کلام مجید میں شہرت و قبولیت عامہ رکھتے ہیں۔ آپ کو کسی خلیفہ عہد نے بارادہ قتل بلایا۔ اور پھر خلعت وانعام کے ساتھ رخصت کر دیا۔ لوگوں کے سوال پر ان سے کہا میں نے آپ کے ساتھ دو شیروں کو آتے دیکھا۔ جو بزبان فصیح کہہ رہے تھے کہ اگر ذرا بھی ایذا پہنچی تو تجھ کو زندہ نہ چھوڑیں گے آپ نے تفسیر ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ میں فرمایا ہے کل من شغلک عن مطالعۃ الحق فھو طاغوتک۔ یعنی کشف حجاب کرو تو محجوب نہ ہوگے۔ آپ کی مناجات بعد از نماز قابل دید ہے۔ آپ کثیر البکا تھے۔ اور سوالات پر جواباً فرماتے تھے کہ حضرت یعقوب کے بارہ فرزندوں میں حضرت یوسف علیہ السلام غائب ہوئے۔ تو وہ اس قدر روئے کہ آنکھیں

سپید ہو گئیں اور میرے تو اٹھارہ جوانان یوسف جمال کربلا میں بنی امیہ کی تیغوں سے
خون میں غرق ہوئے ہیں کیوں نہ روؤں۔ (۵) حضرت صادق آل نبی امام جعفر صادق بن
محمد الباقر آپ کو تمام علوم پر تبحر کامل حاصل تھا اور تمام فنون میں آپ کے بے شمار لطائف
مشہور ہیں۔ مشائخ میں آپ کی بہت سی کتابیں متداول ہیں۔ آپ کا قول تھا من عرف اللہ
اعرض عما سواہ۔ آپ نے فرمایا ہے لا تصح العبادۃ الا بالتوبۃ لان اللہ تم وقدم التوبۃ علی
العبادۃ وقال عز التائبون العابدون۔ یہ اس لئے کہ توبہ مرتبہ ابتدائی ہے۔ اسلئے جمیع الناس
سے حکم ہے۔

آپ سے داؤد طائی نے طلب نصیحت کی آپ نے انکار کیا فرمایا کہ تم خود ہی
ازہد ناس ہو انہوں نے کہا آپ سے اس لئے مانگتا ہوں کہ آپ کو دنیا پر افضلیت حاصل
ہے۔ آپ آنحضرتؐ کے فرزند ہیں۔ آپ نے فرمایا ڈرتا ہوں کہ آنحضرتؐ مجھ سے نہ کہیں
کہ تم نے میری پوری متابعت نہ کی۔ یہ کام عمل سے ہوتا ہے یہ سن کر داؤد رونے لگے
اور کہنے لگے الٰہی جب رسول کا فرزند اس حیرانی میں ہے تو داؤد کی کیا حقیقت ہے
انہی داؤد سے مروی ہے کہ آپ ایک جلسہ میں اہل مجلس سے فرما رہے تھے کہ آؤ ہم تم
آپس میں معاہدہ کریں۔ جو محشر میں نجات پائے وہ بقیہ لوگوں کی شفاعت کرے۔ اہل
مجلس نے عرض کی آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے آپ اور آپ کے آباؤ اجداد
شفیع یوم محشر ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ غیروں کی طرح میں بھی آنحضرتؐ
کو زحمت شفاعت دوں۔ یہ اہل مجلس کو آگاہ کرنا منظور تھا۔ کہ شفاعت کا ذریعہ
ہم کو بناؤ۔ کیونکہ جو آنحضرتؐ سے شرمائے وہ اغیار کا احسان کیوں لینے لگا۔ یہ مرتبہ
انبیاء اور خواص اولیا کو نصیب ہوتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ تعالی
بعبد خیرا بصرہ بعیوب نفسہ اگر تمام اہل سنت و بقیہ چہار اماموں کا ذکر کروں تو بہت طول ہوگا
اہل دل کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

**باب** فی ذکر اہل الصُفّة۔ اصحاب کا یہ تارک الدنیا گروہ تھا۔ جو ہمیشہ
عبادت خدا میں مصروف تھا۔ انہی کے متعلق آنحضرتؐ کو حکم حفاظت و خاطر داری
دیا گیا تھا۔ بروایت ابن عباسؓ ان کی جہد عبادت و فقر کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ بشارت
جنت قبول کرو۔ اور میری امت میں جو تمہاری روش اختیار کریگا جنت میں میرا رفیق
ہوگا۔ ان میں قابل الذکر یہ حضرات ہیں سلمان فارسیؓ جن کے لئے آپ نے فرمایا۔ سلمان
میرے اہل بیت سے ہیں۔ بلال بن رباح مؤذن عبد اللہ بن الجراح عمار یاسر جو جنگ
صفین میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عبد اللہ بن مسعود قاری عتبہ بن مسعود مقداد
بن اسود خباب بن الارث صہیب بن سنان عتبہ بن غزوان زید بن الخطاب برادر حضرت
فاروق ابو کبشہ غلام آنحضرتؐ کنانہ بن الحصین سالم غلام حذیفہ الیمان عکاسہ بن الحصین
مسعود بن ربیع القاری ابو ذر جندب بن جنادہ غفاری ان کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ایسا
سچا سایہ فلک و پشت زمین پر نہیں گذرا۔ مسطح بن ثابت بن عباد وغیرہ اصحاب صفہ کی تاریخ
عبد الرحمٰن محمد بن حسن السلمی نے لکھی ہے مسطح سے میں راضی نہیں ہوں۔ اس لئے کہ
حضرت ام المومنین عائشہ پر انہی نے تہمت زنا لگائی ہے۔ غرض قرن صحابہ بہترین قرون
تھا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ خیر القرون قرنی الخ اور کلام مجید میں ہے والسّٰبقون
الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان ۔

**باب** فی ذکر ائمتھم من التابعین (۱) اویس قرنیؒ ہیں۔ اگرچہ یہ عہد رسالت میں موجود
تھے۔ مگر ملاقات و صحبت کے فیض سے محروم رہے آنحضرتؐ نے ان کا ذکر غائبانہ فرمایا
ہے۔ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور حضرت فاروق عمر ابن الخطاب کے وسیلہ
سے سلام کہلوایا ہے زمانہ فتح میں یہ سلام پہنچایا گیا ہے۔ اس زمانہ کے بعد پھر ان کو کسی نے
نہیں دیکھا۔ البتہ زمانہ جنگ صفین میں خدمت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب میں حاضر
ہوئے۔ اور آپ کی طرف سے اہل شام سے جنگ فرما کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے عاشق

سعیداً ومات شہیداً رضی اللہ عنہ۔ ان کے کلمات میں ہے السلامۃ فی الوحدۃ مگر اس
کے معنے حیات تنہائی کے نہیں ہیں۔ جو تقریباً محال ہے۔ بلکہ اس کا مقصود خلو، دل از ذکر
غیر ہے (۲) ھرم بن حیان اکثر صحابہ کی طرح یہ حضرت اویس سے بھی کنار دریائے فرات
ملے ہیں۔ اگرچہ اویس نے ان کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ مگر سلام کیا تو ان کا نام لے کر اور ان کی
دریافت پر فرمایا عرفت روحی روحک۔ یہ ملاقات زیادہ تر حضرت امیر المومنین حضرت
فاروق کے ذکر پر محتوی رہی اور آپ نے حدیث الاعمال بالنیات ھرم سے نقل کی اور ہدایت
میں فرمایا علیک بقلبک اس کے معنے یا یہ ہیں کہ دل کو تابع حق بنایا جائے یا دل نافرمان
کی فرمائشات سے آزادی حاصل کی جائے۔ لیکن قلوب کاملین خدا کی طرف سے معصوم پیدا
کئے جاتے ہیں۔ ان کی متابعت فرض ہوتی ہے یہ لوگ مالک القلوب ہوتے ہیں۔ نہ کہ
مغلوب القلوب انہی کے لئے ارشاد ہے الا عبادک منہم المخلصین (۳) ابو الحسن البصری
جن کی کنیت باختلاف ابو محمد و ابو سعید بھی کہی گئی ہے۔ یہ لطیف الاشارات تھے۔ انہوں
نے ایک اعرابی کو جواب دیا ہے۔ کہ صبر دو قسم کے ہیں۔ ایک بلیات میں دوسری منہیات
خدا میں۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا۔ انت زاھد ما رأیت ازھد منک۔ انہوں نے
کہا ہم کو زاہد کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا زہد رغبت (باطنی) اور صبر جزع و خوف ہے۔
پھر اس کی تفصیل میں کہا کہ ہمارا زہد دراصل رغبت جنت اور صبر خوف جہنم سے ہے مطلب
یہ کہ خلوص اور ہی چیز ہے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ ان صحبۃ الاشرار تورث سوء
الظن بالاخیار۔ اس قول کا مشاہدہ ارباب زمانہ میں کر لو۔ اور یہ ناگزیر نتیجہ ہے۔ کسی نے
خوب کہا ہے سے

فلا تحقرن نفسی وانت حبیبہا

فکل امری نصب الی من یجانس

(۴) سعید بن مسیب فقہ و تفسیر و ادب میں ان کا بڑا ذخیرہ ہے۔ ان کا قول ہے۔

ارض بالیسر من الدنیا مع سلامت دینک کما رضی قوم بکثیرھا مع ذھاب دینہم
مقصود یہ ہے کہ فقر و دین غنائے یا غفلت سے راجح ہے۔ اس لئے کہ ان کا بھروسہ
خدا اور ان کی آس دنیا ہے۔ کسی نے ان سے سوال کیا کہ ایسا حلال بتایئے جس میں حرام نہ ہو
اور ایسا حرام جس میں حلال نہ ہو انہوں نے کہا۔ ذکر اللہ حلال لیس فیہ حرام
و ذکر غیرہ لیس فیہ حلال +

**باب** فی ذکر ائمتہم من تبع التابعین الی یومنا (۱) حبیب عجمی ابتدا ئر یہ سود خوار تھے پھر دست
حسن بصری پر توبہ کی۔ زبان عرب فرات سے ناواقف تھے۔ اس لئے حسن بصری نے نماز
میں ان کی اقتدا نہ کی تو شکو ہدایت ہوئی کہ میری رضا اسی میں تھی۔ تم نے قدر رضا نہ کی۔ حجاج
بن یوسف سے ڈر کر حسن بصری ان ہی کے یہاں پوشیدہ ہوئے تھے۔ مگر ان سے جو پوچھتا
تھا یہ صاف بتا دیتے تھے کہ یہیں ہے۔ یہاں ہیں۔ حسن بصری نے کہا کہ اگرچہ بچا تو میں تمہاری
برکت سے مگر تم کیوں بتا دیتے تھے۔ انہوں نے کہا یہ صرف صداقت کی برکت تھی۔ ان سے
پوچھا گیا کہ رضا کا ہے میں ہے انہوں نے جواب دیا۔ القلب لیس فیہ غبار النفاق۔
اس لئے کہ نفاق خلاف و وفاق ہے۔ اور وفاق اصل رضا۔ (۲) مالک بن دینار صاحب
حسن بصری ان کو محفل سرور میں ایک تنبورے نے ہدایت توبہ کی اور دست حسن بصری پر
انہوں نے توبہ کی۔ ایک کشتی میں حبیب کسی کے جواہرات چوری گئے۔ تو ناواقفیت سے
تہمت انہی پر لگائی گئی۔ انہوں نے دریا کو دیکھا ہر مچھلی منہ میں جواہر لئے پیدا ہوئی ان
میں سے ایک لے کر انہوں نے صاحب مال کو دے دیا اور خود براہ آب ساحل کیطرف
چلے گئے ان کے اقوال میں ہے احب الاعمال علی الاخلاص فی الاعمال۔ اس لئے
کہ عمل ظاہر ہے اور اخلاص باطن اور باطن کے تاثر ہی سے ظاہر ہی قابل قبول ہوتا ہے۔
(۳) امیر الاولیا ابو حلیم حبیب بن اسلم الراعی صاحب سلمان فارسی انہی نے آنحضرت
سے روایت نقل کی ہے نیۃ المؤمن خیر من عملہ۔ مشائخین میں سے کسی نے بیان کیا

. . . . . ہے کہ بہ گنار قرات نماز میں مشغول تھے۔ اور گرگ ان کی گلہ کی نگہبانی
کر رہا تھا۔ سوال پہ جواب دیا کہ یہ اس لیئے ہے کہ راعی خالق گوسفند کا دوست ہے۔ پھر
ایک کاسہ چوبی میں ایک سنگ کو دنبے سے شہد و شیر لیکر پلایا۔ اور اس کو پیروی آنحضرتؐ
کا سبب بتایا۔ اور تمثیل میں حضرت موسیٰ کا واقعہ انفی رحجر کہہ سنایا۔ اور نصیحتاً فرمایا
لا یجعل قلبك صندوق وبطنك وعاء الحرام (۴) ابوالحازم مدنی اکثر مشائخ کے استاد
صاحب کلام مقبول تھے۔ ان سے پوچھا گیا۔ ما مالك قال الرضا عن الله وغنا من الناس
مشائخ میں سے ایک شخص سے پیرامیز کر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرتؐ کو خواب
میں دیکھا۔ وہ تجھے حکم دیتے ہیں کہ دلجوئی مادر حج سے بہتر ہے (۵) محمد بن واسع اکثر تابعین
کے صحبت یافتہ تھے۔ ان کے اقوال میں سے ما رأیت شیئا الا ورأیت الله فیه
یہ فقرہ مشاہدہ کامل پر دلیل ہے۔ یعنی فعل میں فاعل کا جلوہ نظر آتا ہے۔ جیسے حضرت
ابراہیم تاروں میں جلوہ خالق نجوم دیکھ کر فرما رہے تھے۔ ھذا ربی لیکن خدا کا مکان معین
کرنا باطل ہے۔ کیونکہ تعین مکان سے تجزیہ اور پھر فنا لازم آئے گی (۶) امام ابوحنیفہ نعمان
بن ثابت ان کو عزلت سے آنحضرتؐ نے خواب میں منع فرمایا تھا۔ پھر بھی جب منصور
نے قاضی مقرر کرنا چاہا تو یہ راضی نہ ہوئے۔ کسی نے خواب میں آنحضرتؐ سے پوچھا آپ
کو کہاں ڈھونڈوں۔ فرمایا یعنی علم ابی حنیفہ کے نزدیک ہیں تنے روضہ
بلالؓ مؤذن پر آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ کہ بچوں کی طرح ایک بوڑھے کو گود میں لیے
ہوئے ہیں اور محبت سے فرما رہے ہیں کہ یہ تمہارے امام ابوحنیفہ ہیں۔ داؤد طائی کو
انہوں نے نصیحت کی تھی۔

(۷) عبداللہ بن مبارک مروزی صاحب تصانیف و امام وقت تھے۔ ان کی توبہ کے متعلق
نقل ہے کہ جس لڑکی پر عاشق تھے اس کو لب بام پا کر صبح تک محو نظر بازی رہے یہانتک
کہ شوق نے اذان صبح کو اذان عشا بتایا۔ آفتاب نکلنے پر آنکھیں کھلیں اور نفس کو زجر

کرتے واپس ہوئے پھر تو یہ حال تھا کہ ان کی ماں نے ان کو ایک باغ میں سوتا اور سانپ کو شاخ مردہ سے پانی کرتے دیکھا۔ ان کا قیام بغداد و مکہ معظمہ و مرو میں رہا ہے۔ آخرالذکر مقام میں درس بھی ہوتا تھا۔ یہاں دو فرقے تھے۔ حدیث و قیاس یہ ہمیشہ توفیق بین الفریقین کرتے رہے۔ اس لئے ان کو رضی الفریقین لقب ملا۔ ان کے اقوال میں ہے۔ السکون حرام علے قلوب اولیائہ اس لئے کہ دنیا میں طلب و آخرت میں طرب ہے۔ اور دونوں حالتوں میں اضطرار لازم لہذا دونوں جہان ایک سے ہیں۔ (۸) ابو علی الفضل بن عیاض تھے یہ راہزنی کرتے تھے۔ مگر اس وقت خوف خدا دل میں تھا جس قافلہ میں عورت ہوتی تھی اس پر حملہ نہ کرتے تھے ایک سوداگر ان کے رحم دل سے واقف ہو کر یوں آیا کہ نگہبانوں کی جگہ حافظ قران ہمراہ تھا۔ اور جہاں یہ تاک میں بیٹھے تھے وہیں قاری نے پڑھا الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ اسی کے بعد توبہ کی اور مدتوں مجاور خانہ کعبہ رہے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ عرف اللہ حق معرفتہ عبد الکل طاقتہ کیونکہ کثرت طاعت ہی نشان دوستی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ شب آنحضرت صلعم میرے بستر پر مجھے نظر نہ آئے مجھے یقین ہوا کہ کسی دوسری بی بی کے پاس چلے گئے ہیں فوراً جستجو میں نکلی تو آپ کو مسجد میں محو عبادت پایا۔ جب واپس ہوئے تو پاؤں پر ورم انگلیاں شق اور ان سے آب زرد جاری ہیں نے کہا آپ کے گناہ تو عفو کر دیئے گئے پھر یہ سعی کیوں ہے فرمایا افلا اعبد اشکورا آپ نے شب معراج پچاس رکعت نماز قبول فرمائی تھی یہ کمی حضرت موسیٰؑ کے کہنے سے ہوئی۔ کیونکہ آپ میں فرمان پذیری پوری پوری تھی لان المحبۃ ھی الموافقۃ فضل بن عیاض اور خلیفہ ہارون رشید سے ملاقات ہوئی ہے۔ خلیفہ نے نصائح سن کر ایک ہزار اشرفی پیش کی تو انہوں نے کہا کہ میری نصیحت سب بیکار گئی۔ جو جابر و ظالم ہی رہا۔ کہا یہ کیا جواب دیا میں تجھے نجات دینا چاہتا ہوں۔ اور تو مجھے روپیہ سے مبتلائے آفت کرنا چاہتا ہے۔ (۹) ذوالنون ابن ابراہیم مصری یہ ثانوبی اور تو بانی نام تھے۔ آخر

روز تک اہل مصر نے ان کو نہ پہچانا۔ روز وفات لوگوں نے ستر ہزار پیمبروں کو استقبال روح کے لئے (خواب میں) آتے دیکھا۔ اور ان کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا هذا حبیب الله مات فی حب الله قتیل الله لاش پر مرغان ہوا کا مجمع بھی تھا۔ ان کے اقوال میں ہے العارف کل یوم اخشع لانہ فی ساعۃ من الرب اقرب اسی وجہ سے حضرت موسیٰ ؑ کو جواب دیا گیا تھا۔ جب آپ نے پوچھا تھا۔ یارب این اطلبك قال عند المنکسرۃ القلوب حقیقت معرفت بغیر خشوع حاصل نہیں ہوتی۔ اور علامت معرفت صدق ہے۔ جیسا کہ انہی کا قول ہے الصدق سیف فی ارضہ ما وضع علی شئ الاقطعہ ان کے حکایات میں ہے کہ یہ کشتی پر سیر دریائے نیل کر رہے تھے کہ دوسری کشتی پر کچھ لوگ سرود و غنا میں مست نظر آئے۔ شاگردوں نے کہا کہ ان کو بد دعا سے غرق کر دیجئے۔ انہوں نے دعا کی کہ ان کو بہترین زندگی عطا فرما۔ جب وہ کشتی قریب آئی اثر دعا سے ان لوگوں نے آلات غنا توڑ ڈالے اور توبہ کر لی۔ انہوں نے کہا یہاں کی توبہ وہاں کی بہترین حیات ہے۔ یہ آنحضرت ؐ کی پیروی تھی۔ جیسے آپ ستم کفار قریش پر فرمایا کرتے تھے اللهم اهد قومی فانہم لا یعلمون۔ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سفر بیت المقدس میں ایک ضعیفہ نمایاں ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا من این قالت من قلت الی این قالت الی الله میں نے اسے اشرفی دی۔ اس نے انکار کیا۔ اور کہا میں جو کچھ کرتی ہوں اس کے لئے اور سوا اس کے کسی سے کچھ لیتی بھی نہیں۔ اس قول کے یہ معنے ہیں کہ افعال بشر اگر از روئے ثواب سے ہیں تو اپنے لئے ہوئے اور اگر ریا سے ہیں تو خلق کے لئے خلوص دوسری چیز ہے۔ اگرچہ خدا افعال عبد کا محتاج نہیں ہے کما قال الله تعالیٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلها دوسری جگہ ہے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ان الله لغنی عن العلمین (۱۰) ابو اسحٰق ابراہیم بن ادھم منصور امام ابو حنیفہ سے تسلیم حاصل کی اور سفیان ثوری و فضیل بن عیاض سے ملاقاتیں رہیں یہ امیر بلخ تھے۔ شکار میں ایک ہرن نے آواز دی الهذا خلقت او بهذا امرت یہی فقرہ وجہ توبہ ہوا۔ انکے

. . . لئے جنید کا قول ہے مفاتیح العلوم ابراھیم انہی کی صفت میں ہے اتخذ
اللہ صاحبا و ذر الخلق جانبا. بندہ کا لبیک کہنا ہے خلق سے روگردانی کا سبب اور
تعمیل فرائض کی وجہ اور صحبت حق پر منتج ہے کیونکہ خلوص دشمنی نفس و خواہشات سے
پیدا ہوتا ہے. جو اپنی ہی ذات میں ہے. اپنے سے اعراض خلق سے اعراض ہے.
ان دو خبروں کو آخر میں سمجھ لینا چاہیئے. کہ ہر حرکت و سکون بے حکم نہیں. اور تعمیل احکام
و فرائض ضروری ہے. ان سے بادیہ گردی میں کسی نے کہا جس راہ پر چل رہے ہو کیا اس
میں زاد لینا بھی ضروری ہے. میری جیب میں چار دانگ چاندی تھی وہ میں نے پھینک دی
اور پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے. پھر مجھے چار سالہ بادیہ گردی میں مدار زرق دیتا رہا حضرت
خضرؑ سے بھی ملاقات ہوئی. اور انہوں نے اسم اعظم تلقین فرمایا (۱۱) بشیر بن الحافی عالم
زوع و اصول و مرید بو علی خشوم تھے. ایک دن مست آرہے تھے. راہ میں ایک کاغذ پر بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم لکھی پڑی پائی. اس کو اٹھالیا اور معطر کرکے جائے پاک پر رکھا. خواب میں
دیکھا کہ آواز آرہی ہے. یا بشر طیبت اسمی فبعزتی لاطیبن اسمك فی الدنیا والاٰخرۃ
یہی واقعہ وجہ توبہ ہوا. عظمت مشاہدت کی وجہ سے ہمیشہ پابرہنہ رہتے تھے. اور کہتے تھے
کہ بساط خدا اور اپنے قدم میں حائل نہیں چاہتا. ان کے اقوال میں ہے من اراد ان یکون
عزیزا فی الدنیا و شریفا فی الاٰخرۃ فلیجتنب ثلاثا لا یسال احدا حاجۃ و لا یذکر
احدا بسوء و لا یجیب احدا بطعامہٖ اس لئے کہ دوسرے سے سوال بے معرفتی ہے اور
ان استعانۃ المخلوق الی المخلوق کالاستعانۃ المسجون الی المسجون اور بدگوئی ممنوع ہے.
اور طعام غیر پر نظر رزاقیت الٰہی کی توہین ہے. اگرچہ میزبان کا احسان و منت نمائی کرنا
فضول ہے. کیونکہ جو کچھ مہمان نے کھایا وہ اس کی روزی تھی. اہل سنت روزی کو نذا
اور معتزلہ ملک جانتے ہیں (۱۲) ابو یزید طیفور بن عیسے بسطامی ان کے لئے جنید کا قول ہے
ابو یزید منا بمنزلۃ جبرائیل من الملئکۃ. متصوفین کے دس اماموں میں سے ایک یہ ہیں

ان کے اقوال میں ہے۔ لقد عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیأ اشد علی من العلم والمتابعة ولولا اختلاف العلماء لبقیت اختلاف العلماء رحمة الا فی تجرید التوحید
انہی کا قول ہے الجنة لا خطر لها عند اهل المحبة واهل المحبة محجوبون بمحبتهم
خود بیان کرتے ہیں کہ پہلے حج کیا تو صرف گھر کو دیکھا اور اس نے نامقبول سمجھا۔ دوسری مرتبہ گیا تو مکان و مکین دونوں کو دیکھا۔ میں نے کہا یہ شرط وحدت نہیں ہے۔ تیسری مرتبہ مکین ہی مکین تھا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اگر تو اپنے کو اور عالم کو نہ دیکھتا تو مشرک نہ ہوتا خودی میں مبتلا ہو کر مشرک رہا میں نے توبہ کی اور پھر توبہ سے توبہ کی (کیونکہ یہ بھی غیریت ہے) اور خودبینی سے بھی توبہ کی (۱۳) ابوعبداللہ حارثی صاحب کتاب رغائب یہ مشہور اہل علم ہیں ان کے اقوال میں ہے۔ العلم بحرکات القلوب فی مطالعة الغیوب اشرف من العمل بحرکات الجوارح۔ ایک مرتبہ ایک فقیر سے کہا کہ کن لله والا فلا تکن یعنے یا تو اس کے اوامر میں مصروف ہو جیسا کہا گیا ہے واسجد واقترب یا فنا ہو جا کیونکہ دوسری حالت یہی تھی هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیأ مذکورا
(۱۴) ابوسلیمان داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہ و مرید حبیب راعی یہ بڑے فقیہ تھے اپنے مرید کو نصیحت کی تھی ان اردت السلامة سلم علی الدنیا وان اردت الکرامة کبر علی الاخرة دو جہان کی سلامتی دونوں کا ترک ہے۔ اور یہی فراغت دل و تن ہے۔ حکایات میں ہے کہ یہ محمد بن الحسن سے تو ملتے تھے اور ابو یوسف قاضی کی ملاقات سے انکار کرتا تھا۔ سبب پوچھا تو کہا کہ محمد نے امیری سے علم حاصل کیا ہے جو نا اہل دنیا میں ان کی ذلت کا سبب ہے۔ اور قاضی نے فقیری میں تحصیل علم کی ہے۔ جو طلب جاہ ہے۔
معروف کرخی کہتے ہیں کہ دنیا کو ہیچ جاننے والا ان ایسا نہیں دیکھا۔
(۱۵) ابوالحسن سری بن مغلس سقطی مرید معروف کرخی اور ہم صحبت حبیب راعی تھے ان کی مناجات میں ہے اللهم مهما عذبتنی به من شیٔ فلا تعذبنی بذل الحجاب

یعنی محبوب کے لئے ہر نعمت خواہ وہ جنت ہی کیوں نہ ہو نعمت ہے۔ اور مکاشف کے لئے جہنم ہی نعمت ہے (۱۶) ابو علی شقیق بن ابراہیم الازدی صاحب تصانیف و مرید ابراہیم ادھم ہیں ان کے اقوال میں ہے جعل اللہ طاعۃ احیاء فی مماتھم واھل المعاصی اموات فی حیاتھم ایک بوڑھا آدمی ان کے پاس توبہ کو آیا۔ انہوں نے کہا بہت دیر کی اس نے کہا قبل موت جو آئے وہ جلد آتا ہے۔ ان کی توبہ کا یہ واقعہ ہے کہ ایک سال بلخ میں قحط پڑا۔ لوگ گریہ وزاری و مردم خواری میں مصروف تھے۔ مگر ایک غلام ہنس رہا تھا۔ لوگوں نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا مجھے کیا پروا میرے مالک کے دیہات محفوظ ہیں۔ انہوں نے دل سے کہا کہ یہ چند فانی دیہات پر اتنا اعتماد رکھتا ہے اور میں جس کا بندہ ہوں اس کا تو مال فانی ہی نہیں۔ مگر مجھے اعتماد نہیں۔

(۱۷) ابو سلیمان عبد الرحمن بن عطیہ الدارانی ان کے اقوال میں ہے۔ اذا غلب الرجاء علی الخوف فسد الوقت۔ وقت رعایت حال ہے۔ جو خوف سے ممکن ہوتی ہے۔ لیکن نہ اس قدر کہ خوف رجا پر غلبہ پا جائے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ اور اس کا نتیجہ یاس رجا کا مبدء مشاہدہ اور خوف کا مبدء مجاہدہ ہے۔ اس لئے احمد بن طواری نے ابو سلیمان سے سوال کیا۔ جب رات کو نماز میں ان کو راحت ہی راحت رہی انہوں نے جواب دیا ابھی تم میں ضعف اور خلا و ملا میں چگونیت ہے۔ ورنہ کوئی وقت خدا سے جدا نہیں ہوتا۔

(۱۸) ابو المحفوظ معروف کرخی یہ امام ہشتم علی ابن موسیٰ الرضا کے پروردہ اور آپ ہی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ یہ بزرگ سادات مشائخ و علمائے عہد سے تھے۔ ورع و انابت و استجابت دعا میں مشہور و ممتاز زمانہ تھے۔ یہاں تک کہ ان کا ذکر اس قدر بعد برا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سری سقطی ایسے بزرگ کے استاد تھے لیکن میں نے استاد ابو القاسم کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ اور ان کے یہاں یہی ترتیب تھی۔ ان کے اقوال میں ہے للفتیان ثلاث علامات وفاء بلا خلاف ومدح بلا جود و

عطاء بلا سوال عطا بلا تمیز مراد ہے جو صفت ابراہیمی ہے۔

(۱۹) حاتم بن عنوان الاصم بلخی مشائخ خراسان سے اور مرید احمد خضرویہ و صدیق وقت تھے۔ جنید نے کہا ہے۔ صدیق زمانناحاتم الاصم۔ ان کے اقوال میں ہے الشھوۃ ثلاثۃ شھوۃ فی الاکل وشھوۃ فی الکلام وشھوۃ بالنظر فاحفظ الاکل بالثقۃ واللسان بالصدق والنظرۃ بالعبرۃ حفاظت اکل توکل و حفاظت راست گوئی اور راست نگاہی مکاشفہ ہے۔ اور حقیقتہً یوں کھانا اور دیکھنا اور بولنا لفظ شہوت کے ماتحت ہی نہ ہونگے اور یہ سب کچھ باجازت الٰہی ہوگا۔ تو عین رضا ہوگا نہ کہ شہوت (۲۰) ابو محمد احمد بن حنبل شافعی و حنفی طبقہ ان کو اچھا جانتا ہے اگرچہ بعض نے برا بھی کہا ہے۔ بغداد میں معتزلہ کے زور نے قرآن کو مخلوق خدا منوا دیا۔ مگر یہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہاتھ بندھوا کر تازیانے لگوائے گئے۔ اور انہی کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔ اسی حالت میں لوگوں نے تضحیک کے لئے ازار بند کھول دیا مگر ہاتھ پیدا ہوا۔ اور ان سے ستر کر دیا۔ جب یہ زخمی ہوکر واپس ہوئے تو پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے آپ کو ایذا دی ان کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے جواب دیا کہ یہاں اور وہاں کہیں ان سے مخاصمہ نہ کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اپنے نزدیک اعلائے حق چاہتے تھے۔ اکثر مشائخ سے ان سے ربط تھا۔ معاملات کا جواب خود دیتے تھے۔ اور حقائق کے سوال پر مشائخ کا راستہ بتا دیتے تھے چنانچہ ایک شخص نے اخلاص و توکل و رضا و محبت کو دریافت کیا ابتدائی تین چیزوں کا جواب انہوں نے دیا۔ کہ الاخلاص ھو الخلاص من آفات الاعمال والتوکل الثقۃ باللہ والرضا التسلیم الامر الی اللہ تعالیٰ اور محبت کے لئے بشر کا حوالہ دیا۔

(۲۱) ابو عبداللہ بن ادریس الشافعی شاگرد امام مالک تھے۔ ان کے فضائل مشہور ہیں۔ ان کا ارادہ عزلت پورا نہ ہوسکا۔ کیونکہ عراق میں مقلدین زیادہ ہوگئے۔ اور جاہ طلبی میں مشغول ہوگئے۔ مگر بہر حال محمود الصفات ہیں۔ ابتدا میں صوفیہ سے انکو کدورت

ہی تھی۔ مگر جب تک سلیمان راعی سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ ان کے اقوال میں ہے۔
اذا رائیت العالم یشغل بالرخص فلق تجیئ منه شیئا۔ سہل طلبی تاویلات
پرستی ہمیشہ مجاہدہ سے دور کہتی ہے (۲۲) ابوالحسن احمد بن ابی الجواری الشامی مشائخ
شام میں ممتاز ہیں۔ جنید کا قول ہے الاحمد ریحانة الشام سلیمان الدارانی کے مرید
وراویان حدیث سے ہیں۔ ان کے اقوال میں ہے الدنیا مزبلة ومجمع الکلاب
واقل الکلاب من عکف علیه فان الکلب یاخذ منها حاجة وینصرف
والمحب لها لایزول عنها ولا یترک بحال۔ یہ جب امامت تک پہنچ چکے تھے اور تمام تصانیف یہ کہہ کر دریا
بردکردیں نعم الدلیل انت واما اشتغال بالدلیل بعد الوصول الی المدلول
اکثر مشائخ کے نزدیک ان کا یہ فعل سکری تھا۔ مگر میرے نزدیک درست ہے۔ کیونکہ یہ
(صوفیہ) کا راستہ کتابوں سے نہیں ملتا۔ یعنی علم سینہ ہے علم سفینہ نہیں ہے۔ اور یہ فعل
اور مشائخ سے بھی ظہور پذیر ہوا ہے۔ جیسے ابوسعید فضل اللہ (۲۳) احمد بن خضرویہ البلخی
ان کا طریقہ ملامتی تھا۔ اور یہ تو یہ ان کی بی بی فاطمہ بھی بڑی خدا رسیدہ معظمہ تھیں۔ فاطمہ
نے اپنے عقد کا آپ اصرار کیا۔ آخر انہوں نے فاطمہ کے دوستدار باپ سے خواہش کی اور
عقد ہوا۔ ایک زمانہ میں یہ دونوں بایزید کی زیارت کو آئے اور فاطمہ نے ان سے بیباکانہ
وبے پردہ گفتگو کی جس پر غیرت شوہریت نے احمد کو دریافت حال پر مائل کیا۔ جواب دیا
کہ تم میری طبیعت کے محرم ہو۔ اور وہ میری طریقت کے محرم ہیں۔ اور تم سے رسم ہوا ہے
اور ان سے رسم ہے۔ مدعا ان سب کے بعد یہ کہ وہ ہم کو دیکھنے ہی کیوں لگے۔ یہ جواب
مسکت تھا۔ آخر ایک روز پھر یہ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ اور فاطمہ کے ہاتھ حنا آلود
تھے۔ بایزید پوچھ بیٹھے کہ حنا بندی کیوں کی ہے۔ فاطمہ کو یہ سوال اچھا نہ معلوم ہوا۔
اور کہا کہ اب ہماری تمہاری صحبت درست نہیں۔ کیونکہ تمہاری آنکھ پڑ چکی ہے لہذا یہ
دونوں نیشاپور میں آرہے۔ مشائخ نیشاپور ان سے خوش تھے۔ اتفاقاً یحییٰ بن معاذ کی

کی آمد کا شہرہ ہوا۔ اور احمد نے ارادہ دعوت کر کے بی بی سے سامان دعوت دریافت کیا۔
انہوں نے جہاں فہرست میں سب ضرورت کی چیزیں درج کرائیں ان میں بیس گدھے
بھی تھے۔ اور احمد کے پوچھنے پر جواب دیا کہ جب میزبان کریم کے یہاں مہمان کریم آئے
تو چاہیئے کہ محلہ کے کتے بھی دعوت سے بے خبر نہ رہیں۔ فاطمہ کے لئے ابو یزید کا قول تھا۔
من اراد ان ینظر الی رجل من الرجال مختفٍ تحت لباس النسوان فلینظر الی فاطمۃ
اور ابو حفص حداد کا قول ہے لولا احمد ما ظھر الفتوۃ۔ ان کے اقوال میں ہے۔
الطریق واضح والحق لائح والداعی قد اسمع فما التحیر بعدھا الا من العمی
یعنی اب راہ کو نہیں اپنی ہستی کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم کہاں ہیں، انہی کا قول استر عن
فقرك یعنی سوال سے اپنا راز نہ کھولو۔ ایک فقیر نے ماہ صیام میں ایک پڑوسی امیر کی دعوت
کی۔ دعوت میں سوکھی روٹی سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ اس امیر نے واپس جا کر ایک سنہری تھیلی
بھیج دی۔ انہوں نے کہا یہ اس کی سزا ہے جو اپنے راز کو ظاہر کر دے۔

(۲۴) ابو تراب عسکر بن الحسن النسفی مشائخ خراسان و بادیہ گردان صوفیہ میں بلند درجہ
رکھتے ہیں صحرائے عراق میں انتقال کیا۔ مدت کے بعد لوگوں نے دیکھا تو قبلہ رو کھڑے
تھے۔ درانحالیکہ جسم خشک ہو چکا تھا۔ ان کے اقوال میں ہے قوۃ الفقر ما وجد ولباسہ
ما ستر ومسکنہ حیث نزل۔ انہوں نے ان ہر سہ اشیاء میں اختیار و تصرف سے منع کیا۔ کیونکہ
دنیا بھر اسی آفت میں مبتلا ہے۔ یہ بحیثیت معاملت ہے۔ ورنہ غذائے درویش وجد
ولباس تقویٰ ومکان غیب ہے۔ جیسا کہ کلام مجید میں وان لو استقاموا علی الطریقۃ
لاسقیناھم ماءً غدقا۔ اس طرح ریشا ولباس التقویٰ ذلك خیر فرمایا ہے۔
اور آنحضرتؐ کا ارشاد ہے الفقر وطن الغیب۔

(۲۵) ابو زکریا یحییٰ بن معاذ رازی ان کا خشوع زبردست تھا۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے
کہ خدا کے دو یحییٰ تھے ایک نبی اور ایک ولی ان کے اقوال میں ہے الدنیا دار الاشغال و

الآخرۃ دار الاھوال لایزال العبد بین الاشغال والاھوال حتی یستقر بہ القرار الی الجنۃ اما الی النار۔ یہ غنا کو فقر سے افضل جانتے تھے۔ اور ان کے پاس دولت بھی تھی اگرچہ آخر عمر میں لٹ گئی۔ اور نیشاپور میں بے زاد پہنچے اور وہیں انتقال کیا۔

(۲۶) ابوحفص عمر بن سالم النیشاپوری یہ صاحب ابوعبداللہ ابیوردی و رفیق احمد خضرویہ تھے۔ شاہ شجاع نے انہی کی زیارت کی تھی۔ بغداد میں یہ چرچا تھا۔ کہ ابوحفص عجمی اور زبان عرب سے ناواقف محض ہیں۔ مگر جب صبح کو لوگ ان سے ملے تو اپنی ہی زبان میں گفتگو کرتے پایا۔ مشائخ میں امتحاناً فتوۃ کی تعریف چھڑی جنید نے کہا۔ الفتوۃ عندی ترک الرؤیۃ واسقاط النسبۃ انہوں نے کہا۔ وعندی اداء الانصاف وترک مطالبۃ الانصاف یہ کسی خوبرو پر عاشق تھے۔ ایک یہودی سے عمل حب کی خواہش ظاہر کی اس نے چالیس روز ترک ذکر خدا اور عمل خیر کو مشروط کیا۔ یہ چالیسویں روز ناکام پہنچے۔ اور وجہ ناکامی پوچھی۔ اس نے کہا ضرور تم نے کوئی عمل خیر کیا۔ انہوں نے کہا البتہ ایک دن سر راہ سے ایک پتھر کنارے کر دیا تھا۔ کہ راہگیر ٹھوکر نہ کھائیں۔ یہودی نے کہا پھر ایسے خدا کو نہ بھولو جو تمہارا اتنا سا عمل خیر بھی ضائع نہیں کرتا۔ یہی واقعہ سبب توبہ ہوا۔ پھر تو ان کا حال اس قدر زبردست ہوا کہ حال سماع قرآن میں کورہ آہنگر سے ہاتھ ڈال کر آگ نکال لیتے تھے۔

(۲۷) سردار اہل ملامت ابوصالح حمدون بن احمد عمارۃ القصار یہ فقیہ و عالم تھے۔ وعظ سے انکار تھا۔ جواباً کہا ہے کہ وعظ اس کو کہنا چاہیئے جس کا سکوت مضر اسلام ہو۔ میرا دل دنیا سے تعلق نہیں ہے اس لئے نصیحت بے اثر ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا کہ سلف کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ پرتاثیر کیوں ہے تو انہوں نے کہا۔ لانھم تکلموا بعز الاسلام و نجات النفوس و رضاء الرحمن ونحن نتکلم لعز النفس و یطلب الدنیا و قبول الخلق

(۲۸) ابوالسری منصور بن عمار یہ عراق و ایران دونوں جانب شہرت رکھتے تھے۔

لوگوں کو ان کے معاملہ میں اگرچہ بڑا مبالغہ ہے مگر واعظ فصیح ضرور تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ سبحان من جعل قلوب العارفین اوعیة الذکر وقلوب الزاھدین اوعیة التوکل وقلوب المتوکلین اوعیة الرضاء وقلوب الفقراء اوعیة القناعة وقلوب اھل الدنیا اوعیة الطمع دوسرا قول ہے۔ الناس رجلان عارف بنفسه وشغله فی المجاھدات والریاضة وعارف بربه فشغله بخدمته وعبادته ومرضاته پچھلی عبادت عبادت ریاضت دوسری عبادت ریاست فشان بین الرتبتین۔ یعنی ایک مجاہدہ اور دوسرا مشاہدہ ہے الناس رجلان مفتقر الی الله فهو فی اعلی الدرجات علی لسان الشریعة والاخر لا یری الا فتقار لما علم من فراغ الله تعالیٰ من الخلق والرزق والاجل والحیوٰة والسعادة والشقاوة وھو فی افتقاده واقتصاته درأصل یہ آخری گروہ ہے۔ جو خالصًا محتاج الٰہی ہے اس لئے کہ قسم اول کے متوکل درمیانی فکروں سے خالی نہیں ہیں اور یہی ان کے لئے حجاب ہے۔ ان دونوں کا مختصر فرق یہ ہے کہ ایک کا آسرا نعمت ہے۔ اور ایک کا بھروسا خود منعم

(۲۹) ابو عبداللہ احمد بن رضا بن عاصم الانطاکی یہ بزرگ طویل عمر بعض تابعین مثل فضیل کے صحبت یافتہ و مرید حارث محاسی تھے۔ ان کے اقوال میں ہے انفع الفقر ما انت به متجملا وبه راضیا جمال اجتماع اسباب غنا ہے۔ اور یہی حجاب اور فقر فقدان اسباب و اثبات مسبب اور یہی رضا

(۳۰) ابو محمد عبداللہ بن خنیق یہ زاہد ترین مردم مذہب ثوری ولطف صحبت ثوری رکھتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من اراد ان یکون حیا فی حیوٰته فلا یسکن الطمع فی قلبه طمع کا دل پر حاوی ہونا ہی دل کو مختوم کرتا ہے۔ اور حمات و ذل دل ہے خلق الله القلوب مساکن بالذکر فصارت مساکن الشھوات اور ترک شہوت دو ہی چیزوں پر منحصر ہے۔ خوف جہنم و شوق جنت اور یہی دو قائمہ ایمان ہیں۔ اور حصول ایمان پر طمع و

غفلت کہاں عبد، طمع وحشت ہے اور وحشت وہی عالم ہے جہاں بیخودی و بے پایانی ہو۔ اور ایمان غیر حق سے حصول وحشت ہے الطماع مستوحش منه کل واحد۔
(۱۳۲) شیخ المشائخ جنید بن محمد جنید بغدادی علم و فضل میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی امامت عامتہ صوفیہ میں مقبول ہے۔ یہ سری سقطی کے بھانجے اور مرید تھے۔ چنانچہ سری سقطی سے پوچھا گیا کہ کیا کسی پیر سے کوئی مرید بلند درجہ ہو سکتا ہے۔ کہا۔ جیسے مجھ سے جنید بلند ہیں۔ حیات سری میں جنید سے ہر طبقہ کے لوگوں نے طلب نصیحت کی۔ مگر انھوں نے ۔۔۔ انکار کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے خواب میں حکم دیا تو خیال ہوا کہ میرا درجہ سری سے بلند ہے۔ ادھر سری سقطی نے ایک مرید کو حکم دیا کہ جب سے ہی نماز صبح تمام ہو جنید سے کہہ دینا کہ میری التجا پر تو توجہ نہ کی۔ کیا حکم رسولؐ بھی اب ٹالو گے۔ جب جنید سے یہ پیغام کہا گیا تو ان کو اپنی پستی اور پیر کی بلندی کا اعتراف ہوا۔ اور انھوں نے بعد تو یہ پوچھا کہ آپ کو کیونکر خبر ہوئی۔ تو انھوں نے کہا تمہارے خواب صرف رسول آئے تھے اور میرے خواب خدا آیا تھا۔ ان کے اقوال میں ہے۔ کلام الانبیاء نبأ عن الحضور و کلام الصدیقین اشارات من المشاهدة۔ خبر کا مبدء نظر ہے۔ اور مشاہدہ کا مبدء فکر فرق ظاہر ہے۔ ملاحدہ کے بعض فرقے اولیاء کو افضل از انبیاء جانتے ہیں۔ یہ خود فرماتے ہیں کہ مجھے ملاقات ابلیس کی بڑی آرزو تھی ایک دن دروازہ مسجد پر مل گیا۔ اور صاف صاف اپنا نام بھی بتا دیا۔ میں نے کہا۔ کہ مردود تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا۔ تم سا موحد مجھے سجدہ غیر کی رائے دے سکتا ہے۔ یہ سن کر میں حیران ہو گیا۔ ناگاہ آواز آئی۔ قل کذبت لو کنت عبدا امامورا لخرجت من امرہ و نهیه یہ سن کر وہ یہ کہتا ہوا بھاگا۔ احرقتنی باللہ ان کے ایک مرید کو خیال ہوا کہ اب ہم بھی کچھ ہو گئے۔ ان کا امتحان لینا شروع کیا۔ انھوں نے پوچھا۔ تمہارا جواب لفظی ودں یا معنوی۔ کہا دونوں طرح۔ کہا لفظی تو یہ ہے اپنا امتحان کرو۔ تو

میرے امتحان کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور معنوی یہ ہے کہ ولایت سے معزول کیا۔ یہ کہتے ہی مرید کا منہ کالا ہو گیا۔ بعد توبہ ان کو پھر رحم بھی آیا اور معاف کر دیا۔

(۴۲) ابوالحسن احمد بن محمد نوری خراسانی صوفیہ کے مقبول دس گروہوں میں ایک گروہ ان سے بھی منسوب ہے (جن کا ذکر اختلاف فرق صوفیہ میں آئے گا) یہ مرید سقطی تھے۔ اور اکثر مشائخ مثل جنید والی جواری سے ملاقات کی تھی۔ ان کے اقوال میں ہے الجمع بالحق تفرقۃ عن غیرہ والتفرقۃ من غیرہ جمع بہ اکثر یہ رات رات بھر خروش میں رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی حالت میں تین راتیں گذریں اور جنید اطلاع پاکر آئے اور کہنے لگے کہ اگر فائدہ خروش ہی میں ہے تو ہم بھی یہ رنگ اختیار کرلیں ورنہ خاموش ہوں۔ اس نصیحت پر چپ ہو گئے اور جنید کو داد دی۔ ان کا قول ہے۔ اعز الاشیاء فی زماننا بشان عالم یعلمہ و عارف ینطق عن حقیقتہ اس لئے کہ علم بے عمل و معرفت بے حقیقت دونوں لا یعنی ہیں۔ لیکن یہ دونوں چیزیں اپنی ذات میں ہونی چاہئیں نہ کہ جستجوئی عارف و عالم میں تضیع اوقات ہو من علم الاشیاء باللہ تعم فرجوعہ فی کل شئ الی اللہ ع اشیا نہ افعال علت ہیں نہ سبب نہ قائم بالذات لہذا مسبب الاسباب سے رجوع کرنا نجات ہے (۴۳) ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ ان کے اقوال میں ہے ھمۃ العارف الی مولاہ فلم یعطف علی شئ بسواہ یہ ایک یہودی مرد کے جمال پر حیران کھڑے تھے۔ جنید جو گذرے تو اُن سے کہنے لگے کیوں استاد کیا ایسے جمیل بھی سقر میں جلائے جاسکیں گے۔ انہوں نے کہا۔ نظر عبرت سے دیکھو تو کائنات میں بھی صورت موجود ہے اور تم کو ترک نظر عبرت کی سزا ضرور ملے گی۔ چنانچہ اسی روز قران شریف دل سے محو ہو گیا اور بہت استغفار کے بعد یاد آیا

(۴۴) ابو محمد رویم بن احمد ان کو فقہ و تفسیر و قرأت میں کامل دستگاہ تھی۔ اور صاحب تصنیف و مرید جنید تھے۔ آخر عمر میں دنیا سے روپوش ہو گئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کیف حالک قال کیف حال من دینہ ھواہ ھمتہ دنیاہ لیس ھو یصلح تقی ولا بعارف نقی

(۲۳۵) ابو یعقوب یوسف بن الحسین الرازی یہ طویل العمر و ائمہ صوفیہ سے مرید ذوالنون مصری تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ اذل الناس الفقیر الطامع۔

(۲۳۶) ابوالحسن سمنون بن عبداللہ الخواص محبت میں مشہور تھے یہاں تک کہ سمنون المحب لقب ہو گیا اگرچہ اپنا نام خود سمنون الکذاب ہی رکھا تھا۔ غلام الخلیل جو شاہی درباریوں میں تھا۔ اور مدعی صوفیت بھی تھا۔ اس نے ایک عورت سے مل کر تہمت زنا لگائی۔ بادشاہ نے حکم قتل دینے کا ارادہ کیا تو زبان رک گئی اور شب کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ سمنون نہ رہے تو ملک بھی نہ رہے گا۔ ان کا کلام اس قدر پر اثر تھا کہ ایک مجلس میں گوش شنوا نہ پاکر قندیلوں سے خطاب کیا تو وہ بھی گر کر چور چور ہو گئیں۔ ان کے اقوال میں ہے لا یعبر عن شئ الا بما ھو ادق منہ ولا شئ ارق من المحبۃ فبم یعبر عنہا۔

(۲۳۷) شاہ شجاع کرمانی خاندان شاہی اور مرید ابو تراب نخشبی اور صاحب مراۃ الحکماء ہیں۔ ان کے اقوال میں ہے لاھل الفضل فضل مالم یروہ فاذا اراہ فلا فضل لھم و لاھل الولایۃ ولایۃ مالم یروھا فاذا اورھا فلا ولایۃ لھم۔ ان کے آثار میں ہے کہ چالیس سال نہیں سوئے۔ اور جب سوئے تو خدا خواب میں آگیا۔ انھوں نے کہا میں تو بیداری میں چاہتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بیداری ہی کا نتیجہ ہے۔

(۲۳۸) عمرو بن عثمان مکی عالم و صاحب تصنیف تھے۔ اول مرید خراز اور پھر مرید جنید رہے۔ ان کے اقوال میں ہے لا یقع علی کیفیۃ الوجد عبارۃ لانہ سر عند المؤمنین ان کی حکایات میں کہ ایک لڑکے سے اس کی باپ کی ممانعت پر ملتے تھے۔ وہ بیمار ہوا تو عیادت کو گئے اور لڑکے کی فرمائش سے قوالی ہوئی اور ان دو شعروں نے لڑکے کو اچھا کر دیا۔

مالی مرضت فلم یعدنی عائد ۔ منکم و یمرض عبدکم فاعود

واشد من مرضی علی صدودکم ۔ وصدود عبدکم علی شدید

(۲۳۹) ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری ان کی تعریف میں علما کا قول ہے کہ ھو جمع بین

والشریعة الحقیقة ۔ درانحالیکہ یہ دونوں چیزیں کبھی بھی جداگانہ نہ تھیں۔ ان کے اقوال میں ہے۔ ماطلعت الشمس ولا غربت علی اهل وجه الارض الا وهم جهال بالله الا من یوثر الله علی نفسه وروحه ودنیاه واخرته +

(۴۰) ابومحمد عبداللہ بن محمد بن الفضل البلخی احمد بن خضرویہ کے مرید اور ابوعثمان حیری کے عزیز تھے۔ بلخ سے خارج البلد کر دیئے گئے تھے تمام عمر سمرقند میں رہے ان کے کلمات میں ہے۔ اعرف الناس بالله اشدهم مجاهدة فی اوامره واتبعهم بسنة نبیة دوسرا قول یہ ہے۔ عجب من یقطع الوادی والقفار والمفاوز حتی یصل الی بیته وحرمه لان فیه اثار انبیائه کیف لا یقطع نفسه حتی یصل الی قلبه لان فیه اثار مولاه +

(۴۱) ابوعبداللہ محمد بن علی الترمذی صوفیہ ترمذ ان کو حکیم کہتے ہیں۔ ان کی تصانیف مثل نوادر، اصول بہت مشہور مقبول ہیں۔ فقہ میں امام ابوحنیفہ سے سلسلہ تلمذ رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر اتوار کو حضرت خضر ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔ مذاکرات علمی ہوا کرتے تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ من جهل اوصاف العبودیه ففی الربوبیة اجهل۔

(۴۲) مودب الاولیا ابوبکر محمد بن عمر الوراق محمد بن علی کے مرید تھے۔ اور ادب اخلاق میں صاحب تصانیف تھے۔ انہی نے بیان کیا ہے کہ استاد نے اپنی تصانیف کا بڑا حصہ دیا کہ دریا برد کر دوں۔ مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ اس کو گھر میں رکھا اور صبح کو استاد سے کہہ دیا کہ ڈالدیا۔ انہوں نے کہا کہ غلط ہے جاؤ اور دریا برد کر دو۔ میں نے مجبور ہو کر دریا میں کتاب کے اوراق پھینکے تو قعر دریا سے ایک صندوق نکلا اور ان اوراق کو لے کر غائب ہو گیا۔ میں نے یہ حکایت بیان کی تو استاد کو یقین آیا۔ اور انہوں نے بتایا۔ کہ یہ علم اصول کی ایک ایسی تصنیف تھی جو فہوم عوام پر گراں ہوئی۔ اس لئے حضرت خضر کی التجا پر میں نے ان کو بھیجدی۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الناس ثلاثة الامراء والفقراء فاذا فسد العلماء فسد الطاعه والشریعة واذا فسد الامراء فسد المعاش واذا فسد

الفقراء فضل الاخلاق ٭

(۳۴۴) ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز ان کے اذکار میں ہے کہ حدیث جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا کو سن کر کہا کرتے تھے ادعجبا من لم یر غیر الله کیف لا یمیل بکلیة الی الله ٭

(۴۴۴) ابوالحسن علی بن محمد الاصفہانی رفقائے جنید میں سے تھے۔ ان کے کلمات میں ہے الحضور افضل من الیقین لان الحضور وطنات والیقین خطرات ٭

(۵۴۴) ابوالحسن محمد بن اسمٰعیل خیر النساج خوش بیان واعظ واقران جنید و نوری سے تھے شبلی وابراہیم نے انہی کی مجلس میں توبہ کی ہے۔ ان کے واقعات میں ہے۔ بارادہ حج کوفہ سے گذر رہے تھے۔ ایک شخص نے اپنا غلام جان کر پکڑ رکھا انہوں نے کوئی انکار نہ کیا۔ حتیٰ کہ اس نے خود شرمندہ ہو کر رہا نہ کیا۔ وقت وفات نماز مغرب کا وقت تھا۔ لہٰذا ملک الموت سے انہوں نے کہا کہ ہم تم دونوں عبد ما مور ہیں لہٰذا اپنا اپنا کام کرنا چاہیئے (یعنی نماز پڑھ لینے دو) ان کے اقوال میں ہے۔ شرح الله قلوب المتقین بنور الیقین وکشف بصائر المؤمنین بنور حقائق الایمان ٭

(۶۴۴) ابوحمزہ خراسانی مشائخ خراسان وہم صحبت ابوتراب سے تھے توکل میں ان کا نظیر کنوئیں میں گر پڑے۔ اور سر چاہ آواز اہل قافلہ سنی مگر نہ پکارا۔ کیونکہ ایک قسم کی شکایت تھی۔ ادھر قافلے والوں نے سر راہ چاہ کو خطرناک صورت میں پاکر اس کو بند ہی کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور منہ بند کر دیا۔ مگر رات کو ایک اژدر نے دم لٹکائی اور اس کو تھام کر یہ نکل آئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ غریب کون ہے کہا المستوحش من الالف ٭

(۷۴۴) ابوالعباس احمد بن مسروق خراسانی قطب وقت تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من کان سروره بغیر الحق فسروره یورث الهموم ومن لم یکن انسه فی خدمة ربه فانسه یورث الوحشة ٭

(۸۴۴) ابوعبدالله احمد بن اسمٰعیل مغربی ابراہیم خواص وابراہیم شیبانی دونوں انہی کے

مرید تھے۔ ان کے اقوال میں ہے ما رأیت الضعف من الدنیا اذا اخذتہا اخذ منک وان ترکتہا ترکتک۔

(۴۹) ابو محمد بن احمد بن الحسین الحریری جنید کے ہمعصر اور مصاحب سہل تھے۔ فقہ میں کمال حاصل تھا۔ جنید اپنے مریدین کی تادیب ان کے سپرد کرنا پسند کرتے تھے۔ ان کے قول میں ہے۔ دوام الایمان و قوام الادیان من وصلاح الابدان۔ فی ثلاثۃ خصال الاکتفاء والاتقاء والاحتماء من اکتفی باللہ صلحت سریرتہ ومن اتقی ما نہی اللہ عنہ استقامت سیرتہ ومن احتماء فالم یوافقہ ارتاضت طبیعتہ فثمرۃ الاکتفاء صفوۃ المعرفۃ وعاقبۃ الاتقاء حسن الخلیقۃ وغایۃ الاحتماء اعتدال الطبیعۃ چنانچہ اہل تقویٰ کے لئے ارشاد ہے من کثر صلوتہ باللیل حسن وجہہ بالنہار دوسری حدیث جو قیامت میں ان کی رونما ہے وہ یہ ہے وجوہہم نور علی منابر نورہ جنید کے بعد یہی ان کے قائم مقام بھی ہوئے۔

(۵۰) ابو علی الحسن بن علی الرجانی مرید حکیم ترمذی اقران ابو بکر وراق وابراہیم سمرقندی کے پیر تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الخلق کلہم فی میادین الغفلۃ یرکضون وعلی الظنون یعملون وعندہم انہم فی الحقیقۃ ینقلبون وعن المکاشفۃ ینطقون۔

(۵۱) ابو العباس احمد بن محمد بن سہل الاملی تفسیر و قرأت کے عالم و مرید جنید تھے۔ ابو سعید اپنے عہد میں ان کے سوا کسی کو صوفی نہ جانتے تھے۔ ان کے قول میں ہے السکون الی مالوفات الطبائع یقطع صاحبہا عن بلوغ درجات الحقائق کیونکہ مالوفات آلات طبیعت ہیں اور طبیعت حجاب۔

(۵۲) ابو المغیث الحسین بن منصور الحلاج یہ اما جگاہ اختلاف ہیں۔ بعض نے ان کو اگر ساحر کہا ہے تو بعض نے غلو سے بھی کام لیا ہے۔ ان کی تصانیف سے اس بد اعتقادی کا پتہ نہیں چلتا جو مشہور ہے۔ میں نے منہاج میں یہ بحث تفصیلاً کی ہے ان کے اقوال ہیں الالسنۃ

مستنطقا عنطقہا مستہلکات یہ قول عیارتاً آفت ہے اور اگر اس کے معنی حاصل ہونگے تو خود باقی نہ رہے گی۔

(۵۲) ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد الخواص ان سے بہت سے مشائخ سے ملاقاتیں ہی ہیں ان کے کرامات بھی کثیر ہیں۔ اقوال میں ہے لاتکلف فی ماکفیت ولا تضیع ما استکفیت انہوں نے سیاحت میں عمر گذاری ہے۔ اور بہترین عجابات میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت خضر نے مجھ سے التجائے ملاقات کی۔ مگر میں نے رد کردی اور اس کا سبب یہ بتایا ہے۔ کہ مجھے ان سے اچھا مصاحب درکار تھا۔ اور ان کی ملاقات میرے توکل کو ضائع کردیتی اور شاید کوئی نافلہ نماز رہ جاتا۔ عبد کا درجہ کمال یہی ہے۔

(۵۴) ابو حمزہ البزاز صاحب سری سقطی و مرید حارث واقران نوری وخیر النساج عالم تفسیر وواعظ مسجد رصافہ یہ تھے۔ ان لوگوں میں تھے جو واقعہ نوری میں شریک تھے اور بچ آئے تھے ان کے اقوال میں ہے اذا سلمت منك نفسك فقد ادیت حقها واذا اسلم منك الخلق قضیت حقوقهم۔

(۵۵) ابو بکر محمد بن الموسیٰ الواسطی جنید کے صحابی اور صاحب کلام دقیق وبلند پایہ تھے مرو میں انتقال کیا۔ ان کے کلمات میں ہے الذاکر فی ذکرہ اکثر غفلۃ من الناس لذکرہ کیونکہ اسی کو سپرد حضوری ہوتا ہے اور یہی غفلت ہے۔

(۵۶) ابو بکر بن دلف بن جحدر الشبلی ان کے اشارات صوفیہ میں معتبر ہیں۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے ثلثة من عجائب الدنیا اشارات الشبلی ونکات المرتعش وحکایات الجعفر۔

(۵۷) ابو محمد جعفر بن نصیر الخالدی صاحب حکایات واصحاب جنید میں سے تھے ترک عزلت پر ان کا اصرار سخت تھا۔ ان کے اقوال میں ہے التوکل استغناء القلب عن الوجود العدم۔ انہیں نے جنید سے کہا تھا کہ آپ شفا کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے۔ جنید نے کہا کہ شب کو میں نے کہا تھا جواب ملا کہ مال میرا ہے۔ جسطرح چاہوں رکھوں آپکو سفارش کا حق۔

(۵۸) ابو العباس قاسم بن محمد البادی واسطی کے ہم صحبت وائمہ وقت وصاحب تصانیف وظریف وزاہد تھے۔ ان کے اقوال میں ہے۔ التوحید ان لا یخطر فی قلبک دون التوحید اپنے تمام مال سے آنحضرتؐ کے دو موئے مبارک خریدے۔ اور حسب وصیت وہ دونوں ان کے منہ میں رکھ کر دفن کئے گئے ان کی قبر مرو میں ہے۔

(۵۹) ابو سعید عثمان بن سلام المغربی صاحب تمکین و وجد تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من اثر صحبۃ الاغنیاء علی مجالسۃ الفقراء ابتلاء الله بموت القلب صحبت و مجالس کا فرق ظاہر ہے۔

(۶۰) ابو القاسم ابراہیم بن محمد النصیر آبادی متاخرین کے استاد و مرید شبلی تھے۔ ظاہری شان خراسان میں شاہانہ تھی۔ ان کے اقوال میں ہے انت بین النسبتین نسبۃ الی ونسبۃ الی الحق فاذا نسبت الی ادم دخلت فی میادین الشهوۃ ومواضع الآفات والزلالات وهی نسبۃ تحقق البشریۃ قال الله تعالیٰ انه کان ظلوما جهولا واذا نسبت الی الحق دخلت فی مقام الکشف والبراهین والعصمۃ و الولایۃ وهی نسبۃ تحقق العبودیۃ قال الله تعالیٰ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هذا نسبت خر قیامت میں بھی قطع ہونے والی نہیں ہے یٰعبادی لا خوف علیکم۔

(۶۱) ابو الحسن علی بن ابراہیم المصری امام صوفیہ تھے۔ ان کے اقوال میں ہے دعوتی فی بلا هانوا فاکم المستم فی اولاد آدم خلق الله تم بیلا ونفخ فیه من روحه واسجد له الملئکۃ ثم امرہ بامر فخالف اذا کان اول الدن دئیا فکیف یکون اخرہ۔

## باب فی ذکر ائمتهم من المتاخرین

اگرچہ یہ زمانہ وہ ہے جس میں ریاضت غائب اور طلب ریاست نے موجود ہو کر تحقیق سے کھو دیا ہے۔ مگر بنا بر حدیث آنحضرتؐ پر بھی کچھ رنگ باقی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے لا یزال طائفۃ من امتی علی الخیر والحق حتی تقیم الساعۃ اور دوسری حدیث ہے لا یزال فی امتی اربعون علی خلق ابراہیم

اس اعتبار سے بعض اب بھی موجود و زندہ ہیں۔ جن کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ابوالعباس احمد بن محمد القصاب اگرچہ جاہل تھے مگر صاحب صدق و صاحب کرامات تھے۔ ابو عبداللہ خیاط کہتے تھے کہ یہ صرف فضل خدا ہے مجھے جو دشواری پیش آتی ہے ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ کرامتوں میں ایک کرامت یہ تھی کہ ایک لڑکے کا اونٹ جس کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو انہوں نے دعا کر کے اچھا کرا دیا۔

(۲) ابوعلی بن الحسین بن محمد الدقاق مرید نصیرآبادی تھے۔ ان کے اقوال میں ہے من انس بغیرہ ضعف فی حالہ ومن نطق من غیرہ کذب فی مقالہ۔

(۳) ابوالحسن علی بن محمد الخرقانی ابوسعید نے ان کو اپنی ولیعہدی کے لئے تجویز کیا ہے استاد ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں خرقان پہنچا تو فصاحت سے معرا تھا۔ میں سمجھا کہ ولایت سے معزول کر دیا گیا۔ مگر یہ اثر فصاحت خرقانی تھا۔

(۴) ابوعبداللہ محمد بن علی الداستانی مقیم بسطام ان کے اقوال میں ہے۔ التوحید عنک موجود وانت فی التوحید مفقود۔

(۵) ابوسعید فضل اللہ بن محمد المیہنی انہوں سرخس اکر ابوعلی زاہد تحصیل علم کی للفضل حسن الی سرخس سے بھی ملاقات ہوئی ہے ان کے اقوال میں ہے التصوف قیام القلب بلا واسطہ یعنی شاہدہ

(۶) ابوالفضل محمد بن حسن الختلی علم تفسیر کے عالم و مذہب جنید پر اور مرید حصری تھے میں طریقت میں انہی کا مرید ہوں یہ لباس صوفیہ نہ پہنتے تھے۔ اہل رسوم پر خاص کر ان کی بڑی ہیبت تھی۔ ان کے اقوال میں ہے۔ الدنیا یوم ولنا فیھا صوم۔

(۷) ابوالقاسم عبدالکریم ابن ہوازن القشیری صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ ان کے اقوال میں ہے مثل الصوفی کعلۃ السرسام اولہ ہذیان واخرہ سکوت فاذا تمکن خماس یعنی وجود نمود ہذیان ہے اور وجد چونکہ عبارت میں نہیں آ سکتا الندامکوی ہمت کے سامنے نطق بھی ہذیان ہی جیسے حضرت موسیٰ جو طالب محال تھے دب ارنی انظر

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمکن لا احصی ثناء علیک۔

(۸) ابوالعباس احمد بن محمد الاشقانی اصول وفروع کے عالم زبردست مگر سخت گو تھے یہانتک کہ سوا ائمہ فن کے ان کے کلام سے فائدہ حاصل نہ کیا جا سکتا تھا۔ اکثر کہا کرتے تھے۔ انتہی علیہ فالا وجود لہ ان کے نزدیک ہر محل حجاب تھا اور حجاب پر آرام حرام لہٰذا طالب دیدار رہا کرتے تھے میں علوم میں ان کا شاگرد ہوں۔

(۹) ابوالقاسم بن عبداللہ الگرگانی صاحب علم وسفر تھے۔ ان کے خلیفہ فضل بن محمد سے مجھ سے ملاقات ہوئی ہے۔ اچھے بزرگ ہیں۔

(۱۰) ابواحمد مظفر بن احمد ہیں ان کے فرزند خواجہ احمد سے ملا ہوں۔ پہلے یہ صاحب دولت تھے خدا نے تاج کرامت بھی عطا کیا۔ ابوسعید قائل تھے کہ ہم کو راہ افلاس اور خواجہ مظفر کو راہ دولت سے بلایا گیا ہے یعنی ان کے لئے مشاہدہ پہلے اور مجاہدہ بعد ہوا ہے۔

**باب** ذکر وحال الصوفیۃ من المتاخرین شام فارس میں شیخ زکی بن علا فارس میں ابوالحسن بن سالبہ اذربانجان وطرستان میں شیخ شفیق فرح اہل کرمان میں خواجہ علی بن الحسین السرکانی اور خراسان میں تو اتنے ایسے اور اتنے ہیں کہ اگر ان میں کا ایک بھی ہوتا تو دنیا بھر کو کافی تھا۔ ماوراءالنہر میں ابوجعفر محمد بن الحسین غزنین ابوالفضل اسدی وغیرہ وغیرہ گذر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر سے مجھ سے ملاقات ہوئی ہے۔

**باب** فی فرق فرقہم فی مذاہبہم صوفیہ کے بارہ فرقے ہیں جن میں کہ دو مقبول اور دو مطرود ہیں (۱) فرقہ محاسبیہ ان کے پیشوا ابوعبداللہ بن ... سے ہیں۔ ان کا اختلاف یہ ہے کہ رضا ان کے نزدیک مقامات سے یعنی اکتسابی نہیں ہے ... ہے۔

(۲) اس گروہ کے پیشوا ابی صالح بن حمدون بن عمارہ القصار ہیں اور ان کا مذہب نشر واعلان ملامت ہے (۳) طیفوریہ یہ گروہ ابویزید بن طیفور بن عیسیٰ سے اقتدا کرتا ہے ان کا مدار سکر و غلبہ شوق رکھتے ہیں محبت پر ہے۔ اور یہ گروہ عزلت پسندی کا امر ہے۔

(۴) اس گروہ کی اقتدا ابوالقاسم الجنید بن محمد بن جنید طاؤس العلماء سے ہے۔ میں بھی جنیدی مذہب ہوں۔ جنیدین کو طیفوریہ سے اختلاف ہے۔ اور یہ گروہ بجائے سکر صحو کو افضل جانتا ہے۔ اور مصالح کیلئے صحت حال کو مشروط کرتا ہے۔

(۵) نوریہ اس گروہ کی اقتدا ابوالحسن نوری سے معاملات میں مثل جنیدین کے ہیں۔ لیکن تصوف کو فقر سے افضل جانتے ہیں۔ اور ایثار وغیرہ کو واجب اس لئے عزلت کے یہاں حرام مطلق ہے (۶) سہلیہ اس گروہ کے پیشوا سہل بن عبداللہ تستری ہیں۔ ان کے طریقہ میں مجاہدہ و ریاضت واجب ہے۔ مرید کی پرورش تدریجاً کرتے ہیں۔ مثلاً پہلے دن بھر ذکر یا اللہ پھر راتوں کو اور پھر ہر وقت جس سے عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ فرقہ حمدونیاں اس کے مقابل میں خدمت درویشاں کا قائل ہے۔ اور جنیدین مراتبہ باطن کے عامل فرقہ سہلیہ مجاہدہ سے منکر کو منکر شریعت و انبیا جانتا ہے۔

(۷) حکیمیہ اس گروہ کے پیشوا ابوعبداللہ محمد بن علی الترمذی ہیں۔ ان کے مذہب کا اعتماد مرتبۂ ولایت ہے۔ ان کا پہلا کشف یہ ہے کہ خدا نے اپنے اولیاء کو دام نفس سے آزاد کر کے درخت پر جگہ دے دی ہے۔

(۸) اس گروہ کا اقتدا ابوسعید خراز سے ہے۔ ان کا مذہب فنا و بقا ہے یعنی صفت انسانی سے فنا اور باقی میں بقا کیونکہ اصطلاح صوفیہ میں فنا ایک صفت سے فنا اور دوسرے میں بقا کو کہتے ہیں۔ جیسے علم سے فنائے جہل وغیرہ۔

(۹) خفیفیہ کے پیشوا ابی عبداللہ محمد بن خفیف الشرازی ہیں۔ ان کا طریقہ حضور و غیبت ہے۔ یہ شہزادگان عجم سے تھے۔ اور علوم میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ چار سو نکاح کئے تھے اور قبل دخول سب کو طلاق دیا تھا۔ کیونکہ عورتیں خود اصرار کرتی تھیں تاکہ برکت حاصل کریں حضور سے مقصود دلالت یقین اور غیبت سے مقصود ماسواللہ سے غیبت ہے

(۱۰) سیارہ ان کے امام مذہب ابوالعباس سیاری ہیں۔ مرد و نساء میں یہ فرقہ اب تک

اپنی پہلی حالت پر موجود ہے۔ ان کا طریقہ جمع و تفرقہ ہے۔ جمع سے مقصود حقیقت سر معلوم حق جیسے واللہ یدعوا الی دار السلام دعوت جمع ہوئی اور اس کا تفرقہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ہے یعنی جمع میں بعض کو مقبول اور بعض کو مطرود کیا۔

(۱) حلولیہ یہ دو گروہ ہیں ایک کے پیشوا ابی حلمان دمشقی اور دوسرے کے حسن بن منصور حلاج ہیں۔ درانحالیکہ ان دونوں کے وہ خبیث اعتقاد نہ تھے جو فرقے والوں کے مشہور ہیں۔ بہرحال یہ گروہ حلول خدا و امتزاج و تناسخ ارواح کا قائل ہے۔

**کشف الحجاب الثانی فی التوحید۔** توحید پر اسلام کی بنا ہے اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت بیشتر مقاموں پر ہے۔ جیسے قل ھو اللہ احد علم توحید کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) وہ علم جو خود ذات کو ہے (۲) وہ حکم توحید جو دل عبد میں پیدا کیا جائے (۳) بندہ جس علم پر خدا کو واحد (غیر وحدت عددی) و وصل و فصل و مکان و جہت و عرض و جوہر و ظلمت و روح و جسم و زن و فرزند سے بری اور بے مانند و مثل و فاعل بے آلات و حرکات، قدیم و حی و علیم و قدیر، رؤف و رحیم و مرید و سمیع و بصیر و متکلم و باقی و خالق جانے صوفیہ کے نزدیک وہ خالق شر و خیر ہے آخرت میں اہل بہشت اور دنیا میں اولیاء اس کا دیدار کر سکتے ہیں۔ فصل توحید میں مشائخ کے بیشمار اقوال ہیں۔ مختصراً ان میں سے چند نقل کئے جاتے ہیں۔ (جنید) التوحید افراد القدم من الحدث یعنی قدیم محل حوادث و جنس حادث نہیں ہے یہ فقرہ گویا ان کا خواب ہے جو روح کو قدیم ماننے میں حسین بن منصور کا قول ہے اول القدم فی التوحید فناء التفرید (حصری) اصولنا فی التوحید خمسۃ اشیاء رفع الحدث و اثبات القدم و ھجر الاوطان و مفارقۃ الاخوان و نسیان ما علم و جھل (۱) نفی حدوث و استحالہ و اثبات قدم (۲) ہجر اوطان مالوفات طبائع و رواسم سے گریز (۳) مفارقۃ الاخوان صحبت خلق سے اعراض کیونکہ یاد غیر بھی حجاب ہے (۴) نسیان جہل کا ابطال تو ظاہر ہے۔ نسیان علم بدیں نظر پیش ہے

کہ جو کچھ ثبوت علمی بھی بہم ہوتے ہیں وحدت خود ان کو رد کر دیتی ہے (تستری) ذات اللہ
موصوفة بالعلم غیر مدرکة بالاحاطة ولا مرئیة بالابصار فی الدار الدنیا وھی
موجودة بحقائق الایمان من غیر حد ولا حلول وتراہ العیون فی العقبیٰ ظاھراً
باطناً فی ملکه وقدرته (قد حجب الخلق عن معرفة کنه ذاته ودلھم علیه بآیاته
والقلوب تعرفه والعقول لا تدرکه ینظر الیه المؤمنون بالابصار
من غیر احاطة ولا ادراك نھایة اور جنید نے معرفت میں جس قول کو بہتر
سے بہتر مانا ہے وہ حضرت ابوبکر کا یہ فقرہ ہے سبحان من لم یجعل لخلقه سبیلا الی معرفته
الا بالعجز عن معرفته بعض کو اس پر ایراد ہے کہ عجز معرفت بمعرفتی ہے۔ مگر میرے نزدیک
عجز حالت موجود میں ہوتا ہے۔ نہ کہ مفقود میں مردہ حیات سے نہیں موت سے عاجز ہے۔
اس مقام پر حضرت علی کا فقرہ یادگار ہے۔ لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا (شبلی) التوحید
حجاب المواحد عن جمال الاحدیة یعنی توحید کی دوسری قسم حکم ہے۔ اور فعل بندہ ہے جو
علت کشف نہ ہوگا اور اس لئے حجاب ہوگا۔

**کشف الحجاب الثالث فی الایمان** کلام مجید کا مخاطب ہی طبقہ ایمان ہے۔ بار بار
یا ایھا الذین آمنوا کی ندا آتی ہے لغت ایمان کو تصدیق کہتا ہے۔ اور مذہب اس میں مختلف
شرطیں بڑھاتے ہیں اور اختلاف کثیر رونما ہوتا ہے۔ معتزلہ علم و عمل کو ایمان کہتے ہیں۔
اسی لئے خوارج کی طرح عاصی کو خارج از ایمان جانتے ہیں۔ اسی طرح ایمان بعض کے
نزدیک معرفت اور بعض کے نزدیک تصدیق و عمل ہے۔ صوفیہ میں فضیل و سمنون المحب
و فقہا میں شافعی و مالکی و حنبلی بھی اسی طرف ہیں۔ اور جو تصدیق و قول کو ایمان کہتے
ہیں۔ ان کے مؤیدین صوفیہ میں ذوالنون و جنید و دارانی و محاسبی و فقہا میں امام ابوحنیفہ
ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ اختلاف لفظی ہے۔ معناً سب ایک ہیں۔

**فصل** پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ایمان کی اصل دل اور فرع ہے۔ اور دراصل ایمان

تصدیق بالقلب ہے اور عمل اس کی فرع ہے۔ جس طرح فرع شے کو اصل شے کے نام سے پکارتے ہیں۔ مثلاً دھوپ کو آفتاب کہنا اسی طرح تصدیق کے ساتھ عمل کو شریک کرکے ایمان نام رکھا ہے۔ اسی طرح جنھوں نے ایمان کو امن کے معنے میں لیا ہے انہوں نے بھی طاعت دعمل، کو موجب نجات عقوبت جان کر تصدیق کا شریک کر دیا ہے جو لوگ معرفت کو ایمان کہتے ہیں وہ بھی درست ہے کیونکہ طاعت بے معرفت کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ آنحضرتؐ نے بھی فرمایا ہے کہ مجھ کو اور تم کو صرف عمل نجات نہیں دے سکتا۔ اور معرفت کی تین راہیں کمال وجلال وجمال وصف کمال بندہ کے لئے معرفت ناممکن ہے۔ اہل جلال کا دل محل ہیبت اور جمال والوں کی آنکھیں رداق منظر دوست ان دونوں حالتوں میں معرفت محبت ہوگی اور اہل محبت کا فرض اطاعت۔

**کشف الحجاب الرابع فی الطہارۃ من النجاسۃ** ایمان کے بعد پہلی چیز طہارت ہے۔ جس کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔ اور یہ طہارت طہارت جسم ہے۔ جو مشہور ہے مگر اس کی ایک قسم طہارت باطن بھی ہے۔ جس طرح ظاہر کے لئے آب مطلق شرط ہے۔ اسی طرح باطن کے لئے آب توحید لازم ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے تھے اللھم طہر قلبی من النفاق چاہئے یہ ہے کہ وضو میں طہارت باطن بھی ہوتی جائے۔ طہارت میں انہماک صوفیہ کے حکایات کثیر ہیں۔ ایک روز شبلی طہارت ظاہر (وضو) کرکے مسجد میں جانے لگے تو آواز آئی کہ طہارت باطن کو کہاں چھوڑا انہوں نے اس وقت واپس ہوکر تمام دولت راہ خدا میں دے دی۔ پھر جب جنید سے ملے تو انہوں نے بھی ان کی طہارت کی مدح کی۔ نماز تقرب ظاہر کا وسیلہ ہے۔ اس میں طہارت بھی ظاہری درکار ہے اور تقرب باطن کے لئے طہارت باطن ضروری ہے۔ اور وہ تو یہ ہے **باب فی التوبۃ وما یتعلق بہا** اہل ظاہر کا مرتبہ دل طہارت اور اہل باطن کے لئے پہلا درجہ تو یہ ہے یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا دوسری جگہ ارشاد ہے توبوا الی اللہ ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون اور آنحضرت نے فرمایا۔

مامن شیٔ احب الی من شاب تائب اس طرح ارشاد ہے التائب من ذنب کمن لا ذنب له ۔ لغت میں تاب کے معنے بازگشتن کے ہیں اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے الندم التوبة توبہ کے لئے تین شرطیں ہیں تاسف و ترک و عزم کہ آئندہ نہ کریں گے اور یہی سب ندامت میں موجود ہیں ۔ اگر خوف سے ندامت ہو تو مقام عوام مومنین ہے ۔ رغبت الی الثواب کی وجہ سے ندامت مقام تقرب و اولیا ہے ۔ خودی سے خدا کی طرف رجوع مرتبہ مرسلین ہے اور سامان توبہ خود اسی طرف سے ہو جاتا ہے ۔ اہل سنت کے نزدیک یہ بھی جائز ہے ۔ کہ ایک گناہ سے توبہ کرے اگرچہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہو معتزلہ کا گروہ قہشمان تمام کبائر سے توبہ کو توبہ جانتا ہے ۔ سری کا قول ہے التوبة ان لا تنسی ذنبك اور جنید کہتے ہیں التوبة ان تنسی ذنبك یعنی تائب محب ہے اور محب مشاہد لہٰذا محبت میں یاد گناہ بھی جفا ہے ۔ **فصل** توبہ باربار ہو سکتی ہے ۔ اس کے ثبوت میں مشائخ کی کثیر حکایات ہیں ۔ یہاں تک کہ ایک بزرگ ناقل ہیں کہ میں نے ستر بار توبہ کرکے توڑی اکترہویں مرتبہ استقلال حاصل ہوا ۔ **فصل** ذوالنون مصری کا قول ہے توبة العوام من الذنوب و توبة الخواص من الغفلة (سہل) لیس للعبد فی التوبة شیٔ لان التوبة الیه لا منه حسب مذہب جنید (ابوالحسن نوشجہ) التوبة اذا ذکرت الذنب ثم لا تجد حلاوة عند ذکره فهو التوبة یعنی ارادہ معصیت بھی نہ رہے ۔ ذوالنون نے توبہ کی دو قسمیں بتائی ہیں ۔ ایک توبہ خوف عقوبت سے اور ایک توبہ حیا کرم سے یعنی توبہ جلال و جمال و سکر و صحو ۔

**کشف الحجاب الخامس فی الصلوٰۃ** نماز کو ظاہراً و باطناً ادا کرنا چاہیئے ۔ حالت نماز میں آنحضرت کے سینہ مبارک سے ایک جوش کی آواز آتی تھی ۔ جو دیگ کے جوش سے مشابہ تھی حضرت علیؓ وقت نماز لرزہ براندام ہوتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا ۔ جس کا تحمل آسمان و زمین نہ کر سکے ۔ حاتم اصم نے جواباً کہا ہے کہ وقت نماز پہلے وضو ظاہر پانی سے اور پھر طہارت باطن توبہ سے کرتا ہوں اور مسجد کو مسجد حرام

اور درمیان دوابرو مقام ابراہیم دہنے بائیں بہشت و دوزخ پس پشت ملک الموت قدم کو صراط پر سمجھتا ہوں پھر تکبیر بہ تعظیم و قیام بحرمت و قراءت بہیبت و رکوع تواضع وسجود بتضرع و جلوس بحلم و وقار و سلام بشکر ادا کرتا ہوں **فصل** نماز میں کل راہ حق موجود ہے۔ طہارت سے توبہ استقبال قبلہ سے رجوع بہ پیر قیام سے مجاہدت قرات سے دوام ذکر رکوع سے تواضع سجود سے معرفت نفس و تشہد سے مقام امن اور سلام سے تفرید از دنیا مقصود ہے۔ نماز بعض کے نزدیک آلہ حضور و بعض کے نزدیک آلہ غیبت ہے۔ اولیاء دونوں حالوں میں پائے گئے ہیں مگر میرے نزدیک صلوٰۃ امر ہے اس لئے کسی کی علت نہیں ہو سکتی۔

## باب المحبۃ و ما یتعلق بہا

یا یہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسی طرح حدیث میں زبان جبرئیل علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ جناب باری نے فرمایا من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ اور ارشاد ہوا ہے کہ قبض روح مومن سے زیادہ مجھے کبھی تردد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ موت کو اور میں اس کی زیادتی معاصی کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے لئے موت سے ناچاری بھی ہے۔ اسی طرح آنحضرت نے فرمایا من احب لقاء اللہ احب لقائہ ومن کرہ لقائہ کرہ اللہ لقائہ اسی طرح روایت ہے کہ خداوند عالم جس کو چاہتا ہے اس کی اطلاع جبرئیل کو دیتا ہے۔ جبرئیل تمام ملائکہ و اہل ارض کو پہنچاتے ہیں۔ اور اہل ارض بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں۔ ایسی حدیثیں کثیر ہیں لیکن لغت میں بھی اختلاف ہے۔ اور جتنے اختلاف ہیں وہ بھی معنی محبت کے مؤید مثلاً اگر بکسر اول حبہ سے مشتق ہے تو اس کے معنے ان صحرائی تخموں کے ہیں جو زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اور مرور زمانہ سے خراب نہیں بلکہ مثمر ہوتے ہیں۔ یونہی محبت الٰہی مقامات سے متغیر نہیں ہے۔ اور اگر حب سے ماخوذ ہے جس کے معنی چھلکتے پانی کے ہیں۔ جس میں اضافہ کی گنجائش نہ ہو تو بھی محبت وہی دوست کی تصویر ہے کہ اس میں جائے غیر باقی نہیں ہے۔ انہی معنوں میں شبلی کا قول ہے :-

فسمیت المحبۃ لانہا تمحوا من القلب ما سوی المحبوب اور اگر حب اس کی اصل ہے جس کے معنے اس گھڑا اونچی کے ہیں جس پر ظرف آب رکھا جائے تو بھی دل دوست کی باربرداری ناز و جفا واضح ہے۔ اور ما بہ جمع حبہ ہے۔ تو بھی یہ محل لطیف دل ہے جو مرکز محبت ہے۔ یا حباب سے ماخوذ ہے۔ جس میں جوش آب کی طرح جوش آرزو مستور ملے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محبت صفائے مودت اور حبیۃ الانسان سے ماخوذ ہے۔ جو سپیدی چشم ہے تو بھی آنکھ کا محبت سے نگاہ پوشیدہ نہیں ہے **فصل** محبت کے دوسرے ہیں بندہ کی محبت خدا سے یہ وہ صفت ہے جو دل مومن میں پیدا کی جائے اور اس کے معنی تعظیم میں اور خدا کی محبت سے بندہ سے انعام دینی و دنیاوی ہے۔ یہ دنیاوی محبت سے مشابہ نہیں ہے۔ اور اہل محبت کے بھی دو طبقہ ہیں۔ ایک نعمت سے منعم کو جاننے والے اور ایک نعمت سے معرض ہو کر جاننے والے اور ان کا مرتبہ بلند ہے۔ **فصل** سمنون محب محبت کو اصل و قاعدہ جانتے ہیں۔ جدا اور مقامات کی طرح معتبر بھی نہیں ہے۔ یہ تمام مشائخ کا اعتقاد ہے لیکن اپنا نام محب اس لئے نہیں رکھا کہ محبت دست برد اہل زمانہ سے محفوظ نہ تھی۔ اس لئے بنا بر پاس صفوت صوفی لقب اختیار کیا۔ کیونکہ یہ صفائے محبت ہے۔ اور دوسرا گروہ جو اپنا نام فقیر رکھتا ہے وہ بھی ترک اختیار کو اثبات اختیار محب فقر جانتا ہے اس لئے فقیر نام رکھتا ہے۔ محبت وہ شے ہے جس سے نہ کوئی ملک خالی ہے نہ کوئی دل نہ اس کو کوئی دفع کر سکتا ہے **فصل** خدا سے عشق میں مشائخ کو اختلاف ہے کیونکہ صفت ممنوع ہے۔ مگر جب عبد و معبود دونوں ممنوع ہیں۔ تو ایک (خدا) کے لئے غیر ثابت اور دوسرے (بندہ) کے لئے ثابت ہو گا۔ مگر یہاں پر پھر اختلاف ہے۔ اس لئے کہ عشق حد سے تجاوز کا نام ہے۔ اور خدا محدود نہیں یا عشق ادراک و طلب ادراک اور اس کی شرط دیدت اور خدا نہ مدرک ہے نہ مرئی اس لئے محبت مستحسن ہے اور واقعات بھی اسی کے موید ہیں۔ یعقوب استغراق محبت یوسف میں کامیاب اور زلیخا عشق میں مطعون و رسوا ہوئیں **فصل** اقوال مشائخ (ابو القاسم قشیری) المحبۃ محو المحب بصفاتہ

واثبات المحبوب بذاته (ابو یزید بسطامی) المحبة استقلال الکثیر من نفسک واستکثار القلیل من حبیبک اس شان کو خدا نے ان الفاظ سے پورا کر دیا۔ قل متاع الدنیا قلیل تشرح المحبة معانقة الطاعات ومباینة المخالفات جو جب دونوں طرف سے اطاعت شرط ہے تو ملاحدہ کا قول رفع طاعت بے معنی ہے۔

**کشف الحجاب السادس۔** قولہ تعالیٰ واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ زکوٰۃ اتمام نعمت پر ہوتی ہے اور اس کی حد شرع نے معین کر دی ہے۔ مثلاً بیس درم یا پانچ اونٹ جبکہ بحکم ملک سال بھر تک رہیں اس کی ادائی واجب اور ضروری ہے۔ اور اسی طرح زکوٰۃ جاہ بھی واجب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ان اللہ فرض زکوٰۃ جاھکم کما فرض علیکم زکوٰۃ مالکم دوسری حدیث ہے ان لکل شیٔ زکوٰۃ فزکوٰۃ الدار بیت الضیافۃ جب ہر نعمت پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو گیا۔ تو تندرستی بھی نعمت کاملہ ہے اس کی زکوٰۃ اعضا کو دینا چاہیئے اور وہ طاعت ہے اس طرح نعمت باطن کی زکوٰۃ شکر بے پایاں ہے۔ مگر صوفیہ میں زکوٰۃ کچھ ممدوح نہیں ہے جس کا ماخذ حضرت علیؓ کا یہ شعر ہے ؎ فما وجبت علیّ زکوٰۃ مال + وھل یجب الزکوٰۃ علی الجواد۔ اس لئے کہ کسی رقم کا سال بھر تک اس طرح جمع رکھنا کہ جس میں ردوبدل ہی نہ ہو بخل ہے۔ اور حضرت علیؓ کی سخاوت اس بخل کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی **فصل** صوفیہ کمتر زکوٰۃ لیتے تھے یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ کا دینے والا صاحب دست علیہ اور لینے والے (صوفیہ) صاحب دست سفلی ہوں غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ لینا امر واحکام ہے **باب الجود والسخاء** آنحضرتؐ نے فرمایا۔ السخی قریب من الجنۃ و بعید من النار والبخیل قریب من النار وبعید من الجنۃ فضیلت جود وسخا میں اختلاف ہے۔ کیونکہ خدا نے اپنی ذات کو جواد کہا ہے سخی نہیں کہا ہے۔ اجماع امت ہے خدا کا ایسا نام نہیں رکھا جا سکتا جس پر سنت وکتاب ناطق نہ ہو سخی وجواد میں یہ فرق ہے کہ بغرض و باتمیز دے تو سخی اور بے غرض وبے تمیز دینے والا جواد ہے۔ ہمارے نبی جواد اور حضرت

ابراہیم سخی تھے۔ آپ بڑے مہمان دوست تھے۔ مہمان نہ ہوتا تھا تو تین تین دن کھانا نہ کھاتے تھے۔ آنحضرت صلعم کے پاس جب عدی بن حاتم آئے ہیں تو آپ نے اپنی ردا پر بٹھایا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ اذا اتٰکم کریم قوم فاکرموہ۔ بہترین فرق یہ ہے کہ دل میں آتے ہی جو دیدے وہ جواد "ہاں" "نہیں" علامت بخل ہے اور صوفیہ میں اس کا خیال پابندی سے ہے یہاں تک کہ تستری کا قول ہے الصوفی دمہ هدر و ملکه مباح امام حسن ؑ سے ایک سائل نے ادائے قرض کے لئے چار سو درم طلب کئے آپ نے وہ روپیہ دے کر رونا شروع کیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے رسول کے بیٹے اس سخاوت پر رونے کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میں نے اس کا تفحص حال کیوں نہ کیا۔ کہ اس کو سوال کی ذلت اٹھانی پڑی۔ بعض صوفیہ کو کردوں نے لوٹنا شروع کیا۔ سب نے اپنا لباس حوالے کر دیا۔ مگر ایک بزرگ حیل حجت کرنے لگے تو کردوں نے ان کو مار ڈالنا چاہا۔ بعض نے سفارش کی۔ کردوں نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ صوفیہ کو بدنام کرتا ہے کیونکہ صوفیہ کا ابتدائی درجہ یہ ہے کہ جواد ہوں یہ بنا ہوا صوفیہ ہے۔

## کشف الحجاب السابع فی الصوم

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام

اور آنحضرت صلعم نے نقل قول باری فرمایا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ چونکہ عبادت سری ہے اس لئے اجر بھی بڑا ہے کہا گیا ہے کہ دخول جنت رحمتاً اور حصول درجہ عبادتاً اور خلود جنت صوم کے صلہ میں ہوگا۔ جنید کا قول ہے الصوم نصف الطریقۃ صوفیہ میں زمانہ صیام کے علاوہ بھی اکثر صائم ہوتے تھے اور بعض بخیال ریا روضہ نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر کسی صائم کے سامنے کسی نے کھانا رکھ دیا ہے اور اس نے افطار بھی کرلیا ہے اور یہ آنحضرت صلعم کی پیروی ہے۔ اور آپ مثل حضرت داؤد ایک دن فصل کرکے روزہ رکھتے تھے۔ روزہ دراصل جوع وگرسنگی ہے اور کہا گیا ہے۔ الجوع طعام اللہ فی الارض اور روزہ شرعاً وعقلاً تمام عاقل بالغ و تندرست و مقیم اشخاص پر واجب ہے۔ لیکن روزہ میں صرف گرسنگی نہیں بلکہ

تمام اعضاء کا امساک چاہیے غیبت وغیرہ پرہیز لازم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک ولسانک ویدک وکل عضو لک۔ دوسری حدیث میں ہے۔ رب صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش آپ نے روزہ کو برابر منع فرمایا ہے انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربکم یطعمنی ویسقینی مگر اس تحریر کو شفقتاً کہا گیا ہے۔ اطبا بھی برابر روزوں کو بہتر نہیں جانتے مگر روزہ بھی ہوں اور اوامر الٰہی بھی پورے ہوتے جائیں تو کرامت ہے۔ اور یہ خاص لوگوں کے لئے عام نہیں ہے۔ صوفیہ کی چلہ کشی حضرت موسیٰ کی طرح ہے جب چاہتے ہیں کہ خدا ان سے گفتگو کرے چالیس روز کچھ نہیں کھاتے مہینہ بھر کے بعد مسواک کرتے ہیں اور پھر دس روز گذارتے ہیں۔ تو خدا ان سے باتیں کرتا ہے۔ **باب الجوع**

ولنبلونکم بشیء من الجوع ونقص من الاموال الخ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ بطن جائع احب الی اللہ من سبعین عابداً غافلاً گرسنگی سے تیز طبعی پیدا ہوتی اور ریاضت کے لئے مفید ہے لان الجوع للنفس خضوع وللقلب خشوع آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اجیعوا بطونکم واظمئوا اکبادکم واعروا اجسادکم لعل قلوبکم تری اللہ عیاناً فی الدنیا اس لئے کہ روح وسر میں اسے ضیا وجلا پیدا ہوتی ہے۔ اگر تن کے لئے بلا بھی تو کیا نقصان ہے۔ دوسرے کھانے کے شرکا حیوان ہیں۔ اور ہمارا ان طلب کو گرسنگی علاج ہو سکا ان للتقلمون یاکلون لیعشوا وانتم تعیشون لتاکلون والجوع طعام الصدیقین ومسالک المریدین وقید الشیاطین مرید کے لئے ضرورت ہے کہ نیند حالت غلبہ میں اور کلام وقت ضرورت ہو۔ مگر طعام سوائے فاقہ نہ ہو اور فاقہ کی مدت دو شبانہ روز سے چالیس دن تک کہی گئی ہے کیونکہ اہل تحقیق کے نزدیک خواہش صحیح کا یہی وقت ہے اور اسے مقصود ضعف نفس ہو۔

**کشف الحجاب الثامن فی الحج** قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً شرائط حج میں اسلام وصحت وعقل وبلوغ واستطاعت ہے۔ اور باجماع امت ارکان حج میں احرام میقات ووقوف عرفات وطواف بیت اور باختلاف سعی جہان صفا ومروہ بھی ہے۔

حرم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُس میں مقام ابراہیمؑ ہے۔ بغیر احرام جانا ممنوع ہے یہ مقام ابراہیم مقام تن تھا۔ مقام دل خلت ہے۔ جب مقام تن میں جانے کے لئے احرام و کفن پوشی جہد سے اجتناب۔ عرفات میں حاضری مزدلفہ ومشعر الحرام سے پتھر حنا وغیرہ ہیں تو مقام خلت کی حضوری کے لئے مالوفات و لذات سے گریز ذکر غیر سے اعراض وغیرہ کیوں نہ ہو۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الحاج وفد الله یطیعہم ما سالوا ویستجب لھم ما دعوا لیکن خانہ خلت کے مہمان دعا کی جگہ تسلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی شان ابراہیم ہے۔ اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لله رب العٰلمین حضرت ابراہیمؑ کی خلت کا نمونہ ماں باپ سے جدائی آتش نمرود پر ملک کی امداد و اعانت سے انکار ہے۔ لیکن مکاشفہ کے لئے دل خانہ کعبہ ہے۔ اور پھر تمام عالم کعبہ ہی کعبہ ہے۔ ابو یزید کی حکایت ذکر ائمہ صوفیہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اور ہے بھی یہی اظلم الاشیاء بیت الجیب بلا جیب اعراض معاصی نہ ہوئے تو حج سے کیا۔ جنید نے ایک حاجی سے پوچھا کہ ترک وطن کی طرح خواہشات و مالوفات کو بھی چھوڑا تھا یا نہیں اس نے کہا کہ نہیں۔ جنید نے کہا کہ پھر کچھ بھی نہ ہوا۔ دروازہ کعبہ پر مشائخ میں سے ایک بزرگ حسب حال یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

واصبحت یوم النحر عین ترحل ۔۔۔ وکان حدای الحادی نبا دامعجل

اسئل سلمٰی فھل من مخبر ۔۔۔ بان له علماً بھا این تنزل

لقد افسدت حجی ونسکی وعمرتی ۔۔۔ وفی البین فی شغل الحج مشغل

سارجع من معلمی بحجة قابل ۔۔۔ فان الذین قد کان لا یتقبل

اصلی حج یہ ہے کہ ذوالنون مصری نے ایک نوجوان کو قربانی کرنیوالوں سے الگ یہ کہتے سنا۔ کہ الٰہی میں اپنا نفس قربان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے انگلی سے گلے کی طرف اشارہ کیا اور جان دیدی۔ اور حج دو حالوں سے خالی نہیں۔ یا غیبت میں ہے یا حضور میں اگر غیبت میں کعبہ گئے تو وہاں جانے سے کیا ملا۔ اور اگر حضور میں چلے تو تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ

مشاہدہ یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی۔

**باب فی المشاھدۃ** آنحضرت فرماتے ہیں اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور حضرت داؤدؑ پر وحی نازل ہوئی تھی یا داؤد اتدری ما معرفتی قال لا قال ھی مشاھدۃ القلوب فی مشاھدتی لیکن مشاہدہ سے مشاہدہ دل مقصود ہے۔ نہ کہ مشاہدہ بچشم محمد بن واسع کا قول ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ بالمجاھدۃ ثم استقاموا علی بساط المشاھدۃ اور یہ مشاہدہ صحبت تعین سے ہوگا یا غلبہ محبت سے انہی سے یہ قول بھی منسوب ہے ما رایت شیئا قط الا ورایت اللہ فیہ اور جو فعل سے فاعل کو دیکھے وہ مستدل اور جو فعل سے قطع نظر کرے وہ مجذوب ہے اس کے لئے دلائل حجاب ہوں گے۔ یہی مرتبہ آنحضرتؐ کے لئے معراج میں تھا ما زاغ البصر وما طغی یعنی غلبہ شوق نے ماسوی اللہ پر نگاہ پڑنے ہی نہ دی غرض مجاہدہ سے مشاہدہ قریب ہے اور یہی حیات اصلی ہے۔ ابویزید نے اس لئے اپنی عمر چار سالہ بتائی کیونکہ مشاہدہ کی عمر اتنی ہی تھی اور اس میں بھی منوص شرط ہے۔ شبلی کی دعا تھی کہ الٰہی نار وجنت کو خزانہ قدرت میں چھپائے تاکہ عبادت خالص کروں۔ آنحضرتؐ کے مشاہدہ میں بنا بر اختلاف حدیث اختلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا ہے کہ دیکھا اور حضرت عائشہ سے کہا ہے کہ نہیں دیکھا۔ مگر دراصل یہ کلام قابلیت سائل کے موافق دیئے گئے۔ یا یوں سمجھا جائے کہ چشم ظاہر سے نہیں دیکھا اور دل سے دیکھا۔ مگر ذکر و فکر میں صورت کا خیال بھی ضلالت ہے۔ اس لئے کہ یا وہمًا ہوگا۔ یا عقلًا اور ان دونوں میں سے جو صورت ہو انہی دونوں کی جنس سے ہوگی۔ اور خدا جنس نہیں ہے۔ رہا نظارہ عقلی اگر اس کو صحیح مان لیں تو یہاں بھی دیکھنا صحیح ہو جائے گا۔ لیکن دراصل یہ اجازت ہے خبر نہیں ہے۔

**کشف الحجاب** التاسع فی الصحبۃ مع آدابھا واحکامھا۔ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم الخ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ حسن الادب من الایمان اور فرمایا ہے کہ

ادبنی ربی فاحسن تادیبی یہی چیز ایسی ہے جس میں کسی مذہب کو اختلاف نہیں اور نوادب مقامات صوفیہ فیضان محال ہے۔ یہاں تک کہ اٹھویں خود نگہداشت ہے۔ تو نماز میں خدا کی طرف سے ہوگی اہل مشاہدہ ہمیشہ اس کا لحاظ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض تو تمام عمر سوا تشہد نماز کے ادب باری سے بیٹھے ہی نہیں۔ ایک ادب حق ہے اور دوسرے ادب معاملات جس میں مروت و تمام اخلاق برتنا چاہئے۔ تیسرے ادب صحبت خلق

**باب الصحبۃ وما یتعلق بہا** قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لہم الرحمن **ودا** یعنی حسن رعایت خلق سے آنحضرتؐ نے صفائے محبت کے لئے تین چیزیں فرمائیں سلام کرنا مجلسوں میں اخوان مومنین کے لئے جگہ دینا۔ اور عزت سے نام لے کر پکارنا اور فرمایا ہے کہ بھائی چارہ زیادہ کرو۔ کیونکہ بھائیوں کے سامنے خدا کو حیا آتی ہے۔ کہ عذاب کرے۔ لیکن صحبت میں افادہ و استفادہ کی شرط ہے۔ ورنہ ممنوع۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہو ان من تمام التقوی بعلم ما یعلم۔ یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے۔ بئس الصدیق تحتاج ان تقول لہ اذکرنی فی دعائک وبئس الصدیق تحتاج ان تعیش معہ بالمدارات وبئس الصدیق ینتظر الاعتذار فی زلۃ کانت منک۔

آنحضرتؐ کی حدیث ہے المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل اس لئے کہ صحبت بد کا بیٹھنے والا اچھا نہ ہوگا۔ در کعبہ پر ایک شخص کی دعا تھی کہ میرے اہل وطن کو نیک کردے اس کا سبب یہی تھا کہ ان کی نیکی بدی کا اثر اس پر ہونا بدیہی تھا۔ اس لئے مشائخ میں صحبت یکدیگر ضروری ہے۔ اور ان میں ان کی تصانیف ہیں جیسے جنید کی تصحیح الارادات احمد بن خضرویہ کی الرعایۃ بحقوق اللہ و ترمذی کی اداب المریدین وغیرہ

**باب** ادابہم فی الصحبۃ آنحضرتؐ کی حدیث ہے الشیطان مع الواحد وھو مع الاثنین یعنی تنہائی خیالات کو بگاڑ دیتی ہے۔ جیسے جنید کے مریدین میں سے ایک بگڑ کر الگ جا بیٹھا تو شب کو اس کے پاس ایک اونٹ لایا گیا۔ اور دعوت بہشت دی گئی۔

یہ گیا اور اس نے منظر جنت دیکھا۔ جنید کو جب یہ خبر ہوئی تو انہوں نے اس سے کہا آج
جانا تو لاحول ضرور پڑھ لینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ چونکہ وہ شیاطین بھاگ نکلے اور
ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا مزبلہ پر پڑا ہوں۔ لیکن صحبت کے لئے حقد و حسد سے پرہیز اور
ہر ایک کے مرتبہ کے خیال سے ملنا چاہیئے۔ ابوالقاسم گرگانی کی نصیحت تھی کہ مجلسوں میں اپنے
حظ خواہش کو ترک کرو تاکہ اہل صحبت کے حقوق کی رعایت ہو سکے۔ ابراہیم خواص سے سفر حج میں
ایک نے ہم سفری چاہی۔ انہوں نے کہا ساتھ رہنے میں ایک کے لئے حاکم اور دوسرے کے
لئے محکوم ہونا ضروری ہے۔ تم میرا ساتھ کیونکر دوگے کہا محکوم بن کر ابراہیم راضی ہوگئے اور
راستے میں خدمت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ایک شب جب بارش شروع ہوئی تو شب
بھر اپنے خرقہ کا سایہ کئے کھڑے رہے اور جب اس شخص نے انکار کرنا چاہا ابراہیم نے کہا
تم محکوم ہے لہذا دوسرے روز اس شخص نے کہا اب آج میں حاکم اور آپ محکوم۔ ابراہیم
اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر خدمت شروع کی۔ اس نے کہا آج آپ محکوم ہیں میرے
دائرہ حکم سے باہر نہ ہو جیئے۔ انہوں نے کہا کہ حکم سے باہر وہ ہے جو حاکم سے خدمت
لے۔ غرض سارا سفر یونہی تمام ہوا۔ اور آخر میں انہوں نے نصیحت کی کہ مشائخ کی خدمت
اس طرح کرنا چاہیئے۔ انس بن مالک ناقل ہیں کہ میں نے دس برس آنحضرت صلعم کی خدمت
کی۔ مگر نہ کبھی آپ مجھ پر خفا ہوئے۔ اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہ کیا۔ مشائخ
میں سنت ہے کہ مسافر و مقیم و جوان و پیر ہر ایک اپنے اپنے مقام پر دوسرے کی خدمت
کو فضل سمجھے۔ جوان کی خدمت پیروں پر یوں فرض ہے۔ کہ اگر یہ عبادت میں زائد ہیں
تو وہ گناہوں میں کم

**فصل** اہل لغت علم لغت و نحو و صرف کے عالم کو ادیب کہتے ہیں۔
لیکن در اصل اجتماع فضائل حیر ادب ہے۔ ابو نصر صاحب لمعہ کا قول تھا کہ دنیائے ادب کے
تین حصہ ہیں۔ اہل دنیا کا ادب حفظ علوم و اشعار و اہل دین کا ادب۔ ریاضت نفس و
تادیب اعضا و حفظ حدود شریعت و ترک خواہشات اور اہل خصوص کا ادب طہارت

قلب و مراعات اسرار ہے۔

**باب** آداب الصحبۃ فی الاقامۃ مثل حضرت ابراہیم مقیم کا فرض خدمت مسافر ہے۔ نام و نشان دریافت کرنے سے پہلے سامان راحت کی فراہمی ضروریات کا لحاظ خادمانہ خدمت بجالانا۔ اور حسب امکان اپنے مال میں سے ایثار کرنا چاہیئے لیکن اپنے شہر کے امیروں کے دروازوں پر سلام کو لیجانا نہ چاہیئے۔ اگرچہ بعض سفروں میں مجھ پر بھی مصیبت آئی۔ اور ایسی خاطر بھی واجب نہیں ہے کہ اپنا حفظ نہ رہے۔

**باب** ادابہم فی السفر سفر کو خدا کے لیئے ہونا چاہیئے مثل حج و جہاد و زیارت قبور و مشائخ وغیرہ اس میں ضروری سامان لباس پیوندکار۔ عصا سجادہ طہارت کے لئے کسی ظرف کو ہونا چاہیئے اور حفاظت سنت کے لئے سرمہ دانی اور کنگھی میں بھی نقصان نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ کی اجازت مقام مسافر دیکھ کر دی جاسکتی ہے۔ متمکن ہے۔ تو نقصان نہیں ورنہ یہ حجاب ہوگا۔ مسافر کے لئے مقیم سے بمسرت ملنا پہلے پائے چپ سے کفش جدا کرنا دو رکعت نماز بجالانا فضول گوئی و قصہ خوانی و دل شکنی میزبان سے احتراز ضروری ہے **باب** ادابہم فی الاکل تھوڑا کھانا چاہیئے۔ ابویزید سے پوچھا گیا بھوک کو کیوں پسند کرتے ہو۔ کہا اگر بھوکا ہوتا تو کبھی نہ کہتا انا ربکم الاعلیٰ تستری کا قول تھا۔ کہ شراب سے پیٹ بھرا ہونا ایک حد تک بہتر ہے نسبت اس کے کہ اکل حلال سے لبریز ہو۔ لوگوں نے پوچھا کیوں کہا اس لئے کہ شراب تو بیہوش کرکے دست و زبان سے خلق کو محفوظ کردیتی ہے اور یہ شکم سیری خواہشات کا اضافہ کرتی ہے۔ صفت مشائخ میں ہے۔ اکلھم کاکل المرضیٰ و نومہم کنوم الغرقیٰ وکلامہم کلام الثکلیٰ تنہا خوری کو آنحضرت صلعم نے منع فرمایا ہے اشر الناس من اکل وحدہ وضرب عبدہ ومنع رفدہ نام خدا سے طعام کو شروع اور حمد پر تمام کرنا چاہیئے۔ نمک سے ابتدا کرنا اور لقمہ چھوٹا اور آہستہ آہستہ کھانا۔ اور اپنے لقمہ پر نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس طرح نہ کھانا چاہیئے کہ ساتھیوں کو کراہت محسوس ہو۔ اور درمیان غذا

پانی کم پینا چاہیئے **باب** ادابہم فی مشیہم قولہ تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا۔ ہر قدم پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے لئے اٹھ رہا ہے۔ یا اس کے لئے۔ اگر اپنے لئے ہو تو استغفار ورنہ زیادتی چاہیئے۔ اس جماعت سے بڑھ گھٹ کر چلنا نہ چاہیئے۔ اور ایسی راہ پر چلنا چاہیئے کہ اگر کوئی پوچھے کہ کہاں چلے تو جواب میں کہا جا سکے انی ذاھب الی ربی انہ سیھدین **باب** لومہم فی السفر والحضر مسئلہ نوم میں اختلاف ہے۔ علی بن سہل نوم کو ان دلیلوں سے برا جانتے ہیں۔ (۱) آنحضرت نے فرمایا النوم اخ الموت (۲) حضرت داؤدؑ کو وحی ہوئی یا داؤد کذب من ادعی صحبتی وھو النائم عنی (۳) ذبح اسمٰعیلؑ کا حکم جب حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں ملا تو حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ دوست سے غفلت کی سزا آپ کو ملی ہے (۴) اقوال مشائخ میں لوکان فی النوم خیر الکان فی الجنۃ نوم اور جنید ذیل کی دلیلوں سے اچھا جانتے ہیں۔ (۱) آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دفع القلم عن ثلاث عن النائم حتی ینتبہ وعن الصبی حتی یحتلم وعن المجنون حتے یفیق (۲) ابن عباس نے کہا ہے۔ لاشئ اشد علے ابلیس من نوم العاصی (۳) من نام علے الطہارۃ یرذن لروحہ ان یطوف بالعرش ویسجد للہ تعالیٰ۔

## باب ادابہم فی الکلام والسکوت

قولہ تعالیٰ ومن احسن قولا ممن دعی الی اللہ اگرچہ نطق ہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے انسان کا امتیاز قائم ہے۔ مگر جو نعمت بڑی ہوتی ہے اس کی نقمت بھی چھوٹی نہیں ہوتی۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اخوف ما اخاف علی امتی اللسان جو لوگ کلام کو بہتر جانتے وہ آیت اول کے بعد اس آیت کو بھی دلیل میں پیش کرتے ہیں فاما بنعمۃ ربک فحدث اور شبل جنید جو سکوت کو پسند کرتے ہیں وہ حدیث آنحضرتؐ پر عامل ہیں۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ دونوں بہتر ہیں۔ مگر شبلی سے کسی نے کہا کہ سکوت کلام سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا سچ ہے۔ مگر تیرا سکوت لیکن میرا کلام میرا سکوت حلم ہے اور گفتگو علم۔ اور تیرا سکوت وکلام دونوں لغو وبے معنی لہذا طالب کا

سکوت فکر اور کلام تجبیہ و تحمید ہونا چاہیئے۔ آداب گفتار یہ بحکم پیر گفتگو دخل در معقولات دنیا
و بعض الفاظ کا استعمال حیوت غیبت وغیرہ سے پرہیز لازم ہے اور سکوت علی الجہل و الباطل
نہ چاہیئے۔ **باب** آدابہم فی السؤال قولہ تعالیٰ لا یسئلون الناس الحافا سوال سے منع
نہیں فرمایا۔ بلکہ سائل سے جھڑکنے کو منع کیا ہے۔ فاما السائل فلا تنھر لیکن سوال غیر
از حق سے اعراض چاہیئے۔ ابو مسلم کے قید خانہ میں ایک فقیر تھا۔ رات کو آنحضرتؐ نے خواب
میں فرمایا بحکم خدا میں سفارش کو آیا ہوں۔ ابو مسلم نے رات ہی کو خود جا کر اس کو آزاد کر دیا
اور معذرت کے بعد کہا کہ اپنی حاجت ... اس نے کہا جس کا خدا ایسا ہو کہ رات کو
ابو مسلم کو آزادی کے لیے بھیجے وہ کسی غیر سے کیا مانگے۔ آپ نے بھی سوال کا حکم دیا ہے۔ اطلبوا
الحوائج عند احسان الوجوہ آداب سوال میں یہ ہے کہ عورت اور بازار سے نہ مانگے **باب**
آدابہم فی التزویج و التجرید و ما یتعلق بہا۔ قولہ تعالیٰ ھن لباس لکم و
انتم لباس لھن۔ اور آنحضرت نے فرمایا تناکحوا و تناسلوا تکثروا فانی اباھی
بکم الامم یوم القیٰمۃ ولو بالسقط دوسری حدیث ہے ان اعظم النساء برکۃ اقلھن
ایمانا و احسنھن وجوھا و ارخصھن ظھورا۔ مشائخ تزویج کو دفع شہوت و حصول
فراغت دل یا بقائے نسل کے لیے جانتے ہیں۔ اس لیے کہ اولاد اگر مر جائے مرتبہ شفیع ہے
اور اگر زندہ رہی تو ایصال ثواب اس کا فریضہ الشیطان مع الواحد الخ کے یہی معنے ہیں
کہ تنہائی میں انسان کی رغبت معاصی کی طرف ہوتی ہے۔ اور ایک حدیث میں زن
موافقہ کی شرط ہے غرض تجرید ہو یا تزویج دونوں میں درد و آفتیں ہیں۔ تجرید میں ترک
سنت و خطرہ ابتلائے حرام و تزویج میں غیر سے مشغولیت و شغل تن خطر نفس کے لیے
ہے۔ مجبوراً اختیار کرنا چاہیئے۔ اور یہ مسئلہ عزلت و صحبت کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث تجرید کا
بھی ذکر کرتی ہے۔ سیروا سبق المفردون اگر تزویج بھی لازم ہو جائے تو نفقہ و مہر مال حلال سے
ہونا چاہیئے۔ اور غرض شہوت نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ حرام سے حفظ اور اولاد جو بدست خدا

ہو) کیلئے عرض کرنا چاہئے اور اولاد کو تعلیم حق پرستی کا عادی بنانا ضروری ہے۔ جیسے فرزند تستری جب کوئی چیز مانگتا تھا ماں کہتی تھی خدا سے مانگو۔ بچہ سجدہ میں جھک جاتا تھا۔ اور یہ پوشیدہ طور سے پشت سر مطلوبہ شے رکھ دیتی تھیں۔ بچہ کی یہ عادت ہوگئی اور ایک روز جب ماں نہ تھی اس نے حسب قاعدہ مانگا تو خدا نے واقعاً بھیجا۔ اور واقعہ مثل واقعہ حضرت مریم تھا جن کے لئے بیت المقدس میں بے فصل کے میوہ آیا کرتے تھے۔ بہر حال میں فقیر پر حفظ نفس واجب ہے۔ آنحضرت صلعم نے اہل زمانہ آخر میں اس کو خیر الناس فرمایا ہے۔ جس کے اہل و عیال نہ ہوں اور اس حدیث پر۔ احب الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کیوں اعتقاد رکھتے ہیں جب کہ یہ حدیث صحیح طور سے بھی ہے لی حرفتان الفقر والجہاد دوسرے آپ نے فرمایا ہے ما ترکت فتنۃ بعدی اضر علی الرجال من النساء۔ مجھ پر بھی یازدہ سال تجرد کے بعد آخر یہ مصیبت نازل ہوئی مگر سہ سیدہ پور بلائے ولے بخیر گذشت اور اگر تاہل ہو ہی جائے تو اوراد و اوقات کا نہ رکھنا اہل پر شفقت کرنا فرض جانے۔ مگر نفقہ عیال کے لئے سلاطین کی رعیت نہ کرے ورنہ اس کا اثر اولاد پر ہوگا اور انتفا شہوت کا علاج خوف و گرسنگی ہے **کشف الحجاب العاشر** فی بیان منطقہم وحدود الفاظہم وحقائق معانیہم جس طرح ہر علم و فن کی اصطلاح خاص ہوا کرتی ہے۔ صوفیہ کے مصطلحات بھی خاص ہیں۔ ان کی وجہ تسہیل فہم اور حفظ راز ہے۔ **وقت و حال** سے وہ وقت مراد ہے جو ماضی و استقبال کے درمیان (حال) یا ان دونوں سے بے خبر کردے کیونکہ انسان کو یاد ماضی اور حسرت استقبال بلا ہے۔ اور دوسرے شغل حجاب ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل مقام تمکین مجاہد صحیح النیت کی اقامت گاہ مقام ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک تمام ہے۔ مگر ان کو درمیانی منازل جاننا چاہئے۔ جیسے تمام اخلاق میں مقام آدم صرف توبہ و مقام نوح علیہ زہد تھا مگر یہ درجہ ابتدائی ہے جس میں تغیر احوال و تلوین ہے۔ اور تمکین حضرت ابراہیم و

ہے. جہاں تغیر کا دسترس نہیں اور یہ مرتبہ انتہائی ہے۔ محاضرہ و مکاشفہ محاضرہ
شواہد آیات (نظر فعل سے معرفت فاعل) اور مشاہدہ شواہد مشاہدات کا نام ہے۔ اہل حضور
کی علامت فکر اور اہل مشاہدہ کی نشانی تحیر ہے۔ کیونکہ کنہہ عظمت میں تحیر کے سوا چارہ کار ہی
کیا ہے. قبض و بسط یہ دونوں احوال ہیں۔ عالم حجاب سے جذب دل کا نام قبض اور کشف
میں انبساط دل کو بسط کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں کسب نہیں وہبی ہیں۔ افضلیت قبض و بسط میں
اختلاف ہے۔ لیکن اُنس جنس سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے یہ محال اور ہیبت ممکن ہوگی۔
اور یہ مرتبہ عارفین کے لئے متعین ہوگا۔ کیونکہ خوف سلطانی اہل تقرب ہی پر زیادہ ہوتا
ہے. قہر و لطف قہر سے وہ موج تائید مقصود ہے جو خواہشات عبد کو فنا کر دے
یونہی لطف وہ جو دوام مشاہدہ و بقائے سر و قرار حال کا باعث ہو نفی و اثبات نفی
صفات بشری نفی اور اثبات حق و حقیقت اثبات ہے مسامرہ و محادثہ دونوں کا فائدہ
حفظ سر ہے۔ محادثہ حدیث سے مگر سکوت زبان یونہی مسامرہ انبساط دل مگر بخاموشی یا
دونوں کو گفتگو کہا جائے مگر ایک (محادثہ) ذکر روز اور ایک یاد شب اسی لئے مناجات
شب کو مسامرہ کہا جاتا ہے واقعہ معراج اس اجمال کی تفصیل ہے علم الیقین معاملات
موافق شرع عین الیقین علم ہنگام نزع حق الیقین کشف رویت بہشت پہلا درجہ علماء دو
دوسرا عرفاء اور تیسرا احباء کی فنا گاہ ہے علم و معرفت جو علم معنی و معاملت سے خالی ہے۔ اس
کے جاننے والے کو صوفیہ عالم اور جس میں معرفت و حقیقت ہو اس کے جاننے والے کو عارف
کہتے ہیں شریعت و حقیقت ان دونوں میں بعض کے نزدیک فرق نہیں ہے۔ اور بعض جدا گانہ
جانتے ہیں۔ اس خیال معتقد قرامطہ ہیں کیونکہ یہ بھی رفع تکلیف کے قائل ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ جدا
تو ہیں۔ مگر ایک کا وجود بغیر دوسرے کے نہیں پایا جاتا اور فرق یہ ہے کہ حقیقت میں نسخ
و تبدیل نہیں اور شریعت میں ہے۔ یا شریعت نگہداشت حدود شرع اپنی ذات کے
لئے ہے۔ اور حقیقت حفاظت حق اور یہ باطن عبد سے متعلق ہے۔ شریعت اکتسابی اور

حقیقت وہبی ہے۔ وہ الفاظ جو استعارۃً مستعمل ہیں اختصاراً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| الحق | نام خدا | حقیقۃ | عمل دل بہ اقامت عبد اور وقوف شر مقام تنزیہ طور پر | وطنات | محفوظات دل معانی الٰہی سے |
| طمس | نفی عینی بے اثر | نس | نفی عینی با اثر | علائق | وہ اسباب جو مراد سے دور رکھیں |
| وسائط | وہ اسباب جو مراد سے متصل کریں | زوائد | وفور نور دل پر | فوائد | ادراک سر |
| ملجا | اعتماد دل بہ حصول مراد | منجا | آفت سے آزادی | کلیہ | استغراق وصف کلیت میں |
| لوائح | اثبات مراد | لوامع | اظہار نور | طوالع | طلوع نور معارف |
| طوارق | منادی شب بشیر ہو یا نذیر | لطائف | دقائق میں اشارہ دل | سمر | بانہ محبت کی مستوری |
| اشارت | اخبار | ایما | عرض خطاب اشارہ نہو | واردہ | معانی کا دل میں وارد |
| انتباہ | زوال غفلت | اشتباہ | حق و باطل میں شک | قرار | استیعمال تردد |
| انزعاج | حرکت دل حضر وحدت خدا میں | عالم | عالم ارواح یا نفوس | محدث | نیستی سے ہستی میں آنا لا وجود |
| قدیم | ازلی و ابدی ذات خدا | ازل | وہ زمانہ جس سے پہلے زمانہ نہو | ابد | جسکے آخر میں زمانہ متصور نہ ہو |
| ذات | ہستی | صفت | جو نعت سے منکر ہو | تسمیہ | خبر مسمی |
| نفی | جو عدم منفی پیدا کرے | اثبات | عکس نفی | السان | وہ وجود جو دوسرے پر بھی دلیل ہو |
| ضدان | جن ایک کا وجود میں جو ثانی نہو | غیران | ہر ایک کا وجود دوسرے کی فنا پر دال ہو | جوہر | اصل و قائم بالذات |
| عرض | قائم بالغیر | جسم | اجزائے پراگندہ کا مرکب | سوال | طلب حقیقت |
| حسن و قبح | موافق و مخالف امر | سفہ | ترک امر | ظلم | غیر محل میں صرف شے |
| اختیار | اپنی اختیار سے دست برداری اور رضا | واقع | خاطر سے علیحدہ یہ مقام ہے جس میں استقلال شرط ہے | امتحان | بلا سے قلوب اولیاء کی جانچ پڑتال |
| جواب | جبر | عدل | بامحل صرف شے | بلا | شر ہو یا خیر اس سے امتحان کیا جائے |

آنحضرت صلعم کی حدیث ہے اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل یہ درجہ بدرجہ کا بند ہے۔ جو صاحب بلا زیادہ ہو وہی زیادہ اقرب ہے اس کو الخیر سے مشابہت۔

تجلی نور الٰہی کا قلوب پر جلوہ رویت و تجلی میں یہ فرق ہے کہ تجلی پر حجاب ممکن اور رویت پر محال ہے تجلی ماسوا اللہ سے اعراض یہاں تک کہ ثواب طلبی شہود بیقرارانہ طلب جو اتباع میں ہو کیونکہ تمکین میں سکون ہے۔ قصود طلب صادق اصطفاء بندہ کی صفات کا اپنے لئے بدل دینا اور خودی بیخودی کا پیدا ہو جانا اصطفا اپنی معرفت کے لئے چن لینا۔ اصطلام کلیت عبد کا مقہور کر لینا امتحان سے یہ مقام اخص ہے۔ رین حجاب دل جس کا کشف صرف ایمان سے ہے غین حجاب اس کا کشف استغفار سے ہے یہ اگرچہ حجاب ہے مگر سب کے لئے ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کے لئے بھی صباح ہے۔ اس کی دو قسمیں بھی ہیں ایک حقیقت ایک غلیظ تلبس خلاف حقیقت اظہار سے شرب حلاوۃ طاعت و راحت انس ذوق مثل شرب مگر وہ راحت کے لئے خاص اور یہ راحت و رنج کے لئے عام ہے **کشف الحجاب الحادی عشر فی السماع** حواس خمسہ میں ایک آلہ ادراک سامعہ بھی ہے۔ اور اس کو باصرہ پر بھی افضلیت دی گئی ہے۔ کیونکہ مرسلین کی ہدایت کا تاثر اسی پر منحصر ہے۔ اعجاز اگرچہ بعض باصرہ سے بھی متعلق ہوں لیکن ان کی تاکید میں بھی سامعہ کا حصہ ہے۔ لہذا سامعہ سے انکار کل شریعت کا انکار ہے **باب فی سماع القرآن وما یتعلق بہا** سماع میں پہلی عظیم چیز کلام مجید ہے۔ جس کا اعجاز لطیف یہ ہے کہ کبھی گراں نہیں گذرتا جس کو اہل ایمان و کفر کے بعد جنوں نے بھی سنا تو ان سمعنا قرآنا عجبا نہ حسن قرآن کا احصا ہے نہ اس کی تاثیر کی انتہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی مخالفت کو اسی نے موافقت سے بدل دیا جب کہ خواہر مومنہ کے قتل پر آمادہ ہو کر گئے تھے۔ اسی طرح کسی نے ان کے سامنے یہ آیت ان عذاب ربک لواقع ما لہ دافع پڑھی تو غش آ گیا ایسے واقعات کثیر ہیں جو اکثر اہل ایمان و کفر پر گذرے ہیں۔ اہل اسلام سماع قرآن پر مامور من اللہ ہیں واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون آنحضرتؐ کا شوق سماع یہ تھا کہ ابن مسعود سے فرمائش فرماتے تھے۔ اور جب وہ عرض کرتے تھے کہ آپ پر تو نازل

**باب فی السماع الشعر** ہی ہوا ہے تو آپ فرماتے تھے اقرء انی احب ان اسمع من غیری باب فی السماع الشعر
یتعلق پلہ آنحضرتؐ کی حدیث ہے ان من الشعر لحکمۃ سماع شعر مباح ہے صحابہ
میں اکثر شعرا تھے اور سنا تو سب نے یہاں تک کہ آنحضرتؐ اشعار امیہ بن صلت سُن
کر بعض شعروں کو دوبارہ پڑھوایا۔ اور شعر لبید کی تعریف میں فرمایا ہے اصدق کلمۃ
قالہا العرب قول لبید وھو ھذا ؎ الا کل شئ ما خلا اللہ باطل + وکل نعیم لا
محالۃ زائل اور دریافت پر فرمایا ہے۔ ھو کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح۔ لہذا سماع
شعر مباح ہے۔ مگر نہ کل اشعار بلکہ جن میں حکمت و موعظت ہو۔ یا جس مضمون کا نثر میں
سننا جائز ہو یہ غلط کاری ہے کہ زلف و رخ کے اشعار کو ایسے شعروں کے تحت میں
سمجھا جائے **باب فی سماع الصوت والالحان** آنحضرتؐ نے فرمایا زینوا اصواتکم
بالقرآن اور آیہ ویزید فی الخلق مایشاء۔ کی تفسیر میں بھی بعض مفسرین حسن صوت کو
کہا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے من اراد ان یسمع صوت داؤد فلیسمع صوت ابی موسی
الاشعری اسی طرح اشجار جنت سے تالیف آرزو سماع وارد ہے اور اسحاق بن ابراہیم
موصلی کی حکایات مشہور اور اطبا نے تالیف طبائع ترکیب اصوات سے مانا ہے مگر اس
کو درست نہیں جانتا۔ تاثیر الحان دنیا پر روشن اور حکایات کثیرہ مطبوع ہیں یہاں تک
کہ آنحضرتؐ کا گانا سننا ہی محدثین اہل سنت نے لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے حضرت
عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ میرے ساتھ ایک لونڈی کا گانا سن رہے تھے اتنے میں حضرت
عمرؓ تشریف لائے اور وہ گانے والی آپ سے ڈر کر بھاگ گئی۔ آنحضرتؐ نے مسکرا کر سارا
قصہ بیان فرمایا تو انہوں نے عرض کی جب آپ سنتے ہیں تو مجھے کیا ہوا۔ اس کے بعد
گانا سنوایا گیا شیخ عبدالرحمن اسلمی نے کتاب السماع میں ایسا ہی کچھ بہت لکھا ہے۔ لیکن
صوفیہ کو دیکھنا چاہئے کہ وہ مکلف ہیں اور مکلف کو عمل سے تعلق رکھنا چاہئے۔
کتابوں سے اباحت کا پیدا کرنا عوام کا کام ہے۔ مرو میں ایک امام جمعہ و جماعت نے

مجھ سے کہا کہ میں نے باحت سماع میں ایک کتاب تالیف کی ہے سنو میں نے کہا یہ کہئے کہ آپ نے دین میں ایک مصیبت کا اور اضافہ کر دیا۔ اب لوگ یہ بھی کہیں گے۔ کہ ایک فقیر نے فسق کو حلال کر دیا۔ انہوں نے کہا تو کیا تم حرام جانتے ہو۔ میں نے کہا آپ نے قطعیت کیوں پیدا کر لی۔ اگر دل پر تاثیر حلال ہے تو حلال اور اگر حرام ہے تو سننا حرام ہے۔

**باب** فی احکام السماع حکم سماع میں سامع کی حق نیوشی واجب ہے۔ اس لئے کہ اور تو ورکا رام خدا اہل ایمان کی ہدایت کرتا رہا اور اہل ضلالت کے لئے اسی سے اضافہ ضلالت تھا۔ یہاں تک کہ کفار نے کہا ھذا اساطیر الاولین اور آیہ ثم استوی علی العرش سے جھٹ پٹ خدا کے لئے مکان و مکانیت مان لی۔

**فصل** اقوال صوفیہ (ذوالنون) السماع وارد الحق تزعج القلوب الی الحق فمن اصغی الیہ بحق تحقق ومن اصغی الیہ بنفس تزندق یعنی بے حق سنے گا تو محجوب بھی ہو گا۔

(شبلی) السماع ظاھرہ فتنۃ وباطنہ عبرۃ فمن عرف الاشارۃ حل لہ سماع العبرۃ و الا فقد استدعی الفتنۃ وتعرض البلاء یہ فقرہ بھی فقرہ اول کا موید ہے۔ میرے شیخ کا قول ہے۔ السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی عن السماع اس لئے وصل میں سماع لایعنی ہے۔

**باب** اختلافھم فی السماع بعض سماع کو آلہ غیبت جانتے ہیں کیونکہ خبر ہے اور بعض آلہ حضور اس لئے کہ محب کو کلیت محبوب میں فنا ہوتا ہے لہذا تمام اعضا کی طرح حصہ سمع بھی ہے ورنہ ناقص المحبت ہو گا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

الا فاسقنی خمرا وقل لی ھی الخمر ولا تسقنی سرا اذا امکن الجھر

**باب** فی مراتبھم فی حقیقۃ السماع اثر سماع حسب مادہ قابلہ ہے۔ جیسے تاثیر آفتاب اشیاء کے تاثر سے مختلف ہے۔

**فصل** چونکہ ترکیب حسد میں لہو و ہزل ہے اس لئے مبتدی حدیث حق کی قابلیت

نہیں رکھتا اور حلول معانی ربانی طبیعت کو زیر و زبر کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض بیہوش
اور بعض مر بھی جاتے ہیں درانحالیکہ ہر حالت میں نقطہ اعتدال پر قیام ضروری ہے
اور حال سماع تو وہی ہے کہ اگر کافر دیکھے تو ایمان لے آئے نہ کہ فسق و کفر اختیار کرے
آجکل یہ دستور ہو گیا ہے کہ فاسق و فاجر سے سنتے اور سر دھنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ سماع حق کر رہے ہیں
جنید نے کیا خوب جواب دیا ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ شاہد ذلت کفر کرنے کے لئے صومعہ میں جائیں یا
نہ جائیں؟ انہوں نے کہا کہ اگر قوت ایمان سے کافروں کو بھی مسلمان کر لاؤ تو ضرور جاؤ ورنہ نہ جانا بہتر ہے۔
**فصل** مشائخ میں جنید سماع اشعار و سماع قرآن کو بھی جب لفظوں میں کھینچ تان ہونے
لگے مکروہ جانتے ہیں اور بعض حرام مطلق سمجھتے ہیں۔ اور دلیل میں آنحضرتؐ کا شیرین
کنیز حسان کو غنا سے منع کرنا حضرت عمرؓ کا ایک گانیوالے صحابی کو درے لگوانا۔ اور
امیر المومنین حضرت علیؓ کا معاویہ کو کنیزان مغنیہ رکھنے سے منع کرنا وغیرہ پیش کرتے
ہیں اور در اصل یہی گروہ سلف صالح کا پیرو ہے ابو حارث بنانی ناقل ہیں۔ کہ مجھے ایک
صحبت سماع لے گئے آخر وقت مجھے معلوم ہوا کہ پیر و مرد صدر نشین شیطان ہے۔ اور
اس نے اس کا اقرار بھی کیا۔ اور بتایا کہ اشعار ہجریہ پڑھنے سے دو فائدہ ہیں ایک یہ
کہ اپنے گذرے دن یاد آتے ہیں۔ دوسرے نیک آدمی جال میں پھنستے ہیں۔ اسی طرح
جنید نے بھی اپنے مرید کو ایسی صحبت سے روکا تھا ان سب کے ماسوا تضییع اوقات ہے
اور ضیاع وقت سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں سماع خیر ہے ان
کو جان لینا چاہئے کہ وصل میں اس کا گذر نہیں اور واصل اس سے بے پروا ہے۔ یہ
بچوں کے لئے نہ کہ مشاہدہ کے لئے۔

**باب فی** الوجد والوجود والتواجد و مراتبہ صوفیہ کو سماع میں جو دو حال پیدا ہوتے
ہیں وہ وجد و وجود ہیں۔ ان میں سے ایک (وجود) احزان ہے اور دوسرا (وجد) یافت
مراد اور ان دونوں میں صرف یہی فرق ہے کہ ایک اپنے لئے اور دوسرا غیر کے لئے

اور تغیر اپنے ہی لئے ہوتا ہے نہ کہ حق کے لئے الحق لا یتغیر وجد چونکہ الم ہے اس لئے طالب و مطلوب کا راز ہے۔ اور وجود طرب با مشاہدہ جو عبادت میں نہیں آسکتا میرے نزدیک وجود وہی اور واجد وہ ہے جو حجاب میں شوق مفرط اور مشاہدہ میں سکون رکھتا ہو۔ ان کی افضیلت معرض اختلاف میں ہے اور تواجد ہیں جو باعتبار باب معنی تکلف لئے جاتے ہیں۔ اس کی صحت اس حدیث سے اذا قرأتم القرآن فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا۔

**باب فی الرقص** ما یتعلق بہا تمام اہل اسلام و تمام مشائخ کے نزدیک لغو ظاہر اور حرام قطعی ہے۔ یہ صرف فرقہ حلولیہ کے عقائد کا اثر ہے۔ کہ دنیا اس کو مذہب اہل صوفیہ میں جائز جانتی ہے۔

**باب فی الخرق** سماع میں کپڑے پھاڑ ڈالنے کی کوئی اصلیت طریقت میں نہیں ہے۔ اور حالت محبت میں تو اصراف ظاہر ہے لیکن غلبہ سماع سے معذور ہے۔ تو خیر لیکن اہل محفل کو اس کا ساتھ دینا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر ویسا کیا جائے تو حرام بھی نہیں ہے اور حکم پیر سے حال استغفار و سکر میں بھی درست ہے۔ اور جو لباس سماع میں پھینک دیا جاتا ہے۔ صورت واقع سے اس پر حکم ہوگا۔ اگر دینے والے قوال یا محفل کو دیا ہے تو ان کا ہے۔ اور اگر اس سے کوئی غرض نہ تھی تو صاحب مال ہی کا ہوگا۔ لباس پیر کا قوال کو دے دینا خلاف احترام ہے۔ اہل محبت کو اس کا عوض کر دینا چاہیئے۔ اور اگر غلبہ سماع میں بے سبب جامہ پھینک دیا جائے تو اس کے حق دار میں اختلاف ہے۔ بعض قوال کو مستحق ٹھیراتے ہیں اور حدیث کو سنداً پیش کرتے ہیں من قتل قتیلا فلہ سلبہ لیکن لباس مقتول بھی بعض بے اجازت امام نہیں۔ قاتل کو نہیں دیتے۔ یہاں بھی میرا مذہب یہی ہے کہ بے اجازت پیر نہ دیا جائے۔

**باب فی آداب السماع** دیر تک نہ سننا چاہیئے۔ کیونکہ احترام باقی نہیں رہتا۔ دل

سے۔ اور موجودگی پیر و تخلیہ عوام الناس ہیں سنے۔ اور اگر قوت متحمل سماع ہو تو سنے ورنہ نہ سنے۔ تابع قوت رہے۔ اور قوال جیسا بھی پڑھے اس کو ٹوکے نہیں۔ میری نزدیک مبتدی کو ایسی صحبتوں سے ضرور بچایا جائے۔ کیونکہ اس میں آفتیں بہت زیادہ ہیں

واخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید النبیین وخاتم المرسلین محمد وآلہ الطاہرین المعصومین واصحابہ المنجبین ؁

صفحہ ۸۱ سے آگے

# باب سوم تصوف میں

جناب باری عز اسمہ فرماتا ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالو سلاما۔ اور آنحضرت نے فرمایا من سمع صوت اھل التصوف فلا یومن علی دعائھم کتب عند اللہ من الغافلین ہ تحقیق اسم صوفی میں بہت بڑی کتابیں لکھی جاچکی ہیں بعض کہتے ہیں۔ کہ ان کے ملبوس صوف یا اول صف میں ہونے یا اصحاب صفہ علیہم السلام کی پیروی سے ان کو صوفی کہا یا اس لئے کہ یہ صفا سے مشتق ہے۔ اور بہتر یہی ہے۔ اس لئے کہ لغت اس کا موید ہے اور صفا ضد کدر ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا ذھب صفو الدنیا وبقی کدرھا بہترین اشیاء صفو اشیاء ہے۔ چونکہ صوفیہ نے معاملات وغیرہ میں کدر خواہشات کو دھوڈالا ہے۔ لہذا ان کو صوفی کہا گیا۔ اور ان کا یہ نام اسم خاص ہے۔ دراصل اس طبقہ کے مراب ایسے تھیں ہیں جن کو پوشیدہ کیا جاسکے۔ اس لئے اشتقاق بھی نہ چاہیئے۔ اگرچہ زمانہ نے تصوف کے محاسن سے لاعلم ہوکر تصوف کو ایک اسم و حقیقت سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ صورت ظاہر صاف علما کی وجہ سے ہے۔ اور جو مقلد ہیں۔ وہ عوام میں سے ہیں۔ لہذا صفائی

دل کے متجسس نہیں ہیں ورالیٰ الیکہ ؎ ان الصفا صفت الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق؎ صفا اصول و فروع رکھتی ہے جسکی اصل اعتبار سے انقطاع دل اور فرع اسباب سے دل کا خلو ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں حضرت ابوبکرؓ میں تھیں۔ اور یہ وہ صوفیہ کے امام تھے۔ اونکے انقطاع دل کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ وقت رحلتِ آنحضرتؐ تمام اصحاب ایسے دل شکستہ ہوکر خلاف واقع بیان کر رہے تھے۔ اور جھوٹ کہنے پر مصر تھے۔ یہانتک کہ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی تھی۔ اور فرمارہے تھے۔ کہ جس نے یہ کہا کہ آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا۔ اوس کا سر کاٹ ڈالونگا لیکن حضرت صدیقؓ نے کہا کہ الا من عبد امحمدؐ اقد مات ومن عبد رب محمدؐ فانہ حی لایموت حیث قال عج وما محمدٌ قد خلت من قبلہ الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ اصل یہ ہے۔ کہ جو شخص شے فانی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ باوجو محنت بھی شے کے ساتھ فنا ہوتا ہے۔ اور جو باقی سے لولگائی ہے۔ وہ باقی رہتا ہے۔ جس نے آنحضرتؐ کی ملکونیت کے اعتبار سے قطع نظر کر کے آپ کو صرف بشر جانتا تھا۔ (جیسے حضرت عمرؓ) اوس کو اپنی فنا تسلیم تھی۔ اور فنا ظاہر کے ساتھ تعظیم بھی ختم ہوگئی تھی۔ لیکن جو آپ کی حقیقت کا واقف تھا۔ اس کو اس کی فنائے ظاہر مثل بقا تھی۔ کہ آپ کی بقا بقا حق ہے ؎ ومن نظر الی الخلق ھلک ومن رجع الی الحق ملک یعنے خلق پر نظر ہلاکت اور خدا پر نگاہ ملکونیت کی نشانی ہے۔ حضرت ابوبکر ایسے ہی تھے۔ آپ کا دل دنیا سے خالی تھا۔ چنانچہ تمام مال و دولت و غلام وغیرہ راہ خدا میں دیکر گلیم پوش ہوگئے۔ اس صورت سے جب آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ ما خلفت لعیالک قال اللہ ورسولہ؎ یعنے خزانہ محبت الٰہی وگنجینہ متابعت رسولؐ اور بھی صوفی صاف باطن کی علامت ہے۔ صفا ضد کدر ہے۔ اور کدر لازمات بشر میں سے ہے۔ مگر ایسی کدر سے صفا کی طرف گذر ہوتا ہے۔ جیسا کہ زنان مصر پر غلبہ مشاہدہ یوسف ہوا۔ اگرچہ

مبتلا کدر شری تھیں لیکن کمال استغراق نے حضرت یوسف کیلئے کھلوا دیا۔ ما ھذا البشرا ان ھذا الا ملک کریم۔ اگرچہ تا کا تو تھا حضرت یوسفؑ کو مگر انکی صفا بلند رہی۔ اور اپنے کدر میں یہ آپ مبتلا ہو گئیں۔ اس لئے بعض مشائخ نے کہا ہے۔ لیس الصفاء من صفات البشر مدر و المدر لا یخلو من الکدر۔ ہذا صفائی افعال مجاہدہ پر ہی ممکن نہیں ہے۔ اور صفا کو صفت وحال واسم ولقب سے کچھ نسبت نہیں ہے یہ صرف اہل محبت کے لئے ہے۔ جو ایسے آفتاب منور ہیں۔ جن کے سامنے ابر نہیں ہے۔ اس لئے کہ صفا اپنی صفت سے فنا اور صفت دوست میں باقی رکھ کر ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کا فیض آفتاب ظاہر کی طرح واضح ہے۔ جیسے آنحضرتؐ سے حارثہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبد اللہ قلبہ بالایمان صوفیہ میں سے کسی کا شعر ہے ۵ ضیاءؑ الشمس والقمر اذا اشتبکا مُوضح من صفاء الحب التوحید اذا اشتبکا۔ نیرین کی ضیا آپس میں مل کر بھی محبت و توحید کی جلوہ افشانوں کے مقابل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح آنکھ آفتاب کے نور کو نہیں دیکھ سکتی۔ ہاں اس کے ذریعہ سے آسمان کو دیکھتی ہے۔ یونہی نور وحدت و محبت سے عمر شمس و استجام شری کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں۔ اس پر اجتماع مشائخ ہے۔ کہ جب بندہ بند مقامات و کدورت حالات و تغیر و تلون سے آزاد ہو جاتا ہے تمام صفات محمودہ کا موصوف ہو جاتا ہے۔ اور کسی صفت میں محمود متکبر نہیں ہوتا۔ اس وقت اس کا حال اور اک معقول سے بلند اور حیات تفرقات خیالات سے پاک اور حضور قلب غیبت و فرقت سے دور ہو جاتا ہے۔ لان الصفا حضور بالا ذھاب اور وجود بے اسباب حاضری بے غیبت ہے۔ اور یہ ایسا اورا ک

---

۵ یہ شعر نامعلوم مصنف کا ہے۔ اگر وزن سے خارج ہے شاعر ۱۲

ہے جس میں سبب وعلت نہیں ہے۔ اس لئے کہ جس حضوری پر غلبت صورت نما ہو جائے نہ وہ حضوری ہے اور نہ وہ واصل ہے۔ جس کو وجہ وسبب وجد وجدان میں لے آنے پر بھی درجہ ہے جس پر فنا فی الدارین مسلم ہے اور انسانیت قربت خدا سے مشرف ہو جاتی ہے انسان ایسی حالت میں سونے اور کنکر پتھر کو یکساں جانتا ہے۔ اور جن احکام کی تعمیل عام لوگوں پر گراں ہوتی ہے اس پر سہل و آسان ہوتی ہے۔ جیسے آنحضرت نے حارثہ سے پوچھا کیف اصبحت یا حارثہ قال اصبحت مومنا باللہ حق فقال انظر یا حارثہ ما تقول ان لکل شئی حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک فقال فرقت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرہا وذہبہا وفضتہا ومدرہا فاسہرت لیلی واظماءت نہاری حتی صرت کانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اہل النار یتصاغون فی دراکہا یتعاوون الحدیث یہ سنکر آنحضرت نے تین بار فرمایا کہ اے حارثہ جو کچھ تم نے کہا ہے اسی کے پابند رہو اور اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ صوفی ہمیشہ کاملین و محققین کا نام رہا ہے اور ابتدا میں بھی یہی کہا گیا ہے ومن صفاء الحب فہو صاف ومن صفاء الحبیب فہو صوفی محبت کو صاف کرنا صافی اور حبیب کو نقائص ........ سے پاک جاننا صوفی کا کام ہے۔ بطور لغت اس اسم کا اشتقاق کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ معنی عظیم ایسے نہیں ہیں جو کسی جنس میں سما سکیں۔ دوسرے کسی جنس سے استقاق مجالست خواہ ہے اور مجالست بھی ایک کدر ہے اور کدر غیر صفا ہے۔ بہترین معنی یہی ہیں جو ظاہر میں اہل حاجت کو محتاج اشارہ و عبارت نہیں ہیں۔ لان الصوفی ممنوع عن العبارۃ والاشارۃ یہ لفظ ہی اشارات و عبارات میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ہر شخص اپنے خیال کے

موافق اس کے معنے بیان کرتا ہے۔ لیکن اس تعبیر سے اصل اسم کا کیا بنتا بگڑتا
ہے اہل حقیقت اس کو صوفی اور ناواقف متصوف کہتے ہیں۔ باب تفعل میں
اس کو لانا خاصیت تکلف چاہتا ہے اور ان دونوں معنوں کا فرق واضح
ہے الصفاء ولایۃ ولہا آیۃ ورِوایۃ والتصوف حکایۃ للصفاء بلا
شکایۃ صفا ولائیت ہے جس کے لئے روائیت علامت ہے اور تصوف
حکائیت صفا ہے جس میں شکائیت نہ ہو لہذا صفا والے تین قسم پر منقسم ہونگے
صوفی متصوف ومتصوف وصوفی وہ ہوگا جو فانی بحق اور طبقات سے الہیات
میں پہنچا ہوا ہو۔ اور متصوف جو محنت ومجاہدہ سے اس درجہ کا طالب ہو اور
معاملات میں صوفیہ سازی کرے اور متصوف جو مال ومنال اور جاہ دنیا کے فقط
لئے صوفیہ شکل بنے لیکن بیخبر ہو کہا گیا ہے کہ المستصوف عبد الصوفیہ
کالذباب عند فیہم کالذباب مستصوف یا تو مستصوف صوفیہ کے
نزدیک ایسا حقیر وحریص کار ہے جیسے مگس یا مثل گرگ مردار خوار ہے مختصر
یہ کہ صوفی صاحب وصول ومتصوف صاحب اصول اور متصوف فضول شخص
ہے جو نفس طریقت سے محروم اور محجوب ونا نصیب ہے۔ ان معنوں میں مشائخ
کے اکثر رموز ہیں جن کا ذکر آئندہ ہوگا ❊

**فصل** ۔ ذوالنون مصری کہتے ہیں الصوفی اذا نطق بان نطقہ
عن الحقائق وان سکت عنہ بیین الجوارح بقطع العلائق جنید کہتے
ہیں التصوف انت اقیم العبد فیہ قیل انت للعبد ام للحق فقال
لغت الحق حقیقۃ ولغت العبد رسماً حقیقتاً فنا بذر صفت بشری
کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے صفت الٰہی ہے اس لئے کہ صفت بشری ایک فعل
حق ہے بندہ کی صفت رسمی ظاہر ہے جیسے روزہ کی حالت میں اس کا نام

صائم ہے مگر در اصل روزہ خود خدا کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے الصوم لی وانا
اجزی بہ اور اپنے تمام مفعولات کا وہی مالک ہے نسبت صفت بشری
اسماً و مجازاً ہے۔ ابوالحسن نوری کہتے ہیں التصوف ترک کل حظ للنفس
ترک حظ نفس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ حظ نفس کو انسان ترک کرے۔
(اس میں ترک حظ بھی ایک قسم کا حظ ہوگا) دوسرے حظ خود انسان کو ترک
کرے یہ فنائے حظ ہے۔ اس مقام کی حقیقت مشاہدہ پر مبنی ہے۔ پہلی قسم
امکان بشری اور دُوسری فعل خدا ہے۔ ابوالحسن نوری کہتے ہیں الصوفیۃ ہم
الذین صفت ارواحہم فصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق صوفی
وُہ ہیں جن کے نفوس کدورت سے پاک ہو چکے اور وُہ صف اوّل والے ہیں۔ ابو
الحسن کہتے ہیں الصوفی ہو الذی لا یملک ولا یملک صوفی سبب صفت
فنا نہ کسی شے کا مالک ہے نہ کسی کا مملوک یعنے دونوں نسبتوں سے آزاد ہے
جو لوگ صفت کل کے قائل ہیں یہ قول اُن کا قول لطیف ہے۔ اس گروہ کی
غلط کاریاں ہم بیان کریں گے۔ ابن الجلالی کہتے ہیں التصوف حقیقۃ لا رسم
چونکہ رسم دُنیاوی شے ہے اور تصوف ترک خلق ہے اس لئے رسم بے حقیقت
ہے۔ ابوعمر دمشقی کہتے ہیں التصوف رویۃ الکون بعین النقص بل غض
الطرف عن الکون چشم نقص سے نظارہ خلق دلیل بقائے صفت ہوگا۔
البتہ کونیت سے نگاہ کا بالکل ترک کرنا فنائے صفت ہے خلق پر نظر کا ہونا خلق
کی فنا پر دلیل فنائے نظر بھی ہوگا اور خلاف کونیت نگاہ کے یہ معنی ہیں کہ
جب اپنی نگاہ نہ ہوگی تو حق کی طرف نگاہ ہوگی۔ خلق کو ناقص دیکھنا بھی
ایک حجاب ہے۔ ابوبکر شبلی کہتے ہیں التصوف شرک لانہ صیانۃ
القلب عن رویۃ الغیر ولا غیر مقام وحدت پر وجود غیر نہ ہونا چاہئے۔

اور اگر ہے (اس لئے کہ وجود غیر ہی پر حفاظت کی جاتی ہے) تو شرک ہے مصری کہتے ہیں۔ التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفہ شرط دوستی عدم مخالفت ہے۔ باقر العلوم[1] حضرت امام محمد باقر بن امام علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام فرماتے ہیں التصوف خلق نمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف۔ تصوف صرف خوش اخلاقی ہے اور اخلاق عبد و معبود دونوں سے منسوب ہے۔ اگرچہ استغنا صفت الٰہی ہے اور اُس کو رضا و سخط طالب کی کوئی پروا نہیں ہے[2]۔ ابو محمد مرتعش کہتے ہیں۔ الصوفی لا یسبق ھمتہ قطوتہ صوفی وُہ ہے جس کا ظاہر و باطن حال و مقال ایک ہو۔ یہ غلط ہے کہ کہا جائے کہ خودی سے ندارد اور دربار خدا میں حاضر ہے بلکہ جو ظاہر ہے وہی حاضر بھی ہے۔ شبلی کہتے ہیں الصوفی لا یری فی الدارین مع اللہ غیر اللہ۔ صوفی دوجہان میں غیر از خدا کچھ نہیں دیکھتا۔ وجود خود غیر ہے۔ لہذا جب غیر سے قطع نظر ہوئی تو کلیۃً فارغ ہوگیا۔ جنید کہتے ہیں التصوف مبنی علی ثمان خصال السخی والرضا والعبو والاشارۃ والغربۃ ولبس الصوف والسیاحۃ والفقر تصوف صفات ہشتگانہ پر مبنی ہے۔ جس میں اتنے ہی پیمبروں کی اقتدا ہے۔ سخاوت ابراہیمی کہ فرزند تک نذر اللہ کیا رضائے اسمٰعیل کی ذبح پر راضی ہوگئے صبر ایوب کہ بلائے کرم میں مبتلا ہے اور اُف نہ کی اور اشارہ (سکوت) زکریا جیسا کہ کلام خدا میں ہے ان لا تکلم الناس ثلاثۃ ایام الا رمزا و عزمیت یحییٰ

[1] آنحضرت کے نواسے [2] مصنف کی یہ شرح قابل غور ہے رضا خدا کی ایک وجہ ایمان اور غضب خدا کی ایک وجہ بے ایمانی ہے۔ کلام مجید میں بار بار ایمان لانے کا حکم اور بے ایمانی سے بچنے کیلئے فرمایا گیا ہے جو مفید اور استغنا کے عام نہیں ہے ۱۲ +

وسیاحت جیسے لبس صوف موسئے - محمد جعفری کہتے ہیں الصوفی لا یوجد بعد عدم ولا لعدم بعد وجود یعنی صوفی کی ہستی ونیستی گم ہونے والی نہیں ہے یا یہ کہا جائے کہ نہ ملنے والی شئے نہیں پائی جاتی اور ملنے والی شئے گم نہیں ہوتی - مقصود کل یہ ہے کہ حال بشری کلیتہً ساقط ہو جائے - علی ابن پندار کہتے ہیں - التصوف اسقاط الرویہ للحق ظاھرًا و باطنًا تصوف یہ ہے کہ دیدار خودی ظاہر و باطن نہ رہے - درحقیقت ظواہرات ہوں یا باطنیات سب میں تائید الٰہی نظر آتی ہے - اور جب ان دونوں میں تائید ایزدی کے نشانات ہیں - تو جدھر دیکھو گے خدا نظر آئے گا - اور جب خدا نظر آیا تو خودی غائب ہو گئی - محمد بن احمد المقری کہتے ہیں التصوف استقامۃ الاحوال مع الحق - یعنی بوقلمونی عالم صوفی کو استقامت سے باز نہیں رکھتی ۔

**فصل** - اقوال معاملات میں ابوحفص حداد نیشاپوری کہتے ہیں التصوف کل اداب لکل وقت ادب ولکل مقام ادب ولکل حال ادب فمن لزم اداب الاوقات بلغ مبلغ الرجال ومن ضیع الاداب فھو بعید من حیث یظن القبول تصوف لحاظ آداب مقام و وقت سے لحاظ اوقات سے کامیابی ہے اور بد لحاظی خالص مقصود سے دور رکھتی ہے اسی کو ابوالحسن نے یوں کہا ہے - لیس التصوف رسوما وعلوما ولکنہ اخلاق تصوف نہ رسم ہے نہ علم بلکہ اخلاق ہے - رسم و اخلاق میں مختصر فرق یہ ہے کہ رسم فعل ظاہر خلاف باطن ہے اور اخلاق اجتماع ظاہر و باطن ہے جس میں گھمنڈ کبھی نہیں ہوتی یہی قول مرتعش بھی ہے التصوف حسن الخلق اور اخلاق کی تین قسمیں ہیں :-

(۱) بے ریا متابعت اوامر و نواہی خدا -

(۲) حرمت بزرگان و شفقت خردان و مساوات ہمجنس۔

(۳) خواہشات و وساوس شیطانی سے پرہیز۔ کسی نے حضرت عائشہؓ
اخلاق آنحضرتؐ کو دریافت کیا انہوں نے کہا کہ قرآن مجید میں پڑھو خذ العفو
وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین مرتعش کہتے ہیں کہ ھذا مذہب
کلہ جد فلا تخلطوہ بشیء من الھزل صوفی کے لئے اہل رسم و تقلید سے گریز
ضروری ہے۔ ناچ رنگ و ساز و سرود و مجالس سلاطین میں مبتلا ہونا صوفی کا کام
نہ تھا لیکن ترسیین کی دیکھا دیکھی بعض یہ کرنے لگے۔ جس طرح حرص ظلم سلطان
و طمع فسق عالم و ریا نفاق زاہد کا سبب ہوتا ہے اسی ہوائے نفسانی نے صوفیہ
کو اس بلا میں پھنسا دیا ہے۔ لیکن اہل طریقت کے مٹ جانے سے اصل طریقت
تصوف ہمیشہ باقی ہے۔ ابو علی قرمینی کہتے ہیں التصوف ھو الاخلاق الرضیہ
یعنی ہمیشہ سے خدا رہنا بہترین اخلاق ہے۔ ابو الحسن نوری کہتے ہیں التصوف
ھو الحریۃ والفتوۃ وترک التکلیف والسخا وبذل الدنیا حریت آزادی
اور فتوت جوانمردی اور ترک تکلیف ترک سعی متعذرات و سخا دنیا کو اہل دنیا کے
لئے چھوڑ دینا ہے۔ ابو الحسن فوشنجہ کہتے ہیں۔ التصوف الیوم اسم ولا
حقیقۃ وقد کان حقیقۃ ولا اسم آج دنیا میں صوفیت اسم بے حقیقت
رہ گئی ہے پہلے حقیقت بلا اسم تھی یعنی اب صوفیت کے دعویدار زیادہ
ہیں مگر اصل سے بے خبر۔ باب الاربعہ فی لبس المرقعات
ملبوس پیوند چپا اہل صوفیہ کا طریقہ و سنت رسول ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔
علیکم بلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم
لباس صوف میں شیرینی ایمان ملتی ہے اور خود بھی آنحضرتؐ لباس صوف
پہنتے تھے کہ کان یلبس الصوف ویرکب الحمار اس طرح حضرت عائشہؓ

کو حکم دیا تھا لا تضیعی الثوب حتی ترقعیه - لباس کو پھینک کر ضائع نہ کرو بلکہ اس میں پیوند لگایا کرو - حضرت عمر کے لباس میں تیس پیوند تھے - امیر المومنین مولانا علی ابن ابی طالب کے کرتے کی آستین جتنی بڑی ہوئی تھی اس کو اتنا پھاڑ ڈالتے تھے - اور آنحضرت کو تو حکم دیا گیا تھا وثیابك فطهر ای قصر لباس کو چھوٹا کرو - پدر حسن بصری و سلمان فارسی و اویس قرنی و حسن بصری و سفیان ثوری و مالک بن دینار وغیرہ سب پیوند پوش تھے - امام ابو حنیفہ کے لئے محمد بن علی ترمذی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابتداً صوف پوش و عزلت نشین تھے - مگر خواب میں آنحضرت نے اس کے مخالف حکم دیا - اس لئے عزلت کو چھوڑ کر اشاعت مسائل میں مصروف ہو گئے پھر بھی ایسا لباس پہنتے تھے جس کی کوئی قیمت نہ تھی - داؤد طائی اور ابراہیم ادھم کا بھی یہی حال تھا - آخر الذکر امام ابو حنیفہ سے اسی لباس میں ملے بھی ہیں - اس زمانہ میں بھی چند کس پیوند پوش ہیں - لشکر میں ایک بہادر جنگ آزما کا ہونا ہی کافی ہے اور تمام مذاہب میں اہل تحقیق اگرچہ تھوڑے ہوتے مگر سب منسوب انہیں کی طرف ہوتے ہیں - اور آنحضرت نے فرمایا ہے من تشبه بقوم فهو منهم ایسے لوگوں کی طرف چار قسم کی نگاہیں پڑتی ہیں -

(۱) بعض تو ان کے باطنیات میں قربت کے آثار دیکھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہوتے ہیں - ان کی ابتدا کشف [illegible] جو ترک حرص و ہوا سے ہوتی ہے

(۲) بعض اطمینان قلب و حسن معاملات و ضبط شریعت ان میں پا کر اکتساب چاہتے ہیں - ان کی ابتدا حسن معاملات و مجاہدہ نفس سے ہوتی ہے +

(۳) بعض ان میں حسن اخلاق اور ملنساری کی خوبیاں پا کر درستی عادات ظاہری کی چاہتے ہیں - ان کی ابتدا قناعت اور دنیا سے فراغ بالی حاصل کرنے سے ہوتی ہے +

(۴) بعض رعونت طبع وطلب جاہ کے مارے ان کے تمام حالات کو صرف ڈھکوسلا جانتے ہیں اور اس رنگ کو غرور جب بے علم و اکتساب بے آلہ کا ذریعہ جانتے ہیں اہل حال کے ساتھ جبری مروت برتتے ہیں اور پاس بٹھاتے ہیں یہ لوگ اُن کا سا لباس و وضع وقطع بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ۔ وُہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ کلام مجید میں ہے مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ واللہ لا یھدی قوم الظالمین ۰ ایسے لوگوں سے پرہیز چاہیئے۔ کیونکہ صوفیت بخرقہ نہیں بحرقہ ہے۔ اگر کوئی پیوند کار صاحب حرفت نہیں ہے تو اس کے لباس پیوند سے پیوند جنت نہیں ہوسکتا بلکہ رشتہ سقر ہے۔ جیسا کہ ایسی صفت آدمی سے کہا گیا کہ تم پیوند کار لباس کیوں نہیں پہنتے۔ اُس نے جواب دیا کہ قال من النفاق ان تلبس لباس الفتیان ولا تدخل فی حمل اثقال الفتوۃ جس کا لباس ہو اُس کا کام یہی ہونا چاہیے لباس بہادرانہ سے کیا فائدہ جب قوت جوانمردی نہیں ہے اور خلاف باطن ظاہر کا ہونا یہی نفاق ہے خدا تو بغیر لباس و بالباس ہر طرح پہچان سکتا ہے اب لباس سے یا دُنیا کو دکھانا مقصود ہے (تو ریا ہے) اگر یہ بھی ہو تو نفاق ہے الصفاء من اللہ تعالیٰ انعام واکرام والصوف لباس الانعام۔ یہ لوگ تو مکر و فریب کو ذریعہ قربت بنانا چاہتے ہیں اور مشائخ اس کو خلعت الٰہی جانتے تھے اس لئے پیوند پوشی کا حکم دیتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لباس معصیت کے خیال کو شرم اہل دُنیا سے پورا نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ لغزش قدم میں طعن دُنیا کا خیال ہوتا ہے۔ غرض لباس پیوند زینت خواص و ذلت عوام ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے النعم للعوام وحوش البلاد للخواص کیونکہ عوام نے تو اس لباس کو طلب ریاست کا وسیلہ بنایا ہے خوب کہا ہے نعم المرتعۃ قمیص الوفاء لا

ھل الصفا و سر بال السرور ۷ ھل الفرد دا ور یہ بھی ایسے لوگوں کیلئے ایک حجاب ہے عجیب بات ہے کہ یہی لباس ایک کے لئے صفا و عطا اور دوسرے کے عطا و حجاب ہے لیکن ان لوگوں کے لئے یہی امید وار نجات ہوں جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا من تشبہ قوما فھو منھم ان سب کے انسان کو طلب و تحقیق اور ترک رسوم لازم ہے۔ اس لئے کہ انسانیت خود حجاب ربوبیت ہے اور یہ حجاب بغیر دور احوال کے نہیں اُٹھ سکتا اور صفا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور صفا فنا ہے اور فانی الصفت کے لئے لباس و نام سب بیکار ہے ؏

**فصل** شرائط مرقعات میں سے ایک یہ فراغت ہے۔ اس میں دو قوم ہیں کہ جامہ اصلی پر حسب ضرورت پیوند لگائے جائیں۔ بعض کے نزدیک اُن کو درست سینا چاہیئے بعض کے نزدیک نادرست سینا لازم ہے۔ درست سینے کو بعض راستی معاملات فقر جانتے ہیں۔ لیکن میں نے (علی ابن عثمان غلابی) ابو القاسم گرگانی سے ایک روز سوال کیا کہ فقیر کو کم از کم کیا چاہیئے۔ تو اُنھوں نے کہا تین چیزیں۔

(۱) پیوند سیدھا لگانا جانتا ہو۔

(۲) کلام صدق کا سننا (سمجھنا) جانتا ہو۔

(۳) کم از کم تین قدم زمین پر سیدھے رکھ سکتا ہو۔

اس سوال کے وقت اور فقرا بھی موجود تھے۔ جن میں اس کلام سے جاہلانہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض تو کہنے لگے کہ فقیر خود عین راستی ہے اور ہر ایک کو بات سمجھ جانے کا گھمنڈ تھا۔ غرض جب اپنی اپنی کہہ چکے تو میں نے بھی جو کچھ سمجھے تھے بیان کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ سیدھا پیوند لگانا صحبت فقر پر منحصر ہے۔ اگرچہ کیسا ہی پیوند کیوں نہ لگائے اور کلام راست کا سننا یہ ہے کہ گوش

حال سنے و باندازہ وجدان عمل کرے اور پائے راست یہ ہے کہ ہر قدم میں جدائیت ہو نہ کہ لہو و لعب و رسم کسی نے میرے اس کلام کو شیخ تک پہنچایا۔ اُنہوں نے لکھا اصحاب علی خیر اللہ پیوند پوشی سے مونث دنیا کی کمی اور صدق فقر مراد ہے حضرت عیسےٰ کا لباس پیوند کار آخر آسمان پر پہنچایا گیا۔ کسی نے اُسی لباس کو خواب میں دیکھا۔ اُس کا ہر پیوند نجم صبح کے مانند چمک رہا تھا۔ حضرت عیسےٰ سے اس نورانیت کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ ہر پیوند میں نے اپنی بے چینی پر لگایا ہے اور یہ نور میرے اضطرار کا عوض ہے ماوراء النہر میں ایک بوڑھے آدمی کو میں نے دیکھا کہ وُہ ایسی چیز طعام و لباس کے کام میں لاتا تھا جو لوگ پھینک دیتے تھے مرد الرود میں ایک اور بزرگ تھے کہ اُن کے سجادہ میں اسقدر پیوند تھے کہ اُن کی آڑ میں بچھو نے بچے ہوئے تھے۔ خود میرے شیخ نے پچاس برس ایک خرقہ پیوند لگا کر استعمال کیا۔ اہل عراق میں دو بزرگ ایک صاحب مشاہدہ و دوسرے صاحب مجاہدہ تھے۔ صاحب مشاہدہ زندگی بھر صرف وُہ لباس پہنا کئے جو بحال سماع میں درویش پھاڑ ڈالتے تھے اور صاحب مجاہدہ وُہ لباس پہنا کئے جو حال استغفار میں فقرا سے پھٹ جاتا تھا۔ محمد بن حنیف اُوپر لباس بلاس پہنتے تھے اور نیچے لباس سفید ہوتا تھا اور ہر چالیسویں روز ایک زبردست تصنیف کا اضافہ کرتے تھے اسی زمانہ میں محمد بن ذکری بھی تھے۔ جو لباس پیوند کبھی نہ پہنتے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ پیوند پوشی کسے چاہیئے۔ اُنہوں نے کہا محمدؒ بن حنیف کو جو لباس نرم زیر پلاس پہنتے ہیں +

**فصل**۔ شعار درویشی کو ترک نہ کرنا چاہیئے اور اُنہیں کا لباس اختیار کرنا چاہیئے۔ لباس پشمین بعض اہل بدعت کا لباس ہے اس کا ترک اگرچہ بہتر ہے مگر میں نے (علی ابن عثمان) یہ عادت کر لی ہے کہ جو کچھ ہو اسکو

پہنے اور اکثر مشائخ نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسے احمد بن خضرویہ ابو یزید سے ملاقات کے وقت قبا پہنے ہوئے تھے بادشاہ شجاع ملاقات ابوحفص میں قبا سے آراستہ تھے۔ اصل یہ ہے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہے جس کی عادت ہو جائے وہ داخل طبیعت ہو جاتی ہے اور طبیعت حجاب ہے۔ لہٰذا ترک عادت ہوتی رہے اسلئے آنحضرت نے فرمایا خیر الصیام صوم اخی داؤد چونکہ حضرت داؤد ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز افطار فرماتے تھے دونوں صورتوں کی عادت نہ تھی۔ یہی صورت ابو حامد دوستان مروزی کی تھی کہ وہ لباس میں تاکید نہ کرتے تھے۔ اور اس وقت بھی مو یدغزنوی کا یہی طریقہ ہے۔ الباس نیلگون کا استعمال اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ فقرا کے لئے سیاحت ضروری ہے اور سفر میں لباس سفید ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے یہ رنگ مقرر کیا گیا۔ دوسرے فقرا کیلئے حصول خراب مقصود سے دنیا یا تاخیر وصال دیا فوت وقت کا سوگ بھی اسی لباس سے پیدا ہے۔ ایک فقیر سے کسی نے یہی سوال کیا۔ فقیر نے جواب دیا کہ آنحضرت نے حضرت تین چیزیں میراث چھوڑی تھیں تیغ وعلم وفقر۔ تیغ شاہوں نے پائی اور بے محل استعمال کی علما نے علم پایا اور فقط پڑھا دینا اس کا اصل مقصد سمجھے اور فقر فقیروں کو ملا اور انہوں نے اس کو ذریعہ غنا معین کیا ہیں ان تینوں کی سوگواری میں یہ لباس پہنے ہوں یونہی شیخ مرتعش نے بغداد میں ایک دروازے پر پانی مانگا ایک دوشیزہ لڑکی نے پانی دیا مگر جب شیخ کا دل خود پانی ہو چکا تھا۔ شیخ دروازے پر بیٹھے رہے یہاں تک کہ صاحب خانہ آیا اس سے حال کہا ان سے اپنی لڑکی سے عقد کر دیا۔ چونکہ وہ صاحب دولت تھا اس لئے حمام ہوا لباس عمدہ پہنایا گیا لباس پیوند کی گئی اس کی سزا میں لباس لے لیا گیا۔ اب اگر دوسری نظر طلب آشنائی شیخ کی جائے گی تو خلعت محبت باطن سے لے لیا جائے گا۔ لہٰذا الیا

لباس جس پر رضائے خدا منحصر اور حفاظت دین معین ہو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ پیوند پوشی اگرچہ دوہی قسم کے لوگوں کے لئے ہے تارک الدنیا و مشتاق مولی مشائخ مریدوں کو پہلے تین طرح سے آزما لیتے تھے تو مرید کیا کرتے ایک سال خدمت خلق کے لئے مرید وقف ہوتا تھا اور خدمت خلق کی شرط یہ ہے کہ عامہ خلق کو اپنا مخدوم اور اپنے نفس کو خادم جانا جائے۔ دوسرے سال خدمت حق تھی۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ حرص دنیا و آخرت سے پاک ہو کر پرستش پروردگار کرے۔ تیسرے سال مراعات دل تھی یعنی مرتبہ انس تک پہنچکر مقامات غفلت سے بچتا رہے۔ ان شرطوں میں پورا اترنے کے بعد لباس پیوند پہنایا جاتا تھا جس میں گریبان تنگ تقلید کو چاک اور دامن تحقیق کو دراز کرنا ضروری تھا۔ اور پیوند پوشی اس کے ہاتھ سے ہونا چاہیئے جو خود مستقیم الحال اور مرید کے باطنیات سے واقف ہو یہ جانتا ہو کہ مرید راجعین میں سے ہے یا واقعین و بایقین ہے۔ اس لئے کہ شیخ طبیب روح ہے اور جب طبیب مرض و مریض سے نا آشنا ہوگا ہمیشہ ہلاکت کا سامنا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ پیوند پوشی کی شرط یہ ہے کہ کفن سمجھ کر پہنا جائے کیونکہ کفن پہننے والا خواہشات سے دور ہوتا ہے۔ خرقہ پوشی میں اکثر تصنیفیں ہیں جیسے ابو معمر اصفہانی کی تصنیف یا اسرار الخرق وغیرہ مگر یہ مقام قابل ذکر نہیں ہے۔ خرقہ پوشی وہ چیز ہے کہ اگر اس کا پہننے والا چشم شفقت سے غیر کو دیکھ کے اپنا کرلے اگر اس کو گنہگار رہن لے ولی ہو جائے میں اپنے شیخ کے ساتھ آذربائیجان میں جارہا تھا کہ دو خرقہ پوشوں کو ایک خرمن گندم پر دامن پھیلائے بھیک مانگتے دیکھا۔ ان کو دیکھ کر شیخ نے یہ آیت پڑھی اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت

تجارتهم وما کانوا مهتدین میرے دریافت پر شیخ نے کہا کہ دراصل شیخ کی حرص کثرت مریدان اور مریدوں کی حرص دنیا داری کا یہ نتیجہ ہے شیخ جنید باب الطلق پر ایک حسین یہودی کو دیکھ کر دعا کی کہ الٰہی یہ ہم میں سے ہو جائے چنانچہ وہی انہی کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ولی ہو گیا۔ شیخ ابو علی سیاہ سے کسی نے پوچھا کہ خرقہ کس کے لئے زیب ہے۔ جواب دیا کہ جو بارگاہ الٰہی میں حضور رس ہو اور جس کو تمام امور و احکام سے واقف کر دیا جاتا ہو۔ لہذا خرقہ پوشی نشان صلح و خیر و فقر ہے +

(آگے دیکھو صفحہ ۱۹)

تقریباً ۸۰ صفحہ۔ تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت مجلد تین روپے (سے۳ر) بلاجلد (عہ۲/۸ر)

## اُردوئے معلّٰی

یہ مرزا غالب کے اُن تمام رقعات کا مجموعہ ہے جو اب تک مختلف صورتوں میں طبع ہوئے ہیں بلکہ اُن میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً دو نئے رقعے نواب سیّد سجّاد مرزا صاحب کے نام اور آخر کتاب میں چند رقعے سیّد غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم کے نام کے بطور ضمیمہ درج کئے گئے ہیں۔ جو اب تک کہیں نہیں چھپے تھے۔ کتاب کے شروع میں مرزا صاحب کے حالات و خصائل پر ایک دیباچہ ہے جو ادیب سے نقل کیا گیا ہے۔ آخر میں قدر بلگرامی مرحوم کے رقعے جو بطور ضمیمہ اضافہ کئے گئے ہیں اُن کے شروع میں چند صفحوں کا دیباچہ شیر محمد صاحب سرخوش نے تحریر فرمایا ہے۔ اس دیباچہ میں مرزا صاحب کے مکتوبات اور اُن کے طرز تحریر سے بحث کی گئی ہے۔ پہلے حصّہ کے ختم پر ڈاکٹر اقبال کی وہ نظم ہے جو انہوں نے مرزا غالب پر لکھی تھی۔ قیمت عہ۲/۸ر مجلد سے۳ر

## نقشِ بدیع

یعنی جدید لغات محاورات پارسی کا زبردست اور گرانقدر ذخیرہ مؤلفہ مولوی وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی (منشی فاضل) رامپوری بہ تصحیح و نظرثانی عالیجناب پروفیسر سید اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نقش بدیع اپنی قسم کی پہلی اور بہترین کتاب ہے۔ اور بیسویں صدی کی فارسی کی اس سے بہتر مجموعہ لغات و محاورات کا دستیاب ہونا منجملہ محالات ہے نقش بدیع تقریباً ایسے سات ہزار جدید لغات و محاورات کا گنجینہ ہے۔ جو لغت کی مروجہ کتابوں میں نہیں ملتے۔ اور نئی فارسی میں عام طور پر مستعمل ہیں۔ آخر میں تین ضمیمے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ اس امر کا بھی التزام کیا گیا

ہے۔ کہ ایسے سینکڑوں الفاظ جو انگریزی۔ فرانسیسی۔ رُوسی۔ ترکی اور دیگر اجنبی زبانوں سے فارسی میں شامل ہو گئے ہیں اُن کا ماخذ بتلایا جائے ضخامت سوا دو سو صفحہ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے .. (۱؍۸؍)

| نام کتاب | نام مصنّف | مضمُون | قیمت |
|---|---|---|---|
| پیام مشرق | علامہ اقبال | در جواب دیوان شاعر المانوی گوئٹے بزبان فارسی مجلد | ۱؍۳ |
| اسرار و رموز | ″ ″ | بزبان فارسی ہر دو یکجا۔ خودی اور خودداری کے سبق مجلد | ۱؍۸ |
| طلُوع اسلام | ″ ″ | وُہ نظم جو ڈاکٹر صاحب نے انجمن کے اڑتیسویں سالانہ جلسہ میں پڑھی | ۴؍ |
| فریاد امت | ″ ″ | مشہور و مقبُول نظم .. | ۳؍ |
| نالۂ یتیم | ″ ″ | ″ ″ ″ ″ | ۲؍ |
| چُپ کی داد | مولانا حالی | ″ ″ ″ ″ | ۲؍ |
| شکوۂ ہند | ″ ″ | ″ ″ ″ ″ | ۲؍ |
| مُسدّس حالی | ″ ″ | ″ ″ ″ ″ | ۸؍ |
| زہر عشق | مرزا شوق لکھنوی | ″ ″ | ۴؍ |
| لمعات اوج | اوج گیاوی | ″ ″ | ۶؍ |
| مرد خسیس | مرزا جعفر قراچہ داغی | ″ ″ | ۱۲؍ |
| حکیم نباتات | ″ ″ | ″ ″ | ۱۴؍ |

# کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس عالی، مجلس اعلیٰ، مجلس انتظامی و مجلس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و کارکنان و عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلباء [illegible] جمع شدہ دو کتابیں بی۔ اے۔ اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے۔ ال ال۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلب [illegible] حساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب دیرانہ لیا جائے گا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں کارِ جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

رسالے کی کتابیں [illegible]

[illegible] فقط